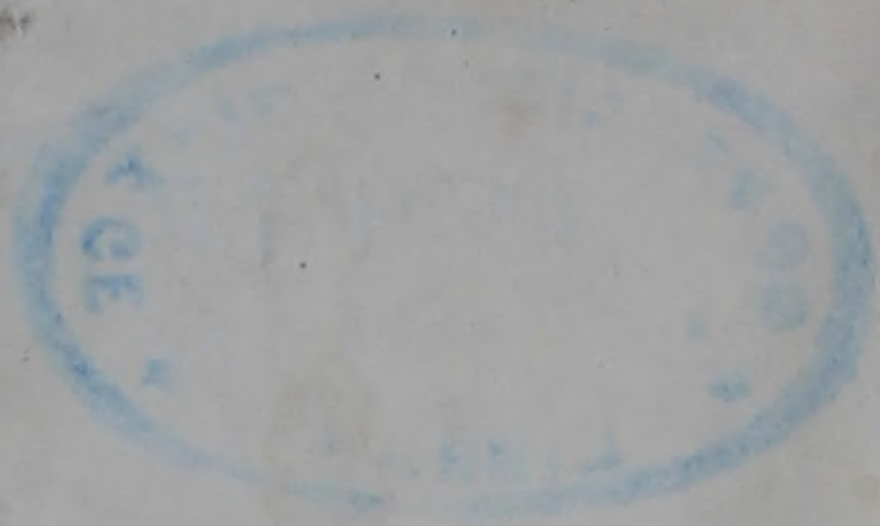
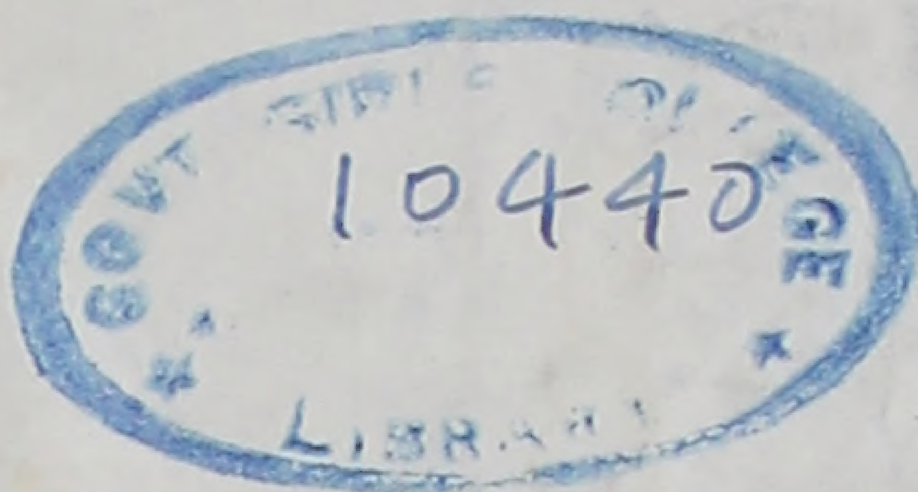
قافلۂ حجاز



تعداد : پانچسو

قیمت : بارہ روپے



ناشر:

تاج پبلشنگ ہاؤس
پوسٹ بکس ۱۶۵۱،
دہلی ۶

[illegible] انڈیا لیتھو پریس دہلی

قافلۂ حجاز

ہم تیری ہی عبادت
کرتے ہیں اور تجھی
سے مدد کے طالب ہیں
اے اللہ —
ہم کو سیدھی راہ چلا
(قرآن حکیم)

نسیم حجازی

عرضِ ناشر

● عرصہ ہوا میں نے 'قافلہ حجاز' پیش کرنے کا وعدہ کیا تھا، اسی اثناء میں میں نے ایک کوشش بھی کی تھی لیکن نتیجہ میں "قافلہ حجاز" کی بجائے 'قیصر و کسریٰ' پیش کر سکا، جیسا کہ میں اپنی تصنیف 'قیصر و کسریٰ' میں عرض کر چکا ہوں وہ کتاب میں نے اسی نیت سے شروع کی تھی کہ میں 'قافلہ حجاز' پیش کر سکتا لیکن موضوع کے اعتبار سے اس کتاب کا موزوں ترین نام قیصر و کسریٰ ہی ہو سکتا تھا۔
میں قیصر و کسریٰ کے پیش لفظ میں یہ باتیں عرض کر چکا ہوں، اور یہ وعدہ کر چکا تھا کہ آئندہ 'قافلہ حجاز' پیش کروں گا خدا کا شکر ہے کہ میں اب اپنا وعدہ پورا کرتے ہوئے 'قافلہ حجاز' پیش کر رہا ہوں۔

گر قبول افتد زہے عز و شرف

نسیم حجازی
ایبٹ آباد، لاہور

انتساب

"اُن قافلہ سالاروں کے نام
جن کے نقوشِ قدم سے حق و
صداقت اور فتح و کامرانی
کی شاہراہ تعمیر ہوئی ہے"

نسیم حجازی

دوشیزۂ صحرا

نوجوان سادہ لوح اور سادہ دل لڑکیاں جن کا قدرتی حسن بناؤ سنگار سے ناآشنا تھا اور جن کی فطری شوخیاں ناز و انداز اور عشوہ و غمزہ کے تصنع سے پاک و صاف تھیں، نشیب میں واقع نخلستان کے چشمہ سے چھوٹے چھوٹے چرمی مشکیزے پانی سے بھرے ہوئے اپنے خیموں کو واپس جا رہی تھیں۔ وہ خود ہی کچھ سوچتیں، مسکراتیں، آپس میں ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کرتیں اور پھر سب کھل کھلا کر ہنس پڑتیں تو ایسا معلوم ہوتا کہ ریگزاروں سے کوئی چشمہ پھوٹ نکلا ہے یا آبشار گر رہے ہیں۔ عامر کو جو اپنے گرد و پیش سے بے خبر کچھ سوچ رہا تھا اور اپنے خیالات میں کھویا ہوا بیٹھا تھا معصوم قہقہوں کی شوخیوں نے چونکا دیا۔ اس نے ان دوشیزگان صحرا کو دیکھا تو دیکھتا ہی رہ گیا۔ یہ لڑکیاں کچھ فاصلہ پر ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں پر چڑھتی اترتی اپنے خیموں کی طرف بڑھ رہی تھیں۔ غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی آخری کرنوں نے ان کے سرخ و سفید چہروں پر قدرتی غازہ مل دیا تھا اور ان کی سیاہ زلفوں پر سنہرا عکس پڑ رہا تھا۔ ان کے لباس صاف و سادہ اور ڈھیلے ڈھالے تھے۔ چشمہ سے

پانی لینے اور کاندھوں پر مشکیزے اُٹھانے کی وجہ سے انکی ڈھیلی ڈھالی آستینوں دگھٹنوں سے نیچے تک لٹکتے ہوئے قباؤں کے دامن کے کچھ حصّے پانی سے بھیگ گئے تھے۔ ریگزار پر دُور تک پھیلے ہوئے ان کے طویل سائے بھی ان کی رفتار کے ساتھ سمٹتے اور پھیلتے جا رہے تھے۔

عامر نے سنا کہ وہ لڑکیاں ہلکے ترنم کے ساتھ کچھ گنگنا بھی رہی تھیں۔ کافی فاصلہ تھا کی وجہ سے ترنم کبھی ڈوبتا اور کبھی اُبھرتا سنائی دیتا ان کے ترانہ کا مفہوم کچھ اس انداز کا

"ہم دوشیزہ صحرا ہیں۔ ہماری پرورش سبزہ زاروں میں ہوئی ہے

ہمارا حسن سبزہ زاروں کی ملاحت ہے۔

ہماری جوانی کبھی بادِ صبا ہے اور کبھی بادِ سموم

ہم ریگزاروں کو عبور کرکے نخلستانوں میں در آتے ہیں

ہماری بھیڑوں اور ہماری بکریوں کے گلّے

ہمارے ساتھ تپتی ہوئی ریت پر چل کر

ایک کے بعد دوسرے سبزہ زاروں میں

پہونچ کر آسودگی حاصل کرتے ہیں۔

ہماری پرورش سبزہ زاروں ہی میں ہوگی

ہم دوشیزہ صحرا ہیں........"

ترنم فضاؤں میں تحلیل ہوتا گیا اور حسین جلوے خیموں کی اوٹ میں چھپتے چلے گئے۔ عامر دُور خیموں کے درمیان متحرک سایوں کو دیکھ رہا تھا کہ قریب ہی کھنکارنے کی ایک بھاری آواز نے اس کو چونکا دیا۔

قبیلہ کا سردار عامر کے قریب کھڑا مسکرا رہا تھا۔ سردار ایک لحیم شحیم تنومند انسان تھا

کشادہ چہرہ، چوڑا جبڑا اور سیاہی مائل گندمی رنگ نے اس کی وجاہت اور رعب داب میں اور اضافہ کر دیا تھا۔ سردار کی شخصیت سے یہ اصول پوری طرح واضح ہو رہا تھا کہ "جس کی لاٹھی اس کی بھینس" کے اصول ہی پر قبیلوں کی سرداری حاصل کی جاتی تھی۔ وجاہت کے ساتھ مہمان نواز مسکراہٹ اور خندہ پیشانی سردار کی شخصیت کو اور زیادہ جاذب توجہ بنا رہی تھی۔ سردار نے عامر کے پاس فرش پر بیٹھتے ہوئے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ آپ کل صبح سے پہلے روانہ نہیں ہو سکتے۔ رات آپ کو ہمارے ہی یہاں بسر کرنی ہو گی۔۔۔۔۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد سردار نے انتہائی متواضع تبسم کے ساتھ کہا۔ بھائی! اس معاملہ میں ہم مجبور ہیں، اگر آپ ہماری مہمانی کو ٹھکرا کر رات کی تاریکی میں اس لق دق ریگزار میں بھٹکتے پھریں گے تو دوسرے قبائل اس واقعہ کو سن کر ہم کو کیا کہیں گے۔ ہمارا قبیلہ جو آج تک سرنام ہے ان کی نگاہوں میں گر جائے گا۔ اور وہ ہم کو حقارت سے دیکھنے میں حق بجانب بھی ہوں گے۔ کیوں کہ جو مہمان نوازی بھی نہ کر سکے اس کی توقیر ہی کیا۔ بھائی عامر! کیا آپ ہمارے قبیلہ کو رسوا اور بدنام کرنا پسند کریں گے، اور بخوشی ہماری مہمانی قبول نہ فرمائیں گے

عامر نے کسی ہچکچاہٹ کے بغیر جواب دیا۔ میں آپ کی مہمانی کو ہرگز ہرگز رد نہیں کر سکتا۔ یہ میری انتہائی خوش نصیبی ہے کہ مجھے اپنے چند بھائیوں کے ساتھ ایک رات بسر کرنے کا موقع مل رہا ہے۔ لیکن میں اسلامی لشکر کا ایک سپاہی ہوں اور مجھے جلد از جلد اپنے ہیڈ کوارٹر پر پہنچ جانا چاہیئے۔

سردار نے کہا۔ میرے بھائی۔ میرے دل میں اسلامی لشکر کی عظمت بھی ہے اور میں ایک ذمہ دار فوجی کے فرائض کو بھی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ لیکن میں ایک حقیقت اور بھی جانتا

ہوں جس سے شاید آپ ابھی تک واقف نہیں ہیں۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ آپ ساری رات اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے رہنے کے بعد بھی صبح تو اسلامی لشکر کے ہیڈکوارٹر تک نہ پہونچ سکیں گے۔ مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ اسلامی لشکر کا پڑاؤ اس وقت حیرہ میں ہے وہ یہاں سے ایک دن یا ایک رات کی مسافت سے بھی زیادہ فاصلہ پر ہے اور پھر سفر بھی ایسا ہے کہ ایک بھی غلط قدم آپکو کسی بھی دور دراز خطرناک مقام تک پہونچا سکتا ہے۔ اس لئے میرا مشورہ یہی ہے کہ آپ رات ہماری بستی میں آرام سے بسر کریں۔ صبح سویرے ہی ہم اپنے آدمیوں کے ساتھ اُس مقام تک پہنچا دیں گے جہاں سے آپ کسی طرف بھٹکے بغیر آسانی کے ساتھ اپنے ہیڈکوارٹر تک پہونچ جائیں گے۔

عامر نے جواب میں صرف اتنا ہی کہا۔ "خیر۔ جیسی آپ کی مرضی۔ سفر کی کیفیت بھی تو آپ ہی کی موافقت کر رہی ہے۔

سردار نے خوش ہو کر عامر سے کہا۔ مرحبا۔ مرحبا۔ بہت بہت شکریہ میرے بھائی! اچھا اب مجھے اجازت دیجئے کہ میں کچھ کھانے پینے کا انتظام کرلوں اور اتنا کہتا ہوا سردار سامنے کے خیموں کی طرف چلا گیا۔

سردار کے چلے جانے کے بعد عامر اپنے خیمہ کے اندر گیا۔ خیمہ سے لٹکا ہوا مشکیزہ اُتار کر باہر لایا اور وضو کر کے مغرب کی نماز میں خشوع وخضوع کے ساتھ مشغول ہو گیا نماز تمام کرنیکے بعد عامر نے ہاتھ پھیلا کر بلند آواز میں دعا مانگنی شروع کی۔ دعا کے ہر ہر لفظ سے یہ ظاہر ہو رہا تھا کہ اس کا ظاہر و باطن کس قدر یکساں ہے۔ عامر گڑگڑا کر بارگاہ خداوندی میں عرض کرنے لگا۔ "یا اللہ تو عالم الغیب ہے تو ہی دلوں کا مالک اور

دلوں کے رازوں سے واقف ہے، تو اچھی طرح جانتا ہے کہ میں نے ایک اسلامی مجاہد ہونے ہوئے اپنی ذمہ داریوں سے انحراف یا اپنے فرائض کی انجام دہی سے گریز پائی نہیں کی ہے۔ ہمارے سپہ سالار حضرت خالد نے ہم سب کو اجازت دے رکھی ہے کہ جب تک جہاد شروع نہ ہو اس وقت تک ہم گرد و نواح کے علاقوں میں سیر و شکار کے لئے پھر سکتے ہیں۔ میں سپہ سالار کی اجازت ہی سے شکار کے لئے نکلا تھا اور راستہ بھٹک کر صحراؤں میں مارا مارا پھرا۔ اے رحیم و کریم تو نے ہی اس وقت میری مدد فرمائی، جب میرا گھوڑا پیاس کی شدت سے نڈھال ہو رہا تھا اور جب تشنگی سے میرے حلق میں کانٹے پڑ گئے تھے۔ تیرے رحم و کرم نے اس وقت مجھے اس نخلستان میں پہنچا دیا جہاں میں نے اپنا حلق تر کیا۔ اور میرا گھوڑا سیراب ہوا۔ اے میرے پروردگار! میں جلد سے جلد اسلامی لشکر تک اپس پہونچنا چاہتا ہوں تو میری مدد فرما اور مجھ کو صحیح راستہ پر ڈال دے۔

عامر نے دعا ختم کی تو دیکھا کہ سردار کھڑا ہوا اس کا انتظار کر رہا تھا۔ سردار کے ہمراہ عامر مختلف خیموں کی قطاروں سے گزرتا ہوا بیچوں بیچ میں لگے ہوئے ایک وسیع خیمے میں پہونچ گیا۔ جہاں بھیڑوں کا بھنا ہوا گوشت، جو کی موٹی روٹیاں، سرکہ کھجوریں اور بکری کا دودھ کافی مقدار میں موجود تھا۔ عامر قبیلہ کے دوسرے لوگوں اور سردار نے ایک ساتھ بیٹھ کر بڑے ذوق کے ساتھ کھانا شروع کیا۔ شکم سیر ہو جانے کے بعد قبائلی اپنے اپنے خیموں کو چلے گئے اور سردار عامر کو اس خیمہ تک خود پہونچانے آیا جو اس رات کیلئے عامر کے قیام کی غرض سے مخصوص کر دیا گیا تھا۔ اور اسی خیمہ کی چوب سے عامر کا گھوڑا بھی بندھا ہوا تھا۔

جب سردار عامر کو اسکے خیمہ تک پہونچا کر رخصت ہو گیا تو عامر خیمہ کے اندر گیا اور بستر بچھا کر آرام کی غرض سے لیٹ گیا۔ دن بھر کی تکان کے باوجود عامر کو دیر تک نیند نہ آئی اور عالم تصور میں وہ سہ پہر کے واقعات کو دہرانے لگا، وہ خیمہ کے دروازہ کے باہر کبھی نزدیک اور کبھی کچھ دور گزرتے ہوئے قبائلیوں کو دیکھتا اور سوچتا کہ ہر ایک قبائلی کی للچائی ہوئی نگاہ اسکے خیمہ پر ایسی پڑ رہی تھی جیسے اس خیمہ کے اندر ان کے لئے مالِ غنیمت موجود ہو۔ عامر ان قبائلیوں کی حریص نگاہوں میں شرارت کی چمک اچھی طرح دیکھ رہا تھا اور اسی کے پس منظر میں اسکا ذہن کے مختلف پہلوؤں پر سوچنے کیلئے مجبور تھا۔ وہ بڑی دیر تک قبائلیوں کو اکا دکا گزرتے دیکھتا رہا۔ اور سوچتے رہا۔ اس کی نگاہوں میں وہ منظر بھی پھر گئے۔ جب اس نے نخلستان سے خیموں کی طرف نوجوان لڑکیوں کو کاندھوں پر مشکیزے لئے ہوئے ایک دوسرے سے چھیڑ چھاڑ کرتے، مسکراتے، لجاتے، ہنستے اور ترانے گاتے ہوئے گزرتے دیکھا تھا لیکن اسکی نگاہوں نے اسکے تصور کے پردہ میں ان میں سے صرف ایک ہی شکل محفوظ کر رکھی تھی اور نوجوان لڑکیوں کے جھنڈ میں سے وہی ایک شکل بار بار تصور کے پردہ سے نکل کر عامر کی نگاہوں میں پھر جاتی اور پھر مایوسی کے ساتھ اسکے تصورات کے پردوں کی تہوں میں کھو جاتی۔ ہنستی گاتی مسکراتی اور چھیڑ چھاڑ کرتی ہوئی لڑکیوں میں وہی ایک شکل تھی جس پر مایوسی جھلک رہی تھی جسکی آنکھوں میں حزن و ملال اور جسکے چہرہ پر غم و اندوہ کے تاثرات جھلک رہے تھے وہ کسی سے چھیڑ چھاڑ بھی نہیں کر رہی تھی اور جب لڑکیاں اس کو چھیڑتیں تو وہ ایک پھیکی مسکراہٹ سے ان کی طرف دیکھ کر خاموش ہو جاتی اور گردن جھکا لیتی، گویا وہ زبانِ حال سے ان لڑکیوں سے کہہ رہی تھی کہ

نہ چھیڑ اے نکہتِ بادِ بہاری راہ لگ اپنی
تجھے اٹکھیلیاں سوجھی ہیں ہم بیزار بیٹھے ہیں

اس مایوس شکل میں عامر کے لئے کشش کی ایک خاص بات یہ تھی کہ جب بھی عامر نے اس کی طرف دیکھا، اس کی نگاہیں اس سے چار ہوئیں اور ہر مرتبہ عامر نے اس کو اپنی ہی طرف دیکھتا ہوا پایا۔ وہ ان قبائلیوں ہی کی طرح عامر کیطرف دیکھ رہی تھی لیکن دونوں کے دیکھنے میں فرق تھا عامر نے جس قبائلی کو اپنی طرف دیکھتا پایا اسکی نگاہوں میں حرص وشرارت دیکھی لیکن اس نوجوان لڑکی کی مایوس نگاہوں میں عامر نے خود سپردگی اور التجا کی جھلک محسوس کی۔

قبائلیوں کی نگاہیں عامر کو ان بھوکے بھیڑیوں کی طرح گھورتی نظر آتی تھیں جو اسکو چیٹ کر جانا چاہتی ہوں۔ لیکن اس مایوس لڑکی کی نگاہیں اس خوفزدہ ہرنی کی طرح تھیں جس کا تعاقب کیا جا رہا ہو اور جو مدد کی ملتجی ہو۔ وہ نگاہیں۔ وہ چہرہ اور اس کی مایوسیاں عامر کے تصور اور عامر کی نگاہوں میں پھرتی رہیں اور اس کی آنکھیں بند ہوتی گئیں۔ اس کے خیمے سے خراٹے بلند ہونے لگے۔

رہزن

سردار کے بڑے خیمے میں تمام قبائلی اکٹھا تھے اور جامِ شراب کا دور چل رہا تھا، سردار اور تمام قبائلیوں پر شراب کا خمار اور مستی چھا چکی تھی۔ انکی آنکھیں سرخ اور انکے چہرے خوں خوار ہو گئے تھے کہ اچانک قبیلہ کے ایک بوڑھے شخص نے سردار سے کہا۔

"بس اتنی شراب نوشی بہت کافی ہے۔ آج کی رات زیادہ شراب پی کر بدمست پڑ جانے کا موقع نہیں ہے، ہمارے سامنے ایک اہم کام ہے جس کو انجام دینے کیلئے ہمیں کافی غور کرنا بھی ضروری ہے۔" بوڑھے کے خاموش ہوتے ہی سردار نے گرجدار آواز میں کہا۔

"عمِ محترم! آپکی رائے بہت صحیح ہے۔ شراب ہٹادو۔ ہمیں شراب کے بجائے غور و فکر کے سمندر میں غوطہ لگانا ہے۔۔۔۔۔۔" چند لمحوں کے توقف کے بعد سردار نے پھر کہنا شروع کیا

"ہاں بھائیو! ہمارے سامنے یہ مسئلہ ہے کہ ہمارا آج رات کا مہمان اسلامی لشکر کا ایک فوجی ہے، اور اس طرح اسکے ساتھ ہم جو بھی سلوک کریں گے وہ اسلامی لشکر کے ساتھ ہمارا سلوک سمجھا جائے گا اور اسی لئے ہم کو جو کچھ بھی کرنا ہے بڑی احتیاط کے ساتھ کرنا ہے۔ کیونکہ ہم اسلامی لشکر کے انتقام کا جواب نہ دے سکیں گے۔ یہ بات میں کسی بزدلی یا کم ہمتی کے جذبہ سے نہیں کہہ رہا ہوں بلکہ تم لوگوں کو اصل حقیقت سے مطلع کر رہا ہوں۔ یقیناً ہم میں سے ہر ایک کی خواہش ابھی کچھ دن اور زندہ رہنے کی ہو گی، اور ہم میں ہر شخص یہ چاہتا ہو گا کہ اس کی بیویاں بیوہ اور اس کے بچے یتیم نہ ہوں اور اس کا قبیلہ نیست و نابود نہ ہو جائے، اسی لئے میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں

کہ اس رات کے مہمان کے ساتھ اگر ہم نے کوئی ایسا سلوک کیا جس کو اسلامی لشکر نے قابل انتقام سمجھا تو ہمارا قبیلہ نیست و نابود ہوئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ ہم اسلامی لشکر کے عتاب سے خود کو ہرگز نہ بچا سکیں گے جبکہ لشکرِ اسلام ایران کی عظمت اور روم کی سطوت سے ٹکر لے رہا ہے اور فتح مندی و کامرانی اس کے قدم چوم رہی ہیں۔"

سردار کے خاموش ہوتے ہی ایک شخص نے جسکے چہرے پر خشونت اور درندگی نسبتاً کچھ زیادہ بھی کہا۔" ہم نے سنا ہے کہ اسلامی لشکر انصاف کے اصولوں پر عمل کرتا ہے اور کسی کے خلاف کسی ثبوت کے بغیر کوئی کارروائی نہیں کرتا۔ ہمارا آج رات کا مہمان اسلامی لشکر کا ایک فوجی ہے تو کیا ہوا ہم اسکو قتل کر کے اس کا سامان ۔ ۔ اسکی دولت ہی تو لوٹیں گے اپنے خلاف کوئی ثبوت تو فراہم نہ کریں گے۔ آخر گیدڑوں۔ چیلوں اور گدھوں کا بھی تو ہماری کمائی پر کوئی حق ہے۔ اگر اسکی دولت پر ہم قبضہ کرینگے تو اسکی بوٹیاں بھی ہم گیدڑوں چیلوں اور گدھوں کو کیوں نہ کھلا دیں گے اور پھر اس کے بعد......"

ایک اور شخص نے جسکے چہرہ سے معقولیت اور ذہانت ٹپکتی تھی جو دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں فصیح و بلیغ بھی تھا اور قبیلہ کا شاعر بھی، اسنے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔" تم یہی تو کہنا چاہتے ہو نہ کہ جب لاش گیدڑوں، چیلوں اور گدھوں کا لقمہ بنجائیگی اور ہمارے خلاف کوئی ثبوت باقی نہ رہ جائیگا تو لشکرِ اسلام ہم سے اس قتل کا انتقام نہ لیگا لیکن میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اسلام کے لشکری عالم الغیب پر بھروسہ رکھتے ہیں اور وہ ان کو ثبوت فراہم کر دیتا ہے،

بہت سی آوازیں ایک ساتھ بلند ہوئیں۔" یہ شاعری کا موقع نہیں ہے۔ اس وقت ہمیں ذہنی غذا نہ چاہیئے ہم شکم پروری کی باتیں کر رہے ہیں آخر ہماری گذر اوقات رہزنی اور لوٹ مار

ہی پر تو ہے، اگر ہم اسی طرح ڈر کر لوٹ مار چھوڑ دیں گے تو ہم بھوکوں مر جائینگے اور ہم ایڑیاں رگڑ رگڑ کر مرنا ہرگز پسند نہیں کرتے۔ ہم اس رات کے مہمان کو ابھی قتل کر دینگے اور کئی قبائلیوں نے نیام سے اپنی تلواریں باہر کھینچ لیں اور کھڑے ہو گئے۔

سردار نے ان لوگوں کو تلوار نیام میں کر لینے اور بیٹھ جانے کو کہا اور پھر گویا ہوا عجلت سے کام نہ لو۔ یہ معاملہ واقعی خطرناک ہے۔ ایک شخص کو قتل کر دینا یقیناً نہ تو مشکل ہے اور نہ بہادری، جس کے لئے ہم فخر حاصل کرنے میں عجلت کریں۔ ہم اسکی لاش کو بھی ٹھکانے لگا سکتے ہیں، لیکن میرا دل کہتا ہے کہ اگر ہم نے ایسا کیا تو اسلامی لشکر ہمارے جرم کا سراغ ضرور لگا لیگا اور اسکے بعد ہمارا انجام ظاہر ہے۔

بوڑھے اور سنجیدہ قبائلی نے ایک بار پھر گفت و شنید میں مداخلت کی اور کہا۔ میرا بھتیجہ ٹھیک ہی تو کہہ رہا ہے اور پھر وہ تمہارا سردار ہے تمہاری حفاظت کی تمام ذمہ داری اور قبیلہ کی زندگی اور وقار کے تحفظ کا فرض بھی تو اسی کے کاندھوں پر ہے۔ میں یہ نہیں کہتا کہ تم خواہ مخواہ اسکی بات کو مان ہی لو لیکن دلیلوں پر غور کرو۔ اور اس کے نتیجہ میں جو فیصلہ کرو، اس پر عمل درآمد کرو۔

گہری نیند سے اچانک عامر کی آنکھ کھلی تو اس نے دیکھا کہ کوئی اسکے قریب ہی بیٹھا ہوا اسکو جھنجھوڑ رہا ہے۔ عامر نے آنکھیں مل کر دیکھا تو یہ دیکھکر اسکی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اسکے پاس ہی مایوس شکل والی لڑکی بیٹھی ہوئی تھی جسکی نگاہوں کو وہ سہ پہر کے وقت کئی بار اپنی طرف نگراں دیکھ چکا تھا۔ اور اس وقت بھی اس کی نگاہیں عامر کی نگاہوں میں پیوست ہو گئیں۔

جا رہی تھی ۔ پہلے سے زیادہ خود سپردگی اور پہلے سے زیادہ مایوسیوں کے ساتھ ۔
عامر گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور اس نے لڑکی سے ایک ساتھ کئی سوال کر ڈالے ۔ تم کون ہو، تم یہاں کیوں آئی ہو ۔ تم نے مجھے سوتے سے کیوں جگایا ۔ تم کیا چاہتی ہو ۔
لڑکی نے سرگوشیوں میں ان تمام سوالوں کا جواب مختصر دیتے ہوئے عامر سے کہا ۔ ذرا دھیرے بولئے ، میں آپ کے لئے اجنبی ہوں لیکن میری نگاہیں آج سہ پہر سے آپ کو بتا رہی ہیں کہ میں اسوقت یہاں کیوں آئی ہوں ۔
عامر گھبرا کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا ۔۔ خدا کے لئے رحم کرو اور اپنے خیمہ میں واپس چلی جاؤ ۔ میں سمجھونگا یہ بھی میں نے ایک خواب ہی دیکھا ہے اور میں اپنا یہ خواب کسی سے بیان کر کے تمہیں کبھی رسوا نہ کروں گا اور زندگی بھر اسی خواب کی لذت سے لطف اندوز ہوتا رہوں گا ۔ میرے لئے اتنا ہی بہت ہے ۔ جاؤ ۔ خدا کے لئے جلدی کرو ۔
لڑکی نے عامر کے برابر کھڑی ہوتے ہوئے کہا ۔ ایسی جذباتی باتیں کرنے کے لئے تو زندگی پڑی ہے ۔ اور میں آپ سے وعدہ کرتی ہوں کہ میں آپ کی جذباتی باتیں ہمیشہ ذوق وشوق سے سنتی رہوں گی یہاں تک کہ آپ خود ہی کہتے کہتے تھک جائیں گے ۔ لیکن اسوقت یہ جذباتی باتیں کرنے کا وقت نہیں ہے ۔ اس وقت میں ایک بہت ہی ضروری بات کہنے آئی ہوں ۔ اور وہ یہ کہ آپکی زندگی خطرہ میں ہے ۔ یہ قبائلی لٹیرے ہیں ۔ لشکر اسلام کے خوف سے انھوں نے ابھی تک آپ پر حملہ نہیں کیا ۔ لیکن اب وہ آپکو قتل کرنیکا مشورہ کر رہے ہیں ۔ ان میں رائے تقسیم ہوگئی ہے وہ دو گروہ میں بٹ گئے ہیں ۔ ان میں سخت بحث مباحثہ جاری ہے ۔ خدا کے لئے قبل اس کے کہ وہ آپکے قتل کا فیصلہ کر کے آپ پر

حملہ ور ہوں آپ یہاں سے فرار ہو جائیے ۔ قبائلیوں کی تعداد کم و بیش پانچسو ہے اور ان سے تنہا آپ کا مقابلہ جوانمردی یا بہادری نہیں ہو گی ۔ میں آپ کی اس سے زیادہ کچھ مدد نہیں کر سکتی کہ آپکو فرار ہونے کی سہولت بہم پہنچاؤں ۔ خیمہ کے باہر ہمارے گھوڑے تیار کھڑے ہیں ۔ جلدی کیجئے وقت ضائع نہ کیجئے ۔ اتنا کہتے کہتے لڑکی عامر کا ہاتھ پکڑ کر اس کو خیمہ سے باہر لے آئی اور دونوں اپنے اپنے گھوڑوں پر بیٹھ کر تھوڑی دور ہلکی رفتار سے چلتے رہے تاکہ گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز قبائلیوں کے کانوں تک نہ پہنچے ۔ اور پھر کچھ دور نکل جانے کے بعد دونوں نے گھوڑوں کی لگامیں ڈھیلی چھوڑ دیں اور گھوڑے پوری رفتار سے سرپٹ دوڑنے لگے ۔

تقریباً ایک گھنٹہ تک دونوں گھوڑے برابر سرپٹ دوڑتے رہے ۔ لیکن اس کے بعد لڑکی کے جسم میں تکان کے آثار پیدا ہونے لگے ۔ اور اسکا گھوڑا سست پڑنے لگا ۔ عامر نے سفر کے دوران پہلی بار لڑکی کی سمت دیکھا ۔ اور اس کو اپنی ہی طرف دیکھتا پایا ۔ عامر نے جذبہ مسرت کے تحت اپنے تبسم کو روک نہ پایا اور مسکراتے ہوئے لڑکی سے کہا ۔ مجھے امید ہے کہ خیمہ میں میں نے آپ کو جو کچھ عدم واقفیت کی بنا پر کہا اس کے لئے آپ مجھے معاف کر چکی ہونگی ، آپ نے بروقت میری مدد کر کے جو احسان کیا ہے میں اس کو زندگی بھر نہ بھولوں گا ۔ آپ سے چھٹنے کا جی تو نہیں چاہتا ۔ لیکن آپ کافی تھک گئی ہوں گی اس لئے اگر آپ مناسب سمجھیں تو یہاں سے واپس چلی جائیں ۔ آپ کا اتنا احسان بہت ہے اب مجھے قبیلہ کا کوئی بڑے سے بڑا شہسوار

بھی نہ پکڑ پائے گا۔

عامر نے یہ دیکھ کر اپنا دل تھام لیا کہ جدائی کے ذکر سے لڑکی کے چہرے پر غم والم کے تاثرات زیادہ گہرے اور نمایاں ہو گئے تھے اور اسکی گہری سیاہ آنکھوں میں نمی تیرتی نظر آ رہی تھی لڑکی نے فوراً جذبات سے گھٹی ہوئی گلوگیر آواز میں جواب دیا آپ ٹھیک ہی تو کہہ رہے ہیں۔ آپ میں شہسواری میں آپکا ساتھ کہاں تک دے سکوں گی۔ میں آپ کے پاؤں کی زنجیر بھی بننا نہیں چاہتی۔ جائیے خدا حافظ۔ جتنی دور آپ کا رفاقت نصیب میں ہو گی آپ کے ساتھ چلتی رہوں گی۔ پھر آپ کی گرد راہ کے تعاقب میں گھوڑا دوڑاتی رہوں گی۔ اور پھر اس کے بعد .... لڑکی کی آواز گریہ آلود ہو کر گھٹ کر رہ گئی اور وہ آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ عامر نے دیکھا کہ اسکی پلکوں پر اشکوں کے کئی ستارے ٹوٹ کر گرنے کے لئے لرز رہے تھے۔ اسکا دل بیتاب ہو گیا اور وہ بے ساختہ کہہ اٹھا۔۔ یا اللہ مجھ پر رحم کر تو عالم الغیب ہے۔ میں جتنا دیکھتا ہوں اتنا ہی جانتا ہوں۔ اور عدم واقفیت میں تھوڑی ہی دیر کے اندر ایک معصوم اور پرخلوص لڑکی کا دل دکھانے کا گناہ مجھ سے دوسری بار سرزد ہو گیا۔ اب کیا کروں میرے اللہ۔ تم مجھ پر رحم کر۔

لڑکی نے اپنے جذبات پر قابو حاصل کرتے ہوئے اپنا ٹوٹا ہوا جملہ پورا کرنے کی کوشش کی اور کہا۔۔ اور پھر جب آپ کی گرد راہ بھی آنکھوں سے اوجھل ہو جائے گی تو کسی نہ کسی طرف تو نکل ہی جاؤں گی۔ ہر ایک راستہ یا تو زندگی کی طرف لیجاتا ہے یا موت کی طرف اور اب میں ان دونوں میں سے کسی بھی راستے پر چلنے سے نہیں گھبراتی۔

عامر نے کہا۔ تم اپنے قبیلے واپس جانا کیوں نہیں چاہتیں۔

لڑکی نے انتہائی تلخ اور طنزیہ لہجہ میں جواب دیا ،، تیرا قبیلہ ،، اور پہلی مرتبہ عامر کا نام لیتے ہوئے اور اسکو آپ کی بجائے تم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ،، عامر میں تم کو اتنا بے حس تو نہیں سمجھ رہی تھی کہ تم سہ پہر سے شام تک، مجھ کو دیکھتے رہنے کے باوجود اور میری مایوس نگاہوں کے پیغامات سنتے رہنے کے باوجود یہ سمجھ رہے ہو گے کہ میں اسی قبیلہ کی ایک لڑکی ہوں۔ تم نے تو میرے ساتھ بہت سی لڑکیاں دیکھی تھیں۔ کیا تم نے مجھ کو بھی انہیں کی طرح مطمئن، خوش اور سرور پایا تھا۔ بولو عامر بولتے کیوں نہیں ۔

عامر نے لڑکی کے چہرہ پر نگاہیں گاڑ دیں اور رک رک کر بولا۔ تم پوچھتی ہی ہو تو سنو۔ میں نے تمہارے ساتھ بہت سی لڑکیوں کو نہیں دیکھا تھا بلکہ بہت سی لڑکیوں کے ساتھ تم کو اور صرف تم کو دیکھا تھا۔ تمہارے خیموں کی اوٹ میں اوجھل ہو جانے کے بعد میں تمہیں کو تصور کی آنکھوں سے دیکھتا رہا۔ اور ہمیشہ تمہیں کو دیکھتا رہوں گا۔ میں تمہاری جدائی کے خیال سے مغموم تھا لیکن اب میں تم کو یقین دلاتا ہوں اور تم سے وعدہ کرتا ہوں کہ جب تک تم خود نہ چاہو گی میں تمکو اپنے سے علیحدہ نہ ہونے دوں گا۔ کیا تم مجھے اپنا نام نہ بتاؤ گی۔

لڑکی کا چہرہ عامر کی باتیں سن کر مسرت سے کھل اٹھا۔ اور اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ابھی تک تو میرا نام جو لیا ہے۔ اور میں ایک ردی لڑکی ہوں۔

عامر نے ہنستے ہوئے پوچھا .. ابھی تک سے کیا مطلب۔

اور لڑکی نے شوخی سے جواب دیا مطلب یہ کہ اب تم مجھے جس نام سے یاد کرو گے میں اسی نام کو پسند کر لوں گی ۔۔،،

عامر نے کہا: "جویا۔ میں تمہیں اسی نام سے پکاروں گا" "یہ تو بڑا پیارا نام ہے"

جویا نے۔ شوخی کے ساتھ چہک کر کہا۔ "شکریہ، میرا نام ہی مجھ سے بہتر ہے کہ آپکو پیارا تو لگا" عامر کوئی جواب دینے کے بجائے حیرت سے جویا کا چہرہ تکتا رہ گیا: اور جویا نے قیامت خیز شوخی سے دریافت کیا" کیا دیکھ رہے ہیں آپ میرے چہرے پہ اس قدر غور سے: عامر نے کھل کر جواب دیا: جویا میں تمہارے چہرہ پہ شوخی دیکھ رہا ہوں، تمہاری آنکھوں میں چمک دیکھ رہا ہوں تمہارے رخساروں پر شگفتگی دیکھ رہا ہوں۔ وہ شوخی اور وہ چمک اور وہ شگفتگی جو ہر لڑکی کا حق ہے اور جو سہ پہر کے وقت تم میں نہیں دیکھ پایا تھا۔

لڑکی نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ ٹھیک کہہ رہے ہیں آپ اس وقت میں قبیلہ میکا ہی ظالم اور رہزن قبائیلیوں نے میری فطری مسرتیں مجھ سے چھین لی تھیں اور میں انتہائی کوششوں کے باوجود مایوسیوں کے سوا تمہاری نگاہوں کے سامنے اور کچھ نہ پیش کر سکی تھی لیکن اب تمہارے ساتھ آ رہی ہوں تم نے ان ظالموں سے چھین کر میری مسرتیں مجھے لوٹا دی ہیں۔ اور اب یہ مسرتیں میرے پاس اس وقت تک رہیں گی جب تک تم خود ہی ان مسرتوں کو مجھ سے چھین نہ لو"

اچانک جویا نے اپنے گھوڑے کو ایڑھ لگائی اور عامر کے برابر پہنچتے ہوئے اس سے سرگوشی میں کہا۔ "سن رہے ہیں نہ آپ اور پیچھے کی سمت اشارہ کر کے اور اسی طرف کان دھرتے ہوئے کہا،، وہ سنئے۔

عامر نے بڑے اطمینان سے جواب دیا،، ہاں سن رہا ہوں جویا۔ گھوڑوں

سے ٹاپوں کی آواز شائد قبائلی ہمارا تعاقب کر رہے ہیں۔"

جولیا نے مایوسی سے کہا۔ اور اگر آپ تنہا ہوتے تو وہ یقیناً آپ کی گرد کو بھی نہ پا سکتے۔ لیکن .....

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا: خدا کے لئے اب ایسی باتیں نہ کرو۔ جولیا۔ خدا کا شکر ہے کہ میں تنہا نہیں ہوں۔ تم میرے ساتھ ہو میں تمہاری حفاظت کرنے کی طاقت رکھتا ہوں۔ تمہیں مجھ سے چھیننے کے لئے ان کو پہلے مجھے قتل کرنا ہوگا اور یہ کام ان کے لئے بہت مشکل ہوگا۔

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا۔ لیکن اس کا چہرہ فرطِ مسرت سے گلنار ہو گیا۔ تھوڑی دیر وہ دونوں خاموش آگے بڑھتے رہے اور پھر جولیا نے سراسیمگی کے ساتھ کہا: ٹاپوں کی آواز میں کتنی تیزی ہو گئی ہے وہ بہت قریب آچکے ہیں۔

عامر نے پورے اطمینان سے جواب دیا: گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ہماری اور ان کی رفتار کا فرق نصف گھنٹہ تک۔ ان کو ہم تک نہیں پہنچا سکتا اور پھر ان کی تعداد بھی سات سے زیادہ نہیں معلوم ہوتی۔

جولیا نے تعجب سے پوچھا: آپ نے ان کی تعداد کیسے معلوم کر لی۔ اور عامر نے جواب دیا۔ ہم عرب ہیں اور ہم گھوڑوں کی ٹاپوں کی آواز سن کر سواروں کی تعداد گن لیتے ہیں۔ وہ یقیناً سات سے زیادہ نہیں ہیں۔ تقریباً ۱۵ منٹ تک عامر اور جولیا خاموشی سے آگے بڑھتے رہے۔ اور پھر عامر نے اچانک جولیا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا بس

جولیا اب رفتار سست کردو تاکہ ہماری سانسیں برابر ہو جائیں۔ وہ سامنے جو ٹیلہ دیکھ رہی ہو اسی کے قریب ہم ٹھہر جائیں گے۔

جولیا۔ کیوں ٹھہر کیوں جائیں گے؟ وہ تعاقب میں جو آرہے ہیں۔

عامر۔ یہ تو ظاہر ہے کہ ہم ان کے تعاقب سے بچ کر نہ نکل سکیں گے اور مقابلہ بہرصورت کرنا پڑے گا۔ اس لئے ہم کو زیادہ سرپٹ بھاگ کر خواہ مخواہ تھکنے کی ضرورت نہیں اس کے علاوہ مقابلہ کے لئے اس سامنے والے ٹیلے کے نیچے کا میدان ہمارے خیال میں اچھا رہیگا۔ ہم وہیں ٹھہر کر حملہ آوروں کا انتظار کریں گے۔

جولیا (گھبراہٹ کے ساتھ) لیکن تم کہتے ہو کہ حملہ آور سات ہیں۔

عامر نے جواب دیا۔ ہاں وہ سات ہیں اللہ کا شکر ہے کہ سات سو نہیں ہیں۔ جولیا تم گھبراؤ نہیں میں تم کو ان کے پنجہ میں نہ جانے دوں گا۔ مجھ پر یقین رکھو مجھے اپنی تلوار پر اعتماد اور اپنے اللہ پر بھروسہ ہے۔ میں تنہا ان ساتوں کا مقابلہ کر سکتا ہوں۔

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تم پھر بھول رہے ہو عامر اب تم تنہا نہیں رہے میں بھی تمہارے ساتھ ہوں۔ میرے نیام میں میری تلوار بھی ہے اور شکر ہے کہ میں بری بھلی تلوار چلانا بھی جانتی ہوں۔

عامر نے ٹیلے سے تقریباً ایکسو گز کے فاصلہ پر اپنے گھوڑے کو روکتے ہوئے کہا۔

• جولیا۔ تم تلوار چلانا یقیناً جانتی ہو گی ایرانیوں اور رومیوں کے درمیان جنگ اور اس میں دونوں فریقوں کی شکست و کامرانی کے مسلسل الٹ پھیر نے جہاں شہروں کو تہس نہس کر دیا ہے وہاں یہ بھی ہوا ہے کہ کسی موقع پر حفاظت خود اختیاری کے لئے ایرانی اور رومی عورتوں اور بچوں کو بھی شمشیر زنی اور نیزہ بازی کی تربیت دی گئی ہے مجھے خوشی ہے کہ تم تلوار

چلاتا جانتی ہو اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم تھوڑے فاصلہ پہ ٹھہر کر دیکھنا اور میری شمشیر زنی کی داد دینا۔ جویبا نے کہا۔ واقعی عامر تمہارا انداز بالکل ٹھیک نکلا وہ صرف سات ہیں۔ اب میں ان کے سیاہ سایوں کو اچھی طرح گن سکتی ہوں۔

ساتوں قبائلی چیختے چلاتے عامر کے قریب پہونچ گئے اور اپنے گھوڑوں کو روکتے ہی کرخت کلامی کرنے لگے ان کا سردار منہ سے کف اڑاتا ہوا۔ یوں کہہ رہا تھا۔ کمینے۔ نمک حرام۔ ہم نے تمہاری دعوت کی اور تم ہمارے قبیلہ کی لڑکی کو بھگائے جانے کی کوشش کر رہے ہو۔ بے شرم۔

جویبا نے بڑے طیش میں آکر چلاتے ہوئے کہا۔ بے شرم کتو۔ تم کو جھوٹ بولتے شرم نہیں آتی۔ میں تمہارے قبیلہ کی لڑکی ہوں۔ یا تمہاری قیدی ہوں تم نے عامر کی مہمانداری کی تھی۔ یا اسکو قتل کرنے اور لوٹنے کا جال بچھا رہے تھے۔

ایک۔ قبائلی نے گھوڑے کو ایڑ دے کر جویبا کی طرف جھپٹتے ہوئے کہا۔ جویبا۔ تم ہی ہو۔ ناگن۔ یہ سب تیرا ہی پھیلایا ہوا زہر ہے۔ سنبھل تیری موت تیرے سر پہ آپہنچی۔ اتنا کہہ کر اس قبائلی نے جویبا پہ وار کرنے کے لئے بھرپور ہاتھ اٹھایا لیکن جویبا اس کی زد سے ہٹ کر فوراً وار کرنے جا رہی تھی کہ عامر کا بھرپور وار اس قبائلی کے دائیں شانے پہ پڑا اور اوپر کھینچی ہوئی تلوار پکڑے اس کا ہاتھ کٹ کر نیچے گر گیا۔

ادھر عامر کی تلوار اس کی پسلی کی ہڈیاں توڑتے ہوئے دور تک اس کے جسم میں پیوست ہو گئی۔ سردار کے اشاروں پر دونوں طرف سے

آگے بڑھ کر۔ قبائلیوں نے عامر کو گھیرے میں لینے کی کوشش کی، مگر عامر نے للکار کر کہا
بزدلو گھیرا ڈالنے کی کوشش مت کرو سامنے آؤ اور دائیں جانب آگے بڑھنے
والے قبائلی کو ایک ہی وار میں ختم کر دیا۔ اور جب جھپٹ کر بائیں جانب متوجہ ہوا
تو دیکھا کہ جویبا کی تلوار چمک کر ایک قبائلی کی گردن صاف کر چکی تھی۔ قبائلیوں
کا سردار، عامر پر جھپٹ پڑا اور تقریباً پندرہ منٹ تک تلواریں تلواروں سے
ٹکراتی رہیں اس کے بعد ایک دلخراش چیخ کے ساتھ سردار گر کر تڑپنے لگا اور
بقیہ تین قبائلی جان بچا کر حد نظر پر بھاگتے نظر آئے۔

صبح کی روشنی پھیلتی جا رہی تھی تارے ٹمٹما کر بجھتے جا رہے تھے
اور ہوا کے خوشگوار جھونکے چلنے شروع ہو گئے۔ عامر اور جویبا اس طرح
آرام کے ساتھ گھوڑوں کو چلا رہے تھے جیسے وہ ایک ساتھ زندگی
کا سفر طے کرنے کا عزم کر چکے ہوں۔

عامر نے جویبا سے کہا۔ جویبا! تم کافی تھک چکی ہو اب خطرہ بھی دور
ہو چکا ہے اس لئے وہ بائیں جانب باغ میں چل کر ہم آرام کریں گے۔

جویبا نے حیرت سے پوچھا۔ کونسا باغ عامر۔ مجھے تو بائیں جانب
دور دور تک کوئی باغ نظر نہیں آ رہا۔

عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔ نظر کیسے آئے گا۔ وہ باغ تقریباً پانچ
فرسنگ کے فاصلہ پر ہے دو فرسنگ گزرنے کے بعد ہم کھجوروں
کی چوٹیوں کو دیکھ سکیں گے۔

جویبا نے بڑی حیرت سے پوچھا۔ عامر تم نے یہ اندازہ کیسے لگایا۔

کہ بائیں طرف باغ ہے - اور پانچ فرسنگ کے فاصلہ پر ہے -

عامر نے ہنستے ہوئے کہا - بالکل اسی طرح جیسے حملہ آوروں کی تعداد معلوم کرتی تھی کہ وہ سات ہیں - سنو - اور وہ سامنے آسمان کی طرف دیکھو وہ چڑیاں جو صبح کے آثار دیکھ کر اوپر اٹھ رہی ہیں - ان کی موجودگی ظاہر کر رہا ہے کہ وہ ریگستان سے نہیں بلکہ کسی باغ سے اڑ رہی ہیں اور ان کی بلندی اور دوری سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ وہ باغ پانچ فرسنگ پر ہے - اور ہاں جویا یہ پانچ فرسنگ بڑے آرام کے ساتھ چلنے پر صرف ایک گھنٹے کا راستہ ہے -

---

پنہاں تھا دامِ سخت قریب آشیانے کے

باغ بہت وسیع اور بے حد پر فضا تھا چاروں طرف قدِ آدم اونچی منڈیروں نے باغ کی سرحدوں کا تعین کر رکھا تھا اور نخل بندی کے سلیقہ سے معلوم ہوتا تھا کہ بڑے ذوق و شوق اور بڑے اہتمام سے یہ باغ بڑے پر تکلف انداز میں لگایا گیا تھا۔ چاروں طرف کھجوروں کے اونچے اونچے درختوں نے ایک دیوار کھڑی کر رکھی تھی اور اس کے اندر انار کے درختوں پر چڑھی ہوئی انگور کی بیلوں نے باغ کے مختلف گوشوں میں چھوٹے چھوٹے سائباں سے بنا رکھے تھے جو ریگستان کے تھکے ہوئے مسافروں کو دعوت قیام دے رہے تھے۔

درحقیقت اس وقت عامر اور جویریہ اور ان کے درمیان ایک ایسے علاقے میں موجود تھے جو تقریباً تین سو سال قبل وسیع ریگستان کا ایک ٹکڑا تھا اور جہاں آبادی قائم ہوئے تین سو سال سے زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ یہ باغ جس آبادی سے متعلق تھا وہ آبادی ۳۰۰ء میں عالم وجود میں آئی تھی جبکہ شام، عراق

الله ایران کے مغربی علاقوں میں صحیح معنوں میں رومی سلطنت قائم ہوئی تھی اور اسی وقت رومی سلطنت کے اس علاقہ میں؛ تاہم اسے ساتھ ہی ساتھ یہ آبادی ضرور رہتا بسائی گئی تھی ۵۴۰ء میں جبکہ قیصر روم کی فوجیں یورپ کے علاقہ میں جنگ کر رہی تھیں اس وقت حالات سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ایران کے شاہ نوشیرواں نے تین لاکھ فوج لے کر شام پر حملہ کر دیا تھا۔ نوشیرواں کو اندازہ تھا کہ ایسی حالت میں جبکہ قیصر یورپ کی جنگ میں مشغول ہے وہ اپنی زیادہ فوجیں شام کے محاذ پر نہ بھیج سکے گا۔ اور ایرانی لشکر کو فتوحات حاصل کرنے میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے گی۔ اور ایسا ہی ہوا شام کے علاقوں میں رومی فوجوں نے ایران کے لشکر کا برائے نام مقابلہ کیا اور شامی فوجیں تعداد میں کمی کی وجہ سے پے در پے شکستیں کھاتی ہوئی پیچھے ہٹتی رہیں اور نوشیرواں کا لشکر فتح و کامرانی کا پرچم لہراتا ہوا آگے بڑھتا گیا۔ حلب جاتے ہوئے ایرانی لشکر نے راستہ کی تمام بستیوں کو آگ لگا دی مکانوں کو جلا ڈالا اور رومیوں کو قید کر لیا۔ کثیر تعداد میں رومی عورتوں اور لڑکیوں کو لونڈیاں بنا لیا گیا۔ ایرانی لشکر حمص کے قریب گرد و نواح کے تمام علاقوں کو تاخت و تاراج کرتا ہوا اور تمام آبادیوں کو جلا کر خاکستر کرتا ہوا انطاکیہ کے جوار میں پہنچ گیا تھا۔ اسی طرح شام کے کئی اور شہروں کو تاخت و تاراج کرنے کے بعد نوشیرواں کے عظیم الشان لشکر نے پوری کامرانی کے ساتھ مراجعت کی اور مدائن واپس آ گیا۔ اس وقت ایرانی لشکر کے ہمراہ رومی قیدیوں کی ایک بڑی تعداد تھی۔ اتنی بڑی تعداد جس کو زیادہ عرصہ تک قید میں رکھنے کی اقتصادی حالت اجازت نہ دے سکتی تھی۔ اس لئے نوشیرواں اور اس کے مشیروں کو ان رومی قیدیوں کے متعلق سوچنا پڑا۔ اور ایک ایسا طریقہ نکال لیا گیا کہ یہ رومی

قیدی آزاد بھی نہ رہیں اور ان کو قید میں رکھنے سے غیر ضروری مصارف بھی سلطنت ایران کو نہ برداشت کرنے پڑیں ۔ چنانچہ ان رومی قیدیوں کے لئے مدائن سے قریب ایک نئی بستی آباد کر دی گئیں ۔ اس نئی بستی میں رہتے ہوئے یہ رومی قیدی بے وطن رہ کر آزادی سے محروم بھی رہے اور سلطنت ایران ان قیدیوں کی کفالت سے بھی بری الذمہ ہو گئی ۔ یہ باغ جس کے کنارے اس وقت عامر اور جوبیا کھڑے ہیں ۔ اس نئی بستی کے مضافات میں واقع ہے اور یہاں سے عامر مدائن سے تقریباً ایک دن مسافت پر ہے حالانکہ وہ خود اس حقیقت سے واقف نہیں ہے کہ یہاں اسلامی لشکر سے وہ کس قدر دور ہے اور مدائن سے کس قدر قریب ہے ۔ وقتی تکان کے تقاضہ کے تحت عامر اور جوبیا دونوں کچھ دیر اس باغ میں سستانے اور اگر موقع اور اجازت مل گئی تو آرام کرنے اور رات یہ جاگنے اور سواری کرتے رہنے کا تکان دور کرنے کے ارادہ سے اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے ۔ اور ایک مقام پر جہاں باغ کی منڈیر بہت نیچی تھیں ۔ اور جو شائد باغ میں داخل ہونے کا راستہ تھا گھوڑوں کی لگامیں پکڑے ہوئے باغ کے اندر داخل ہو گئے ۔ دونوں نے کھجور کے درختوں سے گھوڑوں کو باندھ دیا ۔ اور باغبان کی تلاش میں آگے چل پڑے ۔

عامر اور جوبیا کو باغ کے اندر زیادہ چلنا نہیں پڑا ۔ کہ بوڑھے باغبان سے ان کی ملاقات ہو گئی جو خود ہی ان کی طرف آرہا تھا ۔ وہ ایک تندرست اور روشن دماغ بوڑھا تھا جس کی سفید ڈاڑھی اسکے چوڑے سینے پہ پنکھے کی طرح پھیلی ہوئی

لہرا رہی تھی۔ وہ بشرے سے انتہائی خلیق، مہربان، انکسار، اور متواضع معلوم ہوتا تھا۔ اس نے متبسم ہو کر عامر کا استقبال کیا۔

بوڑھے باغبان نے عامر سے کہا۔ یہ پوچھنے سے قبل کہ آپ کہاں سے آ رہے ہیں اور کہاں جائیں گے میں اپنا اخلاقی فرض سمجھتا ہوں کہ آپکو منہ ہاتھ دھونے کے لئے تازہ پانی پیش کر دوں۔ ناشتہ کے لئے پھل مہیا کروں اور اس کے بعد کچھ دیر آرام کرنے کا انتظام کر دوں۔

عامر نے جواب دیا کہ ہم حیرہ سے آ رہے ہیں، وہ وہیں واپس جائیں گے راستہ بھٹک کر اس طرف آ نکلے ہیں۔ رات کچھ رہزنوں نے گھیر لیا تھا ان سے مقابلہ کرنے اور رات بھر سفر کرنے کی وجہ سے ہم بیحد تھک چکے ہیں۔ جیسا کہ تم نے ہمارے قیافہ سے اندازہ لگا لیا ہے اور ہمارے لئے آرام و آسائش کا انتظام کرنا چاہتے ہو۔ دراصل ہمیں تھوڑی دیر آرام کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کے بعد ہم اپنا سفر جاری رکھ سکیں گے۔

بوڑھے باغبان نے پانی مہیا کر دیا۔ جس سے عامر اور جولیا نے منہ ہاتھ دھویا اور اپنے چہروں۔ ہاتھوں، گردن اور بالوں پر سے ریت کے ذرّے دھو ڈالے اور اس کے بعد جھونپڑے کے دروازہ پر بیٹھ کر ایک دوسروں کو دیکھ کر دونوں مسکرا دیئے۔ جولیا نے پوری بے تکلفی سے کہا۔ کتنی قیامت کی رات تھی جو ہم پر گزر گئی۔ عامر کیا یہ غلط ہے کہ ہم رات بھر قدم قدم پر موت سے ٹکریں لیتے رہے۔"

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تم ٹھیک ہی کہتی ہو جولیا۔ میں تو خیر زندگی میں ایسی بہت سی راتیں گزار چکا ہوں۔ میرا بدن مشقت کا اور میرا دل خطروں کا مقابلہ کرنیکا عادی ہو گیا ہے۔ لیکن تمہارے لئے یہ رات واقعی بڑی مصیبت کی رات تھی۔

جولیا نے کسی قدر خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کہا اگر تم نہ ہوتے تو یقیناً یہ میری زندگی کی آخری رات ہوتی اور مجھے صبح کی روشنی دیکھنی نصیب نہ ہوتی۔

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ اگر میں نہ ہوتا تو میرا خیال ہے کہ تمہیں اس رات کی مصیبتوں کا سامنا ہی نہ ہوتا۔ تم اپنے خیمے میں آرام سے رات گزارتیں۔ جولیا نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا ان خیموں میں میں نے ایک بھی رات آرام سے نہیں گزاری۔ پھر گذشتہ رات کیسے آرام سے گزارتی۔ کیا تم یہ سوچ سکتے ہو کہ کوئی قیدی قید خانہ میں بھی آرام کی راتیں بسر کر سکتا ہے۔ اور پھر ایسا قیدی جو اپنی آزادی کو موت کے خطرات کی قیمت پر خرید رہا ہو۔

عامر نے جواب دیا بیشک میں تمہارے جذبہ آزادی کی تعریف کرتا ہوں۔ تم نے ان قبائلیوں سے آزاد ہونے کے لئے یقیناً اس رات کی تاریکی میں چھلانگ لگادی۔ جس کا ہر لمحہ مرگ در آغوش ثابت ہو سکتا تھا۔ میں تمہارے عزم و ہمت کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا جولیا۔

جولیا نے عامر کو شوخی سے دیکھتے ہوئے کہا یہ تو ٹھیک ہے۔ کہ قبائلیوں کی قید سے چھوٹنے کے لئے میں کئی بار خودکشی کرنے کے مسئلہ پر غور کرتی رہی۔ اور یہی وجہ ہے کہ تم نے ان لوگوں کی قید میں مجھ کو انتہائی افسردہ دیکھا ہوگا۔

لیکن گذشتہ رات میں نے اندھیری رات میں موت کے منہ میں چھلانگ نہیں لگائی تھی۔ بلکہ میں نے ایک ساتھی کا سہارا لے کر آزادی کی طرف قدم بڑھایا تھا۔ مجھے پورا یقین تھا کہ میں تمہارا ہاتھ پکڑ کر

آوارگی کی منزل تک ضرور پہنچ جاؤں گی اور میرا یہ یقین صحیح ثابت ہوا۔ مجھے یہ بھی یقین تھا کہ تم ایک دلیر اور شریف انسان ہو اور تم ایک مصیبت زدہ لڑکی سے اپنا دامن چھڑا کر نہ بھاگو گے اور میرا یہ یقین بھی حقیقت ہی ثابت ہوا ہے۔"

عامر۔ ابھی تک تو میں تم کو کوئی بھی سہارا نہیں دے سکا۔ رہا ظالموں کے پنجوں سے چھڑانا تو اس معاملہ میں تو ہم دونوں ایک ہی حال میں تھے بلکہ میں تو موت کے جال میں پھنس رہا تھا۔ اور خبائثی مجھے قتل کرنے کی سازش کر رہے تھے۔ اور صرف تمہاری دوستی اور تمہاری بروقت اطلاع ہی کی وجہ سے میں زندہ بچ سکا۔ اور احسان کا بدلہ اتارنا تو میرے لئے ممکن ہی نہیں ہو سکتا ہاں اگر میں تم کو تمہارے گھر تک پہونچا سکا تو خود کو بڑا خوش قسمت سمجھوں گا۔ کہ میں بھی تمہاری ایک حقیر سی خدمت کر سکا۔

جو لیا نے جوش مسرت سے کہا۔ واقعی عامر میرے تمام اندازے صحیح ثابت ہو رہے ہیں۔ تم یقیناً اتنے ہی شریف انسان ہو کہ تمہارے دل میں اس سے بڑی کوئی تمنا پیدا ہی نہیں ہو سکتی تھی کہ تم مجھے میرے گھر تک پہونچانا چاہتے ہو۔ لیکن حالات تمہاری اس تمنا کے خلاف ہیں اور میرے ساتھ تمہاری اس سے بہتر انسانی خدمت یہ ہو گی کہ تم کچھ عرصہ تک مجھے اپنے ساتھ رکھو۔"

عامر نے گھبراہٹ کے ساتھ سوال کیا۔ تم کو اپنے ساتھ رکھوں یہ کیسے ہو سکتا ہے مجھے تو سخت حیرت ہے جولیا کہ تم نے یہ بات سوچی بھی کیسے

جولیا نے برجستہ کہا۔ کیوں۔ کیا تم کو مجھ سے اتنی زیادہ نفرت ہے کہ مجھ کو اپنے ساتھ رکھ کر تم اذیت محسوس کرو گے۔ عامر کیا تم مجھے اتنی ہی گھناؤنی چیز سمجھتے ہو کہ صرف انسانی ہمدردی کے تحت مجھے موت کے کیچڑ سے اٹھا کر دور پھینک دینا چاہتے ہو

عامر نے جولیا کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ کیوں ایسی باتیں کر رہی ہو جولیا۔ تم میں اتنی انسانی خوبیاں یکجا ہیں کہ تم سے نفرت تو میں کیا کوئی بھی نہیں کر سکتا۔ اور میں تو اپنے دل میں ایسا محسوس کرتا ہوں کہ شاید تم سے الگ ہونے کے بعد میں خود کو تم سے الگ نہ محسوس کر سکوں گا۔

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا، اور پھر بھی مجھ کو دودھ کی مکھی کی طرح نکال پھینکنا چاہتے ہو۔

عامر نے زچ ہوتے ہوئے کہا تم سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتیں جولیا۔ سوال تمھاری آزادی کا ہے۔ سوال تمھاری عزت کا ہے ......

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اور یہی دونوں چیزیں مجھے زندگی سے بھی زیادہ عزیز ہیں۔ آزادی اور عزت انھیں انھیں دونوں کو بچانے کے ساتھ مدد دینے کے لئے تم رحمت کے فرشتے کی طرح میری زندگی کے اور انھیں دونوں آزادی اور عزت کی حفاظت کے لئے تو علم نہ ہو سکا تمہاری مدد کی اور تمھارے ساتھ کی ضرورت ہے میں مستقر پر نہ

رش قبیلہ نے ایرانی

کر سکو گے عامر

عامر نے پورے عزم و استقلال کے ساتھ جواب دیا ہرگز نہیں۔ میں تمھاری آزادی اور تمہاری عزت کی حفاظت کرنے میں اپنی جان تمام دے سکتا ہوں۔ اور یہ میری جان کی سب سے بڑی قیمت ہو سکتی ہے۔ جولیا تم اطمینان رکھو۔ میں تم کو اپنے ساتھ رکھوں گا، اور خود تمہارے گھر تک پہونچا کر آؤں گا

جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کہ میں تمہارا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ لیکن اس وقت میں صرف تمھارے ساتھ تمہاری حفاظت میں رہنا چاہتی ہوں مجھے میرے گھر تک پہونچانے کا کوئی سوال ہی اس وقت پیدا نہیں ہوتا۔

عامر نے دریافت کیا۔ وہ کیسے۔ کہاں ہے تمھارا گھر۔

جولیا نے جواب دیا۔ سنو عامر۔ میں نہ تو کسی بادشاہ کی دختر ہوں نہ کسی سردار یا سپہ سالار کی بیٹی ہوں۔ میں ایک رومی تاجر کی بیٹی ہوں میرے والد آرگس کا روم کے بڑے بڑے تاجروں میں شمار ہوتا ہے سونے چاندی کے ڈھیر۔ ہیرے۔ جواہرات۔ اور لاکھوں کی دولت ہمارے گھر میں سبھی کچھ موجود ہے۔ لیکن میری قسمت میں ریگزاروں میں ٹھوکریں تک مجھے لا ہے۔ . . . . اتنا کہکر جولیا رونے لگی۔

ل بیچین ہو گیا۔

جولیا کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ رؤ نہیں جولیا۔

ہمیشہ نہیں رہتے۔

جولیا نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ اور خاص کر ایسی حالت میں جب کسی مصیبت زدہ کو آپ جیسا شریف اور رحمدل مددگار مل جائے۔ مجھے یقین ہے کہ میری مصیبتوں کا خاتمہ آپ ہی کے ہاتھوں ہونا ہے۔

عامر نے پورے عزم کے ساتھ کہا۔ میں تمہارے یقین کو حقیقت میں تبدیل کرنے کی پوری کوشش ضرور کروں گا۔

جولیا نے جواب دیا۔ اور یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب آپ حالات کا جائزہ لیں عجلت سے کام نہ لیں۔ اور حالات کے تقاضوں کے مطابق ہی قدم اٹھائیں۔

عامر نے بڑی خوشی کے ساتھ کہا۔ میں وعدہ کرتا ہوں جولیا کہ میں وہی کروں گا جو تم چاہو گی ۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔۔

جولیا نے بات کاٹتے ہوئے کہا۔ لیکن تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ میں اس وقت اپنے گھر واپس جانا کیوں نہیں چاہتی۔

عامر نے جواب دیا۔ اگر تم بتانا پسند کرو۔ ورنہ میں ہر حال میں تم کو اپنے ساتھ رکھنے کے لئے تیار رہوں۔

جولیا نے کہا۔ میں یقیناً بتانا چاہتی ہوں۔ میں اپنے والد کے ساتھ ہی بیت المقدس جا رہی تھی۔ کہ راستہ میں ایرانی اور رومی فوجوں کے دستوں میں جھڑپ ہو گئی۔ فتح و شکست کا تو مجھکو علم نہ ہو سکا لیکن ایرانی فوجی مجھے زبردستی پکڑ لے گئے۔ ابھی میں مستقر پر نہ پہنچ پائی تھی۔ کہ غسانی عربوں کے ایک خانہ بدوش قبیلہ نے ایرانی

دستہ پر حملہ کر دیا۔ اور لوٹ کے سامان کے ساتھ ساتھ میں بھی عرب قبائلیوں کے قبضہ میں آ گئی۔

یہ عرب قبائل میرے والد کے نام سے واقف تھے، اور یہ بھی جانتے تھے کہ وہ بڑے دولتمند تاجر ہیں۔ اور اپنی بیٹی کی رہائی کے لئے کافی دولت دے سکتے ہیں۔ یہ بات میرے حق میں مفید ثابت ہوئی اور دولت کی لالچ میں قبائلیوں نے مجھے کوئی نقصان نہیں پہونچایا بلکہ میرے آرام و آسائش کا خیال رکھا۔ اور مجھے اپنی لڑکیوں کے ساتھ گھومنے پھرنے کی اجازت بھی دی۔ جیسا کہ تم دیکھ چکے ہو، ان قبائلیوں کا ایک فرقہ ان قبائلیوں میں میری موجودگی کی اطلاع دینے اور میری رہائی کی قیمت وصول کرنے کے لئے یروشلم یا قسطنطنیہ گیا ہوا ہے۔ اسی اثناء میں اتفاقاً آپ آگئے۔ آپکی شرافت سے متاثر ہونے کے باوجود شاید میں اتنی ہمت نہ کر سکتی کہ آپ پر اتنا اعتبار بھی نہ کر سکتی کہ آپ سے اپنی رہائی کے لئے کہتی لیکن سردار کے خیمے میں آپ کی قتل کی سازش کی باتیں سنکر آپ کو اطلاع دینا ضروری سمجھی۔ اور پھر جب آپ کو فرار پر مجبور کر سکی۔ تو آپ پر بھروسہ کر کے خود بھی آزادی کی تلاش میں فرار ہونے کا ولولہ میرے دل میں پیدا ہوا۔ اب موجودہ حالات میں ایک طرف عربوں اور ایرانیوں میں جنگ چھڑی ہوئی ہے۔ دوسری طرف عربوں اور رومیوں میں مقابلہ ہو رہا ہے۔ آپ اس ماحول میں میرے ساتھ ایک قدم بھی آگے

سلامتی کے ساتھ نہیں بڑھا سکتے۔ اور میں اکیلے اس پرآشوب ماحول میں جانا نہیں چاہتی۔

عامر نے سنجیدگی سے کہا۔ آپ کا خیال درست ہے۔ اور جولیا نے پھر کہنا شروع کیا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں آپ کی حفاظت میں رہوں اور آپ کے ذریعے اپنے والد تک اطلاع پہونچا کر واپس جانے کا انتظام کردوں۔ مجھے اُمید ہے کہ آپ چند روز تک میری حفاظت کرنے میں بار نہ محسوس کریں گے۔

عامر نے جواب دیا۔ بار کیسا جولیا۔ چند روز کی تو بات ہی کیا ہے میں تو سوچتا ہوں۔ کہ کاش کوئی ایسا ماحول ہوتا کہ ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہ سکتے۔ لیکن تم میرے ساتھ زیادہ اجنبیت تو نہ محسوس کروگی۔

جولیا نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ عجیب بات ہے۔ ایک ہی رات تو ہم ایک ساتھ سفر کرتے رہے۔ لیکن ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ہم ہمیشہ ایک ساتھ ہی رہے ہوں۔

عامر واقعی میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کرتا ہوں۔

تھوڑی دیر تک خاموشی رہی۔ اور جب جولیا نے نگاہیں اُٹھا کر عامر کی طرف دیکھا تو اُس کو اپنے چہرہ کی طرف دیکھتا پایا۔ عامر کی نگاہیں جولیا کی مسکراتی ہوئی نگاہوں سے چار ہوئیں اور دوسرے ہی لمحہ عامر نے اپنی دزدیدہ نگاہوں سے شرمندہ ہو کر نگاہیں جھکالیں۔

جولیا نے بڑی بے تکلفی سے کہا نگاہیں جھکا کیوں لیں عامر تم نے...

عامر نے نگاہیں بدستور جھکائے ہوئے شرمندگی کے لہجہ میں کہا۔
مجھے معاف کردو۔ جولیا
۔۔۔ میں دل کے ہاتھوں مجبور ہوکر اس گناہ کا مرتکب ہوا۔
جولیا نے کانپتی ہوئی آواز میں کہا۔ نہیں عامر میں تم کو کوئی الزام نہیں دے رہی۔ ہم دونوں ایک دوسرے سے اتنے مانوس ہو چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے سے اتنی ہمدردی اور اپنا لگاؤ محسوس کر رہے ہیں۔ کہ ہمارا ایک دوسرے کو دیکھنا فطری جذبہ کے تحت ہے۔
دیکھو عامر میری طرف دیکھو۔ ہم دونوں ایک دوسرے کو دل بھر کر دیکھ لیں۔ کیونکہ جلد ہی ہم شاید ایک دوسرے سے جدا کردئے جائیں گے وہ دیکھو عامر وہ سامنے ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
عامر نے سامنے دیکھا۔ باغ کی منڈیر کے اس پار تقریبا پچاس مسلح رومی سوار کھڑے ہوئے تھے۔ اس نے اپنی نگاہیں جولیا کے چہرہ پر جمادیں۔
جولیا نے کہا۔ ہاں عامر ہم ایک دوسرے کو دیکھ لیں۔
بوڑھے باغبان کے قہقہے نے دونوں کو چونکا دیا۔
باغبان نے عامر سے کہا۔ سامنے کیا دیکھ رہے ہو رومی فوج نے باغ کو چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ اور اب تم اس رومی لڑکی کو نہیں لے جاسکتے۔ میں پہلے ہی پہچان گیا تھا۔ کہ یہ لڑکی رومی ہے اور میں نے قریب ہی رومی فوج کے پڑاؤ پہ اطلاع بھیجدی تھی۔

عامر اپنی تلوار کھینچکر کھڑا ہو گیا۔ اور اس نے باغبان کو للکار کر کہا، کون ہے جو اس لڑکی کو مجھ سے چھیننا چاہتا ہے
بوڑھے نے ہنستے ہوئے کہا۔ اگر تم مقابلہ کرو تو تمھارے ساتھ اتنی رعایت ہم ضرور کریں گے تنہا واپس جا سکو۔
عامر اپنا غصہ ضبط نہ کر سکا۔ اور تلوار کے ایک ہی وار میں اس خبیث بوڑھے باغبان کی گردن اڑا دی۔۔
اسی اثنا میں رومی فوجی گھوڑوں سے اتر کر چاروں طرف سے باغ کے اندر داخل ہو کر عامر کی طرف بڑھ رہے تھے۔ اکیلا عامر تقریباً ڈیڑھ سو رومیوں کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار کھڑا تھا، لیکن رومیوں نے کمند پھینک کر عامر کو باندھ لیا۔ اور جولیا اور عامر دونوں کو لیکر اپنے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گئے۔

طاؤس و رباب

عامر اور جولیا کو اپنی حراست میں لے کر جب رومی فوجیوں کا دستہ اپنے پڑاؤ پر پہنچا۔ اسوقت آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اور رومی فوجیوں کے دور تک پھیلے ہوئے خیمے شام کی سیاہی کے پس منظر کے ساتھ دھندلے دھاگے سے نظر آ رہے تھے۔ رومی فوجیوں کا یہ دستہ رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ کے دوران اپنے اصل لشکر سے کٹ گیا تھا۔ اور اسی لئے یہ رومی فوجی ایرانی ٹھکانوں سے دور دور ریگستانی علاقوں میں سے گزر کر عراق کی سرحدوں میں داخل ہونے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اسوقت بھی ان رومی فوجیوں کا یہ پڑاؤ مدائن سے ایک دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر تھا اور اسلامی لشکر کا ٹھکانا یہاں سے تقریباً دو روز کی مسافت کے برابر تھا۔ ایرانی فوج اور اسلامی لشکر کے درمیان اسوقت جنگ میں

تعطل نے ان رومیوں کے لئے ایک اچھا موقع فراہم کردیا تھا، اسوقت ایران کی فوجیں مدائن میں قلعہ بند تھیں - اور قلعہ سے باہر نکل کر ایرانی اس علاقہ میں گھومنا پھرنا خطرناک سمجھتے تھے - دوسری طرف اسلامی لشکر حیرہ میں مقیم تھا - اور جب تک اس کو مدینہ سے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی جانب سے آئندہ کے متعلق احکام موصول نہ ہو جائیں اس وقت تک کے لئے اسلامی لشکر حیرہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا - ان حالات میں مدائن اور حیرہ کے درمیان ایک وسیع علاقہ ان رومی فوجوں کے لئے خطرہ سے خالی تھا - اور وہ اس راستہ سے گذرتے ہوئے عراق کی حدود عبور کر کے رومی لشکر تک پہونچنے کی کوشش میں آگے بڑھتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے۔ دونوں جانب خطرات کے باوجود تعیش اور لہو لعب رومیوں کی زندگی کا جزو بن چکا تھا - اور رات اکثر تاریک تر ہوتے ہوئے رومی فوجیوں کے خیموں سے طاؤس ورباب کے نغمے ابھرنے لگے - اور رقص و سرود کی محفلیں جمنے لگیں۔ عامر کو زنجیروں میں جکڑ کر ایک خیمہ میں قید کر دیا گیا تھا - اور ایک مسلح رومی فوجی اس خیمے کے دروازہ پر پہرہ دے رہا تھا - عامر کو اس خیمہ کے باہر کا کچھ حال معلوم نہ تھا، سوائے اس کے کہ وہ سرود و نغمہ کی دلکش آوازیں سن سکتا۔

بڑی دیر تک خیمہ میں سر جھکائے بیٹھا رہا - وہ سوچ رہا تھا کہ ہوش و رقص و سرود کے کس قدر عادی ہو چکے ہیں۔ ہیلس ان کا خیمہ کے اندر کر چکا ہے - اور یہ سوچ کر اس کو یقین ہو گیا کہ اسلامی

طاؤس و رباب

عامر اور جولیا کو اپنی حراست میں لے کر جب رومی فوجیوں کا دستہ اپنے پڑاؤ پر پہنچا۔ اسوقت آفتاب غروب ہو چکا تھا۔ اور رومی فوجیوں کے دور تک پھیلے ہوئے خیمے شام کی سیاہی کے پس منظر کے ساتھ دھندلے ہو کے سے نظر آ رہے تھے۔ رومی فوجیوں کا یہ دستہ رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان جنگ کے دوران اپنے اصل لشکر سے کٹ گیا تھا۔ اور اسی لئے یہ رومی فوجی ایرانی علاقوں سے دور دور ریگستانی علاقوں میں سے گزر کر عراق کی سرحدوں میں داخل ہونے کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے۔ اسوقت بھی اِن رومی فوجیوں کا یہ پڑاؤ مدائن سے ایک دن کی مسافت سے زیادہ فاصلہ پر تھا اور اسلامی لشکر کا نا صلہ یہاں سے تقریباً دو روز کی مسافت کے برابر تھا۔ ایرانی فوج اور اسلامی لشکر کے درمیان اسوقت جنگ میں

تعطل نے ان رومیوں کے لئے ایک اچھا موقع فراہم کر دیا تھا، اسوقت ایران کی فوجیں مدائن میں قلعہ بند تھیں - اور قلعہ سے باہر نکل کر ایرانی اس علاقہ میں گھومنا پھرنا خطرناک سمجھتے تھے - دوسری طرف اسلامی لشکر حیرہ میں مقیم تھا - اور جب تک اس کو مدینہ سے خلیفۃ المسلمین حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی جانب سے آئندہ کے متعلق احکام موصول نہ ہو جائیں۔ اس وقت تک کے لئے اسلامی لشکر حیرہ سے آگے بڑھنے کا ارادہ نہیں رکھتا تھا۔ ان حالات میں مدائن اور حیرہ کے درمیان ایک وسیع علاقہ ان رومی فوجیوں کے لئے خطرہ سے خالی تھا۔ اور وہ اس راستہ سے گذرتے ہوئے عراق کی حدود عبور کر کے رومی لشکر تک پہنچنے کی کوشش میں آگے بڑھتے ہوئے یہاں تک پہنچے تھے۔ دونوں جانب خطرات کے باوجود تعیش اور لہو لعب رومیوں کی زندگی کا جزو بن چکا تھا۔ اور رات کے تاریک تر ہوتے ہوئے رومی فوجیوں کے خیموں سے طاؤس و رباب کے نغمے بھرنے لگے۔ اور رقص و سرود کی محفلیں جمنے لگیں۔ عامر کو زنجیروں میں جکڑ کر ایک خیمہ میں قید کر دیا گیا تھا۔ اور ایک مسلح رومی فوجی اس خیمے کے دروازہ پر پہرہ دے رہا تھا۔ عامر کو اس خیمہ کے باہر کا کچھ حال معلوم نہ تھا، سوائے اس کے کہ وہ سرود و نغمہ کی دلکش آوازیں سن سکتا تھا [illegible] بڑی دیر تک خیمہ میں سر جھکائے بیٹھا رہا۔ وہ سوچ رہا [illegible] رقص و سرود کے کس قدر عادی ہو چکے ہیں۔ ہلبش ان [illegible] کر چکا ہے۔ اور یہ سوچ کر اس کو یقین ہو گیا کہ اسلامی [illegible]

رومیوں کی شکست بھی لازمی ہے رومیوں کو بھی ایرانیوں کی طرح لشکر اسلام کے مقابلہ میں شکست و ہزیمت ضرور اٹھانی پڑے گی،

عامر کو بار بار ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ اب بھی جولیا کے قریب ہی بیٹھا ہوا ہے۔ اور دونوں خاموش ہیں حالانکہ جولیا انھیں خیموں میں ہوتے ہوئے عامر سے بہت دور رہتی۔ اتنی دور کہ نہ وہ ایک دوسرے کو دیکھ سکتے تھے۔ نہ ایک دوسرے کی آواز سن سکتے۔ اور اب عامر کو احساس ہو رہا تھا کہ وہ جولیا سے کس قدر قریب پہونچ چکا تھا۔ اور اس کو علیحدگی کس قدر شاق ہو رہی ہے۔ عامر کو ایسا محسوس ہوا جیسے وہ اور جولیا قریب بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کے چہرے کی جانب تک رہے ہیں۔ لیکن جب وہ نگاہیں اٹھاتا تو اس کی نظر میں خیمہ کی دیواروں سے ٹکرا کر رہ جاتی۔ اور وہ پھر سر جھکا کر سوچنے لگتا۔ اس کو نیند نہیں آرہی تھی۔ وہ سوچ رہا تھا کہ اچانک کسی کے بولنے کی آواز نے اس کو چونکا دیا۔

عامر نے کان لگا کر غور سے سنا۔ خیمہ کے باہر پہرہ دار سے کوئی عورت باتیں کر رہی تھی۔

پہرہ دار نے کہا۔ اوہ تم۔ آج کدھر چاند نکل آیا۔ میں تو سمجھا تھا کہ تم مجھے بھول چکی ہوں گی،

[illegible] نے تنک کر جواب دیا۔ تمہاری یہی باتیں تو میرا دل جلا ڈالتی ہیں۔ [illegible] کر میں خوشی سے تم سے نہیں ملتی۔ تم کو کیا معلوم کہ میں تمہارے [illegible] رہتی ہوں۔ مگر کیا کروں،

پہرہ دار نے لجاجت سے کہا، اچھا مجھے معاف کردو۔ میریا۔ تمہاری یہی کیا کم مہربانی ہے، کہ تم نے پوچھا تو مجھے، میں بھی کتنا ناشکر گزار ہوں کہ تمھارا شکریہ ادا کرنے کے بجائے شکائیتیں کرنے لگا۔

میریا نے کہا۔ اچھا اب ختم بھی کرو۔ اس تکلف کو جانے کون ادھر آجائے۔ اور لینے کے دینے پڑ جائیں۔

پہرہ دار نے بڑی بے فکری سے کہا۔ اب کون آئے گا۔ ادھر دوپہر سے زیادہ رات گذر چکی ہے۔ نغمے مدھم پڑتے جا رہے ہیں۔ اور شراب کا نشہ ہوش پر چھایا جا رہا ہے۔

میریا دیکھو میں تمہارے لئے کتنی اچھی شراب لائی ہوں"

پہرہ دار نے بے صبری سے کہا۔ ارے تو پھر دیر کس بات کی ہے پیالہ میں ڈھالتی کیوں نہیں ہو شراب کو۔ بوتل میں کیوں قید کر رکھا ہے، پہرہ دار خوشی سے ہنسنے لگتا ہے۔ اور میریا بوتل سے پیالہ میں شراب انڈیل کر اس کو دیتی ہے۔

پہرہ دار ایک ہی گھونٹ میں پیالہ خالی کر دیتا ہے۔ اور مخمور لہجے کے لہجہ میں کہتا ہے۔ کتنی مزیدار ہے تمہارے ہاتھ کی شراب میریا ایک پیالہ اور .... پہرہ دار دوسرا پیالہ پی کر لڑکھڑاتا ہوا میریا کی طرف بڑھتا ہے۔ لیکن فوراً ہی گر جاتا ہے۔

عامر سوچ رہا تھا کہ ایسی قوم جو اپنے ہاتھوں اپنے ہوش و حواس کا خون کر رہی ہو۔ کب تک زندہ رہ سکے گی مگر میریا خیمہ کے اندر

داخل ہوئی۔ اسکے ہاتھوں اور پاؤں میں بندھی ہوئی زنجیریں کھولنے لگی ہے۔

اور عامر میریا کو پھٹی پھٹی نظروں سے تکتا رہ جاتا ہے، اور وہ مسرت کے ساتھ صرف اتنا کہہ سکا "کون ہو تم۔

میریا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ ابھی تم پہرہ دار سے میرا نام سن چکے ہو۔ میں میریا ہوں۔ اور آپ عامر ہیں۔ مجھے آپ کے پاس جولیا نے بھیجا ہے۔

عامر نے کہا۔ جولیا نے بھیجا ہے، تم کو میرے پاس وہ خود نہیں آسکتی تھیں۔ میریا نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ لیکن وہ خود نہیں آسکتی تھیں۔ کیونکہ وہ بھی آپ ہی کی طرح زنجیروں میں جکڑی ہوئی ہیں۔ سمجھے آپ۔

عامر نے گھبرا کر کہا۔ جولیا زنجیروں میں جکڑی پڑی ہے۔ کہاں ہے وہ۔ چلو مجھے لے چلو وہاں۔

میریا نے جواب دیا۔ ذرا دھیرے بولئے۔ ہم پانچسو فوجیوں کے بیچ میں گھرے یہ خطرناک کام کر رہے ہیں۔ ہمیں احتیاط کی ضرورت ہے۔ عامر نے ناراضگی سے کہا، تو پھر احتیاط ہی کرو۔ جاؤ مجھے بندھا رہنے دو۔ جولیا کی طرح میں بھی زنجیروں میں جکڑا رہنا چاہتا ہوں،

میریا نے لجاجت سے کہا۔ آپ جولیا کا پیغام تو سن لیجئے۔ اس نے کہا ہے کہ یہ آخری موقعہ ہے رہائی کا اسکو ضائع نہ کیجئے۔ صبح سویرے ہی رومی فوجی عراق کی سرحد کی طرف روانہ ہو جائیں گے۔ جولیا کو

زیادہ دیر تک زنجیروں سے جکڑا نہ رکھا جائے گا۔ اور نہ اسکو کوئی اذیت پہونچائی جائے گی۔ بلکہ اس کو عزت کے ساتھ اس کے والد کے پاس پہونچا دیا جائے گا۔ لیکن آپ کو طرح طرح کی اذیتیں پہنچائی جائیں گی۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ اذیتیں آپ کے حق میں خطرناک ہوں، جولیا نے کہا ہے کہ آپ اس کی عزت کی حفاظت کا وعدہ کر چکے ہیں۔ اس لئے زندگی اور آزادی برقرار رکھنے کے لئے ان فوجیوں کی قید سے راہ فرار اختیار کیجئے۔ تاکہ آئندہ کسی وقت آپ جولیا سے اپنا وعدہ پورا کر سکیں۔

عامر نے کہا۔ صرف ایک شرط ہے،

مریا۔ ضرور بتاؤ مجھے کہ وہ شرط کیا ہے؟

عامر تم مجھے ایکبار جولیا سے ملادو۔

میریا۔ بہت مشکل ہے۔ اور جان کا خطرہ بھی ہے، لیکن میں کوشش کروں گی۔ آئیے میرے ساتھ خیمہ سے نکلنے کے بعد مریا نے عامر کو ایک تلوار تھمادی جو اس نے خیمہ سے کچھ دور پر چھپا کر پہلے سے رکھدی تھی، اور وہ دبے پاؤں آگے بڑھتے رہے۔ ایک خیمہ کے قریب عامر کو روک کر میریا اس کے اندر داخل ہوئی۔ اور عامر نے سنا کے خیمہ کے اندر جولیا نے میریا سے کہا۔

میریا تمہارا بہت بہت شکریہ۔ تم نے اپنی جان پر کھیل کر عامر کو رہائی دلائی یکاش میں زندگی میں صرف ایک بار عامر سے اور مل سکتی۔ اتنا کہہ کر جولیا سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔ اور اس کے رونے کی آواز سنکر

عامر اپنے ہوش حواس کھو بیٹھا۔ وہ دیوانہ وار خیمہ میں داخل ہوا۔ اور چلایا۔ جولیا۔ تمہاری آخری مراد پوری ہو گئی۔ تم ایک بار پھر عامر سے مل رہی ہو۔

اور پھر دشمنوں کی بیتابی سے جولیا کا ماتبہ کیا ہوا۔ یہ پروگرام درہم برہم ہو گیا اور نیا پروگرام بروئے کار آنے لگا۔ عامر نے جولیا کی زنجیریں کھولدیں۔ دونوں خیمہ سے باہر نکلے۔ اور ایک ہی گھوڑے پر عامر نے اپنے آگے جولیا کو بٹھایا۔ اور سوار ہو گیا۔

رومی فوجی بھی گھوڑے کی ٹاپوں کی آواز سنکر جھپٹے۔ عامر کا گھوڑا پوری تیزی سے دوڑ رہا تھا۔ اور رومی سوار اس کا تعاقب کر رہے تھے۔ رات ڈھلتی رہی۔ اور تعاقب جاری رہا۔

~~~~~~~~
~~~~~~~~

خواب تھا جو کچھ کہ دیکھا

عامر نے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر چاروں طرف دیکھا اور حیرت زدہ ہو کر پھر آنکھیں بند کر لیں۔ وہ اسلامی لشکر کے شفا خانہ کے خیمہ میں لیٹا ہوا تھا، اور اسلامی لشکر کے طبیب و معالج اس کی دیکھ بھال کر رہے تھے، اس نے اپنے جسم پر ہاتھ پھیرا۔ اور اسکو مزید تعجب ہوا کہ اس کے ہاتھ پیروں میں اور سر پہ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں۔ وہ شدید زخمی تھا، اس نے پھر آنکھ کھول کر دیکھا اور دیکھ بھال کرنے والوں سے معلوم کرنا چاہا کہ وہ یہاں کیسے پہونچا اور کیسے زخمی ہوا جبکہ یہ کہاں ہے۔ لیکن دیکھ بھال کرنے والوں نے ہاتھ کے اشارے سے عامر کو بولنے سے منع کر دیا۔ اور صرف ایک شخص کو اس کی دیکھ بھال کیلئے اس کے پاس چھوڑ کر دوسرے زخمیوں کی طرف متوجہ ہو گئے۔ عامر نے لقا ہت یا سے پھر آنکھیں بند کر لیں اور سوچنے لگا۔

اُن کو یاد نہیں آرہا تھا کہ کب اور کیسے زخمی ہوا۔ وہ یہاں کیسے پہنچا، جولیا کہاں ہے۔ لیکن جولیا کون۔ اسلامی لشکر میں جولیا نام کی کوئی عورت نہیں تھی۔ جولیا کو وہ کیسے جانتا ہے۔ کیا اس خوبصورت لڑکی کو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ اس کے ساتھ وہ خواب ہی میں ایک رات رنگیتا اس پر بھاگتے رہا۔ قبائلیوں سے مقابلہ کرتا رہا۔ رومیوں کی قید میں رہا۔ کتنی خوبصورت اور کتنی محبت کرنے والی تھی۔ وہ لڑکی جس کو اس نے خواب میں دیکھا تھا۔ اور جس نے اسکو اپنا نام جولیا بتایا تھا۔ وہ دیر تک سوچتا رہا۔ وہ لڑکی۔ رومی لڑکی جولیا۔ دونوں ایک ہی گھوڑے پر بھاگ رہے تھے۔ رومی فوجی ان کا تعاقب کر رہے تھے۔ لیکن رومی فوجی کہاں رہ گئے۔ وہ لڑکی کہاں چلی گئی۔ اور وہ کہاں آگیا۔ لیکن یہ سب تو خواب تھا۔ اور وہ اسلامی لشکر کے شفاخانہ میں اس کا علاج تھا۔ شاید کسی مقابلہ میں زخمی ہوا ہے۔ اور اس کی زخمی حالت میں اس لئے ایک طویل خواب دیکھا ہو۔۔۔۔۔۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔ وہ سوچتے سوچتے تھک گیا۔ اس کو نیند آنے لگی، اس کا سر بھاری ہونے لگا۔ اور وہ پھر سو گیا۔

دو دن اور دو راتیں عامر کو اسی حالت میں گذر گئیں وہ نہیں سمجھ سکتا تھا کہ وہ کب سو گیا۔ اس نے جولیا کو خواب میں دیکھا تھا۔ یا اس کے دیکھنے کے بعد یا اس سے جدا ہو کر اب خواب

دیکھ رہا تھا۔ لیکن اس دو روز کے علاج معالجہ کے نتیجہ میں عامر کے زخم بھی مندمل ہو چلے تھے اور اس میں توانائی بھی آچلی تھی اور اب وہ تمام واقعات کو پورے تسلسل کے ساتھ سوچ اور سمجھ رہا تھا اس کو معالجین نے یہ بھی بتایا کہ اسلامی لشکر کے کچھ لوگوں نے اس کو حیرہ سے کچھ فاصلہ پر دشمنوں سے لڑتے پایا تھا اور اس کی مدد کر کے اس کو زخمی حالت میں اٹھا لائے تھے۔ عامر ایک خود دار مسلمان ہوتے ہوئے خود تو رومی لڑکی کے متعلق کچھ دریافت نہ کر سکا، لیکن اسلامی لشکر کے ان فوجیوں نے جو عامر کو بچا کر لائے تھے اس کو خود ہی بتایا کہ ایک رومی لڑکی بھی رومی فوجیوں کے ہمراہ تھی

عامر نے گھبرا کر پوچھا۔ کیا وہ لڑکی بھی رومی فوجیوں کی طرح آزاد تھی۔ اسلامی لشکر کے لوگوں نے اس کو بتایا کہ نہیں وہ آزاد نہیں تھی اس کو رومی فوجی زبردستی پکڑے ہوئے تھے باوجودیکہ رومی فوجیوں کے ساتھ وہ قیدیوں کی حیثیت میں تھی لیکن ہم یقین کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ وہ ایرانی لڑکی نہیں بلکہ رومی لڑکی تھی اور ہمیں یہی تعجب ہے کہ رومی لڑکی رومی فوجیوں کے ساتھ قیدی کی حیثیت میں کیوں تھی۔ مسلمان فوجی اس سے زیادہ اور کچھ اس لڑکی کے متعلق نہیں جانتے تھے اس لئے وہ عامر کو اتنا ہی بتا کر ایک ایک کر کے رخصت ہو گئے اور جب سلمان عامر کے پاس تنہا رہ گیا تو اس کی سرگوشیوں نے عامر کو اس کے عالم تصور سے چونکا دیا۔

سلمان عامر سے پوچھ رہا تھا کون تھی وہ لڑکی۔

سلمان اور عامر ایک ہی دستہ میں تھے اور دونوں ہم عمر ہونے کی وجہ سے ایک دوسرے کے گہرے اور بے تکلف دوست بھی تھے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کون لڑکی سلمان۔ کس لڑکی کے متعلق پوچھ رہے ہو تم۔

سلمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ جو تمہارا نام لے لے کر چلاتی جارہی تھی۔ وہ تمہارا نام جانتی تھی۔ کون ہے وہ؟

عامر نے حیرت سے کہا۔ وہ میرا نام ہی نہیں جانتی۔ مجھے بھی جانتی ہے۔ وہ جولیا ہے۔ سلمان جولیا۔ کیا وہ مجھے پکارتی رہی۔

سلمان۔ واقعی مجھے اس لڑکی پر ترس آرہا تھا۔ وہ بڑی حسرت سے تمہارا نام پکار رہی تھی۔

عامر نے اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔ میں نے اس سے وعدہ کیا تھا۔ میں اس کو ضرور بچاؤں گا۔ کدھر لے گئے تھے وہ اس کو سلمان نے عامر کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر دباتے ہوئے کہا۔ بیٹھیے میرے دوست!

اس واقعہ کو چار روز گزر چکے اور اب معلوم نہیں وہ لوگ کہاں پہونچ چکے ہوں گے۔

عامر نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر پھر آنکھیں بند کرلیں۔ اسکے تصور میں دشمن فوجی جولیا کو جکڑے ہوئے لئے جا رہے تھے اور جولیا "عامر عامر" چلا رہی تھی۔

عامر نے گھبرا کر آنکھیں کھول دیں۔ اور سلماں کو دیکھکر مسکرانے لگا۔

سلماں نے کہا۔ کیا مجھے جولیا کا پورا واقعہ نہ سناؤگے عامر

عامر نے کہا۔ کیوں نہیں، اب دل بہلانے کے لئے یہ قصہ دہرانا ہی تو رہ گیا ہے۔



کوچ کا اعلان

فجر کی نماز کے بعد حیرہ میں اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید رضؓ نے اعلان کیا کہ اللہ تعالیٰ کا شکر و احسان ہے کہ مدینہ منورہ سے خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ، کا حکم موصول ہو گیا ہے اور میں اہلِ لشکر کو مطلع کرتا ہوں کہ خلیفہ اول نے حکم دیا ہے کہ میں لشکر کے ایک حصہ کو لے کر شام کی سرحد کی طرف کوچ کروں جہاں وادی یرموک میں وا قوصہ کے مقام پر رومی فوجیں مورچہ قائم کئے ہوئے ہیں اور ان کے مقابل اسلامی لشکر موجود ہے — حضرت خالد نے کہا کہ خلیفۃ المسلمین نے مجھے لشکر کے ایک حصہ کے ساتھ یرموک میں اسلامی لشکر کی کمک کے لئے روانگی کا حکم فرمایا ہے اور چونکہ کمک پہنچانے میں عجلت مقدم ہے اس لئے میں آج ہی لشکر کے اس حصہ کا انتخاب کر لینا چاہتا ہوں جو میرے ساتھ کوچ کرے گا۔ اور انشاء اللہ تعالیٰ بعد نمازِ فجر ہمارا دستہ

یرموک کی جانب کوچ کرے گا۔

حضرت خالد نے کہا کہ میں اپنے ساتھیوں سے مشورہ کر کے اور اپنے مشیروں سے رائے لیکر اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ لشکر کا جو حصہ حیرہ میں موجود رہے گا اس کے سپہ سالار قبیلہ شیبان کے شیخ حضرت مثنیٰ بن حارثہؓ ہوں گے اور میں لشکر کے جس حصہ کو لے کر کوچ کروں گا اس میں ہمارے رہبر حضرت رافع بن عمیرہ الطائی ہوں گے کیوں کہ وہ قبیلہ طے سے تعلق رکھنے کی وجہ سے ان علاقوں کے راستوں اور نخلستانوں وغیرہ سے بخوبی واقفیت سے ہمارے لشکر کو کوچ کے دوران بڑی مدد مل سکے گی۔

حضرت خالد بن ولید نے حضرت مثنیٰ بن حارثہ کو اپنے قریب بلا کر فرمایا کہ میں خلیفۃ المسلمین کے حکم سے لشکر کے ایک حصہ کی سپہ سالاری تم کو سونپتا ہوں اور چاہتا ہوں کہ خلیفۃ المسلمین کے جن احکام کی پابندی میں کرتا ہوں تم بھی ان احکام کی پوری طرح پابندی کرتے رہو۔ جانتے ہو خلیفۃ المسلمین کی ہدایات کیا ہیں۔

اسلامی لشکر کے سپہ سالاروں کے لئے حضرت صدیق کا ارشاد گرامی ہے کہ

(۱) ہر حال میں خدا سے ڈرتے رہنا، اپنے ظاہر و باطن کو پاک اور بے لوث رکھنا اللہ عالم الغیب ہے اور جس طرح ہم ظاہر کو دیکھتے ہیں، اسی طرح وہ باطن کو بھی دیکھتا ہے۔

(۲) اپنے ماتحتوں سے اچھا سلوک کرنا اور ان کے ساتھ

مہربانی سے پیش آنا۔

(۳) اپنے ماتحتوں کو مختصر الفاظ میں نصیحت کرو۔ تاکہ تمہارے الفاظ ان کے ذہنوں میں قائم رہ سکیں اور بات طویل ہو کر ابتدا و انتہا میں بے ربطی نہ پیدا کر سکے۔

(۴) اپنے ماتحتوں کی اصلاح کے لئے اپنے نفس کی اصلاح کرو ان کی اصلاح خود بخود ہو جائے گی۔

(۵) جب دشمن کے سفیر تمہارے پاس آئیں تو ان کی عزت کرو۔

(۶) اپنے فوجی رازوں کو پوشیدہ رکھو تاکہ تمہارا نظام فوجی مستحکم رہے۔

(۷) مشورہ حاصل کرنے کے لئے اپنے مشیروں کو اصل واقعات کی اطلاع ضرور دو، ایسا کرنے سے تم کو صحیح مشورہ مل سکے گا۔

(۸) رات کو اپنے ساتھیوں سے بات چیت کرنا تاکہ حالات سے خبردار رہو۔

(۹) لشکر میں پہرہ کا معقول انتظام رکھو۔

(۱۰) لشکر کا اچانک معائنہ کر کے حالات کا جائزہ لیتے رہا کرو اور یہ دیکھا کرو کہ سب لوگ پوری ذمہ داری اور پوری دیانتداری سے کام کر رہے ہیں یا نہیں۔

(۱۱) اخلاق و اخلاص کو اپنا شعار بناؤ، اور بزدلی و خیانت

سے ہمیشہ احتراز کرو۔

(۱۲) جو لوگ دنیا سے قطع تعلق کر کے عبادت گاہوں میں گوشہ نشین ہوں اور تم سے کوئی تعرض نہ کریں۔ تم ان کو ان کے حال پر چھوڑ دو۔

حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ میں نے ان ہدایات پر ہمیشہ پوری پابندی سے عمل کرنے کی کوشش کی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ جس کسی کو میں اپنا جانشین بنا کر جاؤں وہ بھی ان ہدایات پر پوری طرح عمل کرے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم کو سیدھی راہ پر چلنے کی اور اپنی ذمہ داریاں پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے ــــ

اور اس دعا پر حضرت خالد بن ولید نے اپنا خطبہ ختم کر دیا۔

قیدِ حیات و بندِ غم

جولیا نے دو مرتبہ آزادی حاصل کرنے کیلئے عامر کا سہارا لیا اور دونوں مرتبہ اسکی روشن امیدیں عامر کی مساعی جمیلہ کے سہارے بلند ہوگئیں اور پھر اچانک زمین پر گر کر پاش پاش ہوگئیں۔ پہلی مرتبہ جبکہ جولیا عرب قبائلیوں کی قید میں تھی اس وقت اچانک اسنے عامر کو اپنے قریب پاکر اسکے بشرہ کی شرافت سے یہ امیدیں وابستہ کی تھیں کہ یہ شریف انسان اگر اسکے متعلق حقیقتوں سے واقف ہوجائے اور اسکو معلوم ہوجائے کہ میں کس طرح قبائلیوں کی قید میں ہوں تو یقیناً اس کا جذبہ انسانیت اسکو مجبور کردیگا کہ وہ اپنی جان پر کھیل کر اسکی آزادی کے لئے کوشش کرے لیکن جولیا عامر کو جو اس وقت تک اسکے لئے قطعی اجنبی تھا اپنی آزادی کیلئے جان پر کھیل جانیکی ترغیب دینا نہیں چاہتی تھی۔ جولیا نے اپنے دل و دماغ میں امید و بیم کی کافی کشمکش کے بعد آخر کار یہ فیصلہ کیا تھا کہ وہ عامر کا سہارا لینے کی کوشش نہ کریگی اور اس کی جان کیلئے خواہ مخواہ خطرہ پیدا نہ کریگی اس نے اپنے دل میں عامر کیلئے ایک جذبہ، اور ایک خلش ضرور محسوس کی تھی لیکن وہ اس خلش کی وقتی لذت ہی کو اپنی تسکین قلب کے لئے غنیمت سمجھنے کا فیصلہ کرچکی تھی، اور یقیناً وہ عامر سے اس قدر قریب ہرگز نہ آتی اگر اسکو اس بات یقین

نہ ہو جاتا کہ شرافت و انسانیت کے اس مجسمہ کو شیطنت کے تخریبی ہاتھ جلد ہی توڑ پھوڑ کر رکھ دینگے اور اس وقت جولیا نے صرف انسانی ہمدردی اور جذبۂ انسانیت کے تحت عامر کو صورت حالی اور خطرہ سے آگاہ کرنا ضروری سمجھا تھا لیکن عامر قریب پہنچکر اسکے جذبات شدت اختیار کر گئے ہمدردی محبت بن گئی اور اس نے بے ارادہ عامر کا دامن پکڑ لیا تھا عامر نے احتیاط کے تقاضہ سے اپنا دامن جھٹک لینا چاہا لیکن اسکے دل میں بھی محبت کا طوفان اُمنڈ آیا اور اس نے اپنا ہاتھ روک لیا تھا۔ قبا ئلیوں نے عامر کا دامن جولیا کے ہاتھوں سے چھڑانا چاہا لیکن عامر کی تلوار نے انکو روک دیا لیکن آخر کار رومی فوجیوں نے عامر اور جولیا کو ایک دوسرے سے علیحدہ ہی کر دیا۔ جولیا نے اپنے پروگرام کے مطابق عامر کو خود سے علیحدہ ایک دوسرے راستہ پر ڈال دینا چاہا لیکن دونوں کی وابستگی نے ایک بار پھر خطرناک راستہ اختیار کیا اور جولیا اور عامر ایک بار پھر ایک تاریک رات کی خاموشی میں فرار ہو رہے تھے لیکن اس مرتبہ سینکڑوں کی تعداد میں رومی فوجیوں نے انکا تعاقب کیا۔ عامر نے بڑی جوانمردی سے ان کا مقابلہ کیا۔ زخم پہ زخم کھاتا رہا اور رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اُتارتا رہا۔ یہاں تک کہ اس کا جسم زخموں سے چور ہو گیا اور وہ بیہوش ہو کر گر پڑا جسن اتفاق سے اس وقت حیرہ میں مقیم اسلامی لشکر کا ایک دستہ گشت کرتا ہوا اس علاقہ میں آ پہنچا۔ اسلامی لشکر کے اس دستہ سے مقابلہ کی تاب نہ لاکر رومی فوجی بھاگ کھڑے ہوئے۔ اسلامی فوجیوں نے کچھ دُور ان کا تعاقب کیا اور پھر واپس آ گئے۔ اور عامر کو زخمی حالت میں اُٹھا کر اسلامی لشکر میں لے گئے جہاں وہ چار روز کے علاج و معالجہ کے بعد چلنے پھرنے کے قابل ہو گیا۔

اِدھر رومی فوجی اپنی اس شکست کو بھی فتح سمجھ رہے تھے کہ وہ جولیا کو عامر

کے قبضہ سے چھڑا کے بھاگ آئے تھے۔ اور جب رومی فوجیوں نے دیکھا کہ اسلامی فوجیوں نے ان کا تعاقب ختم کر دیا ہے تو انھوں نے اطمینان کا سانس لیا اور اپنے پڑاؤ پر پورے اطمینان کے ساتھ واپس پہنچ گئے۔

رومی فوجیوں کے پڑاؤ پر ان کے سردار ویلیرس نے رومی فوجیوں سے کہا کہ جولیا کو میرے پاس چھوڑ دو اور تم لوگ سفر کی تیاری کرو۔ ہم آج ہی رات یہاں سے شام کی سرحد کی طرف کوچ کریں گے کیونکہ اب اس جگہ ہمارے لئے دو طرفہ خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ ایک طرف ایرانی فوجوں کا خطرہ تو پہلے ہی سے تھا اور اب اسلامی فوج کی جانب سے بھی یہاں ہمارے لئے خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ مجھے ایسا راستہ معلوم ہے جو ہم کو ایرانیوں اور عربوں دونوں سے کافی دور دور رہتے ہوئے شام کی سرحد تک پہنچا دے گا۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اور ہم شام کی حدود میں داخل ہوتے ہی پوری طرح محفوظ ہوں گے۔ ویلیرس کی رائے کو رومی فوجیوں نے بہت پسند کیا، اور اس کی ذہانت اور دور اندیشی کی تعریف کرتے ہوئے رومی فوجی سفر کی تیاریاں کرنے کے لئے اپنے خیموں میں چلے گئے۔

جب ویلیرس کے خیمے میں ویلیرس اور جولیا تنہا رہ گئے تو ویلیرس نے نہایت بے باکی کے ساتھ اپنی حریص نگاہوں سے جولیا کے حسین مجسمہ پر محبت کی برق پاشیاں شروع کر دیں۔ جولیا کو یقین تھا کہ شام کے ساتھ اس کے فرار ہونے پر ویلیرس اس کو دشنام دے گا اور اس پر طعن و تشنیع کے زہریلے تیر چلائے گا لیکن ویلیرس نے دوسرا پہلو اختیار کیا کیونکہ کبھی کبھی حرص و ہوس اپنی

مطلب براری کے لئے محاسبا و باز پرس کی ضرورت کو بھی انداز کر دیتی ہے اور انتہائی انداز اختیار کر تی ہے۔ ڈیلیرس کی ہوس پرستی بھی اس وقت ایسا ہی انداز اختیار کئے ہوئے تھی اور جولیا کو ڈیلیرس کی باتیں سن کر سخت حیرت ہوئی کہ وہ ناراضگی کا اظہار کرنے اور اس کو لعنت ملامت کرنے کی بجائے اس کو تسلی اور دلاسا دے رہا تھا۔

ڈیلیرس نے بڑی نرمی کے ساتھ کہا — جولیا اب تم بالکل خوف مت محسوس کرو۔ اب تم کو وہ عرب لیٹرا کوئی نقصان نہیں پہونچا سکتا۔

جولیا عامر کے خلاف اس کی غیبت میں اتنا الزام بھی برداشت نہ کر سکی کہ وہ اس کے لئے لیٹرا کا لفظ سُن کر خاموش ہو جاتی اور اُس نے برجستہ جواب دیا —

وہ لُٹیرا نہیں تھا۔ اس نے مجھے عرب قبائلیوں سے آزادی دلائی تھی اور اس وقت بھی وہ مجھے زبردستی نہیں لے جا رہا تھا، بلکہ میں خود اپنی خوشی سے اس کے ہمراہ تھی۔

ڈیلیرس نے انتہائی پرکاری کے انداز میں کہا۔ اس سے اصل حقیقت میں کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوتی۔ وہ عرب لیٹرا ایک رومی لڑکی کو بکڑ کر لے جانے کا ناقابل معافی جرم کر رہا تھا۔ یہ اس کی زبردست فریب کاری تھی کہ اسنے تم کو اپنا ساتھ دینے پر کسی نہ کسی طرح آمادہ کر لیا تھا۔ یہ عرب

قبائلیوں سے تم کو چھڑانے کا سوال تو یہ واقعہ ہے کہ وہ تم کو اپنی ہوس پرستی کے لئے عرب قبائلیوں کے قبضہ سے لے بھاگا تھا حالانکہ اگر تم سنجیدگی سے غور کرو تو اس عرب لٹیرے کی فریب کاری خود ہی تم پر واضح ہو جائیگی۔ عرب قبائلیوں کی قید میں تو تمکو کوئی تکلیف تھی اور نہ وہاں تمہاری عزت و آبرو کو کوئی خطرہ تھا۔ عرب قبائلی صرف تمہاری واپسی کی قیمت چاہتے تھے اور وہ قیمت ہم ان کو ادا کرکے تمکو ان سے واپس لے سکتے۔ لیکن اس عرب لٹیرے نے تم کو عرب قبائلیوں سے چھڑا کر تمکو متاثر کرنیکی کوشش کی تھی تاکہ تم آسانی کے ساتھ اس کی حرص و ہوس کا شکار بننا قبول کرسکو اور اس حد تک وہ اپنی کوششوں اور فریب کاریوں میں کامیاب بھی رہا۔ کہ وہ تم کو خود اپنی خوشی سے اپنے ساتھ بھاگ جانے پر آمادہ کرسکا۔ بلکہ اگر میں یہ کہوں تو غلط نہ ہوگا کہ اس نے تمکو اپنے فریب سے اس قدر زیادہ متاثر کردیا تھا کہ تم خود اسکو قید سے چھڑا کر اپنے ساتھ بھگا لیجانے کی کوشش کر رہی تھیں

بیشک تم ایک سیدھی سادی اور سادہ لوح لڑکی ہو۔ تمہارا اس کے فریب میں آجانا کوئی تعجب کی بات نہیں اور نہ اسکے لئے میں تمکو مجرم و معتوب سمجھتا ہوں۔ دراصل یہ تو ہمارا فرض تھا کہ ہم ایک رومی لڑکی کی آزادی اور اسکی عزت و آبرو کی حفاظت کرتے اور ہم اپنے فرض سے غافل نہیں ہے۔ ہم نے اس عرب لٹیرے کے فریب کے جال کو کاٹ کر رکھ دیا اور تم کو اس کے پنجے سے چھڑا لانے میں کامیاب ہو گئے ——

جولیا، ویلیریس کی اس طویل گفتگو سے جس کو وہ بے معنی سمجھ کر ایک کان سُنتی اور دوسرے کان اُڑا تی رہی تھی اکتا چکی تھی اور اس نے اس تمام طویل طویل گفتگو کے جواب میں صرف اتنا ہی کہنا ضروری سمجھا کہ وہ عرب لٹیرا نہیں بلکہ

شریف انسان ہے۔ اسکی شرافتِ نفس پر انسانیت بجا طور پر ناز کر سکتی ہے۔ میں نے عامر کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ وہ خلوتوں میں بھی میرے ساتھ رہا ہے اور میں نے اس کو حد سے زیادہ محتاط اور شریف پایا ہے۔ میں تم سے التجا کرتی ہوں کہ تم انسانیت اور شرافت کے نام پر مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دو۔ میں اپنی زندگی کو عامر کے ساتھ وابستہ کر چکی ہوں۔ تم لوگوں میں نہ تو میں اپنا اعتبار ثابت کر سکوں گی اور نہ میں عامر کو چھوڑ سکوں گی۔ میرے حال پر آپکی یہ انتہائی مہربانی ہوگی اگر آپ مجھ کو آزاد کردیں کہ میں عامر کے پاس پہنچ جاؤں۔ شاید اسوقت اسکو میری ضرورت بھی ہو میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا کہ وہ بہت زیادہ زخمی ہو چکا تھا اس حالت میں میرا فرض ہے کہ میں اس کی دیکھ بھال کروں۔ آپ مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں عامر کے پاس جانا اور اس کی خدمت کرنا چاہتی ہوں۔

کاش میں ایسا کر سکتا ۔۔ ڈیلیرس نے کہا۔ میں تمہاری خوشی کیلئے یہ بھی برداشت کرتا اور تمہیں عامر کے پاس بھی پہونچا دیتا لیکن ۔۔۔۔۔ لیکن ۔۔۔۔۔

لیکن کیا ؟ ۔۔۔۔۔ جولیا نے انتہائی سراسیمگی سے کہا۔ خدا کے لئے آپ اپنا جملہ پورا کیجئے۔ لیکن کیا ۔۔ کہنا کیا چاہتے ہیں آپ، میں اپنی جان بھی دے سکتی ہوں۔ اگر آپ مجھے عامر کے پاس پہنچنے کی اجازت دیں اور مجھے رہا کر دیں

ڈیلیرس نے کہا۔ بیٹی اب کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ تم جان دیکر ہی اسکے پاس پہنچ سکتی ہو کیونکہ تم نے اسکو صرف زخمی دیکھا تھا لیکن میں نے وہاں سے واپس آتے ہوئے خود اپنی تلوار سے اسکا سر اسکے جسم سے جدا کر دیا تھا اور اب اس کی لاش کو گدھ کھا رہے ہوں گے۔

جولیا عامر کا نام لے کر ایک چیخ مار کر بیہوش ہو گئی۔

قافلۂ حجاز

نمازِ فجر کے بعد حیرہ کی فضائیں نعرۂ تکبیر سے گونج اُٹھیں۔ شمشیرِ اسلام کا رُخ ایران کی بجائے روم کیطرف ہوگیا۔ حضرت خالد بن ولید کی سرکردگی میں لشکر کا ایک حصہ حیرہ سے شام کی سرحد پر یرموک کی جانب روانہ ہوگیا اور مجاہدینِ حجاز کا قافلہ دلوں میں جوش اور ولولے لیے ہوئے ریگستان میں آگے بڑھنے لگا۔

حضرت خالد کا لشکر انتہائی دشوار گذار علاقہ میں سفر کر رہا تھا۔ عراق اور شام کے درمیان سینکڑوں میل دُور دُور تک آب و گیاہ کا نام و نشان نہ تھا۔ جہاں آفتاب کی تمازت سے ریت کے ذرّے چنگاریاں بن کر اُڑتے تھے۔ جہاں گرم و تند ہواؤں کے غبار آلود جھونکے جسم کو جھلسا ڈالتے تھے اور نگاہوں کے سامنے غبار کا پردہ ڈال دیتے تھے۔ جہاں طاقت ور سموم ریت کے اونچے اونچے ٹیلوں کو اڑا کر دم کے دم میں ایک جگہ سے دوسری جگہ پہونچا دیتے تھے، اور ان ریت کے ٹیلوں میں پورے پورے قافلے اکثر دفن ہو کر رہ جاتے تھے ——

یہ قافلۂ حجاز اپنے عزم و ہمت اور اپنی جانفشانی و مشقت پر اعتماد کر کے اور اللہ تعالیٰ کی مدد پر بھروسہ کر کے اس تپتے ہوئے ریگ زار میں کود پڑا تھا۔ اور نہ صرف حضرت خالد بن ولید کو بلکہ لشکر کے ہر ایک فوجی کو پورا بھروسہ اور پورا اطمینان تھا کہ وہ اس وسیع ریگستان سے بالکل اسی طرح گذر جائیں گے، جیسے کسی چمن میں سیر کر کے نکل آئیں۔

دوپہر سے کچھ قبل یہ قافلۂ حجاز ایک اونچے ٹیلے کے عقب میں خیمہ زن ہو گیا کیونکہ حضرت رافع بن عمیر الطائی جو اس قافلہ کے رہبر تھے انھوں نے سالار لشکر حضرت خالد بن ولید کو مشورہ دیا تھا کہ آفتاب کی بڑھتی ہوئی تمازت سے تپتے ہوئے ریت کے ذروں پر سفر کرنے کی جدوجہد جاری رکھنا ہلاکت خیز ہوگا۔ چنانچہ ان کے اور حضرت خالد بن ولید اور دیگر سربرآوردہ حضرات کے مشورہ سے یہ پروگرام طے پایا کہ اسلامی لشکر نماز مغرب کے کوچ کیا کرے گا، اور طلوع آفتاب کے دو تین گھنٹوں کے بعد پڑاؤ کیا کرے گا۔ اس طرح لشکر اسلام تمام رات اور صبح کے چند گھنٹے سفر کیا کرے گا اور دوپہر سے کچھ قبل سے مغرب کے وقت تک پڑاؤ کیا کرے گا۔ یعنی ہر روز ۲۴ گھنٹوں میں ۱۶ گھنٹے سفر اور ۸ گھنٹے قیام کرے گا۔ حضرت خالد نے حضرت رافع کے اس پروگرام کو بہت پسند کیا اور لشکر کو مطلع کرا دیا کہ پہلے روز کا سفر ختم سمجھا جائے اور تمام لشکری اونچے ٹیلے کے عقب میں اپنے خیمے لگا کر آرام کریں ——— عامر اور سلمان بھی اپنے خیمے میں آرام کرنیکے لئے لیٹ گئے

اور سلماں نے عامر سے کہا۔ خدا کی پناہ کس قدر گرم فضا ہے۔

عامر نے جواب دیا۔ حافظی جس قدر آسمان سے تمازت برس رہی ہے اسی قدر زمین بھی تپش چھوڑ رہی ہے۔

سلماں نے کہا۔ اور زمین و آسمان کے درمیان پوری فضاؤں میں گرم ہواؤں کے جھونکے غیر مرئی شعلوں کی شکل اختیار کئے ہوئے ہیں۔ یہ نظر نہ آنیوالے ہوائی شعلے بدن سے چھو جاتے ہیں تو جھلسا کر رکھ دیتے ہیں۔

عامر:۔ لیکن سلماں ہم کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے کہ اس نے ہم کو اس شدید آزمائش میں پورا اترنے کا موقع دیا ہے۔ ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ ہم کو عزم و ہمت اور توفیق عطا فرمائے۔ ہماری خوشی کی انتہا نہیں ہے کہ سپہ سالار نے ہم کو اپنے ساتھ لیا اور ہم کو جانفشانی کا موقع مل سکا۔

سلماں:۔ ٹھیک ہے عامر، انسان زمانہ کے انہیں سرد و گرم اور مصائب و مشکلات کی تپتی ہوئی بھٹیوں ہی میں تپ کر پختہ انسان بنتا ہے۔

عامر:۔ معلوم نہیں اس وقت جولیا کہاں اور کس حال میں ہوگی؟

سلماں:۔ وہ بھی ہماری طرح سفر ہی کر رہی ہوگی —— کیا تمہیں یاد نہیں رہا کہ

"ہمارے جاسوسوں نے سپہ سالار کو یہ اطلاع دی تھی کہ مدائن کے قریب رومیوں کی جو مختصر فوج پوشیدہ تھی وہ عراق کی سرحد کے برابر برابر گذر کر شام کی سرحد تک پہونچنے کے لئے روانہ ہو گئی ہے"

عامر:۔ اچھی طرح یاد ہے، جاسوسوں نے یہ بھی اطلاع دی تھی کہ اس رومی فوج کا پروگرام

یہ بھی ہے کہ وہ خطرات سے محفوظ رہ کر عراق کی حدود کے اندر سرحدی قصبوں سے گزرنے کی کوشش کرے گی اور جہاں سے اس کو رومی فوجی ملنے لگیں گے وہیں سے خود کو ظاہر کر دے گی اور علانیہ دمشق کی جانب روانہ ہو گی۔

سلمان :- میرا تو خیال ہے کہ رومیوں کا قبضہ اس حد تک ہو چکا ہے کہ شاید اس رومی لشکر کو ایک یا دو دن سے زیادہ خود کو پوشیدہ رکھنے کی ضرورت پیش نہ آئے۔ کیونکہ وہ ایک یا دو روز کے سفر کے اختتام پر ایسے علاقہ میں ضرور پہنچ جائیں گے جہاں رومی فوجوں کا قبضہ ہو اور رومی فوج کا یہ دستہ پوری طرح آزاد اور محفوظ ہو گا۔

عامر :- ہاں قرائن تو کچھ ایسے ہی ہیں۔ خدا کرے یہ دستہ بعافیت تمام رومی سلطنت کی حدود میں داخل ہو جائے۔

سلمان۔ بڑی حیرت کی بات ہے عامر۔ تم دشمنوں کے لئے دعائیں کر رہے ہو۔ حالانکہ جس رومی دستہ کے لئے تم نیک تمنائیں اپنی زبان سے نکال رہے ہو وہی رومی دستہ اپنی دانست میں تم کو قتل کر چکا ہے یقیناً وہ لوگ تم کو اسی قدر زخمی کر کے اور ایسی ہی نازک حالت میں چھوڑ کر بھاگے تھے کہ ان کو پورا یقین ہو گا کہ تم ہلاک ہو چکے ہو۔ لیکن تم انھیں قاتلوں کے لئے دعا کر رہے ہو۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نہ قاتلوں کے لئے دعا کر رہا ہوں نہ دشمنوں کے لئے۔ بلکہ میں کچھ انسانوں کے لئے دعا کر رہا ہوں جو ہماری طرح سفر کی مشکلات برداشت کر رہے ہوں گے اور جن کو ایک دشمن ایرانی فوج سے جان کا خطرہ لاحق ہے

انسان بہر صورت انسان ہے اور انسان کے لئے ہر انسان دعا کر سکتا ہے۔
سلماں۔ یقیناً ان انسانوں کے لئے دعا کی جا سکتی ہے جو کسی دشمن کی جانب سے خطرہ میں ہوں اور پھر ان انسانوں کے ساتھ جولیا بھی تو ہے۔
عامر۔ بیشک۔ ان انسانوں کی جانب میری نیک تمناؤں کے رجحان کا ایک بڑا سبب ان کے ساتھ جولیا کی موجودگی بھی ہے۔ کیونکہ جولیا انسانیت کا ایک ایسا مرقع ہے جو ایرانیوں اور رومیوں میں مشکل ہی سے مل سکے گا۔ میرا اور جولیا کا صرف ایک رات اور ایک دن کا ساتھ رہا ہے۔ لیکن اس مختصر مدت میں مجھے اس بات کا اچھی طرح اندازہ ہو گیا ہے کہ جولیا انسانیت کی حامل ہے، میں اور جولیا جس رات ایک ساتھ تھے وہ مصیبتوں کی رات تھی۔ اور میں اور جولیا جس دن ایک دوسرے کے ہمراہ تھے وہ آزمائش کا دن تھا اور یقین جانو سلماں، انسان کی پہچان آزمائش کے دنوں اور مصیبتوں کی راتوں ہی میں ہوتی ہے۔ اس لئے اگر میں قیامت کی ایک رات اور حشر کے ایک دن کی آزمائش کے نتیجہ میں یہ فیصلہ کروں کہ جولیا انسانیت کا ایک مرقع ہے تو جولیا کی طرف میرے رجحان کو تم شاید قابلِ اعتراض نہ قرار دو گے
سلماں نے برجستہ کہا۔ یقیناً جولیا اگر جوہر انسانیت سے معمور ہے تو اس کی طرف کھنچنا بھی انسانیت ہی کا ثبوت ہے۔ میں تمہیں اس کے لئے ہرگز مطعون نہیں کر سکتا۔ بلکہ تمہاری دوستی کی بنا پر اور تمہارے اعتماد پر میرے دل سے بھی یہی دعا نکلتی ہے کہ جولیا جس حال میں ہو اور جہاں بھی ہو اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت کرے تاکہ وہ مستقبل میں اپنی انسانیت سے لبریز زندگی کو

اور زیادہ سنوار سکے۔

عامر نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ مجھے افسوس تو اس بات کا ہے کہ جولیا نے میری پناہ میں رہنے کی تمنا ظاہر کی تھی اس نے مجھ سے کہا تھا کہ جب تک حالات سازگار نہ ہو جائیں اور وہ اپنے والد کے پاس نہ پہونچ جائے اس وقت تک وہ میری پناہ میں رہنا چاہتی تھی لیکن میں اس کو پناہ نہ دے سکا۔

سلماں۔ بے شک تم اس کو پناہ نہیں دیسکے۔ لیکن اس میں تمہاری جانب سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔۔ تم تو اس کی حفاظت کرنے میں جان پر بھی کھیل گئے تھے اور یہ واقعہ ہے کہ رومی فوجی دستہ اپنی دانست میں تمکو قتل کر کے جولیا کو لے گیا ہے۔ اس میں تمہارا کیا قصور۔

عامر۔ ٹھیک ہے۔ یہ ایک معقول وجہ ہے لیکن میرے دل کو تسکین دینے کے لئے یہ وجہ قطعی کافی نہیں ہے۔ مجھے تو بہر صورت اس کی حفاظت کرنی ہی چاہیئے اور میری حفاظت سے چھین کر رومی فوجی دستہ تو کیا پورا رومی لشکر بھی اس کو نہ لے جا سکتا لیکن ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

سلماں نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ یہ تمہاری فرض شناسی۔ تمہارا عزم اور تمھارا جذبہ ہے لیکن جذبہ کی گہرائیاں اور عزم کی بلندیاں اکثر فرض شناسی کی حدوں کو عمل و کردار کے افق کے اُس پار تک پہنچا دیتی ہیں اور انسان ان باتوں کے لئے افسوس کرتا نظر آتا ہے جو اس کی انسانی استطاعت و مقدرت کی حدود سے باہر ہوتی ہیں۔ لیکن وہاں تک اسکے عزائم کی پرواز ضرور ہوتی ہے۔ جولیا کی حفاظت کے معاملہ میں تمہارا جذبہ

کچھ اسی نوعیت کا ہے۔

عامر نے پھر ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا۔ ہو سکتا ہے کہ میرا جذبہ اس معاملے میں جذبۂ بے اختیار ہی ہو لیکن میری سمجھ میں نہیں آرہا ہے کہ میں اپنے دل کو تسکین کس طرح دوں اور اپنے ذہن کو مطمئن کس طرح کروں

سلمان۔ مساعی کا جاری رکھنا ہی حصول میں ناکامی کے احساس کو تسکین دے سکتا ہے اور وہ تم کر رہے ہو۔

عامر نے انتہائی سادگی کے ساتھ سوال کیا۔ وہ کیسے۔ میں اپنے مساعی کو کیسے جاری رکھ سکتا ہوں۔

سلمان۔ دراصل ہمارا یہ سفر بھی تمہاری ان مساعی کی حیثیت رکھتا ہے ہمارا لشکر اور روم کی کشمکش کو ختم کر دے گا۔ روم میں پھیلی ہوئی شورش مٹا دیگا۔ اسلام جو پر امن اور سلامتی کا ماحول پیدا کرے گا اس میں اور بہت سے رومیوں کی طرح جولیا بھی محفوظ ہو گی اور یا تو وہ اس وقت تک سلامتی کے ساتھ اپنے والدین تک پہنچ چکی ہوگی یا پھر تم کوشش کروگے تو اس کو تلاش کر کے اس کے والد تک پہنچا سکو گے اور اطمینان قلب حاصل کر سکو گے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بھائی سلمان، میں تمہاری ذہانت کا پہلے سے ہی قائل ہوں لیکن اس وقت تو تم نے میرے دل کے لئے تسکین کی ایک راہ نکال دی ہے واقعی ہماری یہ کوشش جو ہم لشکر اسلامی کے تحت کر رہے ہیں نہ صرف جولیا بلکہ جولیا جیسی بہت سی لڑکیوں کے لئے جو ایرانیوں کی یورشوں کے نتیجہ میں اپنے والدین

اور سر پرستوں سے دُور ہیں، پناہ دلا سکے گی اور جولیا کے علاوہ بہت سے دوسروں کو ان کے وطن میں اطمینان بخش ماحول مہیا کرے گی۔

اب میں پوری طرح مطمئن ہوں کہ میں نہ صرف جولیا کی حفاظت کے متعلق بلکہ لشکرِ اسلام کے تحت پوری انسانیت کی گرانقدر خدمات انجام دے رہا ہوں۔ اور ایک انسان کے اختیار میں جو کچھ ہو سکتا ہے وہ کر رہا ہوں۔

ایک رات ایک دن

جس رات رومی فوجی دستہ مدائن کے قریب جولیا کو عامر سے چھڑا کر لایا تھا اسی رات رومی فوجی دستہ کے سردار دیلیرس کے حکم سے رومی فوجی دستہ نے وہاں سے کوچ کر دیا تھا۔ جولیا فوج کی حراست میں تھی رومی فوجی دستہ کی جانب سے اسکے باوجود کہ دستہ نے جولیا کو دو مرتبہ عامر کے ساتھ فرار ہونے سے روکا تھا۔ کوئی سختی نہیں کیجا رہی تھی۔ کیونکہ رومی فوجی دستہ کا سردار جولیا سے کچھ توقعات وابستہ کرچکا تھا۔ دیلیرس کو اچھی طرح معلوم تھا کہ وہ ایک بڑے باپ کی بیٹی ہے۔ جو دولت کے انبار میں کھیل کر بچپن کی حدود سے جوانی کی منزل تک پہنچی تھی۔ دیلیرس اپنی خوش نصیبی پر فخر کر رہا تھا کہ اس کو حسن اتفاق سے جولیا کو دو مرتبہ ایک عرب فوجی سے چھڑا لانے میں کامیابی ہوئی تھی اور اس کی یہ کامیابی اسکو رومی سلطنت کی جانب سے باوقار بنانے کے علاوہ جولیا کے والد ہارگنس سے بھی خراج تشکر حاصل کرنیکے لئے کافی تھی۔ اس کو یقین

تھا کہ اب جولیا کا باپ جولیا کے مستقبل کو دیلیرس سے وابستہ کرنے میں کچھ پس و پیش نہ کریگا بلکہ اس پر فخر کرے گا اور جولیا سے وابستگی کے معنی دیلیرس کے لئے بے پناہ دولت حاصل کر سکنے تھے۔ دولت سے قطع نظر جولیا رومی حسن کا مجسمہ بھی تھی اور پسندیدہ اخلاق و عادات کی حامل تھی۔

رومی فوجی جو جولیا کو دوسرتبہ عامر کے قبضہ سے چھڑا کر لائے تھے یقیناً جولیا کی اس جسارت کو کبھی معاف نہ کر سکتے کہ وہ دو بار ایک عرب فوجی کے ہمراہ فرار ہو چکی تھی۔ اور نہ صرف یہ کہ اس کو حقارت سے دیکھتے بلکہ اس پہ ہر قسم کی سختیاں روا رکھتے اور زیادتیاں کرتے لیکن چونکہ جولیا کو دیلیرس اپنی منظورِ نظر بنا چکا تھا اس لئے وہ جولیا پر حد سے زیادہ مہربان تھا۔ اس کی مہربانیوں کا مقصد تھا کہ جولیا اس کی طرف ملتفت ہو جائے اور جولیا کے ذہن سے وہ کلفتیں بھی دور ہو جائیں جو اس کو پیش آئیں۔ لیکن جولیا کا یہ عالم تھا کہ جیسے اس کو چپ لگ گئی ہو۔ وہ گھوڑے پر سوار رومی فوجیوں کے درمیان دیلیرس کے برابر برابر سفر کرتی رہتی لیکن کچھ کھوئی کھوئی سی تھی۔ وہ بالکل خاموش رہتی۔ دیلیرس کو یہ غلط فہمی پیدا ہو گئی کہ جولیا دومرتبہ عامر کے ساتھ فرار ہوتی ہوئی پکڑی گئی تھی جس کے لئے وہ شرمندہ۔ اور اپنے اسی کردار پر اپنے ضمیر سے نادم ہو کر خاموش سی رہنے لگی ہے اور اپنی اسی غلط فہمی کی بنا پر کر جولیا خود ہی اظہار نا صف کر رہی ہے۔ دیلیرس اس کی وابستگی کی کوشش کرتا۔

ویلیرس نے جولیا کی گہری خاموشی کو توڑنے کیلئے کہا۔ جولیا! انسان کی گمبیر کی آواز اکثر اس کو خاموش کر دیتی ہے۔ میں دیکھتا ہوں کہ تم بھی کچھ ایسی ہی کیفیت میں مبتلا ہو۔ اور تمہارے دل و دماغ پر رنج و غم کے گہرے بادل چھائے ہوئے ہیں لیکن انسان کو حالات کا ہمت کے ساتھ مقابلہ کرنا چاہیئے۔

ویلیرس سے دلجوئی کے الفاظ سن کر جولیا مسکرا کر خاموش ہو گئی۔ اور ویلیرس کو مزید غلط فہمی پیدا ہوئی کہ وہ اپنے سابقہ کردار پر پچھتا رہی ہے اور اس کی دل جوئی کی ممنون بھی ہے۔ اور ساتھ ہی خود کو دل جوئی کا اہل نہ مستحق نہیں سمجھ رہی۔

بہرصورت رومی فوجی دستے کے ساتھ ویلیرس اور جولیا بھی سفر کرتے رہے۔ دونوں اپنے اپنے ماحول میں کھوئے ہوئے، اور دونوں کے ماحول ایک دوسرے سے بالکل مختلف تھے۔ ویلیرس یہ سوچ سوچ کر خوش ہوتا کہ اس کا اور جولیا کا یہ ساتھ جلد ہی زندگی کا ساتھ بننے والا ہے۔ لیکن جولیا صرف ایک رات اور ایک دن کے متعلق سوچ رہی تھی۔ وہ رات جس کی تاریکی میں وہ قبائلیوں کی قید سے چھوٹ کر عامر کے ساتھ ریگستانوں پر بھاگتی رہی جس رات کی سیاہ خاموشی میں تلواریں ٹکرائیں اور عامر ایک سخت مقابلہ کے بعد اس کو بچانے میں کامیاب ہو گیا۔ وہ رات جو ایک سیاہ رات تھی۔ وہ رات جو خوف و ہراس اور امید و بیم کی رات تھی۔ وہ رات جو فرار ہونے والوں کے لئے ایک سنسناتی ہوئی رات تھی وہ رات مقابلہ کی رات اور خون

آشام رات تھی - اور پھر اس کے بعد ایک دن کا آغاز عامر اور جولیا کی آزاد مسکراہٹ سے ہوا لیکن جس کا اختتام ایک خوفناک جنگ پر ہوا جس کے نتیجہ میں جولیا عامر کو خاک و خون میں لتھڑا چھوڑ کر رومی فوجیوں کی حراست میں پہنچ گئی تھی -

جولیا سوچتی جا رہی تھی کہ عامر نے اس کے لئے کتنی قربانیاں کیں اس کے لئے اپنی جان تک قربان کر دی - حالانکہ ان دونوں کا ساتھ صرف ایک رات اور ایک دن کا تھا لیکن جولیا کو ایسا محسوس ہوتا تھا کہ وہ ہمیشہ سے عامر ہی کے ساتھ رہتی چلی آ رہی تھی اور آئندہ بھی ہمیشہ ہر دن اسی کی تلاش و جستجو میں بسر ہو گا - اور ہر رات اسی کے انتظار میں گزرے گی -

اتنا سوچ کر جولیا کا دل ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگا اور اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے دو قطرے اس کے رخساروں پر ڈھلک آئے ......

...... لیکن -

لیکن ویلیریس یہ دیکھ کر خوش تھا کہ جولیا کے رخساروں پر اشک ندامت بہہ رہے تھے -

---

مشورہ

ہرقل قیصرِ روم اپنے بھائی تھیوڈورس اور اپنے مشیروں سے سرگوم کلام ہے۔ پہلے ہرقل نے بڑے نپے تلے الفاظ میں اپنی گفتگو شروع کرتے ہوئے ارضِ روم پر ایرانیوں کے حملوں اور ان کی فتوحات کا ذکر کیا۔

ہرقل نے کہا کہ ابھی زیادہ دنوں کی بات نہیں ہے کہ ایران کے آتش کدوں سے جو شعلے بھڑکے تھے وہ ارضِ روم پر دور دور تک پھیل گئے تھے اور ان کی تمازت ہم خود اپنے دارالسلطنت میں محسوس کر رہے تھے ہمیں پے در پے متعدد محاذوں اور کئی مورچوں پر شکستیں ہوتی رہیں لیکن ہمارے عزائم پست نہ ہوئے تھے اور ہم نے مقابلے ہارے تھے لیکن ہمتیں نہیں ہاری تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ آخر کار ہم اپنی گردنوں کو بلند کر کے سربلند ہو سکے۔ ہم نے ایران کی بھڑکائی ہوئی آگ کو ٹھنڈا کر دیا۔ ہم نے اپنی ہزیمت خوردہ بچی کھچی فوجوں کو اکٹھا کر کے اور تازہ دم فوج بھرتی کر کے اور فوجی کمک بہم پہونچا کر ایرانیوں پر بھرپور حملہ کیا۔ جنگ کا نقشہ بدل دیا۔ ایرانی فوجوں کو شکست دی اور ان کو پسپا کر دیا۔

یہی نہیں کہ ہم نے ان کے قبضہ سے ارض روم کے علاقے واپس لئے بلکہ ہم نے عراق اور ایران کے اکثر علاقے بھی فتح کئے۔ یہاں ہم میں سے بہت سے ایسے ہیں جو ان جنگوں میں حصّہ لے چکے ہیں۔ اور ان نشیب و فراز سے گزر چکے ہیں اس لئے ان تمام واقعات کی تفصیل بیان کرنا بیکار ہے۔ ہم میں سے بہت سے ایسے یہاں موجود ہیں جو پوری تفصیل سے واقف ہیں اور تمام واقعات ان کی آنکھوں کے سامنے گزر چکے ہیں۔ اس لئے میں نے ان واقعات کو آپ کے سامنے دُہرانے کے لئے یہاں آپ لوگوں کو اکٹھا نہیں کیا بلکہ میں نے صرف یہ غور کرنے کے لئے اپنے امراء اور مشیروں کو یہاں طلب کیا ہے کہ ہم کو ایرانیوں کے مقابلہ میں شکست کیوں ہوئی تھی اور پھر ہم نے کیسے ان پر غلبہ پایا۔ ہم میں سے بہت سے اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھتے اور جانتے ہوں گے۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ ہمارے امراء اور ہمارے ارکان سلطنت اس وقت میرے بھائی اور میرے دست راست تھیوڈورس سے جنگ کے نشیب و فراز کے نکات سُنیں سمجھیں اور اپنے مشورے پیش کریں۔

تھیوڈورس پہلے تو کھڑا ہو کر ہرقل کے آداب بجالایا اور پھر ٹھہر ٹھہر کر بولنا شروع کیا۔

یہ نہ صرف میرا بلکہ ہم سب کا اعتقاد ہے اور واقعات نے

ہمارے اس اعتقاد کو ثابت بھی کر دیا ہے کہ قیصر روم کے ہاتھوں ہی میں جنگ کے نتائج اور فتح و شکست کا بست و کشاد ہے اس کے علاوہ اس وقت ہم میں سے بہت سے ایسے تجربہ کار اور ماہر جنگ فوجی سردار یہاں موجود ہیں جن کے سامنے جنگ کی کیفیات اور اس کے نتائج کے متعلق میرا کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانا ہوگا لیکن مجھے قیصر روم نے حکم دیا ہے اور اس حکم کو بجا لانا میرا فرض اولین ہے۔

تھیوڈورس نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ ہم میں سے بہت سے لوگ میرے اس خیال سے یقیناً متفق ہوں گے کہ ہم اور سلطنت روم نہ آج ایران سے کمزور ہے اور نہ کبھی کمزور تھا۔ نہ ہم اس وقت کمزور تھے جب ہماری فوجوں کو پے در پے مورچوں پر شکستیں ہوئیں۔ در اصل ان شکستوں کا باعث ہماری کمزوری نہیں۔ بلکہ ہمارا انتشار اور ہمارے نظم و نسق کی کمزوری تھی۔ ہم میں سے کوئی بھی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا، کہ یہ ہمارے سربراہوں کی بے راہ روی۔ نااہلی ہمارے انتظامات کی خامی اور بدحالی اور نتیجہ ہماری برہمی اور ہمارا انتشار تھا جس نے ہم کو شکستوں کا منھ دکھایا —— اور ہم فخر و مسرت کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ان تمام کمزور اسباب و علل کو میرے بھائی ہرقل قیصر روم

نے ختم کر دیا ہے۔ ان کے اقبال سے اور ان ہی کی قیادت و رہنمائی میں ہم نے فتح سندھ ایرانیوں کو شکست کے سبق بھی پڑھائے۔

امراء اور مشیروں نے تائید میں شور برپا کیا۔

ہرقل نے امراء اور مشیروں کو خاموش رہنے کا حکم دیتے ہوئے کہا کہ مجھے خوشی ہے کہ میرے بھائی نے حالات کا صحیح تجزیہ کر کے آپ لوگوں کے سامنے ایک واضح مرقع پیش کر دیا اور اس سے بھی زیادہ مسرت اس بات کی ہے کہ آپ سب لوگ میرے بھائی کے خیالات سے پوری طرح متفق ہیں اور ان سے اتفاق کرتے ہوئے آپ لوگوں کو اپنے جذبات پر قابو رکھنا مشکل ہو رہا ہے۔

یقیناً آپ لوگوں کے ایسے ہی جذبات کی ہم کو ضرورت ہے لیکن مجلس مشاورت کا تقاضہ ہے کہ آپ اپنے جذبات پر قابو رکھنے کی کوشش کریں اور تھیوڈورس اپنی تقریر جاری رکھیں۔

اتنا کہہ کر ہرقل نے مسکراتے ہوئے تھیوڈورس کی طرف دیکھا۔

تھیوڈورس نے پھر کہنا شروع کیا۔ روم اور ایران کی جنگ کی طالبہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی ہم منتشر ہوئے ہمارا نظم و نسق کمزور ہاتھوں

میں آیا تو ہم کو شکستیں ہوئیں اور جب کبھی ہم منظم ہوئے اور ایرانیوں کا شیرازہ منتشر ہوا تو فتوحات ہمارے حق میں اور شکستیں ایرانیوں کے نام لکھی گئیں۔

تھیوڈورس نے کسی قدر جوش کے ساتھ کہنا شروع کیا جب قیصر روم ہرقل نے ہمکو ایک جھنڈے کے تلے منظم و متحد کر دیا اور عنان سلطنت ہرقل جیسے انشور کے ہاتھوں نے سنبھال لی تو ایرانیوں کو بھاگنے کے سوا کوئی راستہ نظر نہ آیا۔

امراء نے تائید میں بیشک بیشک کہا۔

تھیوڈورس نے پھر کچھ ٹھہر ٹھہر کر اور اپنے الفاظ پر زور دیکر کہنا شروع کیا۔ لیکن ابھی ہم ایرانیوں کو پوری طرح پسپا نہ کر پائے تھے کہ ایک اور حریف میدان جنگ میں آپہنچا۔ یہ وہ حریف ہے جس نے ہم سے یا ایرانیوں سے کبھی مقابلہ نہ کیا تھا جسکی رزم آرائیاں صرف آپس کی خانہ جنگیوں تک محدود تھی اور جس نے کبھی کسی دوسرے ملک پر چڑھائی نہ کی تھی۔ لیکن اب ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہمارے پڑوسی عرب یہ سمجھ رہے ہیں کہ صد یوں تک خانہ جنگیوں کی مشق نے ان کو فوجی زندگی عطا کر دی۔ اور وہ ایران اور روم دونوں سلطنتوں پر بروقت حملہ آور ہیں۔ ایران کی سرحدوں سے اب تک جو اطلاعات ہمارے پاس پہونچی ہیں اُن سے معلوم ہوا ہے کہ

عربوں نے ایرانی سلطنت میں پیش قدمی کرتے ہوئے مدائن کے قریب حیرہ تک فتح کر لیا ہے۔

حیرہ میں عرب فوجیں خیمہ زن ہیں انھوں نے ابھی تک مدائن کی طرف پیش قدمی نہیں کی اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ آگے بڑھنے کیلئے مدینہ سے

اپنے خلیفہ کے حکم کے منتظر ہیں۔ حیرہ میں جو عرب فوجیں موجود ہیں وہ تعداد میں کچھ زیادہ نہیں ہیں۔ ان کی تعداد اس قدر قلیل ہے کہ اتنی قلیل تعداد فوج سے کسی نے کبھی کسی فتح کی توقع نہ وابستہ کی ہوگی۔

لیکن یہ حقیقت ہے اور اس کو جھٹلایا نہیں جاسکتا کہ عربوں کی یہ قلیل فوج ایران میں مسلسل فتوحات حاصل کرتی ہوئی آگے بڑھتی رہی۔ اس کے باوجود کہ مدائن میں ایران کی فوجیں کافی تعداد میں موجود تھیں اور مزید فوجی کمک بھی مدائن پہنچ چکی ہے لیکن ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ جیسے ہی عرب فوجیں مدائن پر حملہ کریں گی۔ مدائن کی ایرانی فوجیں زیادہ دن اس قلعہ کو ان سے نہ بچا سکیں گی۔

تھیودورس نے گریز کا ایک پہلو اختیار کرتے ہوئے کہا خیر یہ تو ایرانی سرحد کے واقعات ہیں اور اس کا جواب ایرانی فوجیں ہی بہتر دے سکیں گی۔ کہ ان کا یہ قول کہاں تک جان رکھتا ہے کہ ؎

ز شیر شتر خوردن و سوسمار
عرب را بجائے رسید است کار

لیکن ہمیں آپ لوگوں کو اس طرف متوجہ کرنا ہے کہ ان عربوں کا دوسرا بڑا محاذ روم کی سرحد پر ہے۔ جہاں آج سے چار سال قبل ۱۶۳۰ء میں ہماری فوجوں نے غسانی قبائل کی مدد کرتے ہوئے عرب فوجوں کو پے در پے شکستیں دی تھیں۔

اس وقت اس مورچہ پر ہماری فوجوں نے عرب فوج کے یکے بعد دیگرے تین سرداروں کو شہید کیا تھا۔

عرب فوج زید بن حارث کی سرکردگی میں رومیوں سے نبرد آزما ہوئی اور آخر کار زید بن حارث شہید ہوئے

اس کے بعد حضرت جعفر بن ابو طالب نے زید بن حارث کی جگہ عرب فوج کی سرداری سنبھالی اور اپنی قلیل فوج کے ساتھ عسانی قبیلہ کی فوج اور ہرقل کی رومی فوج کا بڑی دلیری اور بہادری سے مقابلہ کیا۔ جان بازی کے جوہر دکھائے۔

ان کی سرکردگی میں عرب فوجیوں نے بھی زبردست جنگ کی اور تلواروں کے بھی جوہر دکھائے۔ لیکن رومیوں اور غسانیوں کی ٹڈی دل فوجوں کے مقابلے میں عربوں کو کامیابی نہ ہو سکی تھی اور حضرت جعفر بن ابو طالب بھی شہید ہوئے۔ دو سرداروں کی شہادت کے بعد بھی کمانوں میں بد دلی پیدا نہ ہوئی اور پھر تیسرے سپہ سالار حضرت عبداللہ بن رواحہ کی سرکردگی میں عرب مجاہدین نے رومی اور غسانی کشتوں کے پشتے لگا دیئے لیکن حضرت عبداللہ بن رواحہ کی قسمت میں بھی شہادت کا مرتبہ حاصل کرنا لکھا تھا اور وہ بھی شہید ہو گئے۔

تھیوڈرس نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ عرب فوج کے تیسرے سپہ سالار کی شہادت کے بعد .... اور پھر

کچھ رک کر کہنا شروع کیا۔

چوتھا سپہ سالار ایک ایسا شخص آیا جس کی سرکردگی میں عرب مجاہدوں نے رومی اور عثمانی فوجیوں کو کھیرے ککڑی کی طرح کاٹ کر رکھ دیا۔ ہمیں اس وقت سرحدوں پہ محاذ جنگ سے جو رپورٹیں ملی تھیں ان میں بتایا گیا تھا کہ اس چوتھے عرب سپہ سالار نے اس بے جگری اور بہادری سے جنگ کی تھی کہ صرف ایک روز کی جنگ میں اسکے ہاتھوں میں ۸ تلواریں ٹوٹ گئیں اور اسی سپہ سالار نے ہمارے سرداروں پر عربوں کے اس مورچہ کو مستقل محاذ بنا دیا جو آج تک قائم ہے۔ جانتے ہیں آپ یہ کون عرب سپہ سالار ہے۔

یہ خالد بن ولید ہیں کئی سرداروں نے ایک زبان ہو کر کہا۔ جی ہاں ہم نے اس بہادر عرب سردار کا نام سنا ہے اور ہمیں یہ بھی معلوم ہے کہ وہ اس وقت ایران کے شہر حیرہ میں عرب فوجیں لئے پڑا ہوا ہے۔

تھیوڈورس نے کہا۔ یہ چند دنوں پہلے کی بات ہے۔ اس وقت وہ حیرہ ہی میں تھا لیکن اب شاید تم کو علم نہیں ہمارے جاسوسوں نے اطلاع دی ہے کہ اب یہ شخص حیرہ اور عراق کی سرحدوں کے درمیان ریگستان کے کسی علاقہ میں اپنی فوجوں کے ہمراہ سرگرم سفر ہے۔ ہمارے مقابلہ پر جو عرب فوجیں موجود ہیں ان کے لئے یہ کمک لیکر یہی شخص (حضرت خالد بن ولید) عرب فوجیں لیکر حیرہ سے یرموک آ رہا ہے

اتنا کہہ کر تھیوڈورس چند لمحوں کے لئے خاموش ہو گیا۔ اور اس نے رومی امراء کے چہروں پر نظر ڈالی تو ان میں سے اکثر کا رنگ اڑا ہوا اور اکثر کا رنگ زرد پایا۔ کچھ امراء کے جسم میں رعشہ پیدا ہو گیا تھا۔
ہرقل نے تھیوڈورس کو بیٹھ جانے کا اشارہ کیا اور خود اپنے امراء سے مخاطب ہو کر بولا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے۔ سرحدی محاذ پر اب بھی ہماری فوجوں کی تعداد عرب فوجوں کی تعداد سے دس گنا سے بھی زیادہ ہے لیکن اس کے باوجود ہم مزید تازہ دم رومی فوج کی کمک محاذ پر بھیج رہے ہیں اور اس محاذ کے سپہ سالار تھیوڈورس کو مقرر کر رہے ہیں جو اپنی بہادری جرأت اور فوجی مہارت کا متعدد مورچوں پر کامیابی کے ساتھ امتحان دے چکے ہیں —

ہرقل نے اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا کہ فوجی کمک کل ہی تھیوڈورس کی سرکردگی میں روانہ ہو جائے گی اور کل ہی میں بھی قسطنطنیہ روانہ ہو جاؤں گا جہاں مجھے اندرونی مورچہ پر بہت کچھ کرنا ہے اتنا کہہ کر ہرقل اٹھ کھڑا ہوا اور مجلس مشاورت برخاست ہو گئی۔

منزل بہ منزل

عرب اور شام کے درمیان وسیع ریگستان میں حضرت خالد بن ولید کا لشکر بڑی تیزی کے ساتھ منزل بہ منزل آگے بڑھ رہا تھا۔ اور دشوار گذار راستوں کو عرب مجاہدین اسلام بڑے عزم و استقلال اور صبر و تحمل سے طے کر رہے تھے۔

آج سفر کی چوتھی منزل تھی اور آج جب لشکر اسلام چاشت کے کچھ بعد خیمہ زن ہوئے تھے تو حضرت رافع بن عمیرہ الطائی نے جو اس ریگستان میں مجاہدین اسلام کے رہنما تھے فوجیوں سے کہا کہ وہ اپنے خیموں کو ریت کے ٹیلے کے مغرب میں نہ نصب کریں بلکہ ٹیلے کے شمال کی جانب نصب کریں چاشت کے کچھ بعد ہی سے آفتاب کی تیزی اپنی انتہا کو پہونچ گئی اور گرم ہوا کے جھلسا دینے والے جھونکے بڑی تیزی کے ساتھ چلنے لگے ابھی عرب مجاہدین اپنے خیمے نصب کرکے اچھی طرح آرام سے خیموں میں بیٹھ بھی نہ سکے تھے کہ حضرت رافع نے مسکراتے ہوئے

عرب مجاہدین کو مخاطب کرتے ہوئے ریت کے اونچے ٹیلے کی طرف اشارہ کیا جو اب خیموں سے بہت دور مغرب کی طرف ہٹ چکا تھا مجاہدین اسلام اس ٹیلے کو دیکھ کر حیرت زدہ ہوئے کہ آج کی آن میں یہ ایک نیا تودہ کہاں سے نمودار ہو گیا اور ان میں سے بہت سے چلا اٹھے کہ اے رافع قسم خدا کی جب ہم نے اپنے خیمے نصب کرنے شروع کیے تھے اس وقت صحرا میں ہمارے خیموں سے اس سمت پر کوئی بھی تودہ ریت موجود نہ تھا جہاں پر کہ اب ہے۔

حضرت رافع بن عمیرہ الطائی نے بلند آواز سے کہا کہ کیا تم لوگ بھول گئے کہ میں نے تم کو اسی مقام پر خیمے نصب کرنے سے روکا تھا جہاں پر کہ اب ریت کا تودہ موجود ہے۔ اگر ہم نے اسی جگہ خیمے لگائے ہوتے تو سوچو کہ اب ہمارے خیموں کا کیا حشر ہوا ہوتا۔ حضرت خالد نے جو خیمے نصب کرنے میں مجاہدین کی مدد کر رہے تھے سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا کہ اے رافع اور اے مجاہدین اسلام یہ نہ بھولو کہ ہمارا محافظ اللہ اور صرف اللہ ہے اور ہم کو اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہیئے۔

آدھی ہی دیر میں ہوا کی تمازت اور بڑھ گئی اور عرب مجاہدین اپنے اپنے خیموں کے سامنے اکٹھا ہو گئے حضرت خالد بن ولید کی موجودگی میں ایک اونٹ کو ذبح کیا گیا اور عرب مجاہدین اس کا گوشت بھونے اور کھانے میں مصروف ہو گئے۔

حضرت رافع کے دستہ کے مجاہدین نے ایک بوڑھے اونٹ کو ذبح کر کے بڑی احتیاط کے ساتھ اس کا پیٹ چاک کیا اور اس کے شکم سے تازہ پانی کا وہ قدرتی مشکیزہ جو عرب کے اونٹ اپنے کئی دنوں کی ضرورتوں کے لئے پانی سے بھر لیتے ہیں علٰحدہ نکال لیا۔ اس مشکیزے کے پانی سے مجاہدین کے گھوڑوں اور اونٹوں کو سیراب کیا گیا اور جو پانی فوج کے ساتھ محفوظ تھا اس کو عرب مجاہدین نے پیا اور سیراب ہوئے ابھی دوپہر ہونے میں کافی وقت باقی تھا اور عرب مجاہدین شکم سیر ہو کر اپنے خیموں میں آرام کرنے کے لئے چلے گئے۔

عامر اور سلمان بھی اپنے خیمے میں آرام کر رہے تھے۔ تھوڑی دیر تک دونوں اسلامی مجاہد آپس میں باتیں کرتے رہے۔ انھوں نے اسلامی لشکر کے کوچ کے واقعات پر تبصرہ کیا اور منزل کے متعلق غور کرتے رہے لیکن رفتہ رفتہ ان کی گفتگو کا موضوع بدلتا رہا اور وہ جولیا کے متعلق باتیں کرتے رہے۔ یہ عامر کا محبوب موضوع تھا لیکن اس سے سلمان کو بھی غیر معمولی دلچسپی تھی شاید اس لئے کہ اس کا دل بھی گداز تھا یا شاید اس لئے کہ اس کو عامر سے غیر معمولی ہمدردی تھی بہرصورت عامر اور سلمان کافی دیر تک جولیا کے متعلق گفتگو کرتے رہے۔ فرق صرف اس قدر تھا کہ جولیا کے ذکر سے سلمان کو ذہنی سکون ملا اور اسکو

نیند آنے لگی لیکن عامر کے دل میں خلش پیدا ہو گئی اور اس کی آنکھوں سے نیند کوسوں دور ہٹ گئی ۔ عامر تھوڑی دیر تک لیٹا ہوا کروٹیں بدلتا رہا پھر اٹھ کر بیٹھ گیا ۔ اور پھر خیمے کے اندر ٹہلنے لگا ۔

اچانک عامر نے خیمہ کے باہر قدموں کی آہٹ سنی اور اس خیال سے کہ آنے والا یہ نہ سوچے کہ میں سویا کیوں نہیں اور کس پیچ میں چہل قدمی کر رہا ہوں عامر جھٹ اپنے بستر دراز ہو گیا لیکن وہ ابھی پوری طرح لیٹنے بھی نہ پایا تھا کہ خیمہ کے اندر دو چمکدار آنکھیں اس کو گھور رہی تھیں ۔ دوسرے ہی لمحہ عامر نے پہچان لیا کہ وہ آنکھیں اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید کی تھیں اور وہ تعظیماً اٹھ کر کھڑا ہو گیا ۔

حضرت خالد بن ولید نے سنجیدگی سے کہا ۔ عامر میں دور سے دیکھتا آ رہا ہوں تم ابھی اپنے خیمہ کے اندر چہل قدمی کر رہے تھے اور مجھ کو آتا دیکھ کر بستر پر لیٹ گئے تھے ۔ میں تم سے کچھ ضروری باتیں کرنا چاہتا ہوں ۔ تم آرام کر چکو تو میرے خیمے میں آ جاؤ ۔

اتنا کہہ کر حضرت خالد بن ولید خیمے سے باہر نکل کر اپنے خیمہ کی طرف روانہ ہو گئے اور عامر بھی ان کے پیچھے ہو لیا حضرت خالد نے راستہ بھر مڑ کر نہیں دیکھا اور عامر بھی اپنے دبے قدموں سے چل رہا تھا کہ اس کے قدموں کی آہٹ سپہ سالار کو کسی طرح ناگوار نہ گذرے . . . .

دفعۃً حضرت خالد اپنے خیمہ میں داخل ہوئے دو قدم اندر کی جانب بڑھے اور پھر پیچھے مڑ کر دیکھا۔ عامر خیمے کے دروازہ پر کھڑا ہوگیا تھا۔ حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے کہا آؤ عامر اندر آجاؤ باہر بڑی اذیت دینے والی ہوائیں چل رہی ہیں۔

عامر سر جھکائے ہوئے اندر داخل ہوگیا اور حضرت خالد خیمہ کے ایک گوشے میں پڑی ہوئی ایک چٹائی پر بیٹھ گئے اور اپنے برابر ہی ہاتھ پکڑ کر عامر کو بھی بٹھا لیا۔

حضرت خالد نے شگفتگی کے ساتھ کہا۔ تم جانتے ہو عامر کہ میں تم کو اس وقت اپنے ساتھ کیوں لایا ہوں۔

عامر نے پوری سنجیدگی سے کہا۔ اے سردار مجھے نہیں معلوم کہ آپ کے دل میں کیا ہے لیکن میں سننے کے لئے بیتاب ہوں۔

حضرت خالد نے پوری سنجیدگی سے کہا کہ سنو میں یہی سنانے کے لئے تم کو اپنے ہمراہ لایا ہوں۔ اسلامی لشکر کھانے اور پانی سے سیراب ہوکر اب آرام سے سو رہا ہے۔ میں نے اپنے خیمے سے نکل کر ایک سرے سے دوسرے سرے تک تمام خیموں میں دیکھا۔۔۔ لیکن تمھارے سوا اور کوئی بھی بیدار نہیں ہے۔

عامر خاموشی سے سنتا رہا اور اس نے کوئی جواب دینا مناسب نہیں سمجھا۔

حضرت خالد بن ولید نے پھر کہنا شروع کیا میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ میں ان مجاہدین پر کوئی اعتراض کر رہا ہوں جو شکم سیر اور سیراب ہونے کے بعد اپنے اپنے خیموں میں آرام کر رہے ہیں۔ وہ اللہ کی راہ میں اپنی تلواریں بے نیام کر کے نکلے ہیں انھوں نے حق و صداقت کی راہ میں اپنے تیرے سینہ سے تانے ہیں) اور وہ شمشیر بکف بھی ہیں اور سر بکف بھی۔ وہ سرفروش ہیں ـــــــ اور موسم کی اذیتیں بھی برداشت کر رہے ہیں اس کا اللہ تعالیٰ ان کو ضرور بالضرور نیک اجر دیگا اور اب اتنی محنت اور مشقت برداشت کرنے کے بعد ان کے لئے تھوڑا آرام کرنا یقینا ان کا انسانی حق ہے اور وہ آرام کرنے میں حق بجانب ہیں۔

عامر نے صرف اس قدر جواب دیا۔ اے سردار آپ کا فرمانا درست ہے اور حضرت خالد نے ہاتھ کے اشارے سے عامر کو خاموش رہنے کی ہدایت دیتے ہوئے پھر کہنا شروع کیا۔ جو لوگ آرام کر رہے ہیں وہ حق بجانب ہیں لیکن ان کا یہ فعل معمول کے مطابق ہے اور جو لوگ اس وقت بھی جاگ رہے ہیں وہ بھی حق بجانب ہیں ان کے دلوں میں جذبے ہیں اور ان کا یہ فعل غیر معمولی ہے تم جانتے ہو کہ ہمارے لشکر میں جہاں معمول کے مطابق کام کرنے والے مجاہد ہیں وہیں بہت سے

غیر معمولی کام کرنے والے بھی ہیں۔ لشکر کو ایسے لوگوں کی بھی ضرورت اور اشد ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسے لوگوں کو اللہ تعالیٰ اپنے رحم وکرم سے خصوصی مرتبہ عطا فرمائے گا۔

عامر نے کہا میں اللہ تعالیٰ کا بہر صورت بہر حال میں شکر ادا کرتا ہوں۔ حضرت خالد بن ولید نے کہا کہ یہ ہمارا فرض عبادت بنتا ہے اور اس کو ہم مرتے دم تک نہیں بھول سکتے۔ خیر میں اب تم کو اپنے لشکر کی تنظیم کے متعلق کچھ باتیں بتانا چاہتا ہوں۔ تم دیکھ رہے ہو کہ ہم جلد از جلد اپنی منزل پر پہونچنے کے لئے کتنے دشوار گذار راستوں اور کتنے خطرناک علاقوں سے گذر رہے ہیں لہٰذا اس سے کسی کو بھی اس غلط فہمی میں نہ پڑنا چاہئے کہ میں جان بوجھ کر اپنے لشکر کو ہلاکت میں ڈال رہا ہوں۔ ہمارے لشکر پر کسی وقت بھی کسی طرف سے حملہ ہو سکتا ہے لیکن میں تم کو بتانا چاہتا ہوں کہ ایک امیر لشکر ہونے کی حیثیت میں یہ میرا فرض ہے کہ میں لشکر کو ایسے خطرات سے محفوظ رکھوں اگر ہمارا لشکر کسی ایسی حالت میں پڑ جاتو میں اللہ تعالیٰ کے سامنے جوابدہ ہونگا اور اگر دیدہ دانستہ میری بے احتیاطی کو دخل ہوا تو میں آخرت میں سخت مشکل میں پھنس جاؤں گا اس لئے میں تم کو بتا دینا چاہتا ہوں کہ میں نے اپنی فوج کے ایک حصہ کو طلایہ کے طور پر آگے لگا رکھا ہے اور ہماری فوج کا یہ حصہ ہمارے آگے آگے ہمارے دائیں

بانیں حالات کا پوری طرح جائزہ لیتا رہتا ہے اور ہم کو اس بات کی پوری خبر ملتی رہتی ہے کہ ہمارا آئندہ قیام کہاں پڑے گا۔

خیر تم بہت ان تمام باتوں کو اچھی طرح سمجھ جاؤ گے اس وقت تو میں نے تم کو اس لئے بلایا ہے کہ میں تم سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ کیا تم ہمارے طلایہ کے دستے میں شامل ہونا پسند کرو گے۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ اے سردار ہم فیصلہ کر چکے ہیں کہ ہم اپنے سردار کے کسی حکم سے ہرگز سرتابی نہ کریں گے اس لئے آپ مجھے حکم فرمایئے اور میں بسر و چشم بجا لاؤں گا۔

حضرت خالد نے کہا۔ بیشک تم دنیا اور آخرت میں کامیاب ہو گے اور اللہ تعالیٰ تم کو اچھے درجے عطا فرمائے گا۔ میں آج سے تم کو طلایہ کے دستہ میں شامل کرتا ہوں۔

عامر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا میں ابھی روانہ ہونے کے لئے تیار ہوں۔ حضرت خالد نے عامر کا ہاتھ پکڑ کر پھر اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا۔ خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو اس وقت خیموں سے باہر نکلنا موت کو دعوت دینا ہے اور تم اپنی زندگیوں کو اللہ کی راہ میں وقف کر چکے ہو اس لئے تم پر اس کی حفاظت کرنا بھی فرض ہے تم کو بھی اسی وقت اپنے چند ساتھیوں کے ساتھ روانہ ہونا ہو گا جس وقت کہ لشکر کوچ کرے گا۔ یہ دوسری بات ہے کہ تمہارا راستہ ہم سے مختلف ہو گا۔ تم شمال کی طرف کافی ہٹ کر دریا کے کنارے

کے علاقوں سے گذرو گے اور وہاں رومیوں یا ایرانیوں کی موجودگی اور ان کی فوجی نقل و حرکت کے متعلق پتہ لگاؤ گے۔ ساتھ ہی یہ بھی معلوم کرنے کی کوشش کرو گے کہ ہمارے نقل و حرکت سے ان علاقوں کے باشندے کس حد تک واقف ہیں اور ہمارے متعلق ان کے تاثرات کیا ہیں۔

عامر نے کہا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے کہ میں اپنی اس ذمہ داری کو پورا کر کے اس کی خوشنودی حاصل کر سکوں۔

حضرت خالد نے کہا کہ ایک بات اور — یہ۔

عامر نے ہمہ تن گوش ہوتے ہوئے کہا۔ ارشاد فرمائیے۔

حضرت خالد نے کہا کہ اس کا پورا خیال رہے کہ تمہارا ہر قدم اللہ کی راہ میں اور صرف اللہ کی راہ میں اٹھنا چاہیئے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ جب تم اپنے طلایہ کے کام پر روانہ ہو جاؤ گے تو تم پر میری ہمراہی عاید نہ ہو گی تم مجھ سے اس قدر دور ہو گے کہ میں تم کو کوئی حکم نہ دے سکوں گا اس لئے تم اپنے دستہ کے سردار کے تابع فرمان رہو گے اور جب تم ان سے ہٹ کر انھیں کے حکم سے تنہا کسی طرف جاؤ گے تو تم خود سپہ سالار ہو گے اور اس وقت تمہارا ضمیر اس بات کا فیصلہ کرے گا کہ اللہ کی راہ میں تم کو کتنا آگے جانا ہے کتنا پیچھے ہٹنا ہے اور اللہ کی راہ میں یعنی لشکر کی سراغرسی کے کام کے لئے کچھ اور آگے جانا ضروری

سمجھو تو ہرگز توقف نہ کرو اور کہیں اس مقصد کے لئے آگے بڑھنا ضروری نہ ہو اور تمہارا کوئی ذاتی مقصد آگے بڑھنے پر مجبور کر رہا ہو تو ہرگز ایک قدم بھی آگے نہ بڑھانا ورنہ اللہ تم سے اس کا مواخذہ کرے گا۔

یہ بھی ضروری ہے کہ اگر تم کو کوئی خاص اطلاع معلوم ہو جائے تو تم فوراً اپنے لشکر کو اس سے آگاہ کرنے کی کوشش کرو اور اجر عظیم کے مستحق ہو جاؤ۔

اتنا کہہ کر حضرت خالد نے عامر سے کہا اچھا جاؤ اپنے خیمے میں آرام کرو۔

چاندنی

ریگستان میں جس قدر سورج تکلیف دہ ہوتا ہے چاند اسی قدر مسرت افزا ہوتا ہے۔ وسیع صحرا میں دور تک چاندنی کی چادر بچھی ہوئی تھی اور ریگزار کے ذرے چمک رہے تھے۔ عامر اپنے لشکر سے کافی دور دریا کی ترائی کے قریب پہونچ چکا تھا۔ اور اس کا سفر بہت زیادہ آسان اور خوشگوار ہو گیا تھا۔ وہ عرب تاجروں کا لباس بدلے ہوئے اپنے اونٹ پر دریا کی سمت تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا۔

اچانک ایک مقام پر اس نے اپنے اونٹ کو روک کر بیٹھا دیا اور پھر نیچے اتر کر چاند کی روشنی میں گھوڑوں کی ٹاپوں کے نشانات دیکھے عامر نے تھوڑی دیر تک کچھ سوچا اور اس کے بعد اپنے اونٹ پر بیٹھ کر آگے بڑھنے لگا پھر اب وہ پوری احتیاط سے اپنے اونٹ کو آگے بڑھا رہا تھا اور افق پہ نگاہیں گاڑ کر سامنے اور دائیں بائیں دیکھتا جاتا ــ سامنے افق پر کچھ سیاہ سائے رینگ رہے تھے وہ اور آگے بڑھتا گیا۔ اور ان سایوں سے قریب تر ہوتا گیا۔

عامر اس بات کی بھی پوری احتیاط کر رہا تھا کہ وہ ان سایوں کا سراغ لگا سکے لیکن جن لوگوں کے وہ سائے ہیں وہ لوگ عامر کو نہ دیکھ سکیں۔ اسی لئے اس نے اپنے اونٹ کی رفتار کافی سست کر دی تھی۔ ساتھ ہی

عامر کو اس بات کا اطمینان تھا کہ جن لوگوں کے سائے سامنے نظر آرہے تھے ان کی تعداد کافی زیادہ تھی اور اس لئے وہ کافی دور سے نظر آسکتے تھے لیکن عامر اپنے اونٹ پر یکہ اور تنہا تھا اس لئے وہ جب تک کافی قریب نہ پہونچ جاتا اس کا ان لوگوں کو نظر آنا ممکن نہ تھا۔

اچانک عامر کو اپنا اونٹ روک لینا پڑا کیونکہ جن سایوں کا وہ تعاقب کررہا تھا وہ ٹھہر گیا تھا۔ عامر نے فوراً اپنے اونٹ کو مزید احتیاط کے طور پر بٹھا دیا۔ اور نگاہیں سامنے کی طرف جمائے رہا۔ تقریباً ایک گھنٹہ ٹھیک عامر کو انتظار کرنا پڑا کہ وہ قافلہ کھڑا ہوا اور آگے بڑھنے لگا۔ لیکن اس مرتبہ عامر نے سایہ کا تعاقب نہیں کیا بلکہ اپنے اونٹ سے اتر کر زمین پر بیٹھ گیا اور تھوڑی دیر تک آرام کرتا رہا۔ یہ بھی عامر کی ایک سوچی سمجھی پیش بندی تھی۔ اس کا مقصد یہ تھا کہ وہ سایہ جن لوگوں کا تھا وہ آگے جہاں کھڑے ہوں ان لوگوں کے قریب جب عامر پہونچے تو ان کو یہ شبہ نہ ہو کہ وہ ان لوگوں کا تعاقب کر رہا تھا۔

کافی دیر تک آرام کرنے کے بعد عامر اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا اور اونٹ کو کھڑا کرکے آگے بڑھایا۔ تھوڑی ہی دیر میں وہ اس مقام پر پہونچ گیا جہاں ان لوگوں کے متحرک سائے تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے تھے۔ اور اس نے دیکھا کہ وہ جھونپڑوں پر مشتمل ایک چھوٹی سی آبادی تھی۔ اور اب عامر کے ذہن میں واقعہ روشن ہو گیا کہ وہ لوگ اس بستی میں تھوڑی دیر کے لئے ٹھہرے تھے۔ اور یہ ان لوگوں سے یقیناً باتیں کی ہونگی یا راستہ دریافت

گیا ہوگا۔ یہ سوچ کر عامر کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا اور اپنے بستی میں
داخل ہوتے ہی اپنے اونٹ کو بٹھا دیا اور اتر کر بستی کے ایک شخص
سے مخاطب ہوا۔
عامر نے کچھ دریافت کرنے سے قبل اپنا تعارف کرایا
جو عرب۔ عراق اور شام کا دستور تھا۔ عامر نے کہا کہ بھائی میں ایک
عرب تاجر ہوں رومی لشکر کے ہمراہ سفر کر رہا تھا لیکن ایک
منزل قبل قافلہ سے بچھڑ گیا کیونکہ میرا اونٹ چھوٹ گیا تھا اور
اس کو پکڑنے کی کوشش میں دور آنکلا۔ اب قافلہ میں ملنے کی
کوشش کر رہا ہوں۔ قافلہ ہی کے پاس میرا سامان تجارت بھی
ہے۔ وہ قافلہ رومی سردار ویلرس کے فوجی دستہ کا ہے سردار
ویلرس میرا ایک قدیمی دوست ہے اور میں اور وہ اکثر ایک
ساتھ سفر کر چکے ہیں۔
بستی کے ایک دوسرے شخص نے برجستہ کہا۔ ٹھیک ہے سردار
نے اپنا نام ویلرس ہی بتایا تھا۔ اس کے ہمراہ اس کی بیگم بھی تھی
جس کو وہ۔ عامر نے برجستہ کہا جو لیا۔ جولیا بیگم۔
اور اس پر اس بستی کے لوگوں کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ عامر نے
رومی فوجی کے اس دستہ سے اپنی واقفیت اور دوستی کی جو باتیں
بیان کی ہیں وہ درست ہیں۔ اور وہ رومی فوجی دستہ کے متعلق
عامر کو سب کچھ بتانے کے لئے تیار ہو گئے لیکن عامر نے ان سے کچھ

دریافت کئے بغیر خود ہی بتانا شروع کیا۔

عامر نے کہا کہ اس رومی دستہ میں تقریباً پانچ سو رومی فوجی ہیں جو رومیوں اور ایرانیوں کے درمیان ایک جنگ کے دوران اپنے لشکر سے دور جا پڑے تھے اور کافی دنوں تک مدائن کے گرد و نواح کے علاقوں میں پھرتے رہنے کے بعد اب کہ حالات رومیوں کی موافقت میں آگئے ہیں یہ دستہ میرے قدیم دوست دیلیس کی سرکردگی میں اپنے اصل لشکر سے ملنے کی غرض سے جا رہا ہے۔ میں مدائن کے قریب تک اسی دستہ کے پڑاؤ سے اس کے ساتھ تھا اور اب میں جلد سے جلد اس دستہ سے جا ملنا چاہتا ہوں۔

بستی کے باشندوں نے عامر کو بتایا کہ وہ دستہ اس سمت کو گیا ہے اور اس کا پہلا پڑاؤ دریا کے کنارے آگے کی بڑی بستی میں ہوگا۔

عامر بستی والوں کا شکریہ ادا کر کے اپنے اونٹ پر بیٹھ گیا اور تیزی کے ساتھ اس طرف روانہ ہو گیا جس طرف رومی فوجی دستہ گیا تھا۔ اس کا مقصد اس دستہ کا تعاقب کرنا یا اس تک پہونچنا نہ تھا۔ یہ بات کہ وہ اس دستہ سے جا ملنا چاہتا ہے اس نے بستی والوں کی تسلی کے لئے کہہ دی تھی ورنہ اس کا پروگرام تو یہ تھا کہ بستی سے کچھ دور تک تو وہ اس سمت کو جائے جس سمت کو رومی دستہ گیا ہے اور پھر اپنا رخ تبدیل کر کے اسلامی لشکر سے جا ملے۔

عامر ریگستان کی چاندنی رات میں آگے بڑھتا جا رہا تھا اور جولیا کے متعلق سوچتا جا رہا تھا۔ حالانکہ جولیا سے اس کا ساتھ بہت مختصر تھا۔ ایک رات اور ایک دن اور وہ بھی مصائب سے بھرپور رات

اور مشکلات سے بھرا ہوا تھا لیکن اس قلیل مدت کے باوجود ان کے درمیان کچھ ایسی باتیں ہوئی تھیں وہ ایسے مشکلات ہیں جو لیا کے کام کر آیا تھا اور دونوں نے ایک دوسرے کے ساتھ ایسا ہمدردی اور محبت کا جذبہ محسوس کیا تھا کہ عامر کے ذہن میں ایسا تصور مستقل شکل اختیار کر چکا تھا جیسے جولیا اس کی امداد صرف اس کی مجبوری نوجی دستہ اس کو زبردستی اس کی مرضی کے خلاف اٹھائے لئے جا رہا ہوا اور جولیا کی حفاظت کرنے کی ذمہ داری جیسے پوری طرح اس پر عاید ہو عامر کے کانوں میں بار بار جولیا۔ کے یہ الفاظ گونج جاتے کہ عامر میں تمہاری پناہ میں رہنا چاہتی ہوں تم نے مجھ کو قید سے نجات دلائی تم آئندہ بھی میری حفاظت کرو اور کانوں میں ان الفاظ کے گونجنے کے ساتھ ارادہ کے بغیر عامر اپنے اونٹ کی رفتار تیز کر دیتا جیسے وہ واقعی جولیا کو بچانے جا رہا ہو ریگستان میں رات کے سناٹے میں اس کو ایسا محسوس ہوتا جیسے دور افق کے اس پار جولیا اس کو چیخ چیخ کر مدد کے لئے پکار رہی ہو اور وہ اس وقت اپنے اندر اس قدر عزم و ہمت محسوس کر رہا تھا کہ وہ اکیلا رومی دستہ کا مقابلہ کر سکتا۔ جولیا کو چھڑا لانے کے خیالات میں الجھا ہوا وہ اسی طرح آگے بڑھ رہا تھا کہ اچانک اس نے اپنے اونٹ کی رفتار بہت سست کر دی اور پھر اونٹ کو جنوب کی طرف موڑ دیا اب اس کا ہر قدم اس کو جولیا سے دور اور اسلامی لشکر کے قریب کر رہا تھا عامر نے یکایک یہ تبدیلی اس لئے کی کہ جہاں اس کے کانوں میں جولیا کی آوازیں گونج رہی تھیں وہیں اس کے تصور میں حضرت خالد بن ولید کی بھاری آواز بھی ابھری کہ خدا کی راہ سے ایک قدم بھی نجات نہ کرنا اپنے کسی ذاتی مفاد پر اسلام کے مفاد کو مقدم سمجھنا اور عامر کا چہرہ

ندامت سے عرق عرق ہو گیا کہ ایسی حالت میں جب کہ اسلامی لشکر کے ساتھ اس ذمہ داری کا تقاضا تھا کہ وہ جلد از جلد لشکر سے جا ملے وہ اپنے جذبات کی رو میں بہا اور اپنے ذاتی اور ذہنی و جذباتی سکون کے لئے رومی دستہ طرف بڑھ رہا تھا جو لیا کے لئے رومی دستہ کی طرف بڑھ رہا تھا حالانکہ اللہ کے لئے اس کو اسلامی لشکر کی طرف بڑھنا چاہئے تھا تاکہ وہ سپہ سالار کو اس دستہ کے متعلق جلد از جلد تفصیلات بتا سکے

عامر نے بر وقت صحیح راہ پر لگ جانے کے لئے اللہ تعالٰے کا شکر ادا کیا اور اس سے دعا کی کہ وہ اس کو سیدھی راہ کی توفیق عطا فرمائے

عامر نے اب اپنے اونٹ کو پوری رفتار سے چھوڑ دیا تھا اور وہ اسلامی لشکر کی سمت اس طرح جا رہا تھا کہ ہر قدم لشکر سے فاصلہ کم کر رہا تھا۔

رات کا پچھلا پہر تھا چاندنی کی چادر سمٹتی جا رہی تھی اور رات کی تاریکی بڑھتی جا رہی تھی کہ عامر کو لشکرِ اسلامی کے گھوڑوں کے سموں کے نشان نظر آ گئے اور اس نے انہیں نشان پر اپنے اونٹ کو ڈال دیا صبح صادق کی روشنی نے عامر کو دکھایا کہ لشکر اس کی نگاہوں کے سامنے موجود تھا اور تمام مجاہدین نماز فجر کے لئے صفیں باندھ کر کھڑے ہو رہے تھے عامر بھی اپنے اونٹ سے اترا - پانی کی چھاگل نکالی جلدی جلدی وضو کیا اور جماعت میں شامل ہو گیا۔

نماز فجر ادا کرنے کے بعد اسلامی لشکر نے پھر کوچ کر دیا اور اب عامر نے اپنا اونٹ

لشکر کے مہتمم دستہ کے حوالہ کیا اور خود گھوڑے پر سوار ہو کر سردار لشکر کے پاس پہونچا لشکر کے آگے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید اور رہبر لشکر حضرت رافع بن عمیر الطائی برابر برابر گھوڑوں پر سوار آگے بڑھتے جا رہے تھے۔

عامر کو قریب دیکھ کر حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے پوچھا کہو عامر کوئی خاص خبر لائی عامر نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا جی میرے خیال میں خبر خاص ہی ہے۔

اس کے بعد عامر نے شام کے وقت لشکر اسلام سے علیحدہ ہو کر کوچ کرنے کے بعد سے اس وقت تک کے تمام واقعات پوری تفصیل سے بیان کر دیئے جن کو حضرت خالد اور رافع بن عمیر رہبر لشکر بڑی توجہ کے ساتھ سنتے رہے اور کہیں کہیں پر کچھ وضاحت کے لئے عامر سے سوالات بھی کرتے رہے۔

جب عامر نے پوری تفصیلات بیان کر دیں تو خالد بن ولید اور رافع نے ایک دوسرے کو بڑے معنی خیز انداز میں دیکھا اور خالد نے رافع سے کہا۔ میں نہ لکھتا تھا کہ ہمیں اپنے سفر کی سمت میں کچھ تبدیلی کرنے کی ضرورت ہے رافع نے جواب دیا یوں تو میں بھی آپ کی رائے سے متفق تھا لیکن عامر کے اس اطلاع نے آپ کی رائے پر جلد از جلد عمل کرنے کی ضرورت ثابت کر دی ہے اس لئے جس راستہ پر ہم گذر رہے ہیں اگر ہم اسی راستہ پر گذرتے رہے تو دو روز کے سفر کے بعد ہمارا اور رومی دستہ کا راستہ ایک ہو جائیگا اور اس کے علاوہ یہ بہت

سی چھوٹی چھوٹی بستیوں کے قریب سے بھی ہم کو گذرنا ہوگا خالد نے بڑے عزم سے کہا قسم ہے اس پاک پروردگار کی جس کے قبضۂ قدرت میں ہماری جانیں ہیں کہ نہ ہم ان چھوٹی چھوٹی بستیوں کے باشندوں سے چھپ کر سفر کر رہے ہیں اور نہ رومی دشمن کا مقابلہ کرنے سے کترا رہے ہیں۔ ہم بڑے بڑے رومی لشکر کا مقابلہ کرکے اس کو یہیں شکست دینے کے عزم کے ساتھ آئے ہیں

لیکن خلیفۃ المسلمین کا حکم ہے کہ میں اپنے لشکر کو لے کر جلد از جلد ابوعبیدہ کے لشکر سے جا ملوں ہمارا اولین مقصد اس وقت ابوعبیدہ کے لشکر کو کمک پہونچانا ہے چھوٹے چھوٹے رومی دستوں کا مقابلہ کرنا نہیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہم ان بستیوں سے دور دور رہ کر اور رومی دشمن سے فاصلہ پہ گذر کر ابوعبیدہ کے لشکر تک جلد پہونچ جائیں۔

عامر اس لئے میں نے ضروری سمجھا کہ راستے کے جو کوائف میں نے دیکھے وہ جلد از جلد سپہ سالار تک پہونچا دوں۔

خالد نے خوش ہو کر کہا۔ تم تو اپنا فرض اچھی طرح انجام دیا واقعی عامر مجھے تم سے جو توقعات تھیں وہ تم نے اپنی ہی کوشش میں پوری کر دکھائیں لیکن جو تم نے اطلاعات ہم پہونچائی ہیں ان سے فائدہ اٹھانا بھی ضروری ہے اور اس کے لئے میں چاہوں گا کہ رافع جو ہمارے رہبر لشکر ہیں اور جو ان علاقوں اور ان کے راستوں اور نشیب و فراز سے اچھی طرح واقف ہیں خوب سوچ سمجھ کر آئندہ کا پروگرام بنائیں۔

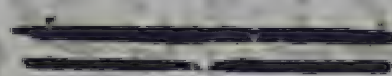
رافع نے کہا ہمارا اگلا پڑاؤ ایک سرسبز وشاداب نخلستان میں ہوگا اور چند گھنٹوں کے اندر ہی ہم اس علاقہ کے سب سے بڑے نخلستان الجوف میں داخل ہو جائیں گے۔ یہاں ہمارے گھوڑے اور اونٹ اچھی طرح سیراب ہو جائیں گے اور ہم آئندہ کئی روز کے لئے پانی کا ذخیرہ بھی اپنے ساتھ لے لیں گے۔

خالد مسکراتے ہوئے رافع یہ تو تم نے مژدہ سنا دیا کہ ہم الجوف پہنچ رہے ہیں وہ تو میں نے سنا ہے کہ بہت ہی سرسبز اور شاداب نخلستان ہے

رافع۔ بیشک۔ اے سردار وہاں ہمارا لشکر اور ہمارے اونٹ اور گھوڑے اپنی تھکن دور کر لیں گے اور آئندہ منزلوں کے لئے خود کو تازہ دم کر سکیں گے

خالد۔ بیشک ایسا ہی ہوگا اور چونکہ ہمارا لشکر تپتی ہوئی ریت پر چلنے اور گرم لو کا مقابلہ کرنے کی وجہ سے کافی خستہ ہو چکا ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ ہمارا لشکر الجوف میں کم از کم دو روز قیام کرے۔

رافع نے برجستہ کہا۔ آپ کی رائے بہت مناسب ہے اس دوران میں ہمارا طلایہ دستہ گرد و نواح کے حالات سے بھی ہم کو باخبر کر دیگا اور ہم اطمینان سے اور سوچ سمجھ کر آئندہ کا پروگرام بھی تیار کر لیں گے کیونکہ الجوف میں ہم ایک ایسے دوراہے پر ہونگے جہاں سے ہمیں کوئی ایک راستہ منتخب کرنے کے لئے کافی غور وخوض کرنا پڑے گا۔



کشش

رومی دستہ چھوٹی بستی سے نکل کر دریا کی وادی میں آہستہ خرامی کے ساتھ سفر کر رہا تھا چاندنی چھٹکی ہوئی تھی اور خوشگوار ہوا چل رہی تھی رومی دستہ کے سردار دیلیرس نے جولیا سے مستقبل کی جو توقعات قائم کر رکھی تھی ان کی وجہ سے وہ جولیا کی ہر طرح ناز برداری کر رہا تھا اور اس کے آرام و آرائش کا پورا اہتمام کرتا تھا حالانکہ ذہنی بیتابیوں کی وجہ سے ان تمام انتظامات کے باوجود جولیا ہر وقت بے چین سی رہتی۔ دیلیرس نے جولیا کے لئے ایک اونٹ۔۔ پر محمل کا انتظام کر دیا تھا تاکہ وہ گھوڑے کی سواری کی اذیت برداشت کرنے کی بجائے محمل میں بیٹھ کر آرام سے سفر کر سکے اس رات بھی جولیا اسی محمل میں سفر کر رہی تھی تقریباً دو بجے رات کو جب رومی دستہ دریا، اس چھوٹی بستی میں مختصر قیام کرنے کے بعد آگے بڑھا تو ہوا کے خوشگوار جھونکوں میں، جولیا کو نیند آگئی اور وہ محمل میں لیٹی ہوئی سو گئی۔

جولیا نے خواب میں دیکھا کہ بستی سے اس کا لشکر گذر کر دریا کی وادی میں پہونچا تھا اسی بستی سے ایک سوار نکلا اور رومی دستہ کی طرف آنے لگا جلد ہی جولیا نے پہچان لیا کہ اس اونٹ پر عامر سوار ہے وہ عامر کو اونٹ پر بیٹھا ہوا اپنے طرف آتا ہوا دیکھ کر خوشی سے مسکرا رہی تھی اور اس نے دل ہی دل میں کہا۔ عامر نے میری حفاظت کی ذمہ داری لی ہے وہ اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لئے آ رہا ہے۔ رومی فوجیوں نے اور خان کرہ دیلیرمس نے سمجھا ہوگا کہ عامر کا واقعہ پرانا ہو چکا ہے۔ وہ اب کبھی نہ آئیگا لیکن ایسا نہیں ہوا۔ عامر مجھ کو بھول نہیں سکتا وہ مجھے چھڑا لے جانے کے لئے کتنا بیتاب ہے کہ تن تنہا اونٹ پر بیٹھ کر اپنے لشکر سے جدا ہو کر چلا... آ رہا ہے۔

جولیا کافی دیر تک دیکھتی رہی کہ جیسا جیسا اس کا دستہ بڑھتا جا رہا تھا ویسا ہی عامر بھی بڑھتا آ رہا تھا وہ کسی سوچ میں کھویا ہوا تھا جولیا نے سوچا کہ وہ یقیناً یہی سوچ رہا ہوگا کہ میں اس قافلہ میں شامل ہوں یا نہیں لیکن ایسا نہ ہو کہ اس کو کوئی غلط فہمی ہو گا اس نے مجھے گھوڑے پر سوار گذرتے دیکھا تھا لیکن اب میں محمل نشین ہوں اس کی نگاہیں مجھے کسی گھوڑے کی زین ہی پر تلاش کر رہی ہونگی کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ کسی بھی گھوڑے پر مجھے بیٹھا نہ دیکھ کر مایوس ہو جائے اور واپس چلا جائے جولیا نے سوچا کہ اس کو محمل کا پردہ ہٹا کر عامر کو بتا دینا چاہئے کہ میں یہاں

جولیا تھوڑی دیر تک سوچتی رہی اور پھر یکایک اس نے محمل کے پردہ ہٹا کر گردن باہر نکال دی لیکن اس کو یہ دیکھ کر کوئی حیرت نہ رہا کہ عامر اس کو دیکھ کر مسکرا یا نہ پھر لب عامر کی زبان سے اس کا نام نکلا عامر نے کہا "جولیا" اور پھر جولیا نے دیکھا کہ عامر نے اس کے چہرہ پر نگاہیں گاڑ دیں جولیا مسکرانے لگی تھوڑی دیر دونوں پر یہی عالم طاری رہا کہ یکایک عامر نے اپنے اونٹ کا رخ پھیر لیا اور بڑی تیز رفتار سے دوسری سمت بھاگنے لگا عامر کے اس طرز عمل سے جولیا کے دل کو سخت دھچکا لگا اور وہ زور زور سے چلا اٹھی "عامر عامر سنو تو ۔"

چلاتے ہی جولیا کی آنکھ کھل گئی وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھی اور محمل کا پردہ اٹھا کر باہر دیکھا تو واقعی کسی شتر سوار کا سا تاریک سایہ دور افق میں لہراتا نظر آیا جس کو جولیا نے اپنا واہمہ سمجھا حالانکہ وہ وہی وقت تھا جب عامر نے اپنے اونٹ کا رخ اسلامی لشکر کی جانب کیا تھا اور جولیا نے جس کو واہمہ سمجھا وہ واقعی عامر اور اس کے اونٹ کا سیاہ لہراتا ہوا سایہ تھا جو دور افق میں گم ہوتا جا رہا تھا جولیا کی چیخ سن کر ڈیلرس جو قریب گھوڑے پر سوار گذر رہا تھا جولیا کے محمل کے قریب پہونچا اور اس نے جولیا سے حال دریافت کیا ۔

جولیا نے ٹھنڈا سانس لے کر کہا کچھ بھی نہیں ڈیلرس ذرا آنکھ لگ گئی تھی خواب میں ڈر گئی ہوں ۔

ڈیلیرس نے ہمدردی سے کہا بیشک جولیا تم کو اپنے والدین سے چھوٹے کافی عرصہ ہوگیا ہے اور وطن سے دور رہ کر تم کو بڑی بڑی مصیبتیں جھیلنی پڑیں اور خواب میں ڈر جانا کوئی تعجب کی بات نہیں اور پھر فخریہ کہا۔ لیکن تم کو اپنے دل سے ڈر اور خوف دور کر دینا چاہئے کیونکہ ڈیلیرس جیسا دلیر سردار تمہارا محافظ ہے اور وہ جلد سلامتی کے ساتھ تم کو تمہارے والدین تک پہونچا بغیر نہ رہے گا۔

ڈیلیرس تسلی دے کر خاموش ہوگیا۔ اور جولیا خواب کے متعلق سوچتی رہی اور اس کی بے چینی بڑھتی رہی۔



الجوف

عرب اور عراق کے درمیان شام کی سرحد تک دو میل ریگستان کے وسط میں واقعہ "الجوف" کے نخلستان میں اسلامی لشکر گذشتہ روز سے خیمہ زن ہے اور لشکر کے سردار حضرت خالد بن ولید اور لشکر کے رہنما حضرت رافع بن عمیرہ الطائی سفر کا آئندہ نقشہ مرتب کرنے میں منہمک ہیں اور لشکر کا طلایہ دستہ گرد و نواح کے علاقوں میں گشت کرنے حالات کا جائزہ لینے میں مشغول ہے۔

اس دوران اسلامی لشکر کے مجاہدین کو اپنے سرسبز و شاداب علاقہ میں آرام کرنے اور سفر کا تکان دور کرنے کا پورا موقع مل گیا ہے یہاں دوپہر کی وہ تمازت نہیں ہے جو اس سے قبل لشکر کو متعدد پڑاؤ پر برداشت کرنی پڑی اور نہ وہ تکلیف دہ گرم ہوا

دیتا اور ریت کے طوفان کا سامنا ہے اس نخلستان میں شام کا سماں خاص طور پر خوشگوار رہتا ہے اور عام طور پر مجاہدین گروہ در گروہ گرد و نواح کے علاقوں میں اپنا وقت سیر و تفریح میں گذار رہے ہیں

اس وقت آفتاب گوشۂ مغرب کے قریب پہونچ چکا ہے اور موسم کافی خوشگوار ہے عامر اور سلمان ایک دوسرے سے باتیں کرتے اور سیر کا لطف اٹھاتے ہوئے لشکر سے کافی دور پہونچ گئے اور چشمہ کے قریب بیٹھ کر عامر نے سلمان کو اس راستہ کے تمام واقعات بتا کر جب کہ وہ لشکر سے علیحدہ سفر کرتا ہوا رومی دستہ کے عقب میں پہونچ گیا تھا اور کافی دور تک اس کے پیچھے پیچھے چلتا رہا یہاں تک کہ وہ اس لشکر اور جولیا کے بالکل قریب پہونچ چکا تھا عامر نے ان واقعات میں سب سے زیادہ زور اس بات پر ڈالا کہ جب اس کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ جولیا اس سے بہت قریب ہے تو اس کے دل میں ایک ایسا زبردست جذبہ پیدا ہو گیا تھا کہ وہ قریب قریب بے خودی کے عالم میں رومی لشکر کی طرف بڑھتا گیا۔

سلمان نے قطع کلام کرتے ہوئے پوچھا لیکن تم کو جولیا تک پہونچنے سے کس بات نے باز رکھا کیا تم رومی دستہ کے فوجیوں سے خائف ہو کر مایوس ہو گئے تھے یہ اس کو یقین نہیں کر سکتا۔

عامر نے کہا کہ تم ٹھیک کہتے ہو سلمان میں رومی دستہ کے فوجیوں کے

خوف سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے خوف سے واپس آنے پر مجبور ہو گیا تھا کیونکہ جب میں مہم پر روانہ ہوا تھا اس وقت سپہ سالار حضرت خالد بن ولید نے مجھ کو تنبیہ کی تھی کہ میں صرف اللہ کی راہ میں قدم بڑھاؤں اور جہاں ..... کہیں خود میرے ذاتی مفاد کا سوال سامنے آئے میں ہرگز آگے نہ بڑھوں اور چونکہ جولیا سے میری ملاقات کا سوال صرف میری ذات خاص سے متعلق ہے اور اس کا لشکر اسلام یا اسلامی مفاد سے کوئی لگاؤ نہ تھا اس لئے میں واپسی پر مجبور ہو گیا تھا۔

عامر اور سلمان کافی دیر تک جولیا کے متعلق باتیں کرتے رہے اور سلمان نے کافی دیر تک بحث کرتے ہوئے عامر کو اس کی اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلائی کہ جولیا کو رومیوں سے رہائی دلانا اس کے لئے ضروری ہے جب کہ جولیا نے خود اس سے بار بار درخواست کی تھی کہ وہ اس کی حفاظت کرے اور جواب میں عامر نے سلمان کی دلیلوں کو تسلیم کرتے ہوئے ایک مرتبہ یہ کہا کہ باوجودیکہ میرا اور جولیا کا ساتھ بہت مختصر رہا لیکن میں ایسا محسوس کر رہا ہوں کہ ہم ہمیشہ ایک ساتھ رہے ہیں اور جولیا کو مجھ سے زیادہ سے زیادہ توقعات وابستہ کرنے کا پورا حق حاصل ہے اور جب میں اس نادیدہ سے اسی پر غور کرتا ہوں تو میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں اور کس طرح جولیا کے ساتھ اپنی ذمہ داری کو پورا کروں۔

سلمان نے لاپرواہی سے کہا کہ تم ٹھیک ہی کہتے ہو عامر۔ یہ انارک معاملہ آن پڑا ہے تمہارے ساتھ۔ آؤ اب واپس چلیں کافی وقت ہو چکا ہے اور ہم کو رات کا اندھیرا چھا جانے سے قبل اپنے خیمہ پر پہونچ جانا چاہیے ہو سکتا ہے تم کو علاقہ دستہ میں ہونے کی وجہ سے آئندہ کے پروگرام کے متعلق مشورہ کرنے کی غرض سے سپہ سالار طلب کریں۔

عامر اور سلمان دونوں کھڑے ہو گئے اور واپسی کے لئے روانہ ہوئے لیکن اب دونوں کے درمیان قطعی خاموشی تھی اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ دونوں قدرت کی پُرکیف فضاؤں سے پوری دلچسپی لے رہے ہیں

جب عامر اور سلمان اپنے خیمے پر پہونچے تو ان کو بتایا گیا کہ حضرت خالد یاد فرما چکے ہیں، چنانچہ عامر فوراً ہی خالد کے خیمہ میں چلا گیا۔ حضرت خالد کے خیمے میں حضرت رافع بن عمیر الطائی اور چند دیگر فوجی افسران پہلے سے موجود تھے اور ان کے درمیان کافی طویل بحث و مباحثہ جاری تھا حضرت خالد نے ہاتھ کے اشارہ سے عامر کو بیٹھ جانے کے لئے کہا۔

بنیادی اختلافات حضرت خالد اور حضرت رافع کے درمیان تھا حضرت خالد اس بات پر زور دے رہے تھے کہ ہم کو ایسا راستہ اختیار کرنا چاہیئے جو ہم کو کم از کم مدت میں منزل مقصود تک

پہونچا دے خواہ راہ میں ہم کو کتنی ہی مصیبت اور کتنی ہی مشکلات برداشت کرنی پڑیں، اس کے برعکس حضرت رافع کا خیال تھا کہ ہم کو جلدی کا راستہ اختیار کرنے کے ساتھ ساتھ اس بات کو بھی نظر انداز نہ کرنا چاہئے کہ راہ میں ہم کو زیادہ شدائد برداشت کرنی نہ پڑیں دوسرے الفاظ میں حضرت رافع محفوظ اور طویل راہ کی تائید میں تھے کچھ افسران حضرت خالد کے ہم خیال تھے اور کچھ افسران حضرت رافع کی تائید کر رہے تھے یکایک حضرت خالد نے عامر کی طرف متوجہ ہو کر کہا عامر تمہارا کیا خیال ہے عامر نے ایک لمحہ کے توقف کے بعد کہا کہ مجھے اس موقع پر آپ کا یہ قول یاد آرہا ہے جو حال ہی میں آپ نے اس موقع پر کہا تھا وہ یہ کہ میں نے رومی دستہ کی موجودگی کی اطلاع دی تھی آپ کو یقیناً یاد ہوگا کہ آپ نے کہا تھا ہم کو جلد از جلد حضرت ابو عبیدہ کے لشکر سے جا ملنا ہے اور اس درمیان میں ہم کو خواہ مخواہ چھوٹے چھوٹے دستوں سے مقابلہ کرنا نہیں ہے

خالد نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ ہاں۔ ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے لیکن تم کہنا کیا چاہتے ہو۔

عامر نے برجستہ کہا میرے کہنے کا مطلب یہ ہے کہ وہ راستہ جس کو اختیار کرنے کی سفارش حضرت رافع کر رہے ہیں وہ ہمارے لئے قدم قدم

پر جنگ و جدال کا راستہ ہو گا ہم کو اس سے یقیناً احتراز کرنا چاہیئے۔

حضرت رافع نے کہا۔ یہ تو حقیقت ہے کہ میں جس راہ کی سفارش کر رہا ہوں یقیناً جنگ و جدال کی راہ ہو گی۔ لیکن ا۔ عامر کی دلیل کے بعد میں اپنی رائے پر زور ہوں صرف ایک مرتبہ دونوں راستوں کی تفصیلات سنا دینا چاہتا ہوں اور اس کے بعد آپ حضرات زیادہ آسانی سے راہیں قائم کر سکیں گے۔

حضرت رافع بن عمیر الطائی نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا سب سے پہلے تو میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس وقت ہم جس نخلستان میں مقیم ہیں وہ اس وسیع ریگستان کے وسط میں واقع ہے اس نخلستان کا نام الجوف ہے یہاں سے ہم براہ راست وادی سرحان ہوتے ہوئے جس کا قدیم نام بطن السر ہے بصرٰی جا سکتے ہیں جو شام کی سرحد پر واقع ہے اور شام کی حدود میں داخل ہونے کا دروازہ ہے لیکن یہ ایک ایسا راستہ ہے جس میں ہر مرحلہ پر قلعے ملیں گے اور ہم کو برابر مقابلہ کرنے کے بعد آگے بڑھنا پڑے گا اور کہا نہیں جا سکتا کہ اس میں کتنا عرصہ صرف ہو جائے دوسرا راستہ شمال بمغرب ۔۔ کا راستہ ہے جس پر سفر کر کے ہم قراقر ہوتے ہوئے مزید شمال کی طرف ایک لق و دق صحرا میں داخل ہو نگے اس صحرا میں ہم کو تقریباً ایک

ہمنتہ سفر کرنا ہو گا یہ راہ نزدیک کی بھی ہے اور اس پر ہمیں مقابلہ بھی بہت کم کرنا پڑے گا ظاہر ہے ہم مقابلہ سے نہیں ڈرتے لیکن اس وقت ہم کو مقابلوں میں وقت ضایع کرنا نہیں ہے اس لئے میں بھی حضرت خالد کی رائے سے متفق ہوں کہ ہم کو اس مختصر راستہ پر سفر کرنا چاہئے خدا ہماری مدد کرے گا اور ہمیں مشکلات پر قادر کرے گا

خالد بن ولید نے یکے بعد دیگرے افسروں کی طرف دیکھا اور ہم سب نے کھڑے ہو کر اس راستہ کی تائید کی چنانچہ حضرت خالد نے فیصلہ سنا دیا کہ کل صبح ہمارا لشکر اس راہ سے روانہ ہو گا جو قراقر سے ہو کر گذرتا ہے صحرا کی مشکلات کا ہم مقابلہ کریں گے اور اللہ ہماری مدد کرے گا۔

غوسج

اسلامی لشکر لق و دق ریگستان اور بے آب و گیاہ صحرا میں تقریباً ایک ہفتہ تک بڑے اطمینان سے کوچ کرتا رہا۔ لشکر نے الجوف میں پینے کے پانی کا جو ذخیرہ اپنے ساتھ لیا تھا فوجی اس سے سیراب ہوتے رہے اور روزانہ بوڑھے اونٹوں کو ذبح کر کے اور ان کے شکم سے پانی کا محفوظ شکیزا نکال کر اس کا پانی گھوڑوں اور اونٹوں کو پلا دیا جاتا اور اس طرح اس تمام دوران اس کے علاوہ ریگستان کی شدید گرمی تپتے ہوئے ذروں کے اڑ اڑ کر جسم پر لگنے اور جسم کے جھلستے رہنے کی تکلیف مستقل تھی اور کوئی پریشانی نہ تھی لیکن ایک ہفتہ کے بعد ایک دن ایسا بھی آ پہونچا جب لوگوں کے چہروں پر پریشانی کے آثار نمایاں ہو گئے۔ مجاہدین کے چہرے پیاس کی شدت سے تمتمائے ہوئے تھے ان کے ہونٹ خشک اور ان کی زبانیں سوکھی ہوئی تھیں ان کے حلق میں کانٹے پڑ رہے تھے اور لیکن وہ اپنے مقدس فرض کی ادائیگی میں اس قدر منہمک اور وارفتہ تھے کہ ان اذیتوں کے باوجود بھی برابر آگے بڑھتے جا رہے تھے لشکر اسلام کے سپہ سالار حضرت خالد بن ولید خاموش لیکن کسی

گہری غور و فکر میں تھے۔ ان کے چہرے سے عزم و اطمینان ظاہر تھا لیکن طبیعت میں کافی پریشانی تھی۔ صبح کے لمحات تیزی سے گذرتے جارہے تھے آفتاب کی تمازت بڑھتی جارہی تھی۔ ہواؤں میں تیزی گرمی اور غبار آلودگی بڑھتی جارہی تھی۔ اور لشکر کے پڑاؤ کرنے کا وقت قریب آتا جارہا تھا۔ حضرت خالد کو سپہ سالار کی حیثیت میں اپنی ذمہ داریوں کا پورا احساس تھا وہ جانتے تھے کہ تھوڑی ہی دیر میں تھکا ہوا لشکر جب پڑاؤ کرے گا تو اس کی پیاس بجھانے کی ذمہ داری امیر لشکر پر ہی ہوگی اور امیر لشکر کو اچھی طرح معلوم تھا کہ لشکر کے کے ہمراہ پانی سے بھرے ہوئے جسقدر بھی مشکیزے تھے وہ سب کے سب خالی ہو چکے تھے۔

حضرت خالد نے اس عالم میں بھی حضرت رافع سے بڑے اطمینان کے ساتھ کہا۔ بھائی رافع تم ایک بار اور کوشش کر دیکھو۔ میرا دل کہتا ہے کہ اگر تم شمال مغرب کی طرف آگے بڑھ کر کوشش کرو گے تو ضرور کامیاب ہو گے۔

رافع نے کسی قدر مایوس سا لہجہ میں جواب دیا۔ میں ان علاقوں میں بارہا سفر کر چکا ہوں اور اس وسیع ریگستان میں کوئی ایک مرحلہ بھی ایسا نہیں ہے جہیں کہیں نہ کہیں پانی کا سراغ نہ ملا ہو۔ لیکن ہماری آج کی منزل کچھ ایسی نظر آرہی ہے کہ جیسے ہم راستہ بھٹک کر کسی غلط خطہ کی طرف نکل آئے ہوں۔ میں چاروں طرف کافی دوڑ دھوپ کر چکا ہوں لیکن پانی کا سراغ کہیں دور دور تک موجود نہیں ہے ۔ میرا تو خیال ہے کہ اب پانی تلاش کرنے کی ایک بار کوشش کی بجائے ہم کو اس سوال پر غور کرنا چاہیئے کہ پانی دستیاب نہ ہونے

کی صورت میں ہم کس طرح پانی کے بغیر ایک دن اور بسر کرسکیں گے۔

خالد نے بڑے اطمینان سے جواب دیا۔ اتنا مایوس اور ناامید ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہمیں اللہ پر بھروسہ رکھنا چاہیئے ہم اسی کی راہ میں نکلے ہیں۔ اور وہی ہماری مدد کرے گا۔ لیکن ہم کو اپنی سی کوشش ضرور کرلینی چاہیئے۔ اللہ ہی واقف ہے کہ میرے دل میں یہ خیال کیوں پیدا ہو رہا ہے کہ شمال مغرب کی سمت ہم کو پانی ضرور دستیاب ہو گا اس لئے بہتر ہو تاکہ تم کچھ دیر شمال مغرب کی سمت کوشش کر کے دیکھتے۔ اللہ کے لطف وکرم سے مایوس ہونے کی ضرورت نہیں۔ ہم پورے ایمان اور ایقان کے ساتھ اللہ تعالیٰ پر بھروسہ رکھ کر کہہ سکتے ہیں کہ۔

تیری قدرت تو وہ ہے جسکی کوئی حد نہ حساب
تو جو چاہے تو اٹھے دامن صحرا سے سحاب

حضرت رافع نے شمال مغرب کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ دیکھنا ہو اللہ ہم کو کامیابی عطا فرمائے لیکن میرا تجربہ کہتا ہے کہ اگر پانی دستیاب ہو گیا تو یہ کسی معجزہ سے کم بات نہیں ہو گی۔

حضرت خالد خاموش رہے۔ حضرت رافع اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ شمال مغرب کی طرف روانہ ہو گئے۔ اور مجاہدین اسلام کا لشکر کوچ کرتا رہا لمحات گذرتے رہے اور سورج اوپر چڑھتا رہا۔

حضرت خالد گھوڑے پر سوار اسلامی لشکر کے آگے آگے بڑھے جا رہے تھے لیکن غور وفکر میں منہمک تھے۔ کبھی شدت احساس سے آنکھیں بند کر لیتے اور کبھی دونوں آنکھیں کھول کر دور افق

پر اور کبھی آسمان کی انتہائی بلندیوں پر گھورنے لگتے۔

ابھی نصف ساعت بھی مشکل سے گذری ہوگی کہ حضرت رافع اور انکے ساتھی بڑی تیزی کے ساتھ سرپٹ گھوڑے دوڑاتے ہوئے حضرت خالد کے قریب پہونچے وہ اپنے دا ہنے ہاتھ میں ایک خشک خار دار جھاڑی کا ایک پودا لئے ہوئے اپنے ہاتھ کو فضا میں لہرا رہے تھے اور وہ ان کے ساتھی جوش مسرت سے "عوسج عوسج" کے نعرے بلند کر رہے تھے۔

حضرت خالد کے برابر پہونچ کر رافع نے خار دار جھاڑی کا پودا خالد کے ہاتھ میں دیدیا۔ اور کہا۔ "یہ دیکھئے عوسج۔"

خالد نے کہا۔ رافع تم کیا چاہتے ہو۔ میں تمہارا مطلب سمجھا نہیں۔ تم نے یہ خار دار جھاڑی مجھ کو کیوں دی ہے۔

رافع نے بڑے اطمینان سے کہا۔ اے سردار یہ خار دار جھاڑی عوسج کا پودا ہے یہ پودا خود بھی ریت میں چھپا ہوا ہوتا ہے اور زمین کی تہ سے پانی حاصل کرتا ہے۔ ان وسیع ریگستانوں میں جہاں کہیں یہ پودا موجود ہوتا ہے وہاں زمین کی تہ میں پانی بھی ضرور ہوتا ہے۔ لیکن کسی قدر گہرائی میں میرا اندازہ ہے کہ شمال مغرب کی جانب پانی کی تلاش کا جو خیال آپ کے دل میں پیدا ہوا تھا وہ ایک الہام تھا اور جب ہم شمال مغرب میں پہونچے تو ہم کو یہ امید افزا پودا دستیاب ہو گیا یہ پودا وہاں کثیر تعداد میں موجود ہے اور اس کا مطلب یہ ہے دس بارہ ہاتھ کی گہرائی میں پانی کا کافی ذخیرہ ہے۔

حضرت خالد فوراً پشت زین سے اتر پڑے اور قبلہ رو ہو کر سجدۂ شکر ادا کیا اس کے بعد آپ نے حکم دیا کہ لشکر کو اس علاقہ میں خیمہ زن کر دو اور کنوؤں کی کھدائی فوراً شروع کرا دو۔

چند ساعت کی محنت شاقہ کے بعد کئی کنوؤں کے گرد اسلامی لشکر کے خیمے نصب تھے۔ اسلامی مجاہد ان کنوؤں سے پانی نکال کر خود بھی پی رہے تھے اور اپنے گھوڑوں اور اونٹوں کو بھی سیراب کر رہے تھے۔

حضرت خالد نے لشکر میں اعلان کرا دیا کہ کمل منزل اور کمر سے اور آئندہ سفر کے لئے پانی کا ذخیرہ اکٹھا کرنے کے لئے ہم ایک رات اور ایک دن اس مقام پر قیام کریں گے۔ اس دوران میں لشکر کے ساتھ جس قدر بھی مشکیزے ہیں ان کو پر کر لیا جائے اور اونٹوں کو ان کی پیاس بھر پانی پلایا جائے۔

ناامیدی

عامر اور سلمان دونوں بھیس بدلے ہوئے اپنے گھوڑوں پر سوار لشکر سے شمال مغرب کی جانب بڑھتے جا رہے تھے۔ عامر اور سلمان کا ساتھ یوں ہوا کہ ایک روز لشکر کے سپہ سالار خالد نے عامر اور سلمان کو ایک ساتھ دیکھ کر عامر سے کہا۔ تمہارا اور سلمان کا ساتھ ایک دوسرے کے لئے کافی مفید ہو سکتا ہے۔ کیوں سلمان۔ سلمان نے ادب کے ساتھ جواب دیا۔ اے سردار ہم دونوں ہم وطن اور ہم عمر ہونے کے ساتھ ہم خیال بھی ہیں اسی لئے ہم ایک دوسرے کے ساتھ کو بہت پسند کرتے ہیں خالد۔ اور چونکہ عامر طلایہ کے دستہ میں ہونے کی وجہ سے اکثر کئی کئی دن لشکر سے دور رہتا ہے اس لئے تم دونوں کو ایک دوسرے سے یہ علیٰحدگی کسی حد تک شاق ضرور گذرتی ہو گی۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ اللہ مجھے توفیق دے کہ میں کوئی ایسی بات اپنی زبان پر نہ لاؤں جو سچ نہ ہو۔ اے سردار یہ حقیقت ہے کہ ہم دونوں ایک دوسرے سے اس قدر مانوس ہیں کہ ہم ایک دوسرے سے دور رہ کر تنہائی محسوس کرتے ہیں لیکن ہم جن اعلیٰ مقاصد کے لئے نکلے ہیں ان کے لئے ہمیں اسکی پروا نہ ہونی چاہیئے۔

خالد۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ تم کو اپنے اعلیٰ مقاصد کے لئے ایسی معمولی باتوں کی پروا ہرگز نہ ہونی چاہئے لیکن میرا خیال ہے کہ تم دونوں ایک ساتھ ان کو زیادہ بہتر طریقہ پر اور زیادہ مفید کام انجام دے سکو گے۔ میں دیکھتا ہوں کہ طلایہ دستہ کے تحت سراغرسی کے کاموں میں عامر اکثر تن تنہا جاتا ہے ایسے کام واقعی گروہ انجام نہیں دے سکتے۔ لیکن کبھی کبھی ایسے مواقع

بھی پیش آ جاتے ہیں کہ تنہا کی بجائے دو آدمی ہوں تو وہ زیادہ محفوظ بھی رہتے ہیں اور زیادہ بہتر کام بھی انجام دے سکتے ہیں اس لئے میں سلمان کو بھی طلایہ دستہ میں شامل کرنا چاہتا ہوں اور میری خواہش ہے کہ تم دونوں ایک ساتھ ہی کسی مہم پر روانہ ہوا کرو۔ عامر اور سلمان نے خوش ہو کر ایک ساتھ جواب دیا۔ آپ کا حکم ہمیں بخوشی منظور ہے اور پھر خالد نے کہا تم دونوں غور کرو کبھی ایسا موقع بھی آسکتا ہے کہ سراغرسی کے سلسلہ میں دشمن تم کو نرغے میں لے لیں یا کوئی دوسرا خطرہ پیدا ہو جائے ایسی حالت میں دو ہوں تو ایک دوسرے کی مدد کر سکتے ہیں۔ اور کبھی ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تم میں سے ایک شخص معاملات کو الجھائے رکھے اور دوسرا لشکر کو اطلاع پہونچا دے اور لشکر سے تمہارے لئے بروقت کمک پہونچ جائے۔

اور پھر اسی دن سے عامر اور سلمان دونوں ایک ساتھ لشکر کے گرد و پیش سراغرسی کی مہم پر روانہ ہوئے اور واقعی یہ دونوں بڑی دلچسپی اور بڑے ذوق و شوق سے لشکر کی یہ مفید خدمات انجام دینے لگے۔

آج بھی یہ دونوں لشکر سے کچھ دور بر شمال مغرب کی جانب بڑھ رہے تھے دونوں عرب سوداگروں کے بھیس میں تھے اور آپس میں باتیں کرتے جارہے تھے۔

سلمان نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ عامر اگر آج ہم کو رومی دستہ نظر آجائے تو تم کیا کروگے عامر نے پھیکی مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا تم سمجھتے ہو کہ میں اس رات کی طرح آج بھی رومی دستہ سے دور دور رہ کر واپس ہی چلا جاؤں گا پھر سلمان نے کہا لیکن میں ایسا نہیں سمجھتا

میرا خیال ہے کہ اب اگر رومی دستہ کے قریب تم پہونچ جاؤ تو تم دور دور رہتے ہوئے واپس نہ جا سکو گے لیکن میں یہ نہیں سوچ سکتا کہ تم کرو گے کیا۔

عامر نے وثوق کے ساتھ جواب دیا۔ جب یہ بات تم صحیح سوچ سکتے ہو کہ میں رومی دستہ سے دور دور رہ کر واپس نہیں جا سکتا تو پھر یہ سوچنے میں کیا دشواری پیش آ رہی ہے کہ اس مرتبہ میں سردار لشکر کے مشورہ سے فائدہ اٹھانے کی کوشش کروں گا ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس مرتبہ میں تنہا نہ ہوں گا بلکہ ہم دو ہوں گے جیسے ہی رومی دستہ نظر آئے گا میں تم کو کمک کے لئے لشکر کی طرف روانہ کر دوں گا اور خود آہستہ آہستہ رومی دستہ سے قریب ہوتا جاؤں گا یہاں تک کہ میں جولیا کو رومی دستہ سے چھڑانے کی جد و جہد شروع کر دوں گا۔ اس اثنا میں تم کمک لیکر پہونچ چکے ہو گے اور میں جولیا کو رومیوں سے چھڑانے میں ضرور کامیاب ہو سکوں گا سلمان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ میں بھی کچھ ایسا ہی اندازہ کر رہا تھا۔ عامر نے جواب دیا تمھارا خیال صحیح ہے۔ اگر میں آئندہ کبھی ایسا کر سکا تو میں اپنے ضمیر کو مطمئن کر سکوں گا یقین جانو جب بھی جولیا کے متعلق سوچتا ہوں ندامت سے میری گردن جھک جاتی ہے کہ اس نے غیر مشروط طور پر میری پناہ چاہی تھی اور میں اس کو پناہ نہیں دے سکا۔

سلمان نے عامر کے خیال سے تائید کرتے ہوئے کہا یہ تو ٹھیک ہے۔ انسانیت اور اسلام دونوں کا یہی تقاضہ تھا کہ تم اس کو اپنے

خیال میں رکھتے ۔ لیکن تم ایسا نہیں کر سکے ۔ اپنی اس ناکامی پر تم جس قدر افسوس کرو اور جس قدر ندامت محسوس کرو کم ہے لیکن انسان کی مجبوریاں بھی کچھ عجیب ہوتی ہیں ۔

عامر نے بڑے بڑے فخر سے کہا ۔ انسان مجبور ضرور ہے لیکن اس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی عطا کی ہوئی توفیق بھی ہوتی ہے ۔ اور یہ توفیق ربانی انسانی مجبوریوں کو اختیارات میں تبدیل کر دیتی ہے ۔ آج میں جولیا کو رہائی دلانے میں ناکام اور مجبور نظر آرہا ہوں لیکن کل ایسا نہ ہو گا ۔ کل مجبور نہ ہوں گا اور اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے گا کہ میں نے جولیا کو جو امید دلائی ہے میں اس کو پورا کر سکوں ۔ اس وقت میں ایک اسلامی مقدس کام میں مصروف ہوں اور دنیا کی کوئی ذمہ داری مجھے اس مقدس فریضہ سے نہیں ہٹا سکتی لیکن اس مہم کی کامیابی کے بعد میں سردار کی اجازت سے جولیا کی تلاش میں نکلوں گا اور قسم کھا کر نکلوں گا کہ جب تک میں اس کو رہائی نہ دلا دوں گا اس وقت تک اپنے وطن واپس نہ جاؤں گا ۔

سلمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا عامر اس مہم میں بھی میں تمہارا ساتھ دوں گا ۔ سلمان نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے کہا ۔ میرے دوست اگر تم اس مہم میں بھی میری رفاقت کرو گے تو مجھے یقین ہے کہ مجھے بہت جلد کامیابی حاصل ہو گی اور ہم جولیا کو رہائی دلانے کے بعد بہت جلد مطمئن اور خوش خوش اپنے وطن واپس جا رہے ہوں گے اور اس وقت میں اللہ کا جس قدر بھی شکر ادا کروں گا کم ہو گا ۔

تھوڑے توقف کے بعد عامر نے کچھ سوچ کر مسکراتے ہوئے کہا چلو اچھا ہوا میرے ذہن سے ایک بوجھ تو کم ہوا اب میں اس عزم کے ساتھ کہ ہم جولیا کو فوراً رہائی دلائیں گے اپنے ضمیر کو مطمئن پا رہا ہوں اس طرح اس معاملہ میں اب تک جو اذیت محسوس کر رہا تھا اس کی بجائے سکون محسوس کر رہا ہوں ۔ اور ۔

سلمان نے یک بیک قطع کلام کرتے ہوئے کہا عامر وہ سامنے کسی بستی کے آثار نظر آ رہے ہیں کیوں نہ ہم وہاں پہونچ کر رومی دستہ کے متعلق دریافت کریں۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا خیال تو اچھا ہے چلو ہم اسی بستی کی طرف چلیں لیکن ہم کو بستی کے لوگوں سے رومی دستہ کے متعلق کچھ بھی دریافت نہ کرنا چاہئے ہمارے اس قسم کے سوالوں سے بستی کے لوگ ہم کو مشتبہ سمجھنے لگیں گے سلمان نے فخر سے کہا ۔ مشتبہ سمجھیں گے تو ہمارا کیا بگاڑ لیں گے ۔ عامر نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ وہ ہمارا بگاڑ تو واقعی کچھ نہیں سکتے لیکن وہ ہم سے مشتبہ ہو گئے تو رومی دستہ کے متعلق اگر ان کو معلومات ہونگی بھی تو وہ ہم کو کچھ نہ بتائیں گے ۔

سلمان نے رُکتے ہوئے دریافت کیا ۔ پھر ہمیں کیا کرنا چاہئے عامر نے سنجیدگی سے جواب دیا ۔ یہی کہ ہم بستی کے لوگوں سے دریا کی وادی کے متعلق دریافت کریں گے کیوں کہ رومی دستہ دریا کی وادی ہی میں گذر رہا ہے سلمان نے جرح کرتے ہوئے کہا یہ تو ٹھیک ہے دریا کی وادی کے متعلق دریافت کرنے سے بستی کے لوگ ہم سے مشتبہ نہ ہونگے لیکن اس دریافت کے جواب میں وہ صرف

بھی تو بتا دیں گے کہ دریا کی وادی یہاں سے کس سمت پر اور کتنے فاصلہ پر ہے ہم ان سے رومی دستہ کے متعلق تو کچھ معلوم نہ کر سکیں گے ۔

عامر نے سنجیدگی سے کہا ۔ بس اتنی ہی معلومات کافی ہو گی اگر انکے بتانے پر ہم دریا کی وادی میں پہونچ گئے تو پھر ہم خود معلوم کر لیں گے کہ رومی دستہ ادھر سے کب گذرا ہے اور اب کہاں ہے ۔

سلمان نے حیرت زدہ ہو کر پوچھا وہ کیسے ۔

اور عامر نے اطمینان سے جواب دیا گھوڑوں کے سموں کے نشانات سے اور گھوڑوں کی لید اور اونٹوں کی مینگنیوں سے سلمان نے مطمئن اور خوش ہوتے ہوئے جواب دیا ۔ بالکل ٹھیک ہے گھوڑوں کے سموں کے نشانوں سے ہم کو یہ معلوم ہو سکے گا کہ رومی دستہ کس طرف کو گیا ہے اور لید اور مینگنیوں سے ہم اس بات کا بخوبی اندازہ کر سکیں گے کہ اس جگہ سے رومی دستہ کو گذرے ہوئے کتنا عرصہ ہوا اور وہ کتنے فاصلہ پر ہو گا ۔

عامر اور سلمان باتیں کرتے ہوئے بستی میں پہونچ گئے ۔ بستی کے لوگوں نے دونوں کو عرب کے سوداگر سمجھ کر خوش آمدید کہا اور اونٹ کے دودھ اور کھجوروں سے ان کی تواضع کرنی چاہی لیکن عامر اور سلمان نے ان کا شکریہ ادا کرتے ہوئے صرف پانی پیا بستی کے لوگوں سے دریافت کیا کہ ہم نے سنا ہے کہ قریب کے علاقوں میں کوئی

اسلامی لشکر گذر رہا ہے۔ اور اس لئے ہم سب بہت پریشان ہیں کیونکہ لشکر اگر ادھر سے گذرا تو ہماری بستی کو تباہ کر دیگا ہماری جھونپڑیوں کو آگ لگا دے گا ہمارے مویشیوں کو پکڑ لے جائیگا۔ ہم کو لوٹ لے گا اور ہم میں سے بہتوں کو تہ تیغ کر دے گا۔ آپ دونوں چونکہ اسی طرف سے آرہے ہیں اس لئے اگر آپ کو کسی اسلامی لشکر کی نقل و حرکت کا سراغ ملا ہو تو انسانیت کے نام پر ہم کو ضرور اطلاع دیجیے"۔

عامر نے برجستہ جواب دیا ہمیں کوئی اسلامی لشکر نہیں ملا اور ہمیں اس علاقہ میں کسی اسلامی لشکر کے گذرنے کا کوئی سراغ بھی ملا۔ لیکن تم لوگوں کا خوف و ہراس بغیر ضرورتی ہے بفرض محال اگر کوئی اسلامی لشکر ادھر سے گذرا بھی تو تمہاری بستی کو اس سے کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ تمہیں یقیناً رومی اور ایرانی لشکروں کے تلخ تجربات ہیں جو تم اس انداز میں سوچ رہے ہو لیکن اسلامی لشکر رومی اور ایرانی لشکر کی طرح نہیں ہوتا وہ بستیوں کو نہیں لوٹتا اور وہ آگ نہیں لگاتا اور بے گناہ لوگوں کو قتل نہیں کرتا۔ میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی اسلامی لشکر ادھر سے گذرے گا تو وہ تم لوگوں سے کوئی تعرض کئے بغیر اور تم کو نقصان پہنچائے بغیر بالکل اس طرح گذر جائے گا جیسے ہم دو عرب تاجر گذر رہے ہیں۔ بستی کے لوگوں نے متعجب اور خوش ہو کر کہا کیا واقعی اسلامی لشکر بستیوں کو نقصان نہیں پہونچاتا۔

اگر یہ سچ ہے تو ہم تمنا کریں گے کہ اسلامی لشکر ہماری لبستی سے گذرے
اور ہم اس کو تحفہ پیش کریں گے۔

عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔ تم کو مایوسی ہوگی میرے دوستو۔ اسلامی لشکر جن لبستیوں سے گذرتا ہے ان کے لوگوں سے تحفے قبول نہیں کرتا اس قسم کے تحفوں کو بھی ایک قسم کی لوٹ مار سمجھتا ہے جن لبستیوں کے لوگ اسلامی لشکر کا راستہ نہیں روکتے اور مقابلہ نہیں کرتے اسلامی لشکر ان کا محافظ ثابت ہوتا ہے۔

لبستی کے کئی لوگوں نے ہم آواز ہو کر کہا۔ پھر تو یہ لشکر انسانیت کی حفاظت کے مقاصد کو پورا کرتا ہے اور اس کی کامیابی ہر جگہ یقینی ہوگی۔

عامر نے جواب دیا بالکل ایسا ہی ہے۔ اچھا ہم کو بھی اجازت دو اور اتنی مہربانی کرو کہ ہم کو دریا کی وادی کا راستہ اور فاصلہ بتا دو عامر کی بات سن کر لبستی کے کئی لوگ ہنس پڑے اور ایک ادھیڑ عمر کے سنجیدہ شخص نے جواب دیا۔ دریا کی وادی تو یہاں سے کم از کم چار یا پانچ سو فرسنگ دور ہوگی۔ اور تم دونوں کو دریا کی وادی کی طرف جانے کی کوشش ہلاکت خیز ہو سکتی ہے کیونکہ راستہ میں بڑا وسیع ریگستان ہے بہتر یہی ہے کہ تم جنوب مشرق کا رخ کرو اور الجوف کے نخلستان میں پہونچ کر مزید جنوب مشرق کی طرف وادی سرخاں کا شاداب راستہ اختیار کرو عامر اور سلطان لبستی کے لوگوں کا شکریہ ادا کر کے جنوب مشرق کی طرف یعنی جس طرف سے آئے تھے اس طرف روانہ ہو گئے۔ تھوڑی دور

پہنچنے کے بعد دونوں نے ایک دوسرے کو معنی خیز نظروں سے دیکھا۔
اور سلمان نے کہا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ ہم دریا کی وادی۔ رومی دستہ
اور جولیا سے سیکڑوں میل دور ہیں اور ہیں کسی بھی حالت اور کسی بھی جذبہ
کے تحت اسلامی لشکر سے سیکڑوں میل دور جانا مناسب نہیں سمجھ سکتا۔
سلمان۔ اور اسی لئے ہم اپنے لشکر کی طرف واپس جا رہے ہیں۔
عامر۔ لشکر ہی کی طرف واپس جا رہے ہیں اپنے ذاتی مقاصد میں ناکامی
و ناامیدی کے ساتھ لیکن اپنے فرائض منصبی میں کامیابی کے ساتھ
۔سلمان وہ کیسے۔

عامر۔ وہ اس طرح کہ ہم اپنے لشکر کے لئے ایک اچھی چیز لیکر جا رہے ہیں کہ
اس علاقہ کے بستیوں کے لوگ رومی اور ایرانی لشکروں سے کافی متنفر ہیں
اور وہ اسلامی لشکر کی خصوصیات معلوم کر کے اس کا خیر مقدم کریں گے۔

تیرگی ہی تیرگی

جولیا ویلرس کے ہمراہ شام کے ایک سرحدی قلعہ میں پہونچ گئی۔ اس قلعہ میں ویلرس کو جس قدر اطمینان حاصل ہوا جولیا کی بے اطمینانی اور بے چینی اس قلعہ میں پہونچ کر اسی قدر بڑھ گئی ویلرس اور اس کے دستے کے رومی فوجی اس مضبوط قلعہ میں خود کو محفوظ سمجھ رہے تھے لیکن جولیا خود کو اس قلعہ میں محبوس سمجھنے میں قلبی حق بجانب تھی۔ اس قلعہ کی چہار دیواری میں اس کی آزادی کی روح گھٹ رہی تھی۔ وہ تمام تمام دن پڑی سوچا کرتی اور اکثر راتیں آنکھوں ہی آنکھوں میں کاٹ دیتی اس کے غور و فکر کا مرکز صرف عامر تھا جو اس کی اطلاع کے مطابق اب اس دنیا میں موجود نہ تھا۔ جس کو پا لینا ناممکن ہو چکا تھا۔ جولیا جہاں ایک طرف عامر سے کبھی نہ مل سکنے کی وجہ سے ملول و مغموم ہو جاتی وہیں اس کو اپنی زندگی ندامت معلوم ہونے لگتی کیونکہ وہ

اس بات پر دلی ندامت محسوس کرتی کہ عامر نے خود اس کے لئے اپنی جان دیدی لیکن وہ عامر کی موت کی خبر سننے کے بعد بھی زندہ تھی۔ زندہ رہنے پر مجبور تھی ۔ اس کو دنیا میں تیرگی ہی تیرگی نظر آتی ۔ اس کو اپنے مستقبل میں تاریکی ہی تاریکی دکھائی دیتی اور اس تیرہ وتار ماحول میں اگر اس کی تسلی کا کوئی مرکز تھا تو وہ یہ تھا کہ رفتہ رفتہ اس سفر کے اختتام پر وہ اپنے والدین تک پہونچ جائیں گی اور وہاں سکون کے ساتھ زندگی کو اس کی تلخیوں کے سہارے موت کے دروازہ تک پہونچا سکے گی ۔

رات دن میں وہ اگر کسی سے کچھ بات چیت کرتی تو وہ اس کی ہمراز سہیلی میریا تھی جس نے ایک مرتبہ عامر کو رومیوں کی قید سے چھڑانے میں جولیا کی مدد کی تھی ۔ جولیا اور میریا ایک دوسرے سے بے پناہ محبت اور خلوص کے جذبات رکھتی تھیں اور میریا میں خاص صفت یہ تھی کہ وہ اپنی باتوں سے جولیا کے رجحان کو بڑی جلدی ہی تبدیل کر دیتی تھی ۔ اس کی گفتگو میں حلاوت ۔ رنگینی اور دل آویزی تھی اور اسی لئے جولیا اس کی باتوں سے پوری طرح متاثر ہو جایا کرتی تھی ۔ اس شامی سرحدی قلعہ میں بھی صرف میریا ہی ایسی تھی جو جولیا کی تسلی اور دلدہی کرتی اور اکثر اس کی باتوں سے جولیا کی طبیعت بہل جاتی ۔

اس وقت بھی میریا کی تسلی آمیز اور امید افزا باتوں سے جولیا کا دل قدرے سکون پا رہا تھا اور کبھی کبھی اس کے خشک ہونٹوں پر

مسکراہٹ پھیل جاتی تھی۔

میریا نے جولیا کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ جولیا ہمارے لئے کم از کم یہ بات خوشی اور اطمینان کی ہے کہ اب ویلرس ہم کو پریشان نہیں کر رہا۔ تم کو تو شاید اسی لئے کبھی بھی پریشان نہیں کیا۔ لیکن ——

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ لیکن ایک بار۔۔۔ کیا تم کو ویلرس پریشان کرتا ہے کیوں پریشان کرتا ہے آخر وہ چاہتا کیا ہے۔

میریا نے پتے تلے ہوئے الفاظ میں جواب دیا۔ اپنا مقصد چاہتا ہے اور اسی لئے مجھے پریشان کرتا ہے۔

جولیا۔ توبہ توبہ یہ تم کو بھی پریشان کرتا ہے۔ آخر یہ کس قسم کا انسان ہے یہ ہم دونوں کو فریب دینا چاہتا ہے ہماری زندگیوں کو کھیل سمجھتا ہے۔ آخر اس نے سمجھا کیا ہے۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میرا خیال ہے جولیا کہ میری بات سے تم کو کچھ غلط فہمی بھی پیدا ہو گئی ہے۔

جولیا نے تعجب سے پوچھا کیسی غلط فہمی۔ غلط فہمی سے تمہارا کیا مطلب ہے کیا ان حالات میں بھی ویلرس کو برا سمجھنا غلط فہمی ہو سکتا ہے۔

میریا نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔ ویلرس کو میں بھی اچھا نہیں سمجھتی لیکن میرے کہنے کا مطلب یہ نہیں بلکہ میں یہ کہنا چاہتی ہوں کہ تم کو میری بات سے غلط فہمی پیدا ہو گئی ہے۔

جولیا نے بے چینی سے پوچھا وہ کیسے۔

اور میریا نے مسکراتے ہوئے جولیا کے ایک ہلکی چٹکی لے کر جواب دیا وہ ایسے کہ میں نے جو یہ کہا کہ ویلرس تم کو بھی پریشان کرتا تھا اور مجھ کو بھی تو تم اسکا غلط مطلب سمجھ گئیں ۔ اس کے پریشان کرنے کا مقصد تو ایک ہی تھا لیکن مقصد کے پہلو ہم دونوں کے معاملے میں مختلف تھے تم کو تو وہ اس لئے پریشان کرتا تھا کہ وہ تم کو اپنا بنانا چاہتا ہے ۔ اور مجھکو اس لئے پریشان کرتا تھا کہ میں تمھاری عزیز ترین سہیلی ہوں ۔ جولیا تو کیا کسی کو پریشان کرنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ اس کی عزیز ترین سہیلی کو بھی پریشان کیا جائے میریا ۔ جی ہاں یہ بھی ضروری ہوتا ہے کبھی کبھی ویلرس مجھ کو ہر وقت اس لئے پریشان کیا کرتا تھا کہ میں تم کو اس بات کی ترغیب دے سکوں کہ تم اس کو پسند کرنے لگو ۔

جولیا نے انتہائی سادگی سے کہا ۔ لیکن تم نے تو مجھے کبھی ایسی کوئی ترغیب نہیں دی ۔ میریا نے ہنستے ہوئے جواب دیا ۔ بیشک میں نے کبھی ایسی ترغیب نہیں دی ۔ کیونکہ اول تو کسی کو ایسی ترغیب دی ہی نہیں جا سکتی دوسرے میں اس ترغیب کو خود بھی مناسب نہ سمجھتی تھی ۔

اور اس پر دونوں ہنسنے لگیں ۔

تھوڑی دیر کی خاموشی کے بعد جولیا نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر کہا میری سمجھ میں یہ نہیں آیا کہ میرا انجام کیا ہوگا ۔ یقین جانو میریا جب اپنے انجام کے متعلق سوچتی ہوں تو چاروں طرف تیرگی ہی تیرگی نظر آتی ہے اور اس تیرہ و تار ماحول میں میری روح لرز کر رہ جاتی ہے ۔

میریا نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ حالات سخت ضرور ہیں لیکن اتنا گھرانا اور پریشان ہونا بھی نہیں چاہیئے انسان اگر کوشش کرے تو ہر ماحول میں کوئی نہ کوئی راہ ضرور نکل آتی ہے۔

جولیا نے کسی قدر مایوسی کے ساتھ کہا۔ راہ کیسے نکل سکے گی میریا جبکہ ہم کوئی کوشش ہی نہیں کر سکتے۔ اور ہماری حالت بالکل قیدیوں کی سی ہے۔ لیکن تم سمجھتی ہو کہ قیدی صرف وہی ہوتے ہیں جن کو قیدی کا نام دیا جائے۔ میں ایسا نہیں سمجھتی۔ ویلرس خواہ ہم کو کتنے ہی عزت و احترام سے رکھے لیکن حقیقت یہی ہے کہ ہم اس کے ہاتھوں قید ہیں اس کے علاوہ کچھ حالات کی ناسازگاری کی وجہ سے مجبور یاں ہیں اور ان تمام باتوں نے ہمیں ایسی حالت میں ڈال دیا ہے کہ نہ تو ہم اپنی مرضی سے کچھ کر سکتے ہیں اور نہ کہیں آجا سکتے ہیں پھر ہم کوشش بھی کیا کر سکتے ہیں۔

میریا نے جولیا کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے کہا یہ ٹھیک ہے کہ ہم اپنے ارادوں اور اپنے عمل میں قطعی خود مختار نہیں ہیں۔ اول تو ہمارے چاروں طرف حالات ہی کچھ ایسے ہیں کہ اگر ہم ہاتھ پاؤں ماریں تو ہمارے لئے کسی بڑی مصیبت میں پھنس جانے کا خطرہ ہر قدم پر موجود ہے رومی فوجیں اور ایرانی فوجوں کے درمیان ان علاقوں میں لوٹ مار اور تاخت و تاراج کی حدیں متعین نہیں ہیں قطعی ممکن ہے کہ ہم ویلرس کی پناہ سے نکل بھاگیں تو ہم کو کسی ایرانی دستہ کی قید میں پڑ جانا پڑے اور اس طرح ویلرس کی یہ قید بہت غنیمت ہے۔ دوسری بات

یہ ہے کہ ویلرس نے اپنے ذہن میں منصوبہ بنا لیا ہے وہ اسی کے تحت کام
کر رہا ہے اور آخر تک اسی کے تحت کام کرتا رہے گا۔۔ وہ ...
جو لیا نے قطع کلام کرتے ہوئے دریافت کیا۔ کیا منصوبہ۔ ویلرس نے کیا
منصوبہ بنایا ہے۔ اور میریا نے ٹھہرے ہوئے انداز میں کہنا شروع کیا۔ اس کا
منصوبہ یہی ہے کہ وہ تم کو پورے آرام و آسائش اور پوری عزت و احترام
کے ساتھ تمہارے والد تک پہونچائے گا تاکہ اس کو تمہارے والد سے
اس کا منہ مانگا انعام مل سکے ــــــ
جو لیا نے مداخلت کرتے ہوئے کہا اگر ویلرس نے ایسا کیا تو وہ یقیناً
انعام کا مستحق ہو گا۔ اور اپنے والد کے متعلق میں دوسرے تمام لوگوں سے
زیادہ جانتی ہوں وہ کسی کو اسکی اجرت یا اس کا انعام دینے میں کبھی بخل
سے کام نہیں لیتے وہ ہمیشہ ایسے معاملات میں انصاف برتتے ہیں بلکہ
اکثر فیاضی کو انصاف پر ترجیح دیتے ہیں اگر ویلرس نے مجھے پوری حفاظت
اور پوری عزت و احترام کے ساتھ ان کے پاس پہونچا دیا تو وہ یقیناً
ویلرس کو اس کا منہ مانگا انعام دیں گے۔
میریا نے کہا۔ تم یہ بھی جانتی ہو کہ اس کا منہ مانگا انعام کیا ہو گا۔ وہ تمہارے
والد سے تمہیں اور صرف تمہیں مانگے گا۔ اس کا منہ مانگا انعام صرف تم ہو۔
جو لیا میریا کے اس خیال کی تردید نہ کر سکی لیکن اس بات سے اس کے دل کو زبردست
دھچکہ لگا کیونکہ وہ اپنے ذہن میں خود کو عامر کے لئے وقف کر چکی تھی۔ وہ اپنی
آئندہ زندگی میں عامر کے علاوہ کسی دوسرے مرد کے ساتھ کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتی تھی

خود اس کے ذہن میں اس تمام دوران ہزاروں بار یہ خیالات ابھر چکے تھے کہ ویلرس آخر کار اس کے والد سے اس کو بطور انعام طلب کرے گا۔ اور وہ ہمیشہ اس خیال سے کانپ جاتی تھی اس کو یقین تھا کہ اگر ویلرس نے اس کے والد سے یہ خواہش ظاہر کی کہ وہ اس سے شادی کرنا چاہتا ہے تو اس کا والد ہرگز انکار نہ کریگا کیونکہ ویلرس ایک بہادر اور نامور رومی فوجی مزدور تھا اور کوئی بڑے سے بڑا رومی تاجر اس کو اپنا داماد بنانے میں فخر محسوس کرتا۔ خود وہ اپنے ذہن میں اس قسم کی تشویش اور الجھن میں اکثر مبتلا رہ چکی تھی لیکن آج میریا کی زبان سے بھی یہی بات سن کر اس کی اپنی قیاس آرائیاں یقین میں تبدیل ہوتی نظر آنے لگیں اور وہ میریا کی زبان سے یہ الفاظ سنکر کہ ویلرس کا منہ مانگا انعام تم ہو" دم بخود رہ گئی۔ تھوڑی دیر تک جولیا اور میریا کے درمیان خاموشی طاری رہی اور چند لمحوں کے بعد پھر میریا ہی نے گفتگو کا سلسلہ شروع کیا۔

میریا نے بڑے فلسفیانہ انداز میں کہا یہ تو ظاہر ہے کہ ویلرس میں کوئی خرابی نہیں ہے اور آئندہ زندگی میں وہ تمہارا ایک اچھا ساتھی ثابت ہوگا۔ ہمارے لئے یہ بات تشویش کی نہیں بلکہ مسرت کی بات ہوگی کہ وہ تم کو پسند ہی نہیں کرتا بلکہ دل و جان سے چاہتا ہے۔

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ میریا شاید تم اس وقت ویلرس کی سپرد کی ہوئی وہ خدمات ادا کرنے کی کوشش کر رہی ہو جو اس نے مجھے ترغیب دینے کے لئے تمہارے سپرد کی ہیں اور اسی لئے مجھے اسکی اچھائیاں اور اس کی خوبیاں گنا رہی ہو۔

میریا نے ہنستے ہوئے کہا تم ایسا ہی سمجھ لو جولیا لیکن میں تمہارے سامنے وہ نقشہ پیش کر رہی ہوں جو اس وقت ہوگا جبکہ ویلرس تم کو تمہارے والد کے پاس پہونچا دیگا۔ یقیناً ان کی یعنی تمہارے والد کی نگاہوں میں کوئی خرابی ویلرس میں نہ ہوگی کہ وہ تمہارے ساتھ اس کی شادی کے پیغام کو رد کر سکیں۔ ان کی نگاہوں میں ویلرس کی تمام خوبیاں ہوں گی اور عامر کا کوئی خیال بھی نہ ہوگا۔ اگر ان کو تمہارے اور عامر کے دلی لگاؤ کا علم بھی ہوا تو وہ ویلرس کے ساتھ تمہاری شادی میں اور زیادہ عجلت کرنے کی کوشش کریں گے۔ ویلرس میں لاکھ برائیاں ہوں تب بھی وہ رومی سوسائیٹی میں باعزت معیار پر پورا اترتا ہے اور عامر میں لاکھ اچھائیاں ہوں تب بھی رومی سوسائیٹی میں اس کے لئے کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔

اور تمہارے والد جو فیصلہ کریں گے۔ وہ اسی سوسائیٹی کو پیش نظر رکھ کر کریں گے اور پھر جہاں تک عامر کا سوال ہے ہم یقین کے ساتھ اب بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ زندہ ہے یا مر چکا ہے۔

جولیا کی آنکھیں ڈبڈبا رہی تھیں اور اس نے گھٹی ہوئی آواز میں کہا تم ٹھیک ہی تو کہتی ہو میریا۔ واقعی میرے سامنے تو اس وقت تیرگی ہی تیرگی ہے۔

محاذِ شامؓ

جس زمانہ کا یہ واقعہ ہے اس وقت رومیوں کو عراقیوں کی جانب سے ایرانی فوج کے زیادہ خطرہ محسوس ہورہا تھا۔ روم اور ایران کے درمیان کسی محاذ پر کوئی جنگ نہیں ہورہی تھی اور نہ رومیوں کو مستقبل قریب میں ایرانیوں کی جانب سے حملہ کا کوئی خطرہ تھا ان حالات میں رومیوں نے اپنی تمام تر توجہ اسلامی لشکر کی جانب مبذول کردی تھی۔

روم کے شہنشاہ ہرقل نے اپنی مجلس مشاورت میں جو فیصلہ کیا تھا اس کے تحت ایک بڑی رومی فوج لے کر خود ہرقل کا بھائی تھیوڈور اسلامی لشکر کے مقابلہ پر جنوبی شام کے محاذ پر پہونچ چکا تھا۔ اس محاذ پر رومی فوجوں کی تعداد اسلامی فوجوں کی تعداد سے کئی گنا زیادہ بلکہ بعض مورخین کے اندازہ کے مطابق رومی فوج اسلامی فوج کے مقابلہ میں دس گنا تھی۔

اس وقت تک اسلامی فوج کو حضرت ابوعبیدہ نے چار حصوں پر تقسیم کررکھا تھا جن میں صرف ایک حصہ اس محاذ پر تھا۔ رومی لشکر کی کثرت دیکھ کر حضرت عمرو بن

العاص، حضرت ابوعبیدہ کو یہ مشورہ دیا تقسیم شدہ اسلامی لشکر کو یکجا کر لیا جائے اور ایک قاصد کو مدینہ بھیج کر خلیفۃ المسلمین سے درخواست کی جائے کہ وہ اس محاذ پر مزید فوجی کمک بھیجیں۔ حضرت ابوعبیدہ حضرت عمرو بن العاص اور دیگر اعلیٰ فوجی افسروں کے درمیان دیر تک صلاح و مشورہ اور بحث و مباحثہ جاری رہا جس میں فوجی نقطہ نگاہ سے صورت حال کا جائزہ لیا گیا۔ اس مجلس مشاورت میں حضرت عمرو بن العاص نے سب سے زیادہ جس بات پر زور دیا وہ یہ تھی کہ ہماری فوج چار حصوں پر منقسم ہے اور فوج کا ہر ایک حصہ ایک مختلف محاذ پر ہے اور ہر ایک محاذ پر ہماری فوج کے مقابلہ میں رومیوں کی کثیر تعداد فوجیں موجود ہیں اس طرح چاروں محاذوں سے کسی ایک پر بھی ہماری فوجی تعداد اتنی نہیں ہے جو رومیوں کا مقابلہ کر سکے جہاں تک رومیوں کا سوال ہے ان کے لئے فوجوں کی تعداد کا کوئی سوال نہیں وہ ہر ایک محاذ پر کثیر تعداد میں فوجیں اکٹھا کئے ہوئے ہیں اور کسی وقت بھی مزید فوجی کمک کسی بھی محاذ پر پہونچا سکتے ہیں۔ ہمارے لئے فوجی تعداد ایک اہم مسئلہ ہے۔ اگر ہماری منقسم فوجی طاقت مختلف محاذوں پر شکست کھا گئی تو یہ ہمارے لئے اور ملت اسلامیہ کے لئے نقصان عظیم ہوگا اس لئے ضروری ہے کہ ہم بقیہ تین محاذوں پر سے اپنی فوجوں کو واپس بلا لیں اور صرف اسی ایک محاذ پر اپنی تمام فوجیں اکٹھا کر کے رومیوں کا مقابلہ کریں اگر اس محاذ پر ہم نے رومیوں کو شکست دیدی تو ان کے پاؤں اکھڑ جائیں گے ان پر ہماری دھاگ بیٹھ جائیگی اور پھر دوسرے تمام محاذوں پر بھی ہم آسانی کے ساتھ انہیں پسپا کر سکیں گے۔

حضرت ابوعبیدہ بن جراح ان کے خیالات سے متفق تھے۔ پہلے تو انہوں نے

حضرت عمرو بن العاص اور دیگر فوجی افسروں کو یاد دلایا کہ انھوں نے خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ سے جو درخواست فوجی کمک کے لئے کی تھی اس کے جواب میں انھوں نے اطلاع دی تھی کہ حضرت خالد بن ولید مدائن کے قریب ایران کے محاذ سے ایک بڑی فوج لیکر شام کے محاذ پر آرہے ہیں اور اس اطلاع کے مطابق اس وقت حضرت خالد کی سرکردگی میں ان کا لشکر راہ میں ہوگا حضرت ابو عبیدہ نے کہا کہ اس طرح حضرت خالد کے لشکر پہونچنے سے ہمارے لئے فوجی کمک کا سوال ختم ہو جائے گا۔ آپ نے تمام فوجی افسروں کو بتایا کہ اس کے علاوہ رومی فوج کی تعداد پر زیادہ توجہ نہ دیں اور حضرت صدیق کے ان الفاظ کو ہمیشہ اپنے ذہن میں رکھیں جو انھوں نے میری درخواست کے جواب میں لکھے ہیں۔ حضرت صدیق نے لکھا ہے کہ اسلامی مجاہدین کو اور ان کے سردار کو رومی فوجوں کی کثیر تعداد اور اپنی قلت پر ہرگز ہرگز ہراساں نہ ہونا چاہیئے کیونکہ اسلام کے مقاصد صادقہ کے لئے جہاد کرنے والوں کو تعداد کی کثرت ہرگز شکست نہیں دے سکتی۔ حضرت صدیق نے مزید کہا کہ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تم کو کبھی اس بنیاد پر شکست نہ ہوگی کہ تمہاری تعداد کم تھی۔ ہاں تمہیں شکست ہوگی تو اس بنیاد پر ہوگی کہ تم اپنے اصول اپنے اعمال اور اپنی نیتوں میں پکے نہ رہ جاؤ گے۔ اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ تم اپنے اصول اپنے اعمال اور اپنی نیتوں میں صداقت قائم رکھو۔ اللہ تعالیٰ تمہاری مدد پر ہے۔ تم اپنی قلت پر ہراساں نہ ہو۔ دشمنوں کی کثرت سے مرعوب نہ ہو فتح و کامرانی صرف اللہ کی طرف سے ہے اور وہ صرف تمہارے لئے ہے۔ کثرت کے لئے نہیں بلکہ صداقت کے لئے۔

حضرت ابوعبیدہ کی اس تقریر کو فوجی افسروں نے بڑے غور سے سنا اور بہت متاثر ہوئے۔ اور تمام فوجی افسران ایک زبان ہوکر کہہ اٹھے۔ یا سردار یہ ہمارا ایمان ہے۔ حضرت صدیقؓ نے بالکل سچ فرمایا ہے ہم رومیوں کی کثیر تعداد سے ہرگز خائف نہیں ہیں۔

حضرت ابوعبیدہ نے ہاتھ کے اشارہ سے فوجی سرداروں کو خاموش رہنے کی تلقین کرتے ہوئے کہا دوسری بات جسکی طرف میں آپ لوگوں کو متوجہ کرنا چاہتا ہوں وہ عمرو بن العاص کی تجویز ہے کہ تین محاذوں کو توڑ کر وہاں کی فوجیں بھی اسی محاذ پر اکٹھا کرلی جائے۔ میں اس تجویز سے اتفاق کرتا ہوں لیکن چاہتا ہوں کہ ان تین محاذوں پر بھی تھوڑی تھوڑی فوجیں ضرور باقی رکھی جائیں تاکہ رومیوں کو یہ اندازہ ہو سکے کہ وہ محاذ توڑ دیئے گئے ہیں۔ اگر رومیوں کو یہ اندازہ ہوگیا تو وہ بھی ان تینوں محاذوں کی رومی فوجوں کو اسی محاذ پر منتقل کردیں گے اور اس طرح ہماری حکمت عملی بے نتیجہ ہوکر رہ جائے گی۔

تمام سرداروں نے اس تجویز کا پرجوش خیر مقدم کیا اور حضرت عمرو بن العاص نے کہا یہی نہیں بلکہ میں چاہتا ہوں کہ ان تین محاذوں کی فوجوں کو اس محاذ پر اس وقت منتقل کیا جائے جب ہم حملہ کرنے کے قریب ہوں تاکہ رومیوں کو اگر کچھ شبہ بھی ہو جائے تو ان کے پاس اتنا وقت نہ رہ جائے کہ وہ بھی تین محاذوں کے رومی فوجوں کو یہاں منتقل کرسکیں۔

کوچ

ادھر حضرت خالد کی سرکردگی میں اسلامی لشکر نے کوچ کیا اور
عامر اور سلمان گرد و پیش کے حالات کا جائزہ لینے کے لئے شمال مغرب کی سمت میں روانہ ہو گئے۔ ان کے اس پروگرام کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس طرح لشکر کے متوازی سفر کرتے رہیں گے اور مزید شمال کے علاقوں کے حالات معلوم کر سکیں گے۔ دن کے بقیہ حصہ اور رات بھر عامر و سلمان کا راستہ ایسا ہو گا کہ وہ اسلامی لشکر کے متوازی رہنے کے ساتھ اس سے دور ہی ہوتے جائیں گے اور دوسری جانب سے ان کی سمت ایسی ہو جائیگی کہ وہ لشکر سے قریب تر ہوتے رہیں اور جس وقت لشکر دوسرے روز پڑاؤ کرے وہ وہاں پہونچ جائیں اسی پروگرام کے تحت عامر و سلمان آگے بڑھتے گئے۔

چار پانچ گھنٹے ریگ زاروں میں سفر کرنے کے بعد دن ڈھلتے وہ کسی نخلستان کے قریب پہونچ گئے تھے پہلے تو کچھ خشک جھاڑیاں نظر آئیں اور پھر رفتہ رفتہ وہ ایک سبزہ زار میں پہونچ گئے۔ یہاں ان کو جو لوگ ملے

وہ عرب تھے غسانی قبیلہ کے عرب معلوم ہو رہے تھے اور چونکہ یہ دونوں عرب تاجروں کے بھیس میں تھے اس لئے وہ لوگ ان دونوں سے بڑے تپاک سے ملے اور بڑی ہمدردی سے پیش آئے ۔ ان لوگوں کے اصرار پر عامر اور سلمان کو کچھ دیر تک ان کی بستی میں قیام بھی کرنا پڑا ان لوگوں سے گفتگو کے دوران عامر اور سلمان نے ان کو بتایا کہ خانہ جنگیوں سے ان کا کاروبار چوپٹ ہو رہا ہے ۔

قبائلیوں نے عامر اور سلمان کے اس خیال کی پوری تائید کی کہ خانہ جنگیوں نے کاروبار کو چوپٹ کر رکھا ہے لیکن کچھ قبائلیوں نے یہ تسلیم کرنے سے انکار کر دیا کہ کاروبار کے چوپٹ ہو جانے سے تاجروں کو نقصان ہو رہا ہے ان قبائلیوں نے بتایا کہ وہ خود بھی چھوٹی موٹی تجارت کرتے ہیں اور ان کے قبیلہ کے بہت سے لوگ تاجر ہیں انھوں نے خود اپنے تجربات سے بتلائے کہ جہاں کہیں کسی ایسے ماحول میں پہونچ جاتے ہیں جو ایران و روم کی فوجی کشمکش کی آماجگاہ ہو تو یقیناً ان کو اپنے سامان کو اونے پونے فروخت کر دینا پڑتا ہے ان کو اکثر یہ تجربہ بھی ہے کہ ان کا سامان فوجوں نے لوٹ بھی لیا۔ لیکن اسی ماحول میں کبھی کبھی ان کو اپنے سامان کی دوگنی اور چوگنی قیمتیں بھی مل جاتی ہیں اور تمام نقصانات کی تلافی ہو جاتی ہے ۔

عامر اور سلمان نے قبائلیوں کے اس نظریے سے اتفاق رائے کیا ۔

قبائلیوں نے یہ بھی کہا کہ سنا ہے کہ شام کی جنوبی سرحد پر اسلامی لشکر اکٹھا ہو رہا ہے اگر رومی لشکر اور اسلامی لشکر میں جنگ چھڑ جائے گی تو تجارت چمک اٹھے گی۔

عامر نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ وہ کیسے۔ حالات تو جنگ آلود ہی رہیں گے پھر تجارت کو فروغ کیسے پہونچ سکے گا۔

ایک قبائلی نے جواب دیا۔ اس کا تجربہ ایران کی سرحد پر ہو چکا ہے اسلامی لشکر نے جب ایران کی جنوبی سرحدوں پر حملہ کیا اور کئی مقامات پر قبضہ کر لیا تو وہاں ان لشکر والوں نے تاجروں کا مال و اسباب نہیں لوٹا۔ بلکہ ان کی حفاظت کی ایک خاص بات یہ دیکھی گئی ہے کہ ایرانی اور رومی لشکریوں کی طرح اسلامی لشکری تاجروں کے مال کو اپنا نہیں سمجھتے بلکہ ان کو کسی چیز کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس کو قیمت ادا کر کے خریدتے ہیں اور اکثر معمول سے زیادہ قیمتیں ادا کر دیتے ہیں ۔

دوسرا قبائلی۔ ہاں اس میں شک نہیں کہ اسلامی فوجیں ملک گیری اور دولت کے لئے نہیں بلکہ کسی مقصد کے لئے لڑ رہے ہیں۔ اور آج ہم میں سے کچھ لوگ ان کے مقصد کے خواہ کتنے ہی خلاف ہو۔ لیکن ان کی اس خوبی کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ جنگ میں بھی انسانیت کے اصولوں اور انسانیت کے تقاضوں کو اپنے ہاتھوں سے ہرگز نہیں چھوڑتے اور یہی وجہ ہے کہ وہ جہاں بھی فاتحانہ داخل ہوتے ہیں لوگ ان کا استقبال کرتے ہیں۔

پہلا قبائلی۔ اس لئے نہیں کہ وہ ان کے عقیدہ سے متفق ہوتے ہیں بلکہ اس لئے کہ وہ ان کے اصول انسانیت سے متاثر ہوتے ہیں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ انکی آمد سے ایک پرامن و اطمینان بخش ماحول پیدا ہو جاتا ہے۔

عامر و سلمان نے بیک آواز کہا۔ ہاں اس لئے کہ مسلم مجاہدین حق و صداقت اور امن و سلامتی

ہی کے لئے شمشیر بکف ہیں۔ وہ روئے زمین سے ظلم و جور اور فتنہ فساد کا قلع قمع کر کے امن و سکون قائم کرنا چاہتے ہیں۔

ایک قبائیلی نے کہا حقیقت یہ ہے کہ اسلام کے اصول ہمارے قدیم عقائد کے لحاظ سے خواہ کچھ ہوں انسانیت کے تقاضوں کے لحاظ سے آج کی ضرورتوں کو پورا ضرور کرتے ہیں۔ دوسرے قبائیلی نے اس خیال کی تائید کرتے ہوئے کہا پر لطف یہ ہے کہ اگر ہم ان کی اس حقیقت کو تسلیم کر لیں کہ وہ اپنے اصول کے مطابق ہمارے علاقہ میں امن و سکون قائم کریں تو وہ ہمارے عقائد سے کوئی تعرض بھی نہیں کرتے اور ہم کو ہمارے حال پر چھوڑ دیتے ہیں۔

پہلا قبائیلی۔ یہی نہیں بلکہ اکثر یہ بھی سنا گیا ہے کہ وہ اپنے مفتوحہ علاقوں میں غیر مسلموں کی حفاظت بھی اپنے ذمہ لے لیتے ہیں۔

دوسرا قبائیلی۔ اور اس کے باوجود غیر مسلموں کو کسی آزادی اور کسی کمائی حق سے محروم بھی نہیں کرتے۔

عامر۔ یہ صرف سنی سنائی باتیں نہیں بلکہ حقیقت ہے۔ ایک قبائیلی نے تاکید کرتے ہوئے کہا۔ اور یہی وجہ ہے کہ ہم اس سلسلہ میں سچے دل سے رومیوں یا ایرانیوں کا ساتھ نہیں دیتے۔ دوسرا قبائیلی یہ واقعہ ہے کہ ہم کو رومی اور ایرانی دونوں فوجوں سے ناقابل تلافی نقصان پہونچ چکا ہے۔

ایک قبائیلی نے کہا۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ کوئی بھی ایسا مستحکم نظام قائم ہو جائے جس میں رومی اور ایرانی فوجوں کے تاخت و تاراج کا یہ سلسلہ ختم ہو جائے جو ہم کو پنپنے نہیں دیتا۔

عامر اور سلمان جب اس قصبہ سے باہر نکلے تو انھوں نے ایک دوسرے کو بڑے معنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور سلمان نے کہا۔ عامر حقیقت کس قدر اثر رکھتی ہے۔ ان قبائیلیوں کے خیالات دیکھے تم نے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بیشک وہ اسلامی عقیدہ سے پوری طرح واقف نہ ہوتے ہوئے بھی صرف اسلامی مجاہدین کی حقیقت پسندیوں سے کس قدر متاثر ہیں سلمان۔ ہاں میرا خیال ہے کہ ان کے یہ سطحی خیالات بہت جلد دلوں کی گہرائیوں تک پہونچ جائیں گے اور یہ قبائیلی اور اس طرح اس تمام گرد ونواح کے لوگ بہت جلد اسلام کی حقیقت اور اس کی خوبیوں سے واقف ہو کر اسکو اپنائے بغیر نہ رہ سکیں گے۔

عامر نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑتے ہوئے کہا سلمان آؤ اب ہم اپنا رخ اسلامی لشکر کی طرف کر لیں۔ تاکہ ہم صبح تک لشکر میں جا ملیں۔

سلمان۔ بالکل ٹھیک ہے اب ہمیں اس علاقے میں مزید ادھر ادھر جانے کی نہ تو ضرورت ہے اور نہ ہمارا زیادہ آگے جانا مناسب و محفوظ ہوگا کیوں کہ اب ہم شامی مورچہ سے قریب تر پہونچ چکے ہیں۔

عامر۔ یہ درست ہے۔۔۔ اور اس کے علاوہ آج ہم نے اس قصبہ میں لوگوں کے جن رجحانات کا اندازہ کیا ہے وہ ہماری آج کی مہم کے لئے کافی ہے۔ ہمیں یہ اطلاع صبح تک اسلامی لشکر کے سردار تک پہونچا دینا چاہئے

اچانک عامر نے جولیا کے متعلق سوچتے ہوئے کہا۔ سلمان جولیا جس رومی دستہ کے ہمراہ سفر کر رہی ہے وہ دریا کے وادی میں ہوتا ہوتا اب تک یقیناً شہر میں داخل ہو چکا ہوگا۔

سلمان نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔ جہاں تک میرا خیال ہے دریا کی وادی کا راستہ زیادہ آسان ہونے کے ساتھ شام کی سرحدوں کے اندر شہروں اور قصبوں سے قریب تر ہے اور میرا خیال ہے کہ جولیا پورے آرام و آسائش اور پوری حفاظت کے ساتھ شام کے کسی شہر میں پہونچ چکی ہوگی۔

عامر۔ ہاں اور پھر وہاں سے وہ اور زیادہ آسانی کے ساتھ اپنے والدین تک پہونچ جائیگی یہ سب کچھ ہو رہا ہے اور ہو جائے گا لیکن میں جولیا کی نگاہوں میں اور اس کی یادوں میں بے حد ذلیل ہو جاؤں گا کہ میں ایک مدد کی طالب عورت کو مدد بھی نہ دے سکا جب بھی وہ مجھے یاد کریگی کہ ایک مجبور انسان مجھے سہارا دے سکا تھا۔ سلمان جو کچھ بھی ہو۔ انسان کی مقدرت بہرصورت محدود ہے اور انسان اپنی طاقت سے باہر کاموں میں مجبور ہو جاتا ہے تم نے بھی جولیا کی حفاظت کے لئے پوری کوشش کی تم جان پر کھیل گئے اس کے باوجود اگر تم ناکام رہے تو اس لئے کہ تم قضا و قدر کا مقابلہ نہیں کر سکتے"۔

عامر۔ ٹھنڈا سانس لیتے ہوئے خیر۔ مجھے اپنی زندگی میں دو رومی لڑکیوں سے سابقہ پڑا اور میں ان دونوں کو کبھی زندگی بھر نہ بھول سکوں گا۔

سلمان نے تعجب سے سوال کیا وہ دوسری رومی لڑکی کون ہے اس کا تو تم نے آج تک کبھی تذکرہ نہیں کیا۔

عامر نے جواب دیا۔ وہ جولیا کی ایک سہیلی میریا ہے جولیا کی طرح حسین اور حساس۔ اس نے مجھے ایک رات شامی فوجیوں کی قید سے

چھوٹنے میں مدد دی تھی

سلمان۔ میریا نے تم کو جولیا ہی کے کہنے پر قید سے چھڑایا ہوگا ورنہ وہ تم کو کیا جانتی۔

عامر۔ ہاں وہ اور میں اسی رات ایک دوسرے سے واقف ہوئے تھے جولیا خود نہیں آسکتی تھی کیونکہ وہ خود ہی رومی فوجیوں کی نگاہوں میں مشتبہ اور حراست میں تھی۔ اس لئے اس نے اپنی سہیلی میریا کو میرے پاس بھیجا تھا اور میریا نے مجھے وہاں رہائی دلائی۔ اس مختصر وقفہ میں اس نے مجھ سے جو باتیں کی تھیں ان سے میں بہت متاثر ہوا تھا۔ اور میں نے محسوس کیا تھا کہ وہ اعلیٰ ذہن رکھتی ہے اور اس کی دوستی اور اس کی رفاقت جولیا کے لئے کافی سکون واطمینان کا باعث ہوگی۔

سلمان۔ اور میریا بھی جولیا کے ساتھ ہی ان رومی فوجیوں کے ہمراہ سفر کر رہی تھی۔

عامر۔ ہاں میرا خیال ہے کہ وہ پہلے بھی ایکے ساتھ ہی ہوگی۔

سلمان۔ ہوسکتا ہے لیکن ......

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ اب جولیا کی ملاقات سے مایوس ہو کر کبھی کبھی میرے دل میں کبھی یہ تمنا بھی پیدا ہوتی ہے کہ کاش کہیں میریا ہی مل جاتی تو اس سے جولیا کے حالات معلوم ہوتے۔

عوامی تاثر

عامر و سلمان مغرب کی نماز سے کچھ قبل ہی لشکرِ اسلام میں آملے. لشکر کے ہمراہ دونوں نے نمازِ فجر ادا کی اور پھر دوپہر سے کچھ قبل تک لشکر کے ہمراہ ہی سفر کرتے رہے۔ آج لشکر نے ایک ایسے مقام پر پڑاؤ کیا تھا جو نخلستان تو نہ تھا لیکن ریگستانی طوفان اور گرمی کی شدت کا مقابلہ بھی یہاں پر نہ تھا. جب عامر و سلمان اپنا خیمہ نصب کر چکے تو ان کو سپہ سالار حضرت خالد کا پیغام ملا کہ دونوں فوراً ہی ان کے خیمہ میں پہونچ جائیں کیونکہ سپہ سالار ان سے کچھ مشورے کرنا چاہتے ہیں۔ عامر و سلمان کسی توقف کے بغیر سپہ سالار کے خیمہ میں پہونچ گئے جہاں فوجی افسران پہلے سے موجود تھے۔ ان میں سے اکثر فوجی افسروں نے عامر اور سلمان بڑی گرمجوشی سے خیر مقدم کیا اور ایک فوجی افسر نے مسرت کیسا تھ کہا بھائی عامر اور بھائی سلمان مجھے یہ معلوم کر کے بڑی خوشی ہوئی کہ تم دونوں لشکر کے طلایہ دستہ میں بڑی خوش اسلوبی سے اپنے فرائض انجام دے رہے ہو۔ میں عرصے تک اس دستہ کا افسر رہ چکا ہوں۔ مجھے اندازہ ہے کہ یہ کام کس قدر اہم اور کس قدر مشکل ہوتا ہے

ہے ۔ لیکن تم دونوں جس دلچسپی اور جس جانفشانی سے اس اہم اور اس مشکل کام کو آسانی اور خوش اسلوبی سے انجام دے رہے ہو اس پر ہمارے سپہ سالار بھی بہت خوش ہیں اور انھیں نے ہم سے تمہارے مفید کام کے مفید نتائج کا ذکر کیا ۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں خوش ہوں اور ماللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے ہمیں ایک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی اور میں عہد کرتا ہوں کہ پوری سرگرمی اور پوری دیانت داری کے ساتھ اس کام کو انجام دیتا رہوں گا۔

حضرت خالد جو لشکر کے خیموں کا حسب معمول گشت کر رہے تھے واپس آگئے اور خیمہ میں داخل ہوتے ہی انھوں نے دریافت کیا کہ کیا عامر اور سلمان آگئے ۔ اور عامر اور سلمان نے بیک وقت جواب دیا ۔ اے سردار ہم سب یہاں حاضر ہیں اور آپ کا انتظار کر رہے ہیں ۔

حضرت خالد مسکراتے ہوئے سب کے ساتھ بیٹھ گئے اور بولے ہمیں منزل مقصود تک پہونچنے میں اب صرف ایک منزل باقی ہے ۔ اس مقام سے کوچ کرنے کے بعد ہمارا آئندہ پڑاؤ ہماری منزل مقصود پر یعنی حضرت ابو عبیدہ کے لشکر گاہ پر ہوگا ۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ آج ہمارے .. کوچ کرنے سے کچھ پہلے ہی عامر و سلمان روانہ ہو جائیں اور ہمارے لشکر کے پہونچنے سے کم از کم چند گھنٹے قبل ہماری آمد کی اطلاع حضرت ابو عبیدہ کو پہونچا دیں اور پھر ان کی جو ہدایت ہمارے لئے ہو وہ حاصل کر کے ہم میں آملیں ۔

چند فوجی افسر حیرت سے حضرت خالد کی طرف دیکھ کر خاموش ہوگئے اور حضرت خالد نے کچھ اندازہ لگاتے ہوئے اپنے اندازہ کی روشنی میں پھر کہنا شروع کیا۔

سپہ سالار خالد نے کہا مجھے ایسا اندازہ ہو رہا ہے کہ ہمارے بعض افسروں کو ہماری گفتگو سے یہ احساس ہوا ہے کہ شاید ہم تزک و احتشام اور فخر و غرور کے لئے حضرت ابو عبیدہ کو اپنی آمد کی اطلاع پہلے پہونچانا چاہتا ہوں قسم ہے اللہ پاک کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میرا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے۔ میں نے اپنے اور اپنے لشکر کے لئے تزک و احتشام کا ادنیٰ سا خیال بھی کبھی اپنے دل میں نہیں آنے دیا۔ میں غرور اور فخر و مباہات کو اپنے اور اپنے لشکر کے لئے ناجائز سمجھتا ہوں۔ حضرت ابو عبیدہ کو اطلاع پہونچانے کا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ۔۔۔۔۔۔ اپنے ورود کو سلطانی ورود کا انداز دینا چاہتے ہیں اور یہ چاہتے ہیں کہ جب ہم سرحد شام پر مقیم لشکر اسلامی کی ورود گاہ پر پہونچیں تو ہمارا شاندار استقبال کیا جائے۔ دراصل قبل از وقت اطلاع پہونچانے سے میرا مقصد صرف یہ ہے کہ سپہ سالار کو ہماری آمد کی اطلاع ہو جائے اور وہ ہمارے لئے جو طریقہ کار بہتر سمجھتے ہوں اس کی وہ ہم کو ہدایت فرما دیں تاکہ ہم اسی پر عمل کریں۔

کئی فوجی افسروں نے ہم آواز ہو کر کہا۔ اے سردار آپ درست فرما رہے ہیں۔ ہمارے لئے یہی طریقہ کار بہتر اور مناسب

مناسب ہو گا ۔ یقیناً آپ ... کی پہلی گفتگو سے ہمارے دلوں میں
غلط شبہات نے جگہ لے لی تھی جواب آپ کی وضاحت سے دور ہو گئے ہیں
ہمارے دلوں میں آپ کے طرز عمل کے متعلق جو غلط وسوسے پیدا ہو گئے
تھے ان کے لئے اللہ ہم کو معاف کرے ۔

حضرت خالد نے سنجیدگی سے جواب دیا ۔ اللہ بڑا غفور الرحیم ہے ۔ اور
پھر بولے ۔ سرحد شام کے محاذ پر حضرت ابو عبیدہ عرصہ سے برسر پڑاؤ
ڈالے پڑے ہیں اور اس محاذ کے نشیب و فراز اور نکات کو وہی خوب
سمجھ سکتے ہیں وہی جان سکتے ہیں کہ اس محاذ پر ہمارا خاموشی کے
ساتھ اترنا مناسب ہو گا یا غلغلہ تکبیر کے ساتھ ہمارا یہاں پہنچنا
مفید ہو گا ۔

اور پھر عامر اور سلمان کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے حضرت خالد
نے کہا تم سمجھ رہے ہو نہ میرا مطلب ...؟

عامر نے جواب دیا ۔ اے سردار ہم اچھی طرح سمجھ رہے ہیں ۔ یہ بات
صرف حضرت ابو عبیدہ ہی اچھی طرح جان سکتے ہیں کہ یہاں ہمارا ورود
کس انداز میں ہونا چاہیئے اور ہمیں اس مسئلہ میں ان کو اطلاع دینا اور ان کی
ہدایت حاصل کرنا ضروری ہے ۔ خالد نے خوش ہوتے کہا ۔ بالکل یہی میرا مطلب
ہے ۔ اچھا عامر چونکہ یہ ہمارا آخری پڑاؤ ہے اس لئے میں چاہتا ہوں کہ
اس تمام سفر کے دوران طلایہ کے نتیجہ میں اگر تم نے کوئی اندازہ قائم کیا ہو تو اس
سے اسلامی لشکر کو مطلع کر دو ۔

عامر نے الفاظ کو تول تول کر بولنا شروع کیا۔ اُسے سردار طلایہ کے دوران مختلف مواقع اور مختلف مرحلوں پر ہم نے جو کچھ دیکھا اور لوگوں سے جو کچھ سنا اس پر وقتاً فوقتاً میں اور سلمان غور وبحث کرتے رہے اور ہم دونوں اتفاق رائے سے جس نتیجہ پر پہونچے ہیں وہ یہ ہے کہ شام کے جن علاقوں پر ہم کو لشکر کشی کرنی ہے ان علاقوں کے باشندے مطمئن نہیں ہیں۔ وہ رومیوں اور ایرانیوں کی جنگ پے در پے ان کی فتح وشکست سے کچلے جا چکے ہیں۔ عوامی زندگی ان علاقوں میں پامال ہے عوام سخت پریشان وہراساں ہیں اور وہ چاہتے ہیں کہ ان کے علاقوں پر کوئی ایسا مضبوط ومستحکم نظام قائم ہو جائے جو ان کی جان ومال کی حفاظت کر سکے جو ان کو امن وسکون دے سکے تاکہ وہ اپنی تجارت اور اپنے کاروبار کی پامال حالت کی بحالی کر سکیں۔

کئی سرداروں نے خوش ہو کر مرحبا مرحبا کے نعرے بلند کئے۔ اور حضرت خالد نے کہا۔ عامر تم دونوں نے واقعی قابل قدر خدمت انجام دی ہے میں تمھارے تاثر سے لفظ بہ لفظ متفق ہوں اور سمجھتا ہوں کہ اس سے لشکر اسلام کو یقیناً فائدہ پہونچے گا۔ اور اللہ تم کو اس کا اجر عطا فرمائے گا۔ عامر نے خوش ہوتے ہوئے اپنا بیان جاری رکھا اور کہا۔ ہمیں ان علاقے کے لوگوں سے جو بات چیت وقتاً فوقتاً کی اس سے ان کے یہ خیالات ظاہر ہوئے ہیں کہ وہ اسلام کے بنیادی اصولوں سے واقفیت نہیں رکھتے۔ اس لئے جہاں تک ان کے اندازہ کا سوال ہے وہ اسلام کے عقائد سے قطع نظر کرتے ہوئے اسلامی لشکر کے تحت نظم ونسق پر اپنے خیالات کی بنیاد قائم کئے ہوئے ہیں اور وہ صرف اسی بات سے

مطمئن نظر آتے ہیں کہ اگر اسلامی لشکر نے ان علاقوں پر قبضہ کر لیا تو وہ ہمارے اور ایرانی لشکروں کی آئے دن کی لوٹ مار سے نجات پا جائیں گے اور ان کو سکون مل جائے گا جس میں وہ خود کو محفوظ پا کر تعمیر و ترقی کے کاموں میں لگ سکیں گے اور اپنی زندگی کی ان دشواریوں کو جو انتہا پر پہونچ چکی ہیں دور کر کے زندگی کی آسانیاں حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔

حضرت خالد نے عامر کے خیالات کی تائید کرتے ہوئے بولے کہ یہ کوئی خاص تاثر صرف شام سرحدی علاقوں کے عوام کا نہیں ہے۔ بلکہ ایران کے سرحدی علاقوں کے عوام کے تاثرات بھی کچھ ایسے ہی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ ان لوگوں کو اسلام کی خوبیوں سے واقف کر کے ان کو راہ راست پر لگا دے۔ لیکن اس وقت ہم کو ان لوگوں کے تاثرات پر فوجی نقطۂ نگاہ سے غور کرنے کی ضرورت ہے۔

عامر نے کہا۔ اے سردار اگر آپ مجھے اجازت دیں تو میں اس مسئلہ میں اپنے خیالات کا اظہار کر دوں۔

حضرت خالد نے کہا۔ ہاں عامر ہم تمہارے خیالات سننا چاہتے ہیں کہ عوام کے جو تاثرات تم نے محسوس کئے انہیں ہم فوجی نقطۂ نگاہ سے تمہارے خیال میں کیا فائدہ حاصل کر سکتے ہیں۔

عامر نے کہا۔ اے سردار ان حالات میں میرے خیال میں ہمکو فوجی حیثیت میں بہت کافی فائدہ پہونچ سکتا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ کسی بھی مورچہ پر لشکر کشی سے قبل ہم کو اس علاقہ کے ذمہ

دار حاکم کے پاس اپنی سفارت بھیج کر اس بات کی کوشش کرنی چاہئے کہ وہ لوگ ہمارے عزائم - اور ہمارے انداز سے واقف ہو جائیں - اور مجھے امید ہے کہ ہماری سفارتوں کو بہت کامیابی ہو گی -

حضرت خالدؓ ٹھیک ہے ایسی حالت میں صرف سفارت مفید ثابت ہوتی ہے - لیکن ایک مشکل یہ ہے کہ جو تاثرات تم نے معلوم کئے ہیں وہ عوام کے تاثرات ہیں حاکموں کے نہیں ہیں - ہمارا مقابلہ عوام سے نہیں بلکہ حاکموں سے ہے - ان حاکموں سے نہیں جن کی پشت پر عوام ہوں - بلکہ ان حاکموں سے ہمارا مقابلہ ہے جو عوام پر مسلط ہیں - عوام جھگڑا نہیں چاہتے لیکن ان پر جو حاکم مسلط ہیں وہ زبردستوں کو جنگ کے میدان میں بھیج دیتے ہیں - عوام ہمارا خیر مقدم کرنا چاہتے ہیں لیکن ان پر جو حاکم مسلط ہیں ان کے خوف سے ہم کو خوش آمدید کہنے کے لئے عوام کی زبانیں نہیں کھل سکتیں -

عامر کی آنکھیں امید کی روشنی سے چمک اٹھیں اور اس نے کہا - اے سردار ہماری سفارت اور حاکموں سے گفتگو کے دوران کبھی ایسا ہو سکتا ہے کہ وہی حاکم اپنے عوام کے اثرات قبول کرنے پر مجبور ہو جائیں - اور وہی عوام ان کو ہم سے مصالحت کرنے پر مجبور کر دیں -

حضرت خالدؓ - ہاں ایک صورت یہ بھی ہے اور دوسری صورت یہ ہے کہ جب ہم کسی مورچہ کا محاصرہ کر لیں اور اس میں کچھ وقت گذر جائے تو وہی عوام کا پیمانہ صبر و ضبط لبریز ہو جائے گا اور وہ آسانی و آسائش حاصل کرنے کے لئے اور محاصرہ کی اذیتوں کو ختم کرنے کیلئے اپنے سرداروں اور حاکموں سے مخالفت کرنے اور کبھی کبھی بغاوت کرنے پر بھی

آمادہ ہو جائیں گے اور اسکا نتیجہ یہ ہو گا کہ یا تو رومی مورچہ پر موجود حاکموں اور رومی فوجوں میں بد دلی اور مایوسی پیدا ہو جائے گی اور وہ شکست کھا جائیں گے یا عوام کا دباؤ زیادہ سخت ہوا تو ان کے حاکم اور فوجی سردار ہم سے مصالحت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔

عامر:۔ بیشک میں نے ان علاقوں کے باشندوں میں جو تاثرات پائے ان سے ایسے ہی کچھ رد عمل ہو سکتے ہیں۔

حضرت خالد:۔ اور یہ اثرات ہمارے لئے بہت امید افزا ہیں۔ ہم اپنی سفارتوں سے ضرور کام لیں گے اور ہماری سفارتیں رومی عوام کے تاثرات کی طرف رومی حاکموں کو متوجہ کرنے میں ہی زیادہ خدمات انجام دیں گی۔

اچانک حضرت خالد نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا اچھا اب آپ سب حضرات آرام کریں .... اور عامر و سلمان آپ دونوں حضرات...

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ اگر حکم ہو تو ہم دونوں ابھی حضرت ابو عبیدہ کے لشکر گاہ کی طرف روانہ ہو جائیں۔

حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے کہا۔ نہیں قطعی نہیں ہم لوگ تھکے ہوئے یہاں پر پہونچے ہیں تم دونوں یہیں کھانا کھا کر آرام کرو اور لشکر کے کوچ کرنے سے صرف تین گھنٹے قبل روانہ ہو جاؤ ....

.... اچھا خدا حافظ:۔

ایک خط

رومی لشکر نے جس روز مدائن کے قریب اپنے پڑاو سے کوچ کیا تھا اس وقت سے آج تک یہ پہلا واقعہ تھا کہ جولیا رومی فوجی سردار ویلرس کے پاس خود پہونچی۔ سفر کے دوران بھی اور جب سے شام کے اس سرحدی قلعہ میں قیام ہے اب تک ویلرس دن میں کئی کئی بار روزآنہ جولیا کی بارگاہ حسن میں سجدہ عقیدت پیش کرنے کی غرض سے حاضر ہوتا رہتا ہے۔ جولیا کا تغافل اور جولیا کی بے اعتنائی بدستور ہے اور وہ صرف رسمی واخلاق صاحب سلامت کے علاوہ ویلرس کی باتوں پر قطعی کوئی توجہ نہیں دیتی۔ لیکن جولیا کی اس تمام بے توجہی اور بے التفاتی کے باوجود جولیا کے ساتھ ویلرس کی وارفتگی بڑھتی جارہی ہے۔ اور ویلرس کو پورا یقین تھا کہ آج نہیں تو کل۔ کسی نہ کسی دن اس کی محبت جولیا کے دل میں اثر ضرور کرے گی

اور جولیا خود کھنچ کر اس کے پاس پہونچ جائے گی ۔

آج جب جولیا اچانک ویلرس کے خاص کمرہ میں داخل ہوئی تو ویلرس کے خوشی سے ہاتھ پاؤں پھول گئے ۔ وہ بے حد خوش ہوا کہ آخر کار اس کی محبت رنگ لاکر رہی اور جولیا بیتاب ہوکر دوڑتے ہوئے اس کے پاس پہنچ گئی ۔

ویلرس نے مسکراتے ہوئے "صبح بخیر" کہکر جولیا کا پر جوش خیر مقدم کیا اور اس سے بیٹھنے کو کہا ۔ لیکن جولیا نے جیسے ویلرس کی کوئی بھی بات نہ سنی ہو کھڑے کھڑے ہی سوال کیا ۔ میریا کہاں ہے ؟ ویلرس میں میریا کو ڈھونڈتی ڈھونڈتی تھک گئی ۔ لیکن اس کا کہیں پتہ نہیں چل رہا ہے ۔

ویلرس نے جواب دیا ۔ یہ تو تم نے بری خبر سنائی جولیا ۔ لیکن میریا جا کہاں سکتی ہے اور کیوں ۔ خیر ابھی ہم تمام کمروں میں اسکو تلاش کرلیتے ہیں ۔

جولیا نے گھبراہٹ کے ساتھ جواب دیا ۔ تمام کمروں میں تلاش کرانے سے کیا فائدہ ہوگا میں ابھی ابھی تمام کمروں میں تلاش کرتی پھر رہی تھی اور ہر جگہ ناکام ہونے کے بعد تمہارے پاس پہونچی ہوں ۔ اس قلعہ کے جتنے بھی کمرے ہمارے استعمال میں ہیں وہ ان میں سے کسی ایک میں بھی نہیں ہے میں تمام کمرے دیکھ چکی ہوں ۔ میں تو صرف یہ دیکھنے آئی تھی کہ وہ تمہارے کمرے میں تو نہیں ہے ۔

ویلرس ۔ اور وہ تم نے دیکھ لیا کہ وہ میرے کمرے میں بھی نہیں ہے اس لئے اب اطمینان کے ساتھ بیٹھو اور ہم آپس میں باتیں کریں ۔

جولیا نے جل کر جواب دیا ۔ یہ باتیں کرنے کا کون سا موقع ہے ۔ ویلرس

تم دیکھ رہے ہو کہ میں میریا کو تلاش کرنے میں پریشان پھر رہی ہوں اور تم مجھ سے اطمینان سے بیٹھ کر باتیں کرنے کو کہہ رہے ہو۔

ڈیلرس :- یہ تو تم پہلے ہی بتا چکی ہو کہ میریا کسی بھی کمرے میں موجود نہیں پھر اس کو تلاش کرنا وقت ضائع کرنا ہی تو ہے۔

جولیا نے اندر چل کر کہا اور بے کار کی باتیں کرنا وقت ضائع کرنا نہ ہوگا اتنی دیر میں میریا کو اندر بھی ادھر ادھر تلاش کر سکوں گی۔

ڈیلرس - آخر میریا کو تلاش کرنے کی اتنی ضرورت ہی کیا ہے وہ اب اپنے ملک میں سے چلی گئی ہو گی اپنے والدین کے پاس جانے کے لئے ویسے ہی تمہیں دلچسپی ہے تو تھوڑی دیر میں قلعہ دار کو میں اس کے غائب ہو جانے کی اطلاع کرا دونگا۔

جولیا، اس سے کیا ہوگا؟"

ڈیلرس :- اس سے یہ ہوگا کہ اگر وہ قلعے کے کسی حصے میں بھٹک کر پہونچ گئی ہو گی تو اس کو یہاں پہونچا دیا جائے گا قلعہ کے باہر شہر کے مختلف علاقوں میں بھی اس کو تلاش کیا جائیگا۔ ویسے میرا خیال ہے کہ وہ کسی خطرہ میں نہ ہو گی وہ [illegible] علاقہ کی رہنے والی ہے اپنے گھر جلد پہونچنا چاہتی ہوگی اسی لئے چلی گئی ہو گی۔

جولیا نے پوچھا۔ لیکن یہ جانے کا انداز کیا ہے۔

ڈیلرس :- انداز کے متعلق مت پوچھو اس کو میں بھی نہیں سمجھ پاتا تم تو میریا کے جانے کے انداز پر تعجب کر رہی ہو اور میں تمہارے آنے کے انداز پر حیرت

کرتا ہوں اور کبھی کبھی سوچتا ہوں کہ یہ ایک ساتھ رہنے کا کیا انداز ہے کہ تم مجھ سے ملنا جلنا بھی شاید پسند نہیں کرتی ہو لیکن کیا کروں کوئی انداز میری سمجھ ہی میں نہیں آتا۔

جولیا نے الجھ کر جواب دیا۔ ڈیلرس تم نے پھر وہی الجھی الجھی باتیں شروع کر دیں میں میریا کے لاپتہ ہونے کے متعلق بات کر رہی تھی اور تم نے پھر خواہ مخواہ کی باتیں شروع کر دیں۔ ایسی باتیں جن کا سر نہ پیر۔ میں پوچھتی ہوں کہ تمہاری ان باتوں کا جولیا کے لاپتہ ہو جانے سے کیا تعلق ہو سکتا ہے۔

ڈیلرس نے شرمندہ اور خوفزدہ ہوتے ہوئے کہا۔ اچھی جولیا مجھے معاف کر دو۔ دراصل میں تمہیں دیکھ کر سب کچھ بھول جاتا ہوں۔ میری کا سمجھ میں نہیں آتا کہ مجھے کیا باتیں کرنی چاہئیں اور میں کیا باتیں کرنے لگتا ہوں۔ اگر میری باتوں سے تم کو تکلیف پہونچی تو مجھے بڑا افسوس ہے تم مجھے معاف کر دو اور حکم دو کہ میں کیا کروں۔

کچھ نہیں اب کرنا کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ میریا خود کہیں چلی گئی اور اب اس کی تلاش بے کار اور فضول ہوگی۔

اتنا کہتے ہوئے جولیا ڈیلرس کے کمرہ سے باہر نکل گئی۔

جولیا کے جاتے ہی ڈیلرس نے اپنے دستے کے ایک افسر کو بلا کر کہا۔ میں نے تم کو یہ اطلاع دینے کے لئے بلایا ہے میریا کہیں چلی گئی ہے۔

افسر۔ جی ہاں۔ مجھے معلوم ہو چکا ہے ابھی ابھی جولیا کے تمام کمروں میں

یریا کو ڈھونڈتی پھر رہی تھی۔

دیلرس نے جواب دیا۔ ہاں وہ میریا کے لیے بہت پریشان ہے۔ جانتے ہو کیوں؟

افسر۔ ظاہر ہے۔ وہ اس کی سہیلی تھی۔ دونوں ہر وقت ایک ساتھ رہتی تھیں۔

دیلرس۔ ہاں۔ دونوں ایک دوسرے کی رازدار تھیں اور میریا جولیا کو ہر قسم کی مدد دینے پر ہر وقت تیار رہتی تھی۔

افسر۔ اس سے ہمارا کیا نقصان۔ وہ ایک دوسرے کی مدد کریں تو اس کا اثر صرف ان کی ذات خاص پر پڑ سکتا تھا۔

دیلرس۔ نہیں یہ بات نہیں ہے۔ میریا جولیا کی مدد کرنے میں ہمارے نقصان کو بھی نظر انداز کر دیتی تھی۔

افسر۔ وہ کیسے یہ میں سمجھا نہیں۔

دیلرس۔ شاید تمھیں یاد نہیں کہ مدائن کے قریب جب ہمارا دستہ پڑاؤ ڈالے ہوئے تھا اس وقت ایک عرب فوجی عامر ہماری قید میں آیا تھا تمہیں تو لائے تھے اس کو قید کر کے اپنے فوجیوں کے ہمراہ۔

افسر۔ جی ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ ہماری فوجیوں سے مقابلہ میں بہت زیادہ زخمی بھی ہو گیا تھا۔

دیلرس۔ اور تمہیں یہ بھی یاد ہو گا کہ ہم نے اس کو اپنی قید میں رکھا تھا۔

افسر۔ اور یہ بھی یاد ہے کہ وہ اس رات ہماری قید سے فرار ہو گیا تھا۔

ویلرس :۔ ٹھیک میں یہاں یاد دلانا چاہتا ہوں۔ جانتے ہو اس کو قید سے رہا ہونے میں میریا ہی نے مدد کی تھی

افسر :۔ وہ کیوں کیا میریا اس سے کچھ متاثر ہو گئی تھی۔

ویلرس :۔ نہیں بلکہ جولیا اس سے متاثر تھی اور میریا نے صرف جولیا کے اشاروں پر اور جولیا کی خوشنودی کے لئے اس کو فرار کرا دیا تھا۔

افسر :۔ کتنی خطرناک تھی یہ لڑکی لیکن آپ نے پہلے اس کے متعلق یہ باتیں کیوں نہ بتائیں۔

ویلرس :۔ صرف جولیا کے خیال سے اگر تم کو اس کے متعلق یہ باتیں معلوم ہوتیں تو تم سختی اس پر ضرور کرتے اور یہ بات جولیا کو ناگوار گذرتی۔

افسر :۔ چلئے یہ بھی اچھا ہوا کہ وہ خود ہی کہیں بھاگ گئی۔

ویلرس :۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے حسن کم جہاں پاک لیکن اب ہمارے سامنے ایک اور سخت مسئلہ پیدا ہو گیا ہے

افسر نے سوال کیا۔ وہ کیا مسئلہ ہے۔

اور ویلرس نے جواب دیا۔ میریا نے فرار ہو کر جولیا کے سامنے ایک راہ کھول دی ہے۔ یقیناً اب جولیا بھی فرار ہونے کے امکانات پر ضرور غور کرے گی اور ہو سکتا ہے کہ کوشش بھی کرے۔

افسر نے ایک پر کارانہ انداز میں کہا۔ بیشک یہ ایک فطری جذبہ ہے۔ مثل مشہور ہے کہ خربوزہ کو دیکھ کر خربوزہ رنگ پکڑتا ہے۔

ویلرس۔ ایسی حالت میں تم جانتے ہی ہوگے کہ اب ہمیں کیا کرنا چاہئے۔

افسر۔ بیشک جولیا پر کڑی نگاہ رکھی جائے گی میں ابھی اسکا انتظام کردونگا

ویلرس۔ شکریہ آپ کا۔ آپ جانتے ہونگے کہ میریا کے جانے سے مجھے جس قدر اطمینان ہوا ہے اگر جولیا چلی گئی تو مجھے اتنی ہی بےچینی ہو گی۔

افسر۔ آپ اطمینان رکھیئے جولیا آپکی مرضی کے بغیر کہیں نہ جانے پائے گی۔

ویلرس کے کمرہ سے جولیا کے نکلنے کے بعد ویلرس اور فوجی افسر میں ادھر یہ باتیں ہو رہی تھیں اور ادھر جولیا ویلرس کے کمرہ سے نکل کر سیدھی میریا کے کمرہ میں پہونچی۔ رات بھر وہ میریا کی رفاقتوں کو یاد کرتی رہی اور وہ میریا کے کمرے میں پہونچی اور اس کو خالی پایا تو اس کا دل بھر آیا وہ جولیا کے بستر پر بیٹھ گئی اور اس کے سرھانے رکھے ہوئے تکیہ پر منہ رکھ کر پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی۔ اچانک اس کی نگاہ میریا کے تکیہ کے نیچے رکھے ہوئے ایک خط پر پڑی۔

جولیا نے لرزتے ہوئے ہاتھوں سے وہ خط اٹھا لیا۔ اور فوراً اپنے لباس کی تہوں میں چھپا لیا اس کے بعد اپنے آنسو خشک کر کے اپنے کمرہ کی طرف۔۔ چل پڑی۔

جولیا نے اپنے کمرہ میں پہونچ کر میریا کے خط کو پڑھنا شروع کیا۔

پیاری جولیا" میں تم کو چھوڑ کر اپنے گھر نہیں جا رہی ہوں۔ تم برا نہ ماننا۔ میں خود نہیں جانتی کہ میں کہاں جا رہی ہوں۔ لیکن مجھ سے تمہاری حالت راز اب زیادہ عرصے دیکھی نہ جاتی۔ اس لئے میں جا رہی ہوں تمھیں تنہا تمہارے حال پر چھوڑ کر نہیں بلکہ تمہارے حالات کو سازگار بنانے کے عزائم کے ساتھ۔ میں نہیں جانتی کہ میں کہاں کہاں جاؤں گی۔

اور کیا کیا کروں گی لیکن تم میری دوستی اور میرے خلوص پر اعتماد کر کے میری کامیابی کے لئے دعا کرتی رہنا۔

ہاں تمہارے لئے میرا مشورہ یہ ہے کہ تم میرے راستہ پر چلنے کی کوشش نہ کرنا خاص کر اس لئے کہ اگر میں کسی وقت تم سے فوری طور پر ملنا چاہوں گی تو مجھے آسانی ہوگی جہاں تک تمہاری عزت و آبرو کا سوال ہے تم کو ڈیلرس سے ڈرنے کی قطعی ضرورت نہیں ہے۔ میں تمھیں تفصیل بتانا مناسب نہیں سمجھتی صرف میرا اعتبار کرو اور اس بات پر بھروسہ کرو کہ دشمن اگرچہ قوی است نگہبان قوی تر است۔ جو لیا تم سوچتی ہوگی کہ میں یہاں سے دور رہ کر تمہاری کیا مدد کرسکوں گی ساتھ ہی تم یہ بھی سوچنے میں حق بجانب ہوگی کہ یہاں زحمت بھی کیا ہے۔ جبکہ ڈیلرس ایک نہ ایک دن جلد یا بدیر تم کو تمہارے والد کے پاس ضرور پہونچا دے گا۔ لیکن شاید تمھیں یاد ہوگا کہ میں مختلف موقعوں پر تم سے بات چیت کے دوران تم پر یہ حیثیت واضح کر چکی ہوں کہ جس روز تم ڈیلرس کے ذریعہ اپنے والا کے پاس پہونچو گی وہی دن تمہاری قسمت کے فیصلہ کا بھی دن ہوگا۔ کیونکہ ڈیلرس تمہارے والد سے درخواست کرے گا کہ وہ تمہارے ساتھ ڈیلرس کی شادی کر دیں اور تمہارے والد کو اس کی یہ درخواست منظور کرنے میں کوئی لیس وپیش نہ ہوگا بلکہ خوشی ہوگی اور میں اچھی طرح جانتی ہوں کہ تمہاری زندگی میں خوشی صرف عامر لاسکتا ہے اور کوئی دوسرا نہیں لاسکتا ۔ اس لئے میں تمہارے مقصد کے لئے مرا بلانی کوشش کرنا چاہتی ہوں اور وہ صرف یہاں سے نکل کر ہی کر سکتی ہوں۔

تمہاری بہن :۔ میڈریا !

جولیا میریا کے خط کو بار بار پڑھتی اور کچھ سوچتی رہی۔ کبھی اس کے چہرہ پر رنج و غم کے تاثرات گہرے ہو جاتے اور وہ کسی گہری سوچ میں کھو جاتی اور کبھی اس کے ذہن کے تاریک گوشوں سے امید کی کرن ابھرتی اور اس کے ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل جاتی۔

جولیا نے کافی دیر تک میریا کے خط کو بار بار پڑھنے کے بعد بطور احتیاط پرزے پرزے کر کے نذر آتش کر دیا۔ اور پھر بڑے اطمینان اور سکون کے ساتھ لیٹ کر سوچنے لگی:۔



رقیب ۲

میریا کے جانے کے بعد سے جہاں ایک طرف جولیا کو میریا کی جدائی شاق گذر رہی تھی وہیں دوسری طرف قلعہ میں حالات کچھ تیزی سے تبدیل ہو رہے تھے۔ کچھ عرصہ سے اس کے کمرہ میں ویلرس کی آمد و رفت کچھ کم ہو گئی تھی۔ لیکن ساتھ ہی وہ محسوس کر رہی تھی کہ ویلرس کا ماتحت افسر مارٹن اس کے کمرہ کے سامنے دن میں کئی کئی بار گذرتا۔ اور اکثر ایسی جگہوں پر بیٹھا نظر آتا جہاں سے وہ اس کے کمرہ کے دروازہ کو دیکھ رہا ہوتا۔ جولیا کو یہ سمجھنے میں کوئی دقت نہ ہوتی کہ مارٹن اپنے افسر ویلرس کا رقیب بن گیا ہے۔ اور جب یہ سوچتی تو اس کو کسی قدر الجھن ہوتی اور کسی قدر اطمینان بھی ہو جاتا۔ الجھن اس لئے ہوتی کہ وہ پہلے ہی سے ویلرس کے وقت نا وقت کے اظہار محبت سے اکتا چکی تھی اور اب اندیشہ تھا کہ جلد ہی مارٹن بھی اظہار محبت کا کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرنے ہی والا تھا۔ اور اگر ایسا ہوا تو بجائے ایک طرف کے جولیا کو دو طرفہ پریشانی

لاحق ہو جائے گی۔ جہاں وہ اس وقت صرف ڈیرس کے جال میں پھنسنے سے بچنے کے مسئلہ پر غور کرتی رہتی ہے اب اس کو مارٹن کے فریب سے بچنے کا بھی خیال رکھنا ہوگا اور اس کے لئے ذہنی الجھن اور دماغی پریشانیاں بڑھ جائیں گی۔ جولیا یہ بھی سوچتی کہ کسی ایک سے دامن بچانے کے لئے تو دوسری سمت راہ فرار ممکن ہو سکتی ہے لیکن اگر کسی کا دامن پکڑنے کے لئے دونوں طرف لوگ کھڑے ہوں تو وہ غریب پھر کس طرف راہ فرار اختیار کرے۔ وہ اکثر انھیں الجھنوں پر گھنٹوں خاموشی سے غور کرتی رہی اور کبھی کبھی اپنے دل ہی دل میں خود پر نفریں اور ملامت کرتی کہ وہ خواہ مخواہ مارٹن کو کیوں مورد الزام ٹھہرا رہی ہے جب کہ اس نے ابھی تک اس سے اپنی زبان سے کوئی بھی قابل اعتراض یا پریشان کن بات نہ نکالی تھی۔ صرف اس کی یہ حرکت کہ وہ بار بار جولیا کے کمرہ کے سامنے سے گذرتا ہے اس پر کوئی الزام عاید نہیں کرتی اس کا مطلب تو یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خود ڈیرس نے اس کو جولیا پر کڑی نگاہ رکھنے کا کام سپرد کیا ہے اور وہ اس کو انجام دے رہا ہے اگر ایسا ہے تو اس کے متعلق غلط خیالات قائم کرکے ذہن میں اس کو مطعون کرنے میں جولیا خود اس پر زیادتی کرنے کی مرتکب ہو رہی تھی۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ مارٹن جب کبھی ...... جولیا کے کمرہ کے سامنے سے گذرتا تو اس کے چہرہ پر کبھی خشونت اور برہمی آثار نہ ہوتے جس سے جولیا یہ اندازہ کر سکتی کہ وہ اس سے نفرت کرتا ہے۔ مارٹن جب بھی جولیا کے کمرہ کے سامنے سے گذرتا اور کبھی اس کی

اور جولیا کی نگاہیں چار ہوں جاتیں تو مارٹن صرف "صبح بخیر" "شام بخیر" یا "شب بخیر" جیسا بھی وقت ہوتا اس کے لحاظ سے صاحب سلامت کے یہ رسمی الفاظ کہہ کر گذر جاتا۔ وہ جواب سننے کے لئے بھی نہ رکتا پھر یہ سوال کیسے پیدا ہوتا کہ جو لیا سے کچھ کہنا چاہتا ہوگا۔

اس کے علاوہ ایک سب سے بڑی بات یہ بھی تھی کہ مارٹن کی نیت اور مارٹن کا ضمیر صاف نظر آتا تھا اور یہ فیصلہ صرف جولیا کا ضمیر کر رہا تھا۔ وہ جب بھی مارٹن کو دیکھتی اس کی نگاہوں میں اسکو کہیں بھی ہوس اور وہ خود غرضی نظر نہ آتی جو ویلرس کی نگاہوں میں اس کو نظر آتی تھی۔ جولیا نے ہمیشہ مارٹن کی نگاہوں میں دوستی، ہمدردی اور خلوص کا جذبہ دیکھا تھا۔ لیکن پھر بھی حالات مجبور کر رہے تھے کہ وہ مارٹن کو ویلرس کا رقیب سمجھے۔

مارٹن کو ویلرس کا رقیب سمجھنے میں جولیا کے لئے ایک تھوڑا سا اطمینان و سکون کا پہلو یہ تھا کہ اگر دونوں اس کو حاصل کرنے کی کوشش کریں گے۔ تو ایسی حالت میں اگر راہ فرار نہیں تو التوا کا پہلو ضرور نکل آتے گا۔ وہ سوچتی کہ جب وہ اپنے والد کے پاس پہونچے گی اس وقت اگر صرف ویلرس اسکے متعلق خواہش ظاہر کرے گا تو اس کے والد کو ویلرس کی درخواست منظور کر لینے میں واقعی کوئی پس و پیش نہ ہوگا اور نہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ ویلرس میں وہ تمام خوبیاں موجود

تھیں تو جولیا کے لئے اس کے والد کسی شخص میں تلاش کرتے یہ اور بات تھی کہ جولیا عامر کو پسند کرنے کی وجہ سے ویلرس سے متنفر تھی لیکن یہ بات جولیا کے حق میں نہیں بلکہ خود ویلرس کے حق میں جاتی تھی۔ جولیا کا باپ کبھی اس بات کو پسند نہیں کر سکتا تھا کہ اس کی لڑکی ایک عرب مجاہد سے محبت کرے۔ اس لئے عامر سے جولیا کی محبت اس کے والد کی نگاہ میں جولیا سب سے بڑا جرم ہو سکتا تھا اور اس ناقابل معافی جرم کی بنا پر اس کا ویلرس کو ناپسند کرنا کوئی معنی نہ رکھتا تھا۔

جولیا کے لئے ہر حالت میں الجھن کی کوئی نہ کوئی شکل موجود تھی۔ ایک طرف تو اس کی دلی خواہش یہ تھی وہ اس قلعہ سے جلد از جلد باہر نکلے اور کسی تاخیر کے بغیر اپنے والد کے پاس پہونچ جائے لیکن جب وہ اپنے خیال کے نتائج پر غور کرتی کہ جیسے ہی وہ اپنے والد کے پاس پہونچیگی۔ اس کی زندگی کے مستقبل کے معاملہ میں قطعی مجبور کر دیا جائے گا۔ اور وہ اپنی مرضی کے خلاف ویلرس کے حوالہ کر دی جائے گی تو اس کا یہ جذبہ آزادی سرد پڑ جاتا اور وہ سوچنے لگتی کہ وہ اس قلعہ میں ہی جتنے زیادہ دن ممکن ہو رہے ساتھ ہی اس کو مارٹن کے

اندازے یہ امید بھی بندھی تھی کہ اگر ڈیلرس اور مارٹن دونوں نے ایک ساتھ اس کے والد سے اس کی خواہش ظاہر کی تو وہ ان دونوں کے درمیان مسئلہ کو کامیابی کے ساتھ انجھا سکے گی اور اس کے والد کیلئے بھی یہ ایک ایسا مسئلہ بن جائیگا کہ یا تو اس کو ان دونوں کو کسی نہ کسی طرح ٹال دینا پڑے گا۔ یا پھر وہ دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے گا اور اس کے لئے کافی وقت لگے گا اس طرح اگر جولیا ڈیلرس یا مارٹن سے اپنا پیچھا بالکل ہی نہ چھڑا سکی تو کم از کم کچھ عرصہ کے لئے ان سے چھٹکارا ضرور مل جائے گا وہ تھوڑی دیر کے لئے ایسے ہی خیالات سے مطمئن ہوجاتی اور پھر حالات کا ایک سرے سے دوسرے سرے تک جائزہ لینا شروع کر دیتی۔ غرض کہ اس قلعہ میں جولیا کی زندگی ایک ایسے قیدی کی سی ہو گئی تھی جس کو نہ تو قید اچھی معلوم ہوتی تھی اور نہ جس کو رہائی مفید نظر آتی تھی اس کے خیالات اس کے لئے ایک مستقل الجھن بن کر رہ گئے تھے اور وہ تمام تمام دن اور تمام تمام راتیں انھیں الجھنوں میں گذار دیتی۔ لیکن انتہائی کوششوں کے باوجود کسی نتیجہ پر نہ پہونچ پاتی اور ایسے ہی موقعوں پر وہ میریا کو بری طرح یاد کرتی کیونکہ جب کبھی وہ ایسی الجھنوں میں پھنس جایا کرتی تھی تو وہ اور میریا حالات پر تبادلۂ خیال اور بحث و مباحثہ کے بعد کوئی نہ کوئی نتیجہ ضرور اخذ کر لیتی۔

میریا کا خیال کرتے ہی جولیا اور زیادہ مغموم ہو جاتی۔ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میریا نے ہمیشہ جولیا کا ساتھ دیا۔ وہ دونوں بچپن ہی سے ایک دوسرے کی دوست اور ایک دوسرے کی غم و مسرت کی شریک تھیں۔ میریا بھی جولیا کے غموں اور جولیا کی مسرتوں کو اپنا سمجھتی تھی اور یہی گہری ہمدردی اور محبت کا جذبہ ان دونوں کے درمیان تھا کہ وہ اپنے غموں سے زیادہ وہ ایک دوسرے کے غموں کو محسوس کریں میریا نے جولیا کو اس قلعہ میں جب تشویش۔ غم و فکر اور رنج و غم کی حالت میں دیکھا اسی کا تقاضہ تھا کہ وہ اس وسیع اور نہایت خطرناک خود غرضیوں کے جالوں میں چھلانگ لگا گئی صرف اس لئے کہ وہ جولیا کے لئے کوئی ایسی راہ نکال سکے جسمیں رنج و غم نہ ہوں بلکہ آرام و آسائش ہو۔ ہچکیاں نہ ہوں بلکہ سکون ہو۔ اور جس میں گریہ وزاری نہ رہے بلکہ تبسم اور قہقہے ہوں۔ اس میں شک نہیں کہ جس وقت میریا اس قلعہ سے لاپتہ ہوئی اس وقت میریا کے ذہن میں بھی کوئی باقاعدہ اسکیم نہ تھی۔ ورنہ اس نے جولیا کے لئے جو خط چھوڑا تھا وہ اسمیں اس اسکیم کا ذکر ضرور کرتی۔ لیکن وہ خط کسی بھی اسکیم سے خالی تھا اور یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ میریا کے ذہن میں پہلے سے کوئی اسکیم نہ تھی بلکہ وہ حالات اور ماحول میں قضا و قدر کے دھاروں پر بہتے ہوئے اطمینان و سکون کے کسی کنارے پر نکلنے کی امید میں قلعہ سے نکل پڑی تھی۔ جولیا کو میریا کے عزائم پر پورا اعتماد تھا۔ ساتھ وہ ایسے معاملات میں میریا کی ذہانت کی بھی قائل تھی اور میریا کی عارضی جدائی کو وہ یہ سوچ کر گوارہ کر رہی تھی کہ آخر کار میریا کوئی پیغام مسرت لے کر آئے گی لیکن امید وں کی اس

دل خوشکن دنیا میں بھی جولیا کو اس وقت میریا کی عدم موجودگی اور اس کے بغیر تنہائی بے حد شاق اور ناگوار تھی۔ جولیا گھنٹوں پڑی سوچا کرتی لیکن کوئی راہ سمجھ میں نہ آتی۔

آج جولیا کے ذہن میں بار بار یہ خیال گذر رہا تھا کہ کیوں نہ وہ بھی میریا کی طرح سے غائب ہو جائے۔ جولیا نے سوچا کہ اگر وہ قلعہ سے غائب ہو جائے تو اس کا ایک ظاہر اور واضح نتیجہ تو یہ ہوگا کہ نہ رہے گا بانس نہ بجے گی بانسری۔ نہ ویلرس اس کو اپنے ہمراہ لے کر اس کے والد کے پاس پہونچانے جائے گا اور نہ وہ اس پر اپنا حق جتا سکے گا نہ اس کے والد اس بات کے لئے مجبور ہوں گے کہ وہ اس کے مستقبل کو ویلرس سے وابستہ کر دیں۔ لیکن جب دیکھی وہ قلعہ سے فرار ہونے کے متعلق سوچتی تو اس کے ذہن میں میریا کے خط کے وہ الفاظ گونج اٹھتے کہ "جولیا تم بھی میری طرح اس قلعہ سے باہر نکلنے کی کوشش نہ کرنا کیونکہ اگر کسی وقت فوری اور ہنگامی طور پر مجھے تم سے ملنے کی ضرورت پڑی تو تمہاری قلعہ میں موجودگی میرے لئے آسانی فراہم کرے گی۔" جولیا سوچتی کہ میریا نے خود جاتے ہوئے اس کے لئے ایک اچھی رکاوٹ پیدا کر دی ہے۔ وہ اس بات کو اچھی طرح تسلیم کرتی کہ یہ کسی وقت بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ میریا کو اس سے اچانک ملنے کی ضرورت پیش آئے اور یہ بھی صحیح ہے کہ اگر میں قلعہ میں موجود رہی تو میریا کے لئے مجھ سے ملنے میں آسانی ہوگی اور اگر میں قلعہ سے نکل گئی اور اس وسیع دنیا میں میں بھی میریا ہی کی طرح بھٹکنے لگی تو پھر میں اور میریا دونوں کے لئے کسی وقت ایک دوسرے سے ملنا یقینی نہ ہو

سکے گا۔ سوائے اس کے کہ کبھی بلا ارادہ حسنِ اتفاق سے ملاقات ہو جائے اور یہ خیالات جولیا کے پاؤں میں بیڑیاں ڈال دیتے تھے۔

آج تمام دن جولیا ایسے ہی خیالات میں الجھی رہی۔ اور اب آدھی رات گذر گئی تھی لیکن اس کے خیالات نے کوئی دوسرا دھارا اختیار نہیں کیا تھا۔

اچانک کسی فوری خیال کے تحت اس نے دروازے سے باہر دیکھا۔ سامنے مارٹن کے کمرہ کا دروازہ بند تھا۔ وہ یقیناً اپنے کمرہ کے اندر سو رہا ہوگا اور جب مارٹن سو رہا ہوگا تو پھر قلعہ کا ہر شخص خوابِ خرگوش میں ہوگا کیونکہ جولیا مارٹن کو ایسے وقتوں پر ہی اکثر اپنے کمرہ کی طرف ٹکٹکی لگائے دیکھا کرتی۔ جب سب لوگ محوِ خواب ہوتے۔ اسی انداز کے تحت جولیا یہ سوچنے میں قطعی حق بجانب تھی کہ جب مارٹن کی آنکھوں پر نیند کے پردے پڑ چکے ہیں تو پھر اس قلعہ میں اس وقت کوئی بھی متنفس ایسا نہ ہوگا جس کی آنکھیں کھلی ہوئی ہوں اور وہ جاگ رہا ہو۔

کسی فوری خیال کے تحت جولیا اٹھ کھڑی ہوئی اور تیز تیز قدموں سے عقبی کھڑکی تک پہونچ گئی۔ وہ ایک جست کے ساتھ کھڑکی پر بیٹھ کر باہر دیکھنے لگی چاروں طرف گہری تاریکی مسلط تھی۔ صرف قلعہ کے کسی کسی برج میں مشعلوں کے شعلے لہرا رہے تھے لیکن ان کی روشنی برج سے باہر نہ نکل پاتی تھی جولیا نے نیچے جھانک کر دیکھا۔ کھڑکی واقعی زمین سے کافی اونچی تھی اور اس کھڑکی سے باہر کود جانا قطعی محفوظ نہ تھا۔ جولیا زیرِ لب بڑبڑاتی رہی۔ یہی نہ کہ کھڑکی سے گر کر میں چوٹ کھا جاؤنگی لیکن مر تو نہیں جاؤنگی۔ زیادہ

سے زیادہ بھی ہو سکتا ہے کہ چوٹ کی شدت سے بیہوش ہو جاؤں پھر بھی تھوڑی دیر پڑی رہنے کے بعد ہوش آہی جائے گا اور اسوقت میں بالکل آزاد ہوں گی - جولیا نے کسی قدر بلند آواز میں کہا کہ آزادی کی قیمت چوٹ کھا جانا زیادہ نہیں ہے - آزادی بڑی قیمتی چیز ہے اور اس کی قیمت کہیں زیادہ ادا کی جا سکتی ہے -

اور پھر اچانک جولیا آنکھیں بند کر کے قلعہ کی بلند کھڑکی سے چھلانگ لگا گئی جولیا کا اندازہ غلط نکلا نہ وہ زمین پر گری اور نہ اس کو چوٹ آئی بلکہ اس کو کسی نے بڑی مہارت کے ساتھ اپنے گود میں روک لیا تھا - ایک لمحہ کے بعد جولیا کے ہواس درست ہوئے پہلے تو اس کو خیال آیا کہ ہو نہ ہو ویرس اس کی نقل و حرکت پر نگاہ رکھے ہوئے تھا اور اس نے اس کو سنبھال لیا ہے لیکن جب اس نے غور سے دیکھا تو وہ مارٹن کی گود میں تھی اور مارٹن کھڑا مسکرا رہا تھا - جولیا نے اس وقت جبکہ وہ مارٹن کی گود میں تھی - مارٹن کی آنکھوں میں کوئی ہوس یا کوئی شرارت نہیں دیکھی - مارٹن نے اس نازک موقعہ سے کوئی فائدہ اٹھانے کی کوشش بھی نہیں کی - اس نے جولیا کے گرد اپنی آغوش کی گرفت کو سخت نہیں کیا - بلکہ جلد ہی مارٹن نے جولیا کو اپنی گود سے ہٹا کر زمین پر کھڑا کر دیا اور بولا جولیا تم کو اتنا خطرناک کام نہیں کرنا چاہئے تھا -

جولیا نے کوئی جواب نہ دیا - وہ خاموش کھڑی سوچ رہی تھی کہ کیا کرے اور کیا کہے کہ مارٹن نے پھر کہا - جولیا یہاں ہمارا اسطرح کھڑے رہنا خطرناک

ہے میرا خیال ہے کہ تم تو یہاں سے اپنے کمرہ کا راستہ بھی نہ جانتی ہو گی لیکن میں تمام خفیہ راستوں سے واقف ہوں۔ آؤ تم کو تمہارے کمرے تک پہونچا دوں۔ لیکن آئندہ ایسی جرأت ہرگز نہ کرنا۔ میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تم اس قلعہ میں بھی پوری طرح آزاد ہو اور تمہیں یہاں کوئی خطرہ نہیں ہے۔

جولیا حیرت سے مارٹن کا منھ تکتی رہی۔ اور مارٹن نے پھر کہنا شروع کیا۔ اس میں شک نہیں کہ میں اپنے کردار سے تم کو کسی قدر پر اسرار نظر آتا ہوں گا لیکن میں تم کو یقین دلاتا ہوں کہ تم مجھے ہمیشہ اپنا دوست پاؤ گی۔ اور اسی لئے میں کہنا چاہتا ہوں کہ دوستوں کے قریب سے بھاگا نہیں کرتے۔ یہاں میں تمہاری ہر ممکن مدد کر سکتا ہوں لیکن یہاں سے دور رہ کر شاید تم کو دوستوں کی ہر وقت امداد حاصل نہ ہو۔

چند تاریک راستوں سے گذر کر مارٹن جولیا کے ساتھ ہی اس کے کمرہ کے سامنے پہونچ گیا۔ جولیا بھی اس وقت تک پوری طرح اپنے ہوش و حواس قائم کر چکی تھی اور اس نے مارٹن کا شکریہ ادا کیا۔

مارٹن نے بڑے پرخلوص لہجے میں کہا۔ جولیا اس قسم کے شکریہ کے الفاظ کا میں کچھ زیادہ قائل نہیں ہوں میں عملی آدمی ہوں اور عمل چاہتا ہوں کیا تم شکریہ ادا کرنے کے بجائے مجھے یہ یقین دلا سکو گی کہ تم اس قسم کے اقدامات نہ کرو گی۔ جس سے تمہیں ہر قسم کے نقصان کا اندیشہ ہو۔

جولیا نے سر جھکا کر شرماتے ہوئے کہا۔ مارٹن میں بڑی خوش قسمت ہوں مجھے اس تنہائی میں تمہارا جیسا پرخلوص اور بے لوث دوست مل سکا اور

میں یقین دلاتی ہوں اور وعدہ کرتی ہوں کہ آئندہ تمہارا مشورہ حاصل کئے بغیر کوئی اقدام نہ کروں گی۔

مارٹن نے جاتے ہوئے کہا۔ اچھا پھر چلتا ہوں۔ آپ آرام کیجئے اور پوری طرح مطمئن رہئے۔ اگر کوئی مشکل درپیش آئے تو یقیناً مجھ سے فرما دیجئے میں انسانی ہمدردی کے جذبہ سے آپ کی مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔



گردشِ دوراں

عامر اور سلمان دونوں اپنے خیمے میں لیٹے ہوئے تھے۔ لیکن دونوں کو نیند نہ آ رہی تھی دونوں ایک دوسرے سے باتیں کرنا چاہتے تھے لیکن دونوں اس خیال سے خاموش لیٹے ہوئے تھے کہ دوسرے کو نیند نہ آ رہی ہو جو اس کی باتوں سے اچٹ جائے۔ دونوں کافی دیر تک کروٹیں بدلتے رہے۔ آخر کار سلمان نے آہستہ سے دریافت کیا۔ "عامر کیا تم جاگ رہے ہو؟"

عامر نے جواب دیا "ہاں میں جاگ رہا ہوں"

سلمان۔ "تو پھر کچھ باتیں ہی کرو۔ خاموش پڑے رہنے سے کیا فائدہ؟"

عامر نے کہا۔ "ہاں میں بھی کچھ باتیں ہی کرنا چاہتا تھا کیونکہ خاموش پڑے پڑے طبیعت الجھ رہی ہے لیکن میں اب تک اس خیال سے خاموش رہا کہ یا تو تم سو گئے

ہو گئے یا پھر تمہیں نیند آرہی ہو گی اور خواہ مخواہ میری باتوں سے تمہاری نیند اچٹ جائیگی۔
سلمان نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ یہ بھی عجیب اتفاق ہے میں بھی کچھ ایسا ہی سوچ کر خاموش لیٹا ہوا تھا۔ میرا خیال تھا کہ تم کو نیند آرہی ہو گی۔
عامر نے ایک ٹھنڈا سانس لے کر جواب دیا۔ مجھ کو نیند بہت کم آتی ہے سلمان۔ اور اگر آتی بھی ہے تو میں عالم خواب میں کسی دوسری دنیا میں پہنچ جاتا ہوں اور اکثر اس دنیا کی کشمکش میں الجھ کر آنکھ کھل جاتی ہے۔
سلمان نے جواب دیا۔ میں سمجھ گیا۔ تم کو دراصل سوتے جاگتے جولیا ہی کا خیال ستاتا رہتا ہے۔
عامر۔ ہاں سلمان اور اب تو کچھ عرصہ سے میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے جولیا ہمیشہ سے میرے ہی ساتھ تھی۔ اور اس کو رومی زبردستی پکڑ لے گئے ہیں
سلمان۔ لیکن تم اپنے ذہن میں اسقدر غلط خیال کی پرورش کیوں کر رہے ہو۔ جولیا ہمیشہ تو تمہارے ساتھ نہیں رہی۔ جیسا کہ تم نے خود بتایا ہے تمہارا اور اس کا ساتھ صرف ایک دن ایک رات یا اس سے بھی کچھ کم رہا ہے۔ اور طویل زندگی میں اتنا مختصر ساتھ کوئی خاص اہمیت نہیں رکھتا۔
عامر۔ یہی تو میں بھی سوچتا رہتا ہوں کہ وہ کون سا جذبہ ہے جو اتنے مختصر ساتھ کو اتنی زیادہ اہمیت دے رہا ہے۔ اور جس کے تحت میں ایسا محسوس کرتا رہتا ہوں کہ میرا اور جولیا کا ساتھ ہمیشہ سے تھا اور ہمیشہ رہے گا۔ کچھ دنوں کے لئے رومی فوجی اسکو زبردستی مجھ سے چھین لے گئے ہیں لیکن میں بالآخر اس کو رومی فوجیوں سے ضرور چھین لوں گا اور پھر اس کی ایسی حفاظت کروں گا کہ دنیا

کی کوئی بڑی سے بڑی طاقت بھی اسکو پھر مجھ سے کبھی جدا نہ کرے گا۔

سلمان نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ میں نے خود تو کبھی ایسا محسوس نہیں کیا اور نہ مجھے کبھی ایسا موقع ہی مل سکا لیکن جیسا کہ تم بیان کر رہے ہو میں یہ ضرور محسوس کر رہا ہوں کہ دو انسانوں کا ایک لمحہ کا ساتھ بھی کبھی ابدی اہمیت اختیار کر لیتا ہے جیسا کہ تم نے واقعات بیان کئے ہیں۔ تمہارا اور جولیا کا صرف ایک رات اور ایک دن کا ساتھ رہا۔ لیکن اس ایک رات اور ایک دن کے دوران دونوں اتنے زیادہ خطرات سے گذرے اور ان خطرات میں تم نے ایک دوسرے کا اس طرح ساتھ دیا کہ جیسے تم دونوں نے اس ایک رات اور ایک دن کے دوران پوری زندگی گذاری ہے۔

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ ہاں سلمان تم بالکل ٹھیک محسوس کر رہے ہو۔ میں بھی کچھ ایسا ہی محسوس کر رہا تھا جس کو بیان کرنے کے لئے مناسب الفاظ میرے ذہن میں نہیں آرہے تھے۔ تم نے میرے محسوسات کو جن الفاظ میں بیان کیا ہے وہ بالکل صحیح ہیں۔

سلمان۔ ہاں میں اچھی طرح سمجھ رہا ہوں۔ پوری کی پوری زندگی کا ساتھ اگر وہ ہنگاموں اور نازک موقعوں سے خالی ہو اور کسی ایک سطح پر گذر رہی ہے تو کوئی یاد نہیں چھوڑتی اور گذر جاتی ہے لیکن مختصر سا ساتھ بھی اگر نازک واقعات سے لبریز ہو تو وہ ہزاروں یادیں چھوڑ جاتا ہے اور صرف چند لمحات کے ساتھ کے خیال میں انسانی ....

زندگی بسر کر سکتا ہے۔

عامر نے جواب دیا۔ سلمان تم نے جو تشریح کی ہے وہ بالکل صحیح ہے۔ ہم انسان کسی کے ساتھ کو نہ تو کوئی درجہ دیتے ہیں اور نہ کبھی یاد کرتے ہیں ہم اس ساتھ کے دوران ایک دوسروں کے جذبات رجحانات اور ایک دوسروں کے ساتھ برتاؤ اور سلوک سے ہی متاثر رہتے ہیں اور اسی کو یاد کرتے رہتے ہیں کبھی کبھی طویل ساتھ سے بھی ایسے انداز پیدا نہیں ہوتے اور وہ ساتھ اور اس کی یاد وقت کے گذرنے کے ساتھ ہی ختم ہو جاتی ہے۔

لیکن کبھی کبھی مختصر ترین ساتھ میں ایسے انداز اس قدر زیادہ ہوتے ہیں کہ اس ساتھ کی یاد ایک لمحہ کے لئے بھی ذہن سے ماؤف نہیں ہوتی۔

سلمان۔ اور یہ حقیقت ہے کہ تمہارا اور جولیا کا مختصر ساتھ ایسا ہی تھا جو کسی لمحہ بھی بھولا نہیں جا سکتا معلوم نہیں جولیا کس حال میں ہے۔

عامر۔ میرے غور و فکر کا سب سے زیادہ اندوہناک پہلو یہی ہے سلمان۔ جب میں یہ سوچتا ہوں کہ معلوم نہیں جولیا کس حال میں ہو تو میں خود اپنی نگاہوں سے گر جاتا ہوں۔ کبھی کبھی میں اپنے تصورات میں ایسا محسوس کرتا ہوں جیسے کہ اس پار جولیا آگ کے شعلوں میں پڑی چیخ کر مجھ سے مدد طلب کر رہی ہے لیکن میں مجبور ہوں۔............. سچ جانو سلمان جب ایسا سوچتا ہوں تو جی چاہتا ہے کہ چیخ چیخ کر رونے لگوں اور جولیا کی تلاش میں نکل جاؤں اور اس کی جستجو کو اپنی زندگی کا مقصد اولین بنا لوں۔

سلمان نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ عامر اس میں کوئی شک نہیں کہ تمہارے واقعات بہت اندوہناک ہیں اور کوئی نہیں کہہ سکتا کہ جولیا کے واقعات کیسے ہوں اور وہ کس حالت اور کس عالم میں زندگی بسر کر رہی ہو لیکن تمہارے دل میں جو جذبۂ صادق موجود ہے وہ بہت امید افزا ہے کم از کم میں نے تمہارے جذبات کا جو اندازہ لگایا ہے اس کی بنا پر مجھے پورا یقین ہے کہ تم اور جولیا ایک نہ ایک دن ایک دوسرے سے ملو گے اور ضرور ملو گے۔ میں یہ بھی یقین کرتا ہوں کہ تم اور جولیا ایک دوسرے سے اس طرح ملو گے کہ پھر کبھی جدا نہ ہو سکو گے۔

عامر نے خوش ہو کر جواب دیا۔ سلمان تمام مایوسیوں اور نا امیدیوں کے باوجود یہ بات تو میں بھی قطعی طور پر محسوس کرتا ہوں کہ جولیا مجھ کو ضرور ملے گی۔ حالانکہ اس کی کوئی معقول دلیل میرے ذہن میں نہیں ہوتی اور نہ میں یہ سوچ سکتا ہوں کہ وہ مجھ کو کب ملے گی۔

سلمان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کہ اور یہ بھی دیکھا گیا ہے کہ ایسی امیدیں جن کی نہ تو کوئی بنیاد ہوتی ہے اور نہ جن کے حق میں کوئی معقول دلیل ہوتی ہے ہمیشہ صحیح ثابت ہوتی ہیں۔

عامر۔ حیرت ہے یار لیکن معلوم نہیں ایسا کیوں ہوتا ہے۔

سلمان۔ یہ امیدیں ضمیر کی آوازوں کی بنیادوں پر قائم ہوتی ہیں اور انہیں امیدوں کے سہارے انسانی ضمیر اپنے عزائم کی دیواریں کھڑی کرتا ہے اور پھر عزائم ان امیدوں کو پورا کر کے رہتے ہیں۔

عامر۔ ہاں سلمان۔ مجھے بھی کچھ ایسا ہی اندازہ ہوتا ہے کہ میں جولیا سے بہت جلد ملنے والا ہوں اور کبھی تو میں یہاں تک سوچنے لگتا ہوں کہ جولیا سے ملاقات ہو گی تو میں اس سے یہ کہوں گا۔ وہ کہوں گا اور خدا جانے کیا کیا کہوں گا۔

سلمان۔ یہ بھی تمہارے عزائم کی کارفرمائی ہے جو تم کو یہ یقین دلا رہی ہے کہ تمہارے اور جولیا کے ملنے میں اب زیادہ دن باقی نہیں رہ گئے۔ یہ حسن اتفاق ہے کہ اس کے لئے امکانات بھی پیدا ہوتے جا رہے ہیں۔

عامر۔ امکانات کا تو مجھے کبھی اندازہ نہیں تھا۔ سلمان کیا اس کے لئے امکانات ہیں جبھی کچھ واضح ہو رہے ہیں۔ کیا تم مجھ کو کسی قدر تفصیل سے یہ بات نہ بتاؤ گے۔

سلمان نے خوش ہو کر جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ عامر امکانات بہت واضح اور بہت روشن ہیں۔ صرف تھوڑے سے غور و خوض کی ضرورت ہے۔

عامر۔ لیکن میں کچھ نہیں سمجھ پایا۔ مجھے کوئی ایسا امکان نہیں نظر آتا کہ جولیا سے میری ملاقات ہو سکے۔

سلمان ٹھیک ہے کبھی کبھی انسان کو خود اپنے معاملات دوسروں کے مقابلے میں کم سمجھ میں آتے ہیں۔ اور پھر جو لوگ تنہا ہوں پھر تمہاری طرح مختلط ہوتے ہیں وہ اس قسم کے امکانات کو کوئی وقعت ہی نہیں دیتے۔

عامر نے نہ سمجھتے ہوئے کہا۔ سلمان خدا کے لئے کچھ صاف صاف کہو تمہارے

پیچیدہ باتیں اس وقت کچھ میری سمجھ میں نہیں آ رہی ہیں ۔

سلمان نے پر وثوق انداز میں کہا ۔ عامر ۔ واقعہ صرف اتنا ہے کہ جولیا سے تمہاری ملاقات واقعات کے رد و بدل کا نتیجہ ہے حالات کے نشیب و فراز کے دوران اچانک تمہاری ملاقات جولیا سے ہو گئی ۔

عامر ۔ بالکل ٹھیک ہے ۔ واقعات کے نشیب و فراز کے دوران ہی کسی کوشش اور کسی ارادہ کے بغیر اچانک ہی میری اور جولیا کی ملاقات ہوئی اور یہ بھی حقیقت ہے کہ حالات اور واقعات کے نشیب و فراز ہی نے ہم کو ایک دوسرے سے جدا بھی کر دیا ۔

سلمان ۔ بالکل ٹھیک اب تم خود ہی صحیح راستہ پر پہونچ رہے ہو سنو جس طرح حالات کی تبدیلی نے تم کو ایک دوسرے سے واقف کیا اور جس طرح حالات میں رد و بدل نے تم کو ایک دوسرے سے جدا کیا اسی طرح حالات میں مزید تبدیلیاں تم کو ایک دوسرے سے پھر ملا سکیں گی ۔ اور عامر نے خوش ہو کر کہا ۔ شاباش سلمان ۔ تم واقعی بہت دوربین اور اچھے فلسفی ہو ۔ تم نے کچھ اس انداز میں مجھے واقعات کے نشیب و فراز سمجھانے کی کوشش کی ہے کہ تمہاری دلیلیں میرے دل میں بیٹھ گئیں ۔ لیکن ایک بات میں تم سے دریافت کرنا چاہتا ہوں ۔ اور وہ یہ کہ حالات میں ہونے والی وہ کونسی تبدیلیاں تمہارے ذہن میں ہیں جن کی بنیاد پر تم یہ یقین کر رہے ہو کہ وہ تبدیلیاں آئندہ مجھ کو اور جولیا کو ایک دوسرے سے ملا سکیں گی ۔ "

سلمان نے جواب دیا۔ مجھے حیرت ہے کہ تم یہ سوال کر رہے ہو تم دیکھ نہیں رہے کہ ہمارا لشکر اب حضرت ابو عبیدہ ؓ کے لشکر سے صرف ایک پڑاؤ کی دوری پر ہے کل ہم شام کی سرحد پر موجود اسلامی لشکر سے جا ملیں گے اور پھر اس کے بعد ہمارا ہر اقدام واقعات میں تبدیلیاں پیدا کرے گا۔ ہماری کروٹ حالات کے اوراق الٹے گی اور واقعات اور حالات کے اسی الٹ پھیر میں کسی بھی مرحلہ پر تم جو لیا سے بالکل اچانک اسی طرح مل سکو گے۔ جس طرح پہلی بار ملے تھے۔

عامر نے خوش ہو کر کہا یقیناً سلمان کل ہمارا لشکر شام کی سرحد پر مقیم اسلامی لشکر سے جا ملے گا۔ اس کے بعد جہاد شروع ہونے میں زیادہ عرصہ نہ لگے گا اور جہاد شروع ہوتے ہی حالات ہر روز بلکہ ہر لمحہ تیزی کے ساتھ تبدیل ہوں گے۔ حالات کی ان تبدیلیوں سے امکانات ابھریں گے اور انھیں میں سے کوئی امکان ایسا بھی ہو سکے گا کہ وہ مجھ کو جو لیا سے قریب تر پہنچا دے۔

سلمان۔ دراصل انسانی حالات و واقعات کے دھارے ہی پر بہ رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حالات و واقعات کا ایک دور قائم کر دیا ہے اور اسی دور میں ہم چکر کاٹ رہے ہیں۔ ہمارے گرد سورج چاند ستارے ہوا سبھی چکر میں ہیں اور اسی کا نام گردش زمانہ ہے۔

عامر۔ ہاں گردش دوراں ہی ہے جو ہم کو کبھی اپنے مقاصد سے دور بہت دور پہنچا دیتی ہے اور کبھی اسی گردش دوری کی لہریں

ہم کو ایسے ساحل پہ لاکر ڈال دیتی ہیں جو ہماری منزل مقصود ہوتی ہے۔

سلمان۔ اور ہماری کوشش کی انتہا یہ ہے کہ ہم اس گردش دوران کو اپنے حق میں پھیر سکیں اور جس وقت یہ گردش دوران ہمارے مقاصد کے حق میں ہو اس وقت ہم اس کے حالات کو ان کے صحیح انداز میں سمجھ سکیں اور اس سے پورا فائدہ اٹھا سکیں۔

عامر۔ سچ ہے۔ دراصل مایوسیوں کی تخلیق تو حالات میں جمود اور تعطل سے ہوتا ہے اور جب تبدیلیاں رونما ہوتی ہیں تو امیدوں کی کرنیں بھی پھوٹ سکتی ہیں۔ سلمان اور جمود اور تعطل کو دور کرنے کی کوششوں ہی کا نام حسن عمل ہے۔

حصہ دوم

قول فیصل

"ا۔ل۔م۔ رومی قریب ترین زمین میں مغلوب ہو گئے ہیں اور اپنی اس مغلوبیت کے ساتھ وہ چند سال کے اندر پھر غالب آ جائیں گے اللہ ہی کا اختیار ہے پہلے بھی اور بعد میں بھی اور اس دن مسلمان اللہ کی بخشی ہوئی فتح پر خوشیاں منائیں گے۔ اور اللہ نصرت عطا فرماتا ہے جسے چاہتا ہے۔ وہ غالب اور رحیم ہے۔ یہ وعدہ اللہ نے کیا ہے اور اللہ کبھی اپنے وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔"

(الروم)

ایک قیادت

شام کی سرحد پر مقیم اسلامی لشکر سے حضرت خالد کا لشکر جا ملا۔ اور پہلے روز حضرت خالد کا زیادہ وقت حضرت ابو عبیدہ، حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ وغیرہ سے گفت وشنید میں صرف ہوا۔ حضرت خالد نے ان حضرات سے شام کی سرحدی علاقوں کے حالات رومی مورچہ کی کیفیت اور آئندہ کارروائی کے پروگرام کے متعلق خاص طور پر تبادلہ خیال کیا۔

حضرت خالد کو سب سے زیادہ قابل توجہ بات نظر آئی کہ محاذ شام پر جو اسلامی لشکر موجود تھا اس کے الگ الگ دستوں کے علیحدہ علیحدہ کمانڈر تھے۔ ہر کمانڈر کا علیحدہ پرچم۔ اور اس کی علیحدہ قیادت تھی۔ اور ہر کمانڈر کے تحت لشکر کا جو حصہ تھا وہ اس کی کمانڈ میں کام کر رہا تھا۔ حضرت خالد کو یہ دیکھ کر بڑا افسوس ہوا کہ ایسی حالت میں جبکہ مقابلہ پر کئی گنا تعداد میں رومی فوج موجود تھی۔ اسلامی لشکر پہلے ہی سے کئی

حصوں پر منقسم تھا۔ لشکر کی یہ تقسیم اور لشکر میں مختلف قیادت کی موجودگی لشکر کی یکجائی طاقت کے لئے بے حد مضر تھی اس کے علاوہ یہ صورت حال فوجی نقطہ نگاہ سے کسی طرح بھی مفید نہ تھی۔ چنانچہ حضرت خالد نے اس حالت کو جلد از جلد ختم کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ لیکن وہ یہ نہیں چاہتے تھے کہ وہ اس کے لئے کوئی ایسا طریقہ کار اختیار کریں جو لشکر کے کسی حصہ کے لئے یا لشکر کے کسی حصہ کے سردار کے لئے ناگواری کا باعث بنے اور لشکر میں خواہ مخواہ انتشار و بددلی پیدا ہو۔

شام کی سرحد پر مقیم اسلامی لشکر کے سرداروں اور افسروں سے کافی دیر تک باتیں کرنے کے بعد حضرت خالد کو اس حصہ میں جانا پڑا جہاں ان کا لشکر مقیم تھا اور انکو یہ دیکھ کر سخت صدمہ پہنچا کہ سرحدوں پر مقیم لشکر کے مختلف حصوں کی طرح ان کا لشکر بھی بالکل الگ تھلگ خیمہ زن تھا۔ اور ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ لشکر کا یہ تمام حصہ ایک دوسرے سے کوئی خاص تعلق ہی نہیں بلکہ ایک دوسرے کی امداد کے لئے وقتی طور پر یکجا ہو گئے ہیں ان خیالات نے حضرت خالد کو اس قدر پریشان کیا کہ انہوں نے دوپہر کو اپنے خیمہ میں پہنچکر آرام کرنے کا قصد تبدیل کر دیا۔ وہ سخت الجھن میں تھے وہ لشکر کے اس انتشار کو جلد از جلد ختم کرا دینا چاہتے تھے لیکن کوئی ایسی صورت نظر نہیں آئی کہ وہ لشکر کے سرداروں کو متاثر کئے بغیر ایسا کر سکیں۔ چنانچہ وہ اسی پریشانی کے عالم میں اپنے خیمہ میں جانے کے بجائے عامر کے خیمے میں چلے گئے۔

عامر اور سلمان اپنے خیمہ میں بیٹھے ہوئے آرام کر رہے تھے کہ اچانک سردار لشکر کی آمد سے اٹھ کھڑے ہوئے۔ اور دونوں ایک ساتھ بولے ،، آئیے اے سردار اور حکم دیجئے کہ ہم کیا خدمت بجا لائیں۔

حضرت خالد خیمے میں بچھی ہوئی چٹائی پہ بیٹھ گئے اور اپنے ساتھ ہی عامر اور سلمان کو بھی ہاتھ پکڑ کر بٹھا لیا۔ عامر اور سلمان نے حیرت سے دیکھا کہ تفکر و تشویش کی وجہ سے حضرت خالد کی پیشانی پہ پسینے کے ہلکے ہلکے قطرے جگمگا رہے تھے۔

اور عامر نے بھرا چانک سوال کیا.. اے سردار کس چیز نے پریشان کیا ہے آپ کو فرمائیے کہ ہم اس کا مقابلہ کریں۔

سلمان نے کہا۔ یہ تو ہمیں یقین ہے اے سردار کہ دشمن کی فوج کی تعداد کی کثرت نے آپ کو پریشان نہیں کیا۔ آپ کی جرأت سے ہم کو ایسا شبہ ہرگز نہیں ہو سکتا۔ یقیناً کوئی اور ہی بات ہے جس نے آپ کو پریشان کیا ہے کیا آپ ہم کو اس بات سے آگاہ نہ کریں گے۔

اور حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ یقیناً میں تم کو وہی بات بتانے آیا ہوں۔ اور مجھے امید ہے کہ تم اپنے مشوروں سے ہماری مدد کر سکو گے

عامر۔ یقیناً اے سردار۔ مسلمانوں کی مشکلات کا بہترین حل ان کے باہمی مشوروں ہی میں مضمر ہے اور ہم پوری دیانتداری سے آپ کو مشورہ دیں گے۔ حضرت خالد نے کہا کیا تم نہیں دیکھ رہے کہ یہاں اسلامی لشکر کئی حصوں پہ منقسم ہے اور لشکر کے ہر حصہ کی ایک علیحدہ قیادت ہے۔

عامر۔ اے سردار ہم اس بات کو اچھی طرح محسوس کر رہے ہیں۔

اس محاذ پہ ہم کو کثیر التعداد . . . دشمن کا مقابلہ کرنا ہے اور ان کے مقابلہ پہ ہم اپنی طاقت کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہے ہیں۔

حضرت خالد نے سوال کیا۔ پھر کیا یہ حالت ہمارے لئے قابل تشویش نہیں ہے اور اگر اس بات پر میں پریشان ہوں تو کیا میری پریشانی حق بجانب نہیں ہے۔

عامر۔ یقیناً ہم سب اس بات پر پریشان ہیں لیکن میرا مشورہ یہ ہے اس معاملہ میں صرف پریشان ہونے سے کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس کے لئے ہمیں فوراً ہی کچھ کرنا چاہیئے۔ سلمان نے کہا اے سردار آپ کو اس انتشار کو ختم کرنے کے لئے فوراً ہی عمل کرنا چاہیئے۔

خالد نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہی میں نے سوچا تھا اور میں اس پر عمل کر بھی گزرتا ہوتا لیکن مجھے اپنی راہ میں ایک سخت مشکل نظر آئی اور مجھے خاموش ہو جانا پڑا۔

عامر۔ وہ کیا مشکل ہے اے سردار۔

خالد نے جواب دیا۔ وہ مشکل یہ ہے کہ میں اس پورے لشکر کا سردار نہیں ہوں لشکر کے مختلف حصوں کے علیحدہ علیحدہ سردار یہاں موجود ہیں اگر میں پورے لشکر کے لئے کوئی حکم نافذ کرتا تو یہ بات یقینی تھی کہ دوسرے سرداروں کو میری یہ بات ناگوار گزرتی خاص کر ایسی حالت میں جبکہ مجھ سے کہیں زیادہ اہلیت رکھنے والے اور بہت زیادہ بزرگ و برگزیدہ اور محترم ہستیاں یہاں موجود ہیں جن کا میں خود بھی تہ دل سے احترام کرتا ہوں۔ مثال کے طور پر حضرت ابو عبیدہ بن الجراح حضرت عمرو بن العاص اور حضرت شرجیل بن حسنہ وغیرہ۔ خالد نے مزید کہا۔ میرا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ میں خود اپنے لئے لشکر کی سرداری چاہتا ہوں میں ان بزرگ حضرات سے کسی

ایک کی بھی سرداروں کو بڑی خوشی اور بڑے فخر کے ساتھ قبول کرنے پر تیار ہوں۔ لیکن میں یہ ضرور چاہتا ہوں کہ جب اسلامی لشکر رومیوں کے مقابلہ پر آئے تو اسکی قیادت ایک اور صرف ایک ہو۔ اسلام کی یکجہتی اور ملت کی اخوت کا بھی یہی تقاضہ ہے۔ اور پھر فوجی نقطہ نگاہ سے بھی یہ ایک ایسی بات ہے جس پر پوری توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ محاذ پر جس قدر بھی فوج دشمن کے مقابلہ پر ہو اس کو صرف ایک قیادت کے تحت ہونا چاہیئے بلکہ میں تو اپنے تجربہ کی بنا پر یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ ایک قیادت کے تحت جس قدر فوجی طاقت ہوتی ہے، وہی اصل طاقت ہوتی ہے مختلف قیادتوں کے تحت فوجی طاقت علیحدہ علیحدہ جو منفرد ارکھتی ہیں ان میں کوئی اضافہ نہیں ہوتا اور ان میں انتشار ہی کی شکلیں پیدا ہوتی رہتی ہیں۔ عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اے سردار آپ کے یہ تاثرات تو بالکل ٹھیک ہیں۔ جس پر مزید بحث کی ضرورت نہیں لیکن اس کے لئے طریقہ کار کیا اختیار کیا جائے یہ مسئلہ زیر غور آنا چاہیئے۔

اچانک حضرت خالد کا چہرہ کسی خیال سے چمک اٹھا اور انہوں نے خوش ہو کر کہا کہ ملت اسلامی کی یکجہتی کے لئے کچھ کہنے پر مجھے قطعی ہچکچاہٹ نہ رہے گی۔ اور چونکہ مختلف دستوں کے سردار علیحدہ علیحدہ ہیں اس لئے اس مسئلہ کو سرداروں سے نہیں بلکہ پورے لشکر سے طے کرنے کی ضرورت ہے۔ پورے لشکر کی جو رائے ہوگی اس پر عمل کیا جائے گا۔ لیکن میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں لشکر اسلام کو مختلف حصوں پر منقسم

ہرگز نہ رہنے دوں گا خواہ اس کے لیے مجھے کوئی ایسا ہی راستہ کیوں نہ اختیار کرنا پڑے جو کچھ لوگوں کو ناگوار ہو ۔

سلمان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا یقیناً ہمیں اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کرنے میں کسی شخص کی ناراضگی یا ناگواری کا کبھی خیال نہ کرنا چاہئے

خالد نے کہا اللہ تم کو جزائے خیر دے سلمان تم نے ایسے مدلل انداز میں میرے خیال کی تائید کی ہے جس سے میرے خیال کو تقویت اور میرے عزائم اور میرے ارادوں کو استحکام و استقلال پہنچا ہے ۔ اچھا اب میں جاتا ہوں اور انشاءاللہ پہلے ہی موقع پر میں اس بات کی پوری کوشش کروں گا کہ ملت کے اس افتراق اور لشکر کے اس انتشار کو خیر و خوبی کے ساتھ نیست و نابود کر سکوں ۔ ،،

سفارت و صلح

حضرت خالد نے عامر اور سلمان کو، اپنے خیمہ میں بلا کر کہا کہ لشکر کے کوچ کے دوران تم لوگوں نے طلایہ کی سرگرمیوں کے تحت جو اندازے اگر دونواح کے باشندوں کے خیالات کے متعلق کئے ہیں اب ان کی آزمائش کا وقت آگیا ہے۔ اگر واقعی ان علاقوں کے باشندے جنگ و جدال اور ایرانی اور رومی لشکروں کے ظلم و جور سے تنگ اور عاجز ہو چکے ہیں اور وہ اسلامی لشکر کی فتوحات کے نتیجہ میں امن امان کے متلاشی ہیں تو یقیناً مصالحت کے لئے ہماری کوششیں بار آور اور کامیاب ضرور ہوں گی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں چند دیگر حضرات کے ہمراہ ایک سفارت کی حیثیت میں ارک کے حاکم سے ملاقات کرو۔

عامر اور سلمان نے ایک زبان ہو کر کہا۔ ہم ابھی جانے کے لئے تیار ہیں اے مرد! خالد نے خوش ہو کر کہا۔ میں بھی چاہتا ہوں۔ اس کام میں عجلت ہی ہونی چاہئے۔ تم ابھی روانہ ہو جاؤ۔ اور جلد سے جلد واپس آنے کی کوشش کرو۔

عامر اور سلمان اپنے گھوڑے دوڑاتے ہوئے چند گھنٹوں کے اندر ارک کے مضافات میں پہنچ گئے۔ ارک کے قلعہ پر رومی فوجی پہرہ دے رہے تھے اور رومیوں نے دو عرب سواروں کو قلعہ کی طرف تیزی سے بڑھتے ہوئے دیکھ کر اپنے چند سواروں کو دریافت حال کے لئے قلعہ کے باہر بھیجا۔

عامر اور سلمان سے رومی سواروں کا فاصلہ کم ہوتا گیا اور اسی لحاظ سے ان کے گھوڑوں کی رفتار بھی کم ہوتی گئی۔ یہاں تک کہ رومی سواروں کے قریب پہنچکر عامر اور سلمان اپنے گھوڑوں سے اتر پڑے۔ رومی سوار بھی پیدل ہو گئے اور ان کے سردار نے مسکراتے ہوئے عامر اور سلمان سے کہا۔

سردار۔ میرا خیال ہے کہ ہم اس وقت اپنے دو دوستوں کا خیر مقدم کرنے کے لئے قلعہ سے باہر آ گئے ہیں۔

عامر۔ یقیناً آپ کا خیال صحیح ہے، ہم آپ کے دوست ہیں۔ ہم بنی نوع انسان کے دوست ہیں۔ ہم آپ کے لئے تمام رومیوں کے لئے اور بنی نوع انسان کے لئے دوستی اور امن کا پیغام لے کر آئے ہیں۔ اور ہمیں توقع ہے کہ ہمارے پیغام کو دوستی کے جذبہ سے سنا جائے گا۔

سردار۔ ہمیں آپ لوگوں کا استقبال کر کے بڑی مسرت ہوئی آئیے ہمارے ساتھ اور ہمارے حاکم سے گفتگو کیجئے۔ شاید ہمارے لئے گفت و شنید کے نتیجہ میں فلاح کی کوئی راہ نکل آئے۔

ایک لمحہ توقف کرنے کے بعد سردار نے مسکراتے ہوئے کہا ہمارا خیال ہے کہ ہم اپنے گھوڑوں پر سوار ہو لیں۔ تو کوئی مضائقہ نہ ہو گا۔ البتہ ہمارا سفر آسانی سے کٹ جائے گا۔

عامر اور سلمان نے اپنے گھوڑوں پر بیٹھتے ہوئے کہا ہمیں یہ دیکھ کر بڑی مسرت ہو رہی ہے کہ آپ کی رائیں بہت۔ کاش حاکم ارک بھی امن و صلح کے متعلق ایسے نظریات کے حامل ہوں تو ہم کشت و خون کی راہ اختیار کرنے سے

پہنچنے میں کامیابی حاصل کر سکیں ۔

رومی سواروں کے ہمراہ عامر اور سلمان قلعہ کی طرف روانہ ہو گئے اور رومی سواروں کے سردار نے جواب دیا ۔ ہمارے خیالات حاکم ارک کے خیالات ہی کا پرتو ہیں ۔

اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ حاکم ارک سے ضرور گفتگو کریں ۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ لوگ اس کا راستہ اختیار کرنے پر متفق ہوں گے ۔ اور ہماری شہری زندگیاں اس مشکل الجھن سے نجات پا جائیں گی ۔ جو عرصہ سے ایرانی اور رومی فوجوں نے ہم پر مسلط کر رکھی ہیں ۔

عامر و سلمان ۔ زربفت و حریر کے پردوں کو ہٹاتے ہوئے ایک ایسے کمرہ میں پہنچ گئے جس کے درو دیوار منقش تھے ۔ اور جو ایرانی قالینوں سے سجا ہوا تھا ۔ اور جس کے اندر سے خوشبو کی لپٹیں باہر نکل رہی تھیں ۔ کمرہ کے ایک سرے پر وسط قطار میں ایک بیش قیمت قالین پر حاکم ارک بیٹھا ہوا تھا ۔ اور اس کے دونوں طرف اس کے امرا اور ارکان سلطنت متمکن تھے ۔ حاکم ارک نے اور اس کے ساتھ تمام سرداران اراکین نے کھڑے ہو کر عامر و سلمان کا خیر مقدم کیا اور حاکم ارک نے دونوں کے ہاتھ پکڑ کر اپنے قریب ہی بٹھا لیا ۔

عامر نے کسی تمہید کے بغیر کہنا شروع کیا ۔ اے حاکم ہم آپ کی خدمت ۔۔۔ .. ..

میں اسلامی لشکر کے سردار کا یہ پیغام لیکر حاضر ہوئے ہیں کہ اللہ کا بتلایا ہوا راستہ امن وسکون کا راستہ ہے۔ آپ اس راستہ کو اختیار کریں اور خلق خدا کو کشت و خون سے بچانے میں ہمارا ساتھ دیں۔ ہم آپ کو سب سے پہلے اسلام قبول کرنے کی دعوت دیتے ہیں اور بتانا چاہتے ہیں کہ اللہ واحد لا شریک ہے جس نے ہماری ہدایت کے لئے ہر دور میں پیغمبر بھیجے۔ اور ہمیں بھٹکنے سے بچایا۔ اسی نے موسیٰ اور عیسیٰ کو بھیجا اور اسی نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا اور ان پر نبوت کا اختتام کر دیا۔ اے حاکم ہم گواہی دیتے ہیں کہ نہیں ہے کوئی معبود سوائے اللہ کے اور محمد اسکے بندے اور رسول ہیں ۔۔۔ اے حاکم اگر تم اس راہ کو اختیار کر وگے تو اسلام تم کو دنیا اور آخرت میں خوبیاں عطا فرمائے گا اور اگر تم کسی وجہ سے نہیں چاہتے تو بھی امن وسلامتی کے لئے ہمارے سامنے راہ موجود ہے۔ ہم تم سے صلح کر سکتے ہیں جس سے خلوق خدا کشت وخون سے بچ سکے گی اور پھر اس کے بعد ہم تمہاری حفاظت اور تمہاری سلامتی کی پوری پوری ذمہ داری لیں گے۔

حاکم ارک نے مداخلت کرتے ہوئے کہا کہ بچھے ایسا لگا سال سے انگلی کی دستہ داریاں سنبھالے ہوئے ہوں۔ اس دوران مجھے ایرانیوں سے گفتگو کا موقع ملا۔ رومیوں سے بھی میں نے فتح وشکست اور صلح کے بہت سے مرحلے دیکھے۔ میرا مشاہدہ ہے کہ کامیاب اور ناکام فریقوں کے درمیان جو مصالحت ہوتی ہے وہ در اصل ناکام فریق کی جانب سے خط غلامی کی حیثیت رکھتی ہے میں اپنی زندگی میں آج تک کسی صلح کی شرطوں میں اتنی زیادہ انسانی مساوات نہیں دیکھی جیسی کہ تم نے پیش کی ہے۔ ان شرطوں کے بعد تو حاکم ومحکوم کے تعین کا اندازہ

بھی بہ مشکل ہی ہو سکتا ہے۔

عامر قطع کلام کرتے ہوئے۔ اسلام حاکم و محکوم کے نظریہ کا حامی نہیں ہے وہ انسانی مساوات کا علمبردار ہے۔ ہم لوگوں کو اپنا محکوم بنانا نہیں چاہتے بلکہ ہم ان کی حفاظت کی ذمہ داری لیتے ہیں۔ اور یہی ہماری طرف سے صلح کی شرط ہوتی ہے حاکم ارک نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ اگر صلح کی ان شرطوں سے کوئی انکار کرے تو میں یہی سمجھوں گا۔ کہ وہ بربریت اور خون آشامی کا جذبہ رکھتا ہے۔

حاکم ارک اچانک اپنے ساتھیوں سے مخاطب ہوا اور کہا کیوں آپ لوگوں کا کیا خیال ہے اور سب نے ہم آواز ہو کر کہا اے حاکم ہم جنگ و جدال سے تنگ آ چکے ہیں۔ پھر ہمیں وہ تحفظ قبول کرنے میں تامل کیوں ہونا چاہئے جس سے ہم پر غلامی بھی عاید نہ ہوتی ہو اور ہم پوری طرح آزاد رہتے ہوں۔ عامر نے کہا نہ صرف یہ کہ آپ لوگ پوری طرح آزاد رہیں گے۔ شہری حقوق میں ہمارے اور آپ کے درمیان کوئی امتیاز نہ ہوگا۔ اور ہم سے کوئی شخص تمھاری کسی شخص پر کوئی زیادتی نہ کر سکے گا۔ اگر ہم میں سے کوئی شخص کوئی جرم کرے گا یا تمھارے کسی شخص پر زیادتی کرے گا تو اس کو ہرگز معاف نہ کیا جائے گا اور اس کو بھی وہی سزا ملے گی جو انصاف کی رو سے ملنا چاہئے

حاکم ارک کے تمام امرا اور ارکان نے پیغام صلح کا خیر مقدم کیا لیکن صرف ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا اے حاکم میں آپ کو بر وقت آگاہ کر دینا چاہتا ہوں کہ آپ ان لوگوں کے فریب میں نہ آئیں۔

یہ جو کچھ کہتے ہیں وہ ہمارے خوش کرنے اور ہمارے قلعہ پر قبضہ کرنے کیلئے

کہہ رہے ہیں لیکن یہ اس پر عمل ہرگز نہ کر سکیں گے۔
یہ شخص عامر کو کچھ جانا پہچانا سا معلوم ہو رہا تھا لیکن ذہن پر انتہائی زور دینے کے باوجود عامر یہ یاد نہ کر سکا کہ وہ کون ہے اور عامر نے اس کو کہاں دیکھا ہے لیکن اس کی اس پر فریب باتوں پر عامر کو سخت غصہ آیا اور عامر نے انتہائی بے رحمی سے کہا۔ لا حول ولا قوۃ۔ یہ شخص ابلیس کی ترجمانی کر رہا ہے اے حاکم ہم اپنے قول و فعل میں ہمیشہ یکساں رہے ہیں۔
اور یہ بات یقیناً آپ کے علم میں بھی آچکی ہو گی کہ ہم لوگ منافقت کے دشمن ہیں اور ہمارا ظاہر و باطن ایک ہے۔ حاکم ارک نے معترض رومی کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ ویلرس امن و صلح کا پیغام لانے والوں پر ہم کو خواہ مخواہ شک و شبہ نہ کرنا چاہیئے خاص کر ایسی حالت میں جب کہ پیغام لانے والوں کے متعلق ہمارے سامنے بدعہدی اور فریب کاری کا ایک بھی واقعہ موجود نہ ہو۔
جیسے حاکم ارک نے اس رومی کو نام لیکر خطاب کیا عامر کو فوراً یاد آگیا کہ ویلرس اسی رومی دستہ کے سپہ سالار کا نام ہے اور یہ واقعی وہی رومی فوجی سردار ہے جس کے فوجیوں سے ملاقات کرنے کے قریب عامر کا مقابلہ ہو چکا تھا اور جس کا فوجی دستہ عامر سے جو لیا کو زبردستی چھین لے گیا تھا۔ عامر اتنا ہی سوچ پایا تھا کہ ویلرس نے حاکم ارک سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ اے حاکم خود یہ شخص جو صلح کا پیغام لے کر آیا ہے ایک رومی لڑکی کو زبردستی پکڑے جانے کا مرتکب

ہو چکا ہے ۔ کیا آپ اس سے پوچھیں گے کہ جس انسانی مساوات کا یہ وعدہ کر رہا ہے وہ وہی انسانی مساوات ہے جس کے تحت یہ رومی لڑکی کو پکڑے گیا تھا۔

حاکم ارک نے عامر کی طرف متفکرانہ نگاہ ڈالی اور عامر نے ویلریس سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے ویلریس اب میں تجھے پہچان گیا ہوں تو اس رومی لشکر کا سردار ہے جس سے ملدائن کے قریب میں تن تنہا مقابلہ کر چکا ہوں اور جولیا کو زبردستی پکڑ کر لے جانے کا الزام تو میں تم پر عاید کر رہا ہوں ۔ میں نے اس کو قبائیلیوں کی قید سے چھڑایا تھا اور میں اس کی حفاظت کرنا اور اس کو اس کے والدین یا کسی ذمہ دار تک پہونچانا چاہتا تھا کہ تمھارے دستے نے اس کو زبردستی چھین لیا میری اور تمھاری گفتگو کی صداقت کی تائید خود جولیا کر سکتی ہے میں حاکم سے درخواست کرتا ہوں کہ وہ جولیا سے ان باتوں کی تصدیق کریں ۔

حاکم ارک نے قصہ مختصر کرتے ہوئے کہا فیصلہ مجھے کرنا ہے ۔ ویلریس صرف میرے مہمان کی حیثیت رکھتے ہیں ان کے مشورہ کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن یہ ضروری نہیں کہ میں ان کے مشورہ کو قبول بھی کر لوں میں محسوس کرتا ہوں کہ میرے کاندھوں پر پورے ارک کے باشندوں کی ذمہ داریاں ہیں اور میں ان ذمہ داریوں کو خود پورا کروں گا۔ مجھے عربوں پر پورا اعتماد ہے چاہے وہ کچھ اور ہوتے ہوں یا نہ ہوتے ہوں لیکن وہ صادق القول ضرور ہوتے ہیں ۔ اور چونکہ صلح کا پیغام ہم کو عربوں کی طرف سے ملا ہے اس لیے

میں اس کار خیر میں غیر ضروری تاخیر بھی نہیں چاہتا۔ حاکم ارک نے عامر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا میں ابھی چند مشیروں کے ساتھ آپکے ہمراہ چلتا ہوں ۔ میں آپ کے سپہ سالار سے بات کروں گا اور وہیں صلح نامہ کی تکمیل بھی کر لوں گا مجھے پورا یقین ہے کہ عرب مجاہدین خواہ مخواہ کشت و خون نہیں چاہتے ورنہ وہ ہمارے پاس اپنی سفارت نہ بھیجتے۔ اور پھر حاکم ارک نے اپنے امراء کی طرف مخاطب ہوکر کہا۔ کیوں میں غلط تو نہیں کر رہا ہوں۔

اور کئی امراء نے ایک ساتھ جواب دیا۔ نہیں آپ بالکل صحیح کہہ رہے ہیں ۔ اور پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد ایک امیر نے کہا۔ اے حاکم آپ نے در اصل وہ باتیں کہی ہیں جو ہمارے دلوں میں تھی ایرانی اور رومی فوجوں نے یکے بعد دیگرے یورش کر کے ہمارے شہروں کو تاخت و تاراج کر دیا ہے ۔ ہماری تجارتیں تباہ ہو گئی ہیں اور ہمارے کاروبار چوپٹ ہو گئے ہیں اور اب ہم مزید پامالی برداشت کرنے کے لئے ہرگز تیار نہ ہوں ۔

حاکم ارک نے اپنے دائیں جانب بیٹھے ہوئے امراء سے کہا۔ اچھا تو پھر اٹھ کھڑے ہو ہم اسی وقت ان دونوں عرب سفیروں کے ساتھ ان کے سپہ سالار سے ملنے جائیں گے ۔

کو مدائن کے قریب رومی فوجی دستہ سے مقابلہ میں عامر ہلاک ہو گیا تھا اور رومی دستہ کے فوجی عامر کو قتل کر کے اس کے قبضہ سے جولیا کو لائے تھے۔ یہ سوچکر وہ آبدیدہ ہو جاتی ۔ اور پھر اس کی امیدوں کے محل اس کے آنسوؤں میں ڈوبتے اور ڈگمگاتے نظر آتے کیونکہ اس کی تمام تر امیدوں کا انحصار عامر کی زندگی پر ہی ہو سکتا تھا اور وہ موہوم تھی جس کو جولیا کی امیدیں مشکوک بنائے ہوئے تھیں ۔ وہ اپنی بکھری ہوئی امیدوں کو پھر سمیٹتی اور سوچتی کہ عامر یقیناً زندہ ہے رومی فوجی اپنے دانست میں ان کو مردہ سمجھ کر چھوڑ آئے تھے لیکن وہ مرا نہیں تھا بلکہ صرف زخمی تھا اس خیال کی کوئی وجہ نہ تھی لیکن خیالات اپنی بنیادوں کے لئے وجہ کب تلاش کرتے ہیں ۔

جولیا جب ان باتوں سے اکتا جاتی تو طبیعت بہلانے کے لئے قلعہ کے حجرے کے میں آکھڑی ہوتی ۔ ان حجروں سے قلعہ کے سامنے کی جانب کا منظر نظر آتا تھا ۔ اور یہ حجرے اس قدر بلندی پر تھے ۔ افق فلک کے حجرے معلوم ہوتے تھے ۔ یہاں سے قلعہ کے سامنے کا وسیع میدان نظر آتا ۔ اس وقت بھی جولیا اکتا کر اسی حجرے کے میں آبیٹھی تھی اور میدان کی طرف دیکھ رہی تھی کہ اچانک اس کو حاکم ارک اور چند امراء کے درمیان جو گھوڑوں پر سوار ہے تھے دو عرب سوار بھی نظر آئے اور ان میں سے جیسے ہی ایک نے پیچھے مڑ کر حاکم ارک سے ہنستے ہوئے کوئی بات کہی تو اس کا چہرہ پوری طرح جولیا کے سامنے آگیا اور

ایک طمانچہ

حاکم ارک ویلیبیرس کی باتوں کو حقارت سے نظرانداز کرتے ہوئے اور اس کی طرف سے قطعی بے التفاتی اور بے توجہی برتتے ہوئے اپنے چند ہم خیال امرا کے ہمراہ عامر اور سلمان کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ بقیہ امرا اور ارکان سلطنت اطمینان کا سانس لیتے ہیں۔ لیکن ویلیرس جھلا کر اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور پیر پٹختا ہوا کمرہ سے باہر نکل جاتا ہے"

جولیا کو اور کوئی کام نہ تھا سوائے اس کے وہ دن بھر اپنے خیالات کے ادھیڑ بن میں الجھی رہتی وہ اپنی گتھیوں کو جس قدر سلجھانے کی کوشش کرتی وہ اور زیادہ الجھتی جاتیں۔ انسانی فطرت کے تقاضے کے مطابق وہ امیدوں کے محل کھڑے کرتی لیکن اس کے امیدوں کے محل اس وقت متزلزل ہونے لگتے جب وہ یہ سوچتی کہ عامر زندہ بھی ہے یا مر چکا ہے کچھ بھی! اب تک ویلرس کے ذریعہ اس کو جو کچھ بھی معلوم ہوا تھا وہ یہی تھا

اس نے اچھی طرح پہچان لیا کہ وہ عامر تھا ۔

بے ساختہ جولیا کا جی چاہا کہ وہ چلا چلا کر عامر کو پکارے لیکن وہ حاکم ارک کے ساتھ قلعہ کے وسیع میدان میں اتنے زیادہ فاصلہ پر تھا کہ جولیا کی آواز اس تک ہرگز نہیں پہونچ سکتی تھی اسی خیال سے جولیا خاموش رہی ۔

عامر اور حاکم ارک گھوڑوں پر تیز رفتاری کے ساتھ جارہے تھے کہ جولیا ایک بار اور جب کہ وہ حاکم ارک کی طرف مخاطب ہوا تھا عامر کے چہرہ کی جھلک دیکھ سکی اور اس کے بعد وہ تمام سوار نگاہوں سے اوجھل ہو گئے ۔

جولیا نڈھال ہو کر قلعہ کے برج سے اپنے بستر پر پہونچی اور تکیہ میں منہ چھپا کر رونے لگی ۔ اس کی آنکھوں سے کبھی مسرت کے آنسو پھوٹ نکلتے اور کبھی غم کے جب وہ یہ سوچتی کہ عامر زندہ ہے تو اس کی خوشی کی کوئی انتہا نہ رہتی اور جب وہ اس بات پر افسوس کرتی کہ وہ عامر کو اپنی نگاہوں کے سامنے گذرتا دیکھتی رہی اور اس کو آواز دے کر مخاطب تک نہ کر سکی تو غم سے اس کا دل بیٹھنے لگتا ۔ وہ سسکیاں لے کر عامر کا نام لے لے کر رو رہی تھی کہ اچانک کسی کے پیر پٹختے ہوئے کمرہ میں داخل ہونے کی آواز محسوس ہوئی ۔ جولیا نے پلٹ کر دیکھا ویلرس بپھرا ہوا انتہائی غضب ناک اس کے قریب کھڑا ہوا تھا ۔

جولیا ویلرس کی صورت کو بڑی حیرت سے تکتی رہی اور ویلرس نے

انتہائی غضب ناک ہو کر کہا۔ جولیا یہ کیا رونا دھونا لگا رکھا ہے۔ ہر وقت وہی عامر۔ عامر۔ کہہ دیا کہ عامر مر چکا ہے آخر کب تک اس کو روتی رہو گی۔ جولیا نے بھی بپھر کر کہا۔ تم جھوٹے ہو۔ عامر مرا نہیں وہ زندہ ہے۔ ابھی ابھی میں نے خود اس کو حاکم ارک کے ساتھ قلعہ کے سامنے والے میدان میں گھوڑے پر سوار گذرتے دیکھا ہے۔

ویلرس نے غصہ میں منہ سے جھاگ نکالتے ہوئے کہا کہہ دیا کہ وہ مر چکا ہے۔ اگر زندہ بھی ہے تو کم از کم تمہارے لئے مر چکا ہے۔ تم اس کو زندہ نہیں بلکہ مردہ ہی سمجھو ۔ اور سنو جولیا۔ فوراً چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ ہمارا دستہ آج ہی یہاں سے روانہ ہو رہا ہے اور اب ہم یہاں دوبارہ اسی وقت داخل ہوں گے جب ہماری فوجیں حاکم ارک کی فوجوں کو شکست دیں گی اور پھر اس وقت ہم حاکم ارک کے مہمان کی حیثیت میں نہیں بلکہ فاتح ارک کی حیثیت میں داخل ہوں گے ۔ اور حاکم ارک نے آج سلطنت روم سے جو غداری کی ہے اور میری جو توہین کی ہے اس وقت میں اس سے اس کا بدلہ لے کر خوش ہوں گا اور اس کو ذلیل رسوا کروں گا۔ اچھا چلنے کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ جولیا نے غضب ناک ہو کر کہا۔ جاؤ تم جہاں جانا چاہتے ہو میں یہاں سے نہ جاؤں گی ۔ تم حاکم ارک کو کیا ذلیل رسوا کرو گے تم خود ذلیل و رسوا ہو ۔

ویلرس نے ایک بھرپور طمانچہ جولیا کے رخسار پر جا دیا ۔ اور پاؤں پٹختا ہوا کمرہ سے باہر چلا گیا ۔ در اصل اس کا پیمانۂ صبر لبریز ہو گیا تھا۔

اول تو وہ عامر سے گفت وشنید میں زک اٹھا چکا تھا۔ دوسرے حاکم ارک نے عامر کے مقابلہ میں اس کو ذلیل کر دیا تھا۔ اور اب جولیا نے بھی اس کے زخم پر نمک پاشی کی جس سے وہ بے حد برہم ہوا اور جاتے جاتے کہہ گیا میں ابھی انتظام کرتا ہوں تمہارے جانے کا۔ ہمیں ابھی ابھی روانہ ہونا ہے حاکم ارک کی واپسی سے قبل ہی ۔

جولیا کے کرہ سے ویلرس کے جانے کے صرف چند لمحوں کے بعد نصف درجن رومی فوجی رسیاں لئے ہوئے اس کے کرہ میں داخل ہوئے اور انھوں نے جولیا کے ہاتھ پیر باندھ کر اس کو رسیوں میں اچھی طرح جکڑ دیا اور پھر ان میں سے ایک نے جولیا کو اس طرح اٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا جیسے کہ وہ انسان نہیں بلکہ کوئی سامان ہے قلعہ کے باہر رومی فوجی دستہ گھوڑوں پر سوار تیار کھڑا تھا۔ دستہ کے ہمراہ چند کوتل گھوڑے اور کچھ اونٹ بھی تھے قریب ہی ویلرس بھی بپھرا ہوا کھڑا تھا۔ رومی فوجی جولیا کو اپنے کاندھے پر رکھے ہوئے تھا اس نے ویلرس کے اشارہ پر اس کو ایک بیٹھے ہوئے اونٹ کے پشت پر بندھے ہوئے محمل میں ڈالدیا اور وہ ہاتھ پاؤں بندھی اور رسیوں میں جکڑی ہوئی اس محمل میں پڑی رہی۔ اونٹ اٹھا اور آگے چلنے لگا۔ رومی دستہ نے قلعہ سے کوچ کر دیا ۔

صلح ارک

حضرت ابوعبیدہ بن الجراح۔ حضرت خالد بن ولید، حضرت عمرو بن العا اور حضرت شرحبیل بن حسنہ سے حاکم ارک کی گفت و شنید کے نتیجہ میں صلح کی تکمیل ہوگئی۔ مصالحت کی شرطیں طے پائی گئیں۔ اور حاکم ارک اپنے امیروں کے ہمراہ قلعہ میں واپس آگیا۔ قلعہ کے پھاٹک کھول دیئے گئے اور اسلامی فوجیں ہلاتی ہوئی قلعہ ارک میں داخل ہوگئیں لیکن اس شان کے ساتھ کہ انسانی خون کا ایک قطرہ بھی زمین پر نہ گرا۔

اسلامی لشکر کے فوجی ارک کے بازاروں میں پھرتے رہے لیکن اس طرح کہ وہ ارک کے جس باشندے سے ملے دوستانہ تبسم کے ساتھ ملے۔ ان کے تیوروں میں ایرانی اور رومی فوجیوں کا تُرشی۔ ان کی نگاہوں میں درشتگی اور ان کی گفتگو میں کرختگی مفقود تھی اور ارک کے جو دکاندار یا باشندہ کسی مسلم مجاہد سے

باتیں کرتے تو کہے بغیر نہ رہتے کہ ہم نے آج تک ایسے حلیم اور انسانیت نواز فوجی نہیں دیکھے۔ اسلامی مجاہد اگر کسی دکاندار سے کوئی سودا سا سامان لیتے تو اس کی قیمت معمول سے کچھ زیادہ ہی ادا کر دیتے کیوں کہ یہ ان کے سپہ سالار کا حکم تھا کہ وہ ارک میں کسی کی چیز کو ہاتھ نہ لگائیں وہ لوگوں کے ستانے کے لئے نہیں بلکہ ان کو مطمئن کرنے کے لئے اور لوگوں کی چیزوں کو لوٹنے کے لئے نہیں بلکہ ان کی حفاظت کرنے کے لئے ارک میں داخل ہوئے ہیں۔

شہر میں مسرت کا جوش تھا اور وہ اس لئے کہ ان کے شہر کے گرد ایک طوفان اٹھ رہا تھا جو ٹل گیا تھا۔ بادل امنڈ رہے تھے جو برسے بغیر چھٹ گئے تھے خطرات ابھر رہے تھے جو کوئی نقصان پہونچائے بغیر ختم ہو گئے تھے اس لئے شہر کے لوگوں کے دل پوری طرح مطمئن تھے اور لوگ بیحد خوش تھے۔ امراء رؤسا جوق درجوق قلعہ میں داخل ہوتے حاکم ارک کو ان کی ذہانت، سیاستدانی اور دور اندیشی پر مبارک باد دیتے اور خوش خوش واپس چلے جاتے۔ جو امراء اور رؤسا حاکم ارک سے ملنے آتے وہ ان کی دل کھول کر خاطر کرتے اور ان کو بتاتے کہ ہمارے نظم ونسق میں کوئی تبدیلی نہیں پیدا ہوئی ہے سوائے اس کے کہ ہم کو عرب مجاہدین کی پشت پناہی حاصل ہوگئی ہے وہ ہماری حفاظت کے ذمہ دار ہو گئے ہیں۔ اور اب ہم ان کے ذمی" ہیں اس کے علاوہ وہ ہمارے کسی معاملہ میں مداخلت نہ کریں گے اور ہم ہر چیز اپنے ہی طریقہ پر کر سکیں گے۔ امراء اور رؤسا نے حاکم کو بتایا کہ بر خلاف اس کے کہ جب ایرانی اور رومی کسی شہر میں داخل

ہوتے ہیں تو وہاں تباہی مچ جاتی ہے اور آگ اور خون کا کھیل شروع ہو جاتا ہے
ہیں یہ دیکھ کر حیرت ۔ مسرت اور اطمینان ہو رہا ہے کہ ارک میں اسلامی مجاہدین کے
داخل ہونے سے شہر کی رونق بڑھ گئی ہے ہر طرف چہل پہل ہے۔ اسلامی لشکر کے فوجی
کسی طرح فوجی نہیں معلوم ہوتے ہیں وہ ہمارے معزز مہمان نظر آتے ہیں۔
وہ ہم سے ہنسکر اور مسکرا کر بولتے ہیں ان میں ایرانی اور رومی فوجیوں کی طرح
فرعونیت غرور اور گھمنڈ نام کو نہیں ہے۔

اسی اثناء میں عامر اور سلمان بھی حاکم ارک کے پاس پہونچے اور
حاکم ارک نے ان امراء اور رؤساسے جو اس سے ملنے اور اس کو مبارک باد
دینے آئے تھے عامر اور سلمان کا تعارف کرایا حاکم ارک نے ارک کے رؤسا
اور امراء کو بتایا کہ یہی دونوں حضرات ہیں جو ابتداء میں اسلامی لشکر کی سفارت
کے ساتھ مجھ سے قلعہ میں ملے تھے اور اس مبارک صلح میں ان دونوں حضرات کا بڑا
ہاتھ ہے اتنا سنکر ارک کے امراء اور رؤسانے عامر اور سلمان کو بڑے عزت و
احترام سے دیکھا اور ان کے جذبۂ انسانیت اور ان کی امن دوستی کی تعریف کی

دوران گفتگو میں عامر اور سلمان کوئی ایسا پہلو ڈھونڈ رہے تھے کہ وہ
حاکم ارک سے جولیا کے متعلق کچھ دریافت کر سکیں ۔ ان کی خوددداری براہ راست
جولیا کے متعلق کوئی سوال کرنے میں مانع تھی اور وہ چاہتے تھے کہ بات ہی بات
میں کوئی بات ایسی نکل آئے جس میں جولیا کے متعلق کچھ معلوم ہو سکے تو پھر
وہ حاکم ارک سے جولیا سے ملنے کی بھی درخواست کر سکیں گے دراصل
عامر اور سلمان اس موضوع پر خود گفتگو شروع کرنا نہیں چاہتے تھے لیکن

اس کے باوجود عامر نے کئی بار ایسی کوشش کی کہ موضوع سے قریب ہونے کے لئے وہ پہلے ویلرس کے متعلق گفتگو چھیڑے اس کے ذہن میں یہ خیال بھی آیا کہ ویلرس کے اس انداز گفتگو کے متعلق جو اس نے عامر اور حاکم ارک کے ساتھ اختیار کیا تھا گفتگو شروع کر دے لیکن معلوم نہیں کیوں وہ ایسا نہ کر سکا۔ ہر مرتبہ جب الغوز ویلرس کا ذکر کرنا چاہا اس کے ذہن پر ایک نامعلوم حجاب مسلط ہو گیا اس کے ہونٹ ہلے اور پھر وہ خاموش ہی رہ گیا۔

حاکم ارک نے گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ عامر اب کہ ہمارے درمیان نہ صرف بے تکلفی ہو گئی ہے بلکہ یگانگت کا رشتہ بھی قائم ہو گیا ہے ہمیں ایک دوسرے سے کوئی بات کہنے میں تامل نہ کرنا چاہیئے۔

عامر نے سمجھا کہ حاکم ارک قیافہ سے یہ سمجھ گیا ہے کہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں لیکن خاموش ہو جاتا ہوں۔ اور اسی وجہ سے اس نے یہ بات کہی ہے لیکن دوسرے ہی لمحہ اس کو معلوم ہوا کہ وہ غلط فہمی میں ہے اور حاکم ارک کے کہنے کا مقصد کچھ اور ہی ہے۔ جب حاکم ارک نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا میں تو تمہیں ویلرس کی طرف متوجہ کرنا چاہتا ہوں عامر جو تم سے اور مجھ سے خواہ مخواہ بحث کر رہا تھا۔

حاکم ارک کی زبان ویلرس کا ذکر سن کر عامر کو پھر امید بندھی اور اس نے سوچا اب اس سلسلہ میں وہ ویلرس اور اس کے ساتھ جولیا کے متعلق گفتگو کر سکے گا اور اب اس موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دے گا۔ چنانچہ

عامر نے موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے کہا۔ جب میرا لشکر حیرہ میں مقیم تھا اس وقت میں نے اتفاقاً جولیا کو قبائیلی لٹیروں کی قید میں دیکھا تھا۔ ان لٹیروں کی تعداد کافی تھی۔ لیکن جولیا نے جب مجھ سے یہ درخواست کی کہ میں اس کو قبائیلیوں کی قید سے رہائی دلاؤں تو میں اسکی اس درخواست کو رد نہ کر سکا۔ ساتھ ہی قبائیلیوں نے میرے قتل کا منصوبہ بھی تیار کر لیا تھا اور اس منصوبہ کی اطلاع مجھے جولیا نے دیکر میری جان بچائی۔ اس کے بعد عامر نے قبائیلیوں کی قید سے فرار۔ قبائیلیوں سے مقابلہ۔ راستہ کی مشکلات اور پھر ویلرس کے رومی دستہ سے مقابلہ کا واقعہ سنایا۔

حاکم ارک نے کہا کہ ویلرس رومی فوج میں اپنی بے راہ روی اور غرور و تمرد کے لئے مشہور ہے۔ میں ہمیشہ اس سے متنفر رہا ہوں۔ لیکن سلطنت روم کی منتظمہ سے مجبوری کی وجہ سے مجھے اس کو اپنے قلعہ میں پناہ دینی ہی پڑی تھی۔ میرا ارادہ تھا کہ صلح کے بعد میں اس کو اور اس کے ساتھیوں کو اسلامی لشکر کے حوالہ کر دوں گا لیکن یہ اچھا ہوا کہ جب میں اسلامی لشکر کے سرداروں سے باتیں کر رہا تھا ویلرس اسی اثنا میں اپنے ساتھیوں سمیت فرار ہو گیا۔

حاکم ارک کی زبان سے یہ سنکر عامر کے ہاتھوں کے طوطے اڑ گئے اور وہ تمام احتیاط اور خودداری کے باوجود بے ساختہ سوال کر بیٹھا کیا ویلرس جولیا کو بھی اپنے ساتھ لے گیا۔

حاکم ارک نے جواب دیا کہ اس سلسلہ میں مجھے صرف اسی بات کا

افسوس ہے کہ ویلرس اپنے ساتھ جولیا کو بھی لے گیا۔

سلمان نے برجستہ سوال کر دیا۔ کیا جولیا خود اس کے ساتھ جانے پر آمادہ ہو گئی تھی۔ اور حاکم ارک نے جواب دیا کہ نہیں جولیا اس کے ساتھ جانے کے لئے قطعی تیار نہ تھی اور وہ جولیا کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اور اس کو رسیوں میں جکڑ کر زبردستی اونٹ پر محمل میں ڈال کر لے گیا ہے۔

عامر اتنا سنکر بے خودی کے عالم میں اٹھ کھڑا ہوا جیسے وہ جولیا کو ویلرس سے چھڑانے کے لئے ابھی ابھی رومی دستہ کے تعاقب میں روانہ ہو گا۔ سلمان نے عامر کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھا لیا اور کہا عامر جلد بازی سے کام نہ لو۔

عامر نے بیتابی سے کہا۔ نہیں سلمان یہ جلد بازی نہیں ہے میں اب زیادہ صبر نہیں کر سکتا۔ ویلرس ابھی زیادہ دور نہ پہونچا ہو گا میں اس کا تعاقب کروں گا۔ اور جولیا کو اس کی قید سے ضرور چھڑا دوں گا۔ عامر اتنا کہہ کر پھر کھڑا ہو گیا۔ اس مرتبہ حاکم ارک نے عامر کا ہاتھ پکڑ کر بیٹھاتے ہوئے کہا۔ عامر میں تمھارے خیالات سے متفق ہوں۔ یہ مجھے میرے آدمیوں سے جو کچھ بتایا ہے وہ یہ ہے کہ ویلرس نے جولیا سے کہا تھا کہ رومی دستہ نے عامر کو قتل کر دیا ہے۔ لیکن جب تم میرے ساتھ قلعہ سے باہر نکل کر اسلامی لشکر میں جانے کے لئے میدان سے گذر رہے تھے اس وقت جولیا نے خود تم کو دیکھ

لیا تھا اور آج پہلی مرتبہ اس کو اس بات کا یقین ہو گیا تھا کہ تم زندہ ہو اس لئے وہ اس قلعہ کو چھوڑ کر جانا نہیں چاہتی تھی لیکن وبلیرس اپنے آدمیوں کی مدد سے اس کے ہاتھ پاؤں باندھ کر اسکو زبردستی لے گیا۔ ان حالات میں جو لیا کو دبلیرس سے چھڑانا نہ صرف تمہارا بلکہ میرا بھی فرض ہے اس کے علاوہ مصالحت ہو جانے کے بعد اب میری اور تمہاری مہم ایک ہو سکتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ابھی تازہ تازہ صلح ہونے کی وجہ سے اسلامی لشکر کے سردار کو کسی وقت بھی میری ضرورت پڑ سکتی ہے اس لئے میں قلعہ سے باہر جانا نہیں چاہتا۔ ورنہ میں خود بھی تمہارے ساتھ چلتا۔ لیکن میں تمہارے اس خیال کی تائید کرتا ہوں کہ تم اور سلمان فوراً ہی دبلیرس کے تعاقب میں روانہ ہو جاؤ۔ دبلیرس کے دستہ کا مقابلہ کرنے کے لئے میں تمہارے ہمراہ اور کی رومی فوج کے کچھ کو بہترین فوجی کئے دیتا ہوں جو تمہاری مدد کریں گے۔۔۔۔ اگر تم نے دبلیرس کو گرفتار کر لیا تو میں بھی تمہارا ممنون ہوں گا۔ کیونکہ اب ہمارے لئے بھی وہ خطرناک بن جائے گا۔ وہ شہنشاہ روم ہرقل سے مل کر مجھے غدار ثابت کرنے کی کوشش کرے گا۔ اور رومی فوج لے کر اسک پر حملہ آور ہو گا اس لئے اگر ہم اس سے قبل ہی اس کو گرفتار کر لیں تو بہتر ہو گا۔

عامر نے کہا۔ خیر اس سے آپ مطمئن رہئے اگر ہرقل یا دبلیرس آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ آپ اسلامی لشکر کے "ذمی" ہیں اور اسلامی لشکر اپنی ذمہ داریاں پوری کرنا اچھی طرح جانتا ہے آپ براہ کرم ۔۔۔ ایک سو فوجی نہیں صرف

بس کار آزمودہ رومی فوجیوں کو میرے ساتھ کر دیجئے ۔ میں اور سلمان فوراً ہی ویلبرس کے تعاقب میں روانہ ہونا چاہتے ہیں ۔

"آپ چند لمحے توقف کریں" اتنا کہہ کر حاکم ادرک باہر چلا گیا ۔ اور پھر چند لمحوں کے بعد جب واپس آیا تو اس نے مسکراتے ہوئے عامر اور سلمان سے کہا ۔ آپ دونوں کے گھوڑے اور رومی فوجی آپ کے انتظار میں باہر کھڑے ہیں ۔ جائیے ۔ خدا آپکو اپنے مقصد میں ۔ کامیاب اور سرفراز کرے ۔ اس وقت میں بھی شدت سے محسوس کر رہا ہوں کہ جولیا کو ویلبرس کی حراست سے چھڑانا یقیناً ہماری ذمہ داری ہے ۔

اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذمہ داری پوری کرنے کی توفیق عطا فرمائے اتنا کہہ کر عامر باہر نکل گیا اور اس کا انتظار کرتے ہوئے رومی فوجیوں نے اس کو فوجی سلامی دی ۔ عامر اور سلمان اپنے گھوڑوں پر بیٹھ گئے اور رومی فوجیوں کے ساتھ پوری تیزی سے ایک سمت کو روانہ ہو گئے ۔



تعاقب

عامر اور سلمان ایک سو رومی فوجیوں کے ہمراہ سہ پہر کو ویلیریس کے تعاقب میں روانہ ہوئے تھے وہ تقریباً ایک گھنٹہ تک تیزی کے ساتھ آگے بڑھتے گئے لیکن انکو ویلیریس اور اسکے ساتھیوں کا کوئی نشان نہ ملا عامر ایسے عزم و انہماک کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ اسنے اب تک اس سلسلہ میں کچھ سوچنے کی ضرورت ہی نہ سمجھی تھی۔ وہ برابر آگے بڑھتا گیا اسطرح گویا وہ تمام عمر تعاقب کرتا رہیگا عامر کے ہمراہ رومی فوج کا جو دستہ تھا اس کے سردار نے عامر سے کہا ہم کافی دور نکل آئے ہیں لیکن ابھی تک ہمکو ویلیریس کا کوئی سراغ نہیں ملا اس کا مطلب یہ ہوا کہ۔

عامر نے اپنے گھوڑے کو ایڑ لگاتے ہوئے کہا بیشک۔ اسکا مطلب یہی ہے کہ ہمکو اپنی رفتار اور تیز کر دینی چاہیئے۔ رومی سردار نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا بیشک یہ تو ٹھیک ہے کہ ہمکو اپنی رفتار اور تیز کر دینی چاہیئے۔ لیکن میں محسوس کر رہا ہوں کہ ہمیں اپنا راستہ بھی تبدیل کرنا چاہیئے۔

عامر نے سوال کیا۔ وہ کیسے کیا ہم غلط راستہ پر جا رہے ہیں۔ اگر ایسا ہے تو تم نے پہلے ہی کیوں نہ بتایا۔ رومی سردار نے جواب دیا کہ ہم جس راستہ پر جا رہے ہیں وہ سیدھا دمشق کو جاتا ہے۔ اور میرا خیال ہے کہ ویلیریس ایسی غلطی نہ کریگا کہ وہ اتنے لمبے راستے پر فرار

ہونے کی جرأت کرے۔ اسنا پنے فرار ہونے کے لیے دمشق تک تعاقب کئے جانے کا خطرہ بحال رہنا ہرگز پسند نہ کیا ہوگا۔ " عامر نے پوچھا تمہارا کیا خیال ہے کیا وہ کسی اور طرف فرار ہوا ہے۔

رومی سردار نے جواب دیا۔ بیشک میرا خیال ہے کہ وہ دمشق کے راستہ پر نہیں ہے بلکہ یہاں سے تھوڑی ہی دور ایک راستہ دائیں جانب کو کٹتا ہے جو تدمر جاتا ہے، اور چونکہ تدمر یہاں سے بہت قریب ہے اسلئے ویلیریس نے جلد سے جلد کسی محفوظ مقام تک پہنچ سکنے کے لئے تدمر ہی کا راستہ اختیار کیا ہو گا

عامر نے جواب دیا۔ بالکل ٹھیک تمہارا خیال بہت صحیح معلوم ہوتا ہے یقیناً اگر ویلیریس کا دماغ بالکل نہیں خراب ہو گیا ہے تو وہ دمشق کی راہ ہرگز نہ اختیار کریگا۔ اسکے لئے احتیاط کا راستہ صرف تدمر جانے کا راستہ ہو سکتا ہے اور مجھے بھی یقین ہے کہ ویلیریس جتنی بھی فوجی سوجھ بوجھ اور ذہانت رکھتا ہے اسکے تحت اس نے تدمر ہی کی جانب فرار ہونے کی کوشش کی ہو گی۔

تھوڑی دور اور چلنے کے بعد رومی سردار نے اپنے گھوڑے کا رخ دائیں جانب موڑتے ہوئے عامر سے کہا یہ ہے تدمر کا راستہ، اور عامر اور تمام رومی فوجیوں نے اسطرف گھوڑوں کا رخ موڑ دیا۔ لیکن گھوڑوں کی رفتار میں کوئی کمی نہیں کی۔

تھوڑے توقف کے بعد عامر نے رومی سردار سے سوال کیا ارک سے روانہ ہونے کے بعد تدمر کے لئے اس سے پہلے بھی کسی مقام پر راستہ کٹتا ہے۔

رومی سردار نے جواب دیا لیکن دمشق جانے والی شاہراہ پر ارک سے یہ پہلا ہی راستہ ہے جو تدمر کی طرف جاتا ہے۔ لیکن یہ ضروری نہیں کہ ویلیریس بھی یہی راستہ اختیار کیا ہو۔ درا اصل فرار ہونے والا راستوں کی کچھ زیادہ پروا کرتا اور وہ فاصلہ کو کم سے کم کرنے کے لئے بے راہ بھی بھاگتا ہے۔

عامر نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا بیشک تم ٹھیک کہہ رہے ہو۔ مجھے

مجھے یقین ہے کہ ویلیریس اس راستہ سے نہیں گیا تاہم جس راستہ سے بھاگا ہو۔ یہ راستہ ہمیں اس کے عقب میں ضرور پہنچا سکے گا۔

اچانک رومی سردار نے عامر کو متوجہ کرتے ہوئے سامنے افق پہ اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ وہ دیکھو ادھر۔ عامر نے افق پہ غبار دیکھ کر اندازہ لگاتے ہوئے کہا، ہاں میں دیکھ رہا ہوں۔ یقیناً وہ ویلیریس اور اس کے ہمراہی ہی ہیں۔

رومی سردار۔ میرا خیال ہے کہ ہم ایک گھنٹہ میں ان کو جالیں گے۔

" عامر نے کہا۔ بلکہ اس سے بھی پہلے کیونکہ۔ میرا خیال ہے کہ وہ بہت کم رفتار سے جا رہے ہیں۔ رومی نے حیرت سے سوال کیا۔ یہ آپ نے کیسے سمجھ لیا کہ ان کی رفتار کم اور بہت کم ہے اور عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ وہ سامنے غبار کو غور سے دیکھو، ہاں تھوڑی دیر اس پر نگاہیں جما کر دیکھو۔ تم محسوس کرو گے کہ غبار اٹھ نہیں رہا۔ بلکہ بیٹھ رہا ہے۔ اتنے فاصلہ سے جب غبار نظر آتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ غبار اٹھ بھی رہا ہے اور بیٹھ بھی رہا ہے۔ اگر غبار کے اٹھنے کا عنصر غالب نظر آئے تو سمجھ لینا چاہئے کہ جن گھوڑوں کے سموں سے غبار اٹھ رہا ہے وہ تیز رفتار ہیں اور اگر غبار میں بیٹھنے کا عنصر زیادہ نظر آئے تو یہ اس بات کا ثبوت ہوتا ہے کہ گزرنے والوں کی رفتار سست ہے۔

تھوڑی ہی دیر میں عامر سلمان اور رومی سوار ویلیریس کے دستہ سے بالکل قریب پہنچ گئے۔ اور رومی سردار نے عامر سے کہا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ویلیریس اور اس کا دستہ ہم سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر چکا ہے۔

عامر۔ ہاں ٹھیک ہے۔ وہ دیکھو اب ویلیریس کے دستہ نے ہماری طرف منہ کر لیا ہے اور آگے بڑھنا بند کر دیا ہے۔ وہ مورچہ قائم کر کے کھڑے ہو رہے ہیں۔

رومی سردار نے کہا۔ ہاں اب وہ مقابلہ پر تیار ہو گئے ہیں۔ ہمکو بھی ان پر پہلا ہی حملہ بھرپور کرنا چاہیئے۔ عامر نے رومی سردار کے خیال سے اتفاق کرتے ہوئے کہا ٹھیک ہم کو بھرپور حملہ کرنا چاہیئے۔ اور پھر عامر نے سلمان سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ سلمان تم رومی دستے کے ۱۰ سواروں کو ساتھ لیکر دیلیبرس کے فوجیوں پر دائیں جانب سے ٹوٹ پڑو اور آگے ہی بڑھتے جاؤ اور ہاں عامر نے رومی سردار سے کہا تم بھی ۱۰ فوجیوں کو لیکر بائیں جانب سے حملہ کرو اور اس حد تک آگے بڑھتے رہو کہ تم اور سلمان دیلیبرس کے دستہ کے عقب میں جا ملو تاکہ ان کے لئے بھاگنے کا راستہ بھی بند ہو جائے اور میں درمیان سے حملہ کرتا ہوں۔

اس وقت آفتاب کی آخری کرنیں زمین سے اٹھ اٹھ کر فضا میں تحلیل ہو رہی تھیں۔ عامر نے رومی فوجیوں کے ساتھ دیلیبرس کے دستہ پر بھرپور حملہ کر دیا تھا۔ عامر سلمان اور رومی فوجی وار پر وار کرتے وہ ہیے دیلیبرس کے فوجی مقتول ہو ہو کر گر رہے تھے۔ اور سلمان اور رومی سردار دائیں اور بائیں دونوں جانب سے برابر آگے بڑھتے جا رہے تھے تقریباً ایک گھنٹہ تک سخت مقابلہ ہوتا رہا۔ اسی اثنا میں سلمان اور رومی سردار دیلیبرس کے دستہ کے عقب میں پہنچ چکے تھے۔ عامر سامنے سے حملے کر رہا تھا۔ اور جیسے ہی سلمان اور رومی سردار نے دیلیبرس کے دستہ پر عقب سے حملہ کیا ویسے ہی دیلیبرس کے دستہ کے پاؤں اکھڑ گئے۔ بہت سے کھیرے ککڑی کی طرح کٹ گئے۔ اور جو باقی بچے انھوں نے ہتھیار ڈال دیئے۔ اور عامر کے ہمراہ رومی فوجیوں نے بڑھ کر ان سب کو حراست میں لے لیا۔

رومی سردار نے بڑے تاسف کے ساتھ عامر سے کہا۔ اس بات کی تو خوشی ہے کہ ہم تعاقب کرنے میں کامیاب رہے۔ اور ہم نے دلبیرس کے دستہ کو شکست فاش دیتے ہوئے دلبیرس کے دستہ ہی کو ختم کر دیا۔ لیکن یہ بڑے افسوس کی بات ہے اور ہماری بہت بڑی ہی ناکامی ہے کہ خود دلبیرس جوبیا کو لیکر فرار ہو چکا ہے اور ہم اسکو نہ روک سکے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ بھائی یہ سب قسمت کا کھیل ہے اب یہی کہ ہم اپنی مہم میں کامیاب ہونے کے باوجود ناکام ہیں دلبیرس شکست کھانے کے باوجود کامیاب ہے دراصل اس میں ہماری جانب سے کوئی کوتاہی نہیں ہوئی۔ بلکہ دلبیرس نے خود اپنی فوجی ذہانت سے کام لیتے ہوئے فرار کی راہ اختیار کرنے میں کامیابی حاصل کرنے اور اپنے ذاتی مفاد پر رومی فوج کے دستہ کو قربان کر دیا۔

رومی سردار نے کہا بیشک دلبیرس نے ذہانت بلکہ خود غرضی سے کام لیتے ہوئے رومی دستہ کو ہمارے مقابلہ کے لیے چھوڑ دیا اور خود جوبیا کو لیکر فرار ہو گیا۔ دلبیرس کو یہ یقین بھی ضرور تھا کہ اس کا رومی دستہ ہمارے مقابلہ پر زیادہ دیر تک ٹھہر نہ سکے گا اور اس کے بہت سے آدمی موت کے گھاٹ اتار دیئے جائیں گے لیکن اس کے باوجود دلبیرس اچھی طرح جانتا تھا کہ اگر اس کے فوجیوں کو پسپا ہونے میں ایک گھنٹہ بھی لگا تو اتنی دیر میں وہ تدمر کے قلعہ میں پہنچ کر محفوظ ہو جائیگا۔

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اور ایسا ہی ہوا لیکن دلبیرس نے اپنے مفاد کے لیئے اپنے جن رومی فوجیوں کا خون ناحق اپنی گردن پر لیا ہے وہ رنگ لائے بغیر نہ رہے گا۔

عامر نے ایک لمحہ توقف کے بعد کہا اچھا اب ہمیں واپس جانا چاہیے۔

کیونکہ ویلیرس اب تدمر کے قلعہ میں داخل ہو کر ہماری دسترس سے باہر ہو چکا ہو گا رومی سردار نے اپنا گھوڑا موڑتے ہوئے کہا۔ بیشک اب ہم کو واپس ہی جانا چاہئے رومی سردار اپنے فوجیوں کو بھی واپسی کا حکم دینا ہے اور وہ ویلیرس کے فوجیوں کو اپنی حراست میں لئے ہوئے واپس ہوتے ہیں۔

عامر سلمان اور رومی سردار برابر برابر ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے واپس ہو رہے تھے۔ باتیں زیادہ تر سلمان اور رومی سردار میں ہوتی رہیں اور عامر کسی گہری فکر میں تھا۔ وہ اس وقت پھر جولیا کے متعلق سوچ رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ یہ بھی قدرت کی ستم ظریفی ہے کہ وہ بار بار جولیا سے اس قدر قریب آجاتا ہے لیکن قضاو قدر کی لہریں دونوں کو ایک دوسرے سے بہت دور کر دیتی ہیں۔ ارک میں جولیا موجود تھی اور عامر حاکم ارک سے دوستانہ ماحول میں گفتگو کر رہا تھا۔ اس کے بعد جولیا قلعہ کے برج سے عامر کو دور بہت دور گذرتے دیکھتی رہی۔ لیکن اس وقت تک عامر نہ تو جولیا کی ایک جھلک دیکھ سکا تھا اور نہ اس سے ایک لفظ بول سکا تھا۔ اور پھر جب اس کو معلوم ہوا کہ جولیا ارک میں موجود ہے اور وہ بے تابانہ ارک کے قلعہ میں داخل ہوئے تو جولیا جا چکی تھی۔

عامر گھنٹوں جولیا کے تعاقب میں گھوڑے دوڑاتا رہا اور جس رومی فوجی دستہ کے ہمراہ جولیا جا رہی تھی اسکو جا لیا۔ اس دستہ سے مقابلہ کر کے شکست دی تب اسکو معلوم ہوا کہ جولیا پہلے ہی اس دستہ سے علیحدہ ہو چکی ہے اور انہیں اتفاقات پر افسوس کرتا ہوا آگے بڑھتا رہا۔

ویلیرس

عامر وسلمان جب ویلیرس کے تعاقب میں ناکام ہوکر ارک کے قلعہ میں واپس آئے تو اس وقت حضرت خالدؓ بھی وہیں موجود تھے اور حاکم ارک سے گفتگو میں معروف تھے۔ عامر اور سلمان کو دیکھ کر حضرت خالدؓ خوش ہوئے اور حال دریافت کیا جس پر عامر نے تفصیل کے ساتھ تمام واقعہ بیان کرنا شروع کیا خالد بن ولید بڑی توجہ اور دلچسپی سے سنتے رہے اور جگہ جگہ وضاحت طلب سوالات بھی کرتے رہے اور جب عامر تمام واقعات بیان کر کے خاموش ہوگیا تو حاکم ارک نے حضرت خالدؓ سے کہا۔ یہ شخص ویلیرس نہ صرف عامر کے ساتھ زیادتیاں کرتا رہا ہے بلکہ اس کی مرگرمیاں اب میرے لئے بھی تشویش ناک ہو گئی ہیں

خالدؓ نے سوال کیا۔ وہ کیسے۔ میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ویلیرس تمکو کیا نقصان پہنچا سکے گا۔ حاکم ارک نے جواب دیا۔ ویلیرس جہانتک میرا اندازہ ہے ردم کے شہنشاہ ہرقل کے پاس جائیگا۔ ہرقل کے بعض امرا اور ارکان کا وہ منہ لگا ہے اور ان کی وساطت سے وہ میرے خلاف ہرقل کے کان بھرے گا اور اس بات کی کوشش کریگا کہ ہرقل مجھے سزا

دبنے اور تادیب کرنے کی غرض سے بہت بڑی فوجی طاقت سے ارک پر حملہ کر دے
اس مقصد کے لئے وہ جھوٹ سچ باتیں ملانے سے بھی دریغ نہ کرے گا وہ دراصل
نہ دلیر ہے نہ بہادر صرف مکار ہے اور اپنی مکاری سے پوری طرح کام لینا جانتا ہے۔"

حضرت خالد نے ہنستے ہوئے کہا ہرقل تمہارا یا ارک کے
باشندوں کا کیا بگاڑ سکتا ہے۔ اب نہ تو ارک سلطنت روم میں شامل ہے اور نہ تم ہرقل
کے ماتحت پھر ہرقل کے لئے تمہیں تادیب کرنے یا سزا دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے اور دیلبیرس
تمہارے خلاف ہرقل کو بدظن کرے اور اس کو بھڑکا کر کیا کر لیگا۔ اگر دیلبیرس نے کسیطرح
ارک کے خلاف ہرقل کو بھڑکانے کامیابی حاصل کی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ وہ ہرقل کو
ارک میں اسلامی لشکر سے کرنے پر آمادہ کر سکے گا۔ لیکن جب تک وہ ہرقل
کو بھڑکائیگا اور ارک پر حملہ کرنے کی ترغیب دے گا اس وقت تک شائد ہم
خود ہی ہرقل کے قلعہ کا دروازہ توڑ رہے ہونگے۔

حاکم ارک نے جواب دیا واقعی یہ ٹھیک ہے لیکن آپ یوں غور کیجئے کہ

نیش عقرب نہ از پیئے کیں است
اقتضائے طبیعتش ایں است

مطلب یہ کہ یہ باتیں تو دیلبیرس بھی اچھی طرح جانتا ہوگا کہ وہ نہ تو ہمارا
کچھ بگاڑ سکتا ہے اور نہ ہرقل کا کچھ فائدہ کرا سکتا ہے۔ لیکن اس کے
باوجود سازش و فریب اس کی فطرت ثانیہ بن کر رہ گئی
ہیں وہ ان سازشوں سے باز نہ آسکے گا۔

حضرت خالد۔ تو پھر یوں سمجھ لیجئے کہ ع

ہر کسے را بہر کارے ساختند ۔ مطلب یہ ہے کہ دلبیرس کے حصہ میں یہی قبا نفت آئی ہے تو وہ اپنے ریشہ دوانیوں سے واقعی باز نہ رہ سکے گا لیکن حق وصداقت کی راہ پر چلنے والے سازشیں اور ریشہ دوانیاں کرنے والوں کی سرگرمیوں کی کوئی پرداہ نہیں کرتے

حاکم ارک نے جواب دیا۔ آپکے نظریہ اور آپکے خیالات سے میں پوری طرح متفق ہوں لیکن دلبیرس جیسا خبیث انسان حق وصداقت کی راہ میں جو روڑے اٹکاتا ہے اسکی ایک مثال آپ تدمر ہی میں یقیناً دیکھ لیں گے ۔ عوام ان علاقوں میں جنگ و جدال سے عاجز اور متنفر ہیں ۔ وہ اسلامی لشکر کے تحت نظم ونسق کو ناپسند بھی نہیں کرتے بلکہ خود کو اس نظم ونسق میں محفوظ سمجھتے ہیں۔ لیکن مجھے کامل یقین ہے کہ ارک کی طرح تدمر اسلامی لشکر سے صلح نہ کرے گا ۔

حضرت خالد اس میں شک نہیں کہ ہم صلح کو بہتر سمجھتے ہیں۔ صلح کی پیشکش کرتے ہیں اور صلح کو پسند کرتے ہیں لیکن اس کے باوجود اگر کوئی ہمارے پیغام صلح کو ٹھکرائے تو ہم نیزوں اور تلواروں سے بھی کام لینا جانتے ہیں ۔

حاکم ارک ۔ میں اچھی طرح سمجھتا ہوں ۔ اگر میں ان باتوں کو نہ سمجھتا ہوتا اور امن صلح کو پسند نہ کرتا ہوتا تو یقین جانئے کہ آپ ارک میں ایک دوست کی طرح داخل ہوتے اور ایک فاتح کی شان میں آتے ۔ لیکن میں خود ہی امن و صلح کا احترام کرتا ہوں مجھے یقین ہے کہ حاکم تدمر بھی امن و صلح کا خیر مقدم ضرور کرتا لیکن اب ایسی حالت میں کہ دلبیرس تدمر قلعہ میں داخل ہو چکا ہے ۔ حاکم تدمر صلح پر جنگ کو ترجیح دے گا ۔ یہ بات میں اس تجربہ کی بنا پر کہہ رہا ہوں کہ جب میں اپنے قلعہ میں عامر کی سفارت سے گفت و شنید کر رہا

تھا اس وقت ڈیلیبرس بھی اورک کے قلعہ میں موجود تھا اور اس نے انتہائی کوشش کی تھی کہ ہم مصالحت نہ کریں۔ اپنے اس مقصد کے لئے ڈیلیبرس نے بعض واقعات کو بھی غلط انداز میں انگیزی کا رنگ دیکر بیان کیا تھا۔

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے حاکم اورک کی تائید کی اور کہا بیشک آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ جب اسلامی لشکر سے بازطن کرنے میں ڈیلیبرس ناکام ہو گیا تھا تو اس نے میری شخصیت کی آڑ لے کر اور میرے متعلق غلط اور اشتعال انگیز باتیں بنا کر اس نے آپکو متنفر اور مشتعل کرنے کی کوشش کی تھی۔

حاکم اورک۔ میں دراصل ڈیلیبرس کی اس خباثت باطنی کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

عامر۔ بیشک اس خبیث نے آپ کو غلط باتوں سے ورغلانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ اور میں تو یہاں تک کہہ سکتا ہوں کہ یہ آپ ہی کی صلح جو اور امن پسند طبیعت تھی جو آپ اس کی باتوں سے متاثر نہیں ہوئے

حاکم اورک نے کہا۔ بس یہی کہنا چاہتا ہوں کہ جس طرح ڈیلیبرس نے مجھ کو ورغلانے کی کوشش کی تھی اسی طرح اس نے حاکم تدمر کو مشتعل کرنے میں بھی کوئی کسر نہ اٹھا رکھا ہوگا۔

عامر۔ بیشک ان کی فطرت ہی کچھ ایسی معلوم ہوتی ہے۔

حاکم اورک نے پھر کہنا شروع کیا۔ میری امن پسندی اور صلح جوئی کے علاوہ یہ بات بھی تھی کہ جس وقت میرے سامنے ڈیلیبرس تمہارے متعلق غلط بیانی کر رہا تھا اس وقت تم بھی میرے پاس

ہی موجود تھے اور تم نے خود اس کی غلط بیانی کی تردید کر کے اس کو لاجواب کر دیا تھا۔ لیکن حاکم تدمر کے سامنے وہ یکطرفہ غلط بیانی سے کام لے کر اس کو بھڑکانے میں ضرور کامیاب ہو سکتا ہے۔ پھر بھی یہ میرا اندازہ ہی اندازہ ہے جس کی آئندہ دنوں کے واقعات تائید یا تردید کر سکیں گے۔

حضرت خالد نے کہا۔ واقعی یہ شخص انسانیت کے لئے بڑا خطرناک معلوم ہوتا ہے۔ خیر خواہ کچھ بھی ہو ہم اپنے طریقہ ہی پہ کام کریں گے ہم تدمر میں بھی اپنی سفارت ضرور بھیجیں گے اور اس اثنا میں ہم اپنے لشکر کو ارک اور تدمر کے درمیان علاقہ میں منتقل کرا دیں گے۔

حاکم ارک نے کہا میں آپ کی رائے سے پورا اتفاق کرتا ہوں۔

حضرت خالد اٹھ کھڑے ہوئے اور عامر سے یہ کہتے ہوئے باہر چلے گئے کہ عامر تم اور سلمان کل سویرے ہی تدمر کی سفارت پر روانہ ہو جاؤ اپنے ساتھ دو ایک اور آدمیوں کو لے لینا اور جلد واپس آنے کی کوشش کرنا۔

بدعہدی

سلمان اور داور مسلمانوں کے ہمراہ جب عامر تدمر کے قلعہ میں داخل ہوا اسی وقت اس کو اندازہ ہو گیا تھا کہ تدمر کے حاکم پر ولیبرس کا جادو پوری طرح چل گیا ہے اور یہاں مصالحت کی کوشش ناکام ہو جائے گی۔ لیکن اس کو سفارت کی خدمت انجام دینی تھی بددل ہو کر نہیں بلکہ پر امید رہ کر۔ تاہم عامر اور اس کے ساتھیوں نے تدمر کے ذمہ داروں کی طرف سے سرد مہری کا ہر طرح احساس کر رہے تھے اس سے قبل جب عامر ارک کی سفارت پر گیا تھا اس وقت اس کا عزت کے ساتھ استقبال کیا گیا تھا اور اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا گیا تھا اس وقت۔ ـــــــــــ

اس کو فوراً ہی پورے احترام کے ساتھ حاکم ارک کے پاس پہنچا دیا گیا تھا اور حاکم ارک بھی اخلاق سے پیش آیا تھا لیکن اس کے برعکس تدمر میں عامر اور اس کے ساتھیوں پر کوئی توجہ نہ دی گئی ان کو ایک کمرہ میں بٹھا دیا گیا جہاں ان کو حاکم تدمر سے ملنے کیلئے کافی وقت انتظار کرنا پڑا اور پھر جب انکو حاکم تدمر کے پاس پہنچایا گیا تو مصالحت کے لئے عامر کی رہی سہی امید بھی ختم ہو گئی جب اس نے حاکم تدمر کے برابر ولیبرس کو بیٹھے دیکھا۔

ولیبرس کچھ ایسے تمرّد و تکبر کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا کہ اگر عامر اس کو پہلے سے نہ جانتا ہوتا تو اس کو اس پر حاکم تدمر ہونے کا دھوکہ ہو جاتا۔ لیکن عامر

ویلیبرس کو اچھی طرح پہچانتا تھا اس لئے اس نے یہ اندازہ لگایا کہ ویلیبرس کے برابر جو شخص بیٹھا ہوا ہے وہ حاکم تدمر ہے۔

عامر اور اس کے ساتھیوں کو نہ تو ویلیبرس نے بیٹھنے کو کہا اور نہ حاکم تدمر نے چنانچہ عامر نے خود ہی اپنے ساتھیوں سے بیٹھ جانے کو کہا اور خود بھی بیٹھ گیا اس پر ویلیبرس نے اعتراض بجا ایک گنجائش دیکھ کر گرجدار آواز میں کہا میں دیکھتا ہوں کہ آداب شاہی تو کیا تم لوگ تہذیب و تمدن سے بھی بے بہرہ ہو، آخر تم لوگوں کو اجازت کے بغیر حاکم کے برابر بیٹھ جانے کی جرأت کیسے ہوئی۔

عامر نے کڑک کر جواب دیا۔ حاکموں کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا تمہارا کام ہے ہمارا نہیں۔ ہمنے جب دیکھا کہ تمہارا حاکم تہذیب و تمدن سے نابلد ہے اور اپنے فرائض منصبی کو انجام دینے کی اہلیت نہیں رکھتا تو ہم نے اس کو معاف کر دیا اور ہم خود بیٹھ گئے۔ کیونکہ ہم اپنا مقام اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

ویلیبرس۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ تم لوگ سفارت کی خدمت پر آئے ہو لیکن تم اس کی بجائے دریدہ دہنی کا مظاہرہ کر رہے ہو۔

عامر نے جواب دیا۔ یقیناً ہم سفارت ہی کی خدمت پر آئے ہیں لیکن تم ہم سے وہ سلوک نہیں کر رہے ہو جو سفیروں کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ تم نے ہماری تذلیل کرنے کی کوشش کی اور ہم کو اپنے حفظ نفس کے لئے یہ رویہ اختیار کرنا پڑا۔

ویلیبرس نے بڑی حقارت سے کہا۔ اچھا خیر تم بہت چرب زبان معلوم ہوتے

ہو ۔ کہو اسلامی لشکر کے سفیر کی حیثیت میں تم کیا کہنا چاہتے ہو ہم سننے کو تیار ہیں عامر نے برجستہ کہا ۔ مجھے تم سے کچھ نہیں کہنا ہے مجھے صرف حاکم تدمر سے باتیں کرنی ہیں ۔

تم مجھی کو حاکم تدمر ... سمجھو ۔ ویلیبرس نے پر غرور انداز میں گردن اونچی کر تے ہوئے کہا ۔ تم سے نپٹنے کے لئے حاکم تدمر نے مجھ کو مجاز بنا دیا ہے ۔

اور اس پر حاکم تدمر نے صرف اتنا کہا ۔ ویلیبرس ٹھیک کہہ رہے ہیں ۔

عامر نے پھر کڑک کر کہا ۔ ہم کسی کے مجاز یا غیر مجاز ہونے کا فیصلہ کرنے نہیں آئے ہیں ۔ اور نہ ہمیں گفتگو کے لئے ذریعہ اور توسط کی ضرورت ہے ہمیں جو کچھ بھی کہنا ہے ہم براہ راست حاکم تدمر سے کہیں گے ۔ اور اسی سے جواب لیں گے اگر حاکم تدمر ایسا ہی ضروری سمجھتا ہے تو وہ اپنے افسروں سے مشورہ کر سکتا ہے ۔ "

ویلیبرس نے غضبناک ہو کر کہا خاموش ہو جاؤ عامر یہ حاکم ارک کا دربار نہیں حاکم تدمر کی بارگاہ ہے ۔ حاکم تدمر حاکم ارک کی طرح بزدل اور ڈرپوک نہیں ہے ۔ جو تم سے مصالحت کر لے گا ۔ یہاں تم کو اپنا سر جھکا کر بیٹھنا ہوگا اور اپنی زبانوں کو قابو میں رکھ کر بولنا ہوگا ۔

عامر نے گردن اونچی کر کے اور کڑک کر جواب دیا ہمارے سر اللہ کے سوا اور کسی کے سامنے نہیں جھکتے اور ہماری زبانیں حق و صداقت کی باتیں کرنے میں تامل نہیں کر سکتیں ۔ ویلیبرس نے مضحکہ اڑانے کے انداز میں کہا ۔ بس بس معلوم ہے بہت باتیں نہ بناؤ ۔ ... رہا یہ سوال

کہ تم کیا کہنا چاہتے ہو میں یقین رکھتا ہوں کہ تم وہی کہو گے جو تم نے اپنی سفارت میں حاکم ارک سے کہا تھا۔ اور ہماری طرف سے اس کا جواب یہ ہے کہ حاکم ارک بدقسمت اور بزدل تھا اس نے تمہاری اطاعت قبول کرلی اور بہت جلد اس پر شہنشاہ ہرقل کا عتاب بھی نازل ہوگا۔ لیکن ہم لوگ نہ بزدل ہیں نہ بیوقوف ہم اپنا فیصلہ میدان جنگ میں کریں گے

عامر نے جواب دیا۔ اے دشمن انسانیت کیوں تو مخلوق خدا کی خون ریزی پر آمادہ ہے اور حق وصداقت کی آواز پر کان نہیں دھرتا۔

ویلرس نے تنک کر کہا۔ ایسا ہی مخلوق خدا کی خونریزی سے اجتناب اور انسانوں کے کشت و خون سے پرہیز ہوتا تو تم لوگ عرب کے ریگستانوں سے کمر میں تلواریں باندھ کر اور ہاتھوں میں نیزے لیکر یہاں تک نہ پہونچتے۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ ہم مخلوق خدا کو قتل نہیں کرتے پھرتے بلکہ ہم گمراہوں کو قعر ذلت سے باہر نکالتے ہیں اور جو جابر۔ ظالم اور انسانوں کا خون چوسنے والے حاکم ان پر زبردستی مسلط ہیں ان سے عوام کو نجات دلانے کے لئے ہم اپنے اسلحہ استعمال کرتے ہیں۔ ہم تمہاری طرح نہ تو کبھی کمزوروں پر تلواریں اٹھاتے ہیں اور نہ دوستی کا ہاتھ بڑھانے والوں کی طرف نیزے بڑھاتے ہیں۔

ویلرس نے معقولیت کا کوئی پہلو نہ پاتے ہوئے پھر درشتی کی طرف گریز اختیار کیا اور کہا۔ بس بس بہت ہو چکا۔ ہم تمہاری بے سر پیر کی باتیں زیادہ نہیں سن سکتے۔ ہمارے پاس بے معنی گفتگو میں ضائع کرنے کے لئے زیادہ وقت نہیں ہے۔ جاؤ اپنے سردار سے کہدو کہ ہم مقابلہ

کے لئے تیار ہیں۔ ہم تم کو میدان جنگ میں اپنے جوہر دکھائیں گے اور نہ صرف ان تدمر پر شکست دیں گے بلکہ ارک کو بھی تم سے واپس لیں گے اور اس کے بعد تم کو تمہارے وطن کا راستہ بھی دکھا دیں گے۔ جاؤ فوراً چلے جاؤ اور اپنے سردار سے حرف بحرف بیان کر دو۔

عامر اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی اسکے تینوں ساتھی بھی کھڑے ہو گئے یہ لوگ کمرہ کے دروازہ ہی پر پہونچے تھے کہ ڈیلرس نے کڑک کر کہا عامر تم رک جاؤ۔ تم نے ہم سے بدزبانی کی ہے اس لئے تم کو حراست میں لیا جا رہا ہے تمہارے بقیہ تین ساتھی ہمارا پیغام جنگ تمہارے سردار تک پہونچا دیں گے۔

ڈیلرس نے اتنا کہتے ہی رومی فوجیوں کے ایک پورے دستے نے عامر اور اس کے ساتھیوں کو اپنے حلقہ میں لے لیا۔ سلمان نے نیام سے تلوار باہر کھینچ لی اور ساتھ ہی اس کے دونوں ہمراہیوں نے بھی تلواریں نیام میں کر لیں سلمان نے کڑک کر کہا۔ اے مکار ڈیلرس تو سفارتی آداب کی صریح خلاف ورزی کر رہا ہے۔

ڈیلرس نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ تم کو مجھ سے کہنے کا کوئی حق نہیں ہے۔ یہ بات تم واپس جاکر اپنے سردار سے کہو اور ان سے میری دل کھول کر شکایت کرو ان کو آمادہ کرو کہ وہ ہم پر فوج کشی کریں اور ہم کو اس بد عنوانی کی سزا دینے کی کوشش کریں اور عامر نے سلمان اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ تم لوگ اپنی تلواریں نیام میں کر لو۔

سفیروں کا کام جنگ کرنا نہیں ہے صلح کا پیغام پہونچانا ہے۔ اگر ویلرس سفارتی آداب کی خلاف ورزی کر رہا ہے تو اس کی سزا اس کو تم نہیں بلکہ اسلامی لشکر دے گا اور پھر عامر نے ویلرس سے مخاطب ہو کر کہا اتنی دیر میں تم نے صرف ایک بات کہی ہے اور وہ بھی انتہائی نامعقول اقدام کرنے کے بعد۔ تمھاری یہ نامعقولیت ناقابل معافی نہیں ہو سکتی جو تم ایک سفیر کے ساتھ اختیار کر رہے ہو لیکن تمھاری یہ بات یقیناً معقول ہے کہ اس کی سزا تم کو لشکر اسلام کے سپہ سالار ہی دیں گے۔

عامر نے سلمان اور اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اچھا خدا حافظ جاؤ اپنی ذمہ داری پوری کرو اور تدمر کا پیغام اپنے سپہ سالار کو پہونچا دو ۔

محاصرہ

عامر کو ویلرس کے رومی دستہ نے داسے میں لے لیا اور اس کے بعد اسلامی لشکر کی سفارت جب لشکر کی قیام گاہ پر واپس پہونچی تو سلمان نے جہاں تک انکی یادداشت نے کام کیا سپہ سالار خالد کو تمام واقعات من عن سنا دئے۔ خالد واقعات سنتے جاتے تھے اور فرط تاثرات سے ان کے چہرہ کا رنگ بدلتا جاتا تھا۔ شدت جذبات سے کبھی وہ اٹھ کر کھڑے ہو جاتے۔ کبھی ٹہلنے لگتے اور کبھی پھر بیٹھ جاتے۔

جب سلمان شروع سے آخر تک تمام واقعات حرف بحرف سنا چکا تو سپہ سالار خالد فرط غضب سے پھر کھڑے ہو گئے اور یہ کہتے ہوئے خیمہ سے باہر نکل گئے کہ رومیوں نے صریح بد عہدی کی ہے اور اسکا بدلہ ہم ان سے ضرور لیں گے۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح۔ حضرت عمرو بن العاص۔ حضرت شرحبیل بن حسنہ اور دیگر سپہ سالاروں اور اعلیٰ فوجی افسروں کی موجودگی میں سپہ سالار خالد نے کہا۔ ہمارے مقابلہ پر رومیوں کی کثیر تعداد فوج موجود ہے اور جہاں تک ہمیں

معلوم ہوا ہے کہ رومی فوج کی اعلیٰ کمانڈ اس وقت خود شہنشاہ ہرقل کے بھائی تھیوڈرس کے ہاتھوں میں ہے ان حالات میں ہمیں بھی اپنی تمام فوجی طاقت کو اکٹھا اور یکجا کرنا چاہئے۔ لیکن میں دیکھ رہا ہوں کہ اسلامی لشکر مستقل طور پر کم از کم چار حصوں پر منقسم ہے اور ان چاروں حصوں کے سپہ سالار بھی علیٰحدہ علیحدہ ہیں۔ یہ چاروں حصے قیام گاہ پر بھی ایک دوسرے سے الگ ہی الگ ہیں اور میدان جنگ میں بھی علیٰحدہ علیٰحدہ صف آرا ہوں گے نہ تو اسلامی اصول مساوات و اخوت ہمیں اس بات کی اجازت دیتا ہے اور نہ یہ فوجی نقطہ نگاہ سے ٹھیک ہے کہ ہم اپنے لشکر کو چار حصوں پر منقسم رہنے دیں یہاں ہمارے بہت سے بزرگ ایسے موجود ہیں جو نہ صرف زہد و تقویٰ اور بزرگی میں بلکہ فوجی مہارت اور تجربات میں بھی مجھ سے بہت زیادہ ہیں اور ان حضرات کے سامنے کچھ کہنا آفتاب کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے لیکن میں ان حضرات کی خدمت میں اپنی ایک حقیر رائے پیش کرنے کی جرأت ضرور کروں گا۔

حضرت ابوعبیدہ نے کہا۔ خالد ہم تمہاری رائے کو بغور سنیں گے اور بغیر کسی جانبداری کے اس پر فیصلہ کریں گے۔ مجھے امید ہے کہ تمہاری رائے یقیناً مفید ہو گی۔ حضرت عمرو بن العاص نے کہا اور کسی مفید اور اچھی رائے پر جس قدر جلد عمل کیا جائے اسی قدر بہتر ہو گا حضرت شرجیل بن حسنہ نے کہا خالد تم اپنی رائے بیان کرنے میں تاخیر نہ کرو۔ ہم تمہاری رائے سننے کے منتظر ہیں۔

ہر طرف سے ہمت افزائی نے سپہ سالار خالد کا حوصلہ اور بڑھا دیا اور انھوں نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ لشکر کے چاروں حصوں کو ملا کر ایک کر دیا جائے تاکہ وہ صرف ایک قیادت میں دشمنوں کے مقابلہ میں صرف ایک محاذ پیش کرے۔ رہا لشکر کے کمان کا

سوال تو اس کا بھی حل موجود ہے ابو عبیدہ نے کہا بیشک میں تمہاری اس رائے سے متفق ہوں کہ لشکر منقسم نہ ہونا چاہیئے اور اس کی صرف ایک قیادت ہونی چاہئیے۔ جہاں تک چاروں حصوں کے سپہ سالاروں کا سوال ہے مجھے یقین ہے کہ ہم میں سے کوئی بھی ایسا نہیں جو لشکر کی قیادت کو ایک وقتی ذمہ داری کے بجائے اعزاز سمجھتا ہو۔ ہمارا اصول ایرانیوں اور رومیوں سے مختلف ہے ہم لشکر کی سالاری کو اپنے لئے عہدہ یا اعزاز نہیں سمجھتے بلکہ اس کو بھی ایک فوجی خدمت ہی سمجھتے ہیں۔ اور یہ خدمت کسی وقت ہم میں سے کوئی بھی انجام دے سکتا ہے۔

خالد نے کہا۔ میں دراصل یہی کہنا چاہتا تھا کہ چاروں حصوں کو ملانے اور ایک کرنے کے بعد جو متحدہ لشکر اسلام ظہور میں آئے اس کی قیادت صرف ایک ہونی چاہیئے اور ہم میں سے ہر ایک کمانڈر باری باری سے ہر روز پورے لشکر کی سپہ سالاری کی خدمت انجام دیں۔ اگر آپ حضرات اجازت دیں اور منظور کریں تو کل سپہ سالاری کی خدمت میں انجام دوں اور تدمر کا محاصرہ شروع کر دیا جائے کیونکہ یہاں ہمارے ایک سفیر کو گرفتار کرکے حاکم تدمر نے جو بدعہدی کی ہے اس کے لئے ہم کو جلد از جلد تدمر پر حملہ کر دینا چاہیئے۔

تمام سپہ سالاروں اور فوجی افسروں نے خالد کی رائے کو نہ صرف منظور کیا بلکہ پسند بھی کیا۔ اور تھوڑی دیر تک حالات پر غور کرنے کے بعد طے پایا کہ چونکہ اہل تدمر نے سفارت کا دروازہ بھی بند کر دیا ہے اور قلعہ کے پھاٹک بھی بند کر لئے ہیں اس لئے کل سویرے ہی اسلامی لشکر تدمر پر پوری شدت سے حملہ کرے اور قلعہ کا محاصرہ کر لے۔

سپہ سالار تمام رات نہیں سو سکے وہ اور لشکر کے اکثر بزرگ حضرات اکثر

راتیں جاگ کر گذار دیتے تھے اور تمام رات عبادت الہٰی میں معروف رہتے تھے۔
آج رات بھی اسلامی لشکر میں ایک ایسی ہی حالت تھی۔ سپہ سالار خالد کبھی خشوع و خضوع کے ساتھ
عبادت میں مشغول ہو جاتے اور کبھی اسلامی لشکر کی ترتیب و تنظیم کے متعلق غور کرتے
اور در اصل یہ بھی ایک قسم کی عبادت ہی تھی۔ بہرصورت رات گذر گئی اور فجر کی
اذان سے میدان گونج اٹھا۔

حضرت ابو عبیدہ بن الجراح نے اسلامی لشکر کو نماز فجر پڑھائی اور بڑے خشوع و
خضوع کے ساتھ مسلمانوں کے لئے کامیابی و کامرانی کی دعا کی ان کے ہر ہر لفظ پر
صدائے آمین سے فضائیں گونج اٹھیں۔ اس کے بعد اس روز کے سپہ سالار خالد بن ولید
نے ایک مختصر خطبہ میں اسلامی لشکر کو تمام حالات بتائے اور نعرۂ تکبیر کی گونج میں لشکر
میدان میں اکٹھا ہو گیا۔ خالد نے ابو عبیدہ اور دیگر سپہ سالاروں کے مشورہ سے
میمنہ اور میسرہ ترتیب دیکر کچھ آگے بڑھا دیا اور ان دونوں دستوں کی علیحدہ علیحدہ
سپہ سالاری مقرر کر دی۔ اس کے بعد آپ نے قلب لشکر کو ترتیب دی اور اسکی سپہ
سالاری خود اپنے ذمہ لے کر آگے بڑھے۔ قلعہ سے کوئی بھی فوجی دستہ اسلامی لشکر کا مقابلہ
کرنے کے لئے باہر نہ نکلا بلکہ رومی فوجیوں نے قلعہ کے برجوں ہی میں سے اسلامی لشکر پر
تیر اندازی کی اس کے جواب میں اسلامی لشکر نے برجوں پر اس شدت سے تیر
برسائے کہ برجوں سے تیر آنا بند ہو گئے۔

سپہ سالار خالد نے اسلامی لشکر کو حکم دیا کہ وہ تیروں کی زد سے باہر کھڑا ہو کر
قلعہ کا محاصرہ برقرار رکھے اور قلعہ کے لئے ہر قسم کی آمد کا سلسلہ روکا جائے۔
اس طرح اسلامی لشکر نے پوری کامیابی کے ساتھ قلعہ کا محاصرہ کر لیا ——

عامر و جولیا

ویلرس کی قید میں آج عامر کو تیسرا دن تھا۔ لیکن اس تمام دوران عامر جولیا کو دیکھ بھی نہ سکا اور دراصل اس قید کی حالت میں اس کو سب سے بڑی اذیت یہی تھی کہ یہ جانتے ہوئے کہ وہ جہاں کہیں بھی ہے جولیا سے بہت قریب ہے اور اسکے باوجود اسکو جولیا کی ایک جھلک بھی نظر نہ آسکتی تھی۔ ویلرس روزانہ ایک بار عامر سے ضرور ملاقات کرتا تھا اور یہ عجیب بات تھی کہ وہ انتہائی دوستانہ ماحول میں ملاقات کرتا۔ چنانچہ آج بھی وہ عامر کے کمرہ میں مسکراتا ہوا داخل ہوا اور رسمی مزاج پرسی کے بعد دونوں میں گفتگو شروع ہوئی۔

ویلرس نے مسکراتے ہوئے عامر سے دریافت کیا۔ میرا خیال ہے تم کو یہاں کوئی تکلیف نہ ہو رہی ہو گی تاہم یہ میرا فرض ہے کہ تم سے دریافت کروں کہ اگر کوئی تکلیف ہو تو مجھے بتاؤ میں اس کو دور کرنے کی کوشش کروں گا۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اللہ کا شکر ہے کہ یہاں مجھے کوئی تکلیف نہیں ہے اگر کوئی تکلیف ہوتی تو میں تم کو بتلانے کے بجائے اپنے اللہ سے کہتا اور وہ اکو

دور کر دیتا ۔ میں اس سلسلہ میں تمہاری کوئی مدد حاصل کرنا ہرگز گوارا نہ کرتا۔

ویلرس نے متاثر ہوتے کہا تم مسلمانوں کی اس عقیدت مندی پر تو کبھی کبھی مجھکو بھی رشک ہونے لگتا ہے ۔ در اصل یا تو انسان کوئی عقیدہ ہی نہ رکھے اور اگر کسی ذات پر اعتقاد رکھے تو اتنا ہی گہرا جتنا تم لوگوں کو اپنے خدا پر ہے ۔

عامر نے سنجیدگی سے کہا۔ در اصل اس عقیدت مندی میں بھی ہمارے عزم وارادہ کو کوئی دخل نہیں ہوتا ۔ بلکہ جب ہم سب یہ تسلیم کرنے پر مجبور ہیں کہ بغیر کسی طاقت کے دنیا کا کوئی بھی کام انجام نہیں پا سکتا اور وہ واحد طاقت اللہ تعالیٰ کی ہے تو پھر ہمارے دلوں میں اطمینان پیدا ہو جاتا ہے اور یہی اطمینان ہماری عقیدت مندی کی بنیاد ہے میں تمہاری قید میں ہوں لیکن مجھے یقین ہے کہ اس میں بھی اللہ کی کوئی مرضی شامل ہے اس لیے مجھے پورا بھروسہ ہے کہ وہ میری مدد بھی کرے گا ۔

ویلرس ۔ خیر میں تمہارے عقیدہ پر کوئی اعتراض نہیں کرتا ۔ تمہارا خیال ٹھیک ہو سکتا ہے ۔ میں تو صرف اپنا فرض ادا کرنے کی کوشش کر رہا ہوں ۔ حاکم تدمر کو قید کرنے کے حق میں نہ تھا اس نے صرف میرے زور ڈالنے پر تم کو قید کیا ہے اسی لئے میں اپنی یہ ذمہ داری سمجھتا ہوں کہ قید میں تم کو کوئی اذیت نہ ہونے پائے ۔

عامر نے طنزیہ مسکراہٹ کے ساتھ جواب دیا ۔ بہت خوب ایک طرف تو آپ کو میری خاطرداری اس حد تک ملحوظ ہے کہ آپ نہیں چاہتے کہ مجھے کوئی تکلیف پہونچے ، اور دوسری طرف آپ مجھے قید میں رکھنا بھی ضروری سمجھتے ہیں ۔

ویلرس نے سنجیدگی سے کہا ۔ عامر تم بہادر ہو اور میں بہادروں کی قدر کرنا جانتا ہوں ۔ اسی لئے میں چاہتا ہوں کہ میری قید میں کوئی تکلیف نہ پہونچے لیکن

میں نے تم کو قید کیوں کیا ہے اس کی ایک وجہ تو جولیا ہو سکتی ہے۔ جو میری زندگی ہے اور میں اس کو حاصل کرنے کے لئے سب کچھ کر سکتا ہوں۔ اور دوسری وجہ میری اپنی سیاست ہے جو میں تم پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا۔ نیز مجھے خوشی ہے کہ میری قید میں تم کو جولیا کی جدائی کے علاوہ اور کوئی تکلیف نہیں ہے۔

ویلرس اتنا کہہ کر چلا گیا اور عامر خاموش بیٹھ کر کچھ سوچنے لگا۔
عامر نے سوچا کہ جہاں تک جولیا کا معاملہ ہے مجھے قید کرنے سے ویلرس کا کوئی فائدہ نہیں لیکن ویلرس نے یہ بھی کہا ہے کہ میرے قید کرنے میں اس کی کوئی سیاست بھی ہے۔ یہ مسئلہ واقعی قابل غور ہے۔ یہ بات تو ظاہر ہے کہ ویلرس ایک رومی فوجی افسر ہے اور اس قاعدہ سے پوری طرح واقف ہوگا کہ کسی لشکر کے سفیر کو قید کرنا اس کو انتقام پر آمادہ کرنا ہے ہو سکتا ہے ویلرس اور حاکم تدمر میں کوئی دشمنی ہو اور اس کے تحت ویلرس نے مجھے صرف اس لئے قید کیا ہو کہ حاکم تدمر اسلامی لشکر سے صلح کر کے اپنی حکومت کو بحال نہ رکھ سکے بلکہ اسلامی لشکر فاتحانہ تدمر میں داخل ہو اور حاکم تدمر سے میرے ساتھ برتاؤ کا انتقام بھی لے اگر ایسا ہے تو مجھے ویلرس کی ذہانت اور حاکم تدمر کی حالت پر یکساں افسوس ہے۔

عامر اتنا ہی سوچ پایا تھا کہ ایک دھماکہ کے ساتھ دروازہ کھلا لیکن اس کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ دروازہ کھولنے والا ویلرس نہیں بلکہ میریا تھی۔ عامر اور میریا دونوں چند لمحوں تک ایک دوسرے کو حیرت سے دیکھتے رہے اور پھر میریا نے سکوت کو توڑتے ہوئے کہا عامر شاید تم نے

مجھے پہچانا نہیں۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پہچانتا کیوں نہیں۔ میریا کوئی اپنے محسن کو بھی بھولتا ہے۔ تم مجھے قید سے رہائی دے چکی ہو۔ اور... میریا نے برجستگی سے کہا اور اتفاق سے آج پھر تم قید میں ہو اور میں تم کو قید سے رہائی دلانے کے لئے آئی ہوں۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا میریا تم کہاں تک مجھکو قید سے آزادی دلاتی رہو گی۔

میریا نے ہنستے ہوئے کہا ہر ایک کا اپنا اپنا کام ہوتا ہے تمہارا کام قید میں رہنا ہے اور میرا کام قید سے رہائی دلانا۔ مجھے امید ہے کہ تم کو مجھ پر اعتماد ضرور ہے اس لئے تم فوراً میرے ساتھ آجاؤ باتوں میں وقت ضائع کرنے کا موقع نہیں ہے۔ اتنا کہہ کر جولیا کمرہ سے باہر نکل گئی اور عامر بھی اس کے پیچھے پیچھے ہو لیا۔

مختلف کمروں اور برآمدوں سے گذرتے ہوئے میریا اور عامر ایک وسیع کمرہ کے سامنے پہونچ گئے جہاں میریا نے ایک لمحہ توقف کرکے عامر کی طرف دیکھا عامر کو یہ پہچاننے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ وہ وہی کمرہ تھا جس میں عامر اور اس کے ساتھیوں نے حاکم تدمر اور ویلرس سے ملاقات کی تھی اور جہاں ویلرس نے اس کو قید کیا تھا۔ یہ بھی عامر کو ایک عجیب اتفاق سا معلوم ہوا کہ جس کمرہ میں ویلرس نے اس کو قید کیا تھا میریا اس کو رہائی دلانے کے لئے اس کو اسی کمرہ میں لے کر آئی تھی۔

میریا اور عامر کمرہ میں داخل ہو گئے۔ حاکم تدمر اور اس کے مشیر وہاں پہلے سے موجود تھے۔ حاکم تدمر کے اشارہ پر میریا اور عامر اس کے قریب ہی بیٹھ گئے۔ میریا نے حاکم تدمر سے سوال کیا۔ "کیا ہمارے فوجی ابھی تک ویلریس اور جولیا کو نہیں لائے۔" حاکم تدمر نے تو پہلے نفی میں سر ہلایا پھر بہت ہی مایوسی کے لہجہ میں بولا۔ نہیں میری بیٹی وہ جولیا اور اپنے ساتھیوں کو لیکر پہلے ہی فرار ہو چکا ہے اور اب ہمارے فوجیوں کا ایک دستہ اس کے تعاقب میں روانہ ہو چکا ہے۔ میریا نے عامر کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔ آخر ہمارے فوجی اس کا سراغ تو نہ لگا پائیں گے یہ گروہ بہت مکار ہے اور اس وقت تک کہیں نہ کہیں پہونچ چکا ہو گا لیکن یہ بھی کم خوشی کی بات نہیں ہے کہ وہ یہاں سے دور ہو گیا۔

حاکم تدمر نے گھبراہٹ کے لہجہ میں کہا۔ وہ تو دفعان ہو گیا لیکن اسکی پیدا کی ہوئی مصیبت ہمارے سر پر آ ہو بچی ہے۔ ایک طرف تو اسلامی لشکر نے ہمارے قلعہ پر اپنے حملہ میں غیر معمولی شدت اختیار کر لی ہے اگر وہ فاتحانہ قلعہ میں داخل ہوئے تو ظاہر ہے کہ ہمارے آدمی ان کے کشت و خون سے پناہ نہ پا سکیں گے کیونکہ ہمارے قلعہ میں ان کی سفارت کے ساتھ انتہائی برا سلوک کیا گیا ہے۔ اور دوسری طرف ویلریس کی کارستانیوں سے شہر میں جو بے چینی پھیلی ہوئی ہے وہ محاصرہ کی تکالیف کی وجہ سے اور بڑھ گئی ہے شہری بغاوت پر آمادہ ہو گئے ہیں اور ابھی ابھی ہمارے جاسوس یہ اطلاع لے کر آئے ہیں کہ باغیوں کا ایک بہت بڑا گروہ قلعہ کی طرف بڑھتا آ رہا ہے۔ میریا نے بڑی سنجیدگی سے جواب دیا۔ گھبرانے کی کوئی بات نہیں ہے ویلریس کے خلاف میں نے ہی شہر میں بغاوت کے جذبات کو برانگیختہ کر آیا ہے اور میں ہی ان کے

جذبات کو سلطان بھی کروں گی شہر کے باغی اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ ان کے لئے اسلامی لشکر کی برہمی کے اسباب خود ویلرس نے پیدا کئے ہیں اور جب ان کو معلوم ہو جائے گا کہ ویلرس فرار ہو چکا ہے تو وہ ویلرس کی تلاش میں قلعہ پر یورش کرنے کے بجائے شہر کے گرد و نواح میں چاروں طرف پھیل کر ویلرس کی تلاش میں لگ جائیں گے میں ابھی قلعہ سے باہر جا کر اپنے ساتھیوں کی مدد سے باغیوں کو اصل حالت سے آگاہ کراتی ہوں۔ اور جہاں تک اسلامی لشکر کے حملوں میں شدت کا سوال ہے مجھے یقین ہے کہ قلعہ میں اسلامی لشکر کے فاتحانہ داخل ہونے سے قبل ہمارے اور ان کے درمیان صلح ہو جائے گی۔ عامر تمام حالات سے واقف ہو چکے ہیں اور یہ صلح کرانے میں ہماری مدد ضرور کریں گے۔ اور پھر میریا نے عامر سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ لیکن عامر کیا تم قلعہ سے باہر نکل کر اسلامی لشکر کو ہماری طرف سے صلح کا پیغام پہونچاؤ گے۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ یقیناً میں اس کو اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ میریا نے اچانک چونک کر کہا کچھ شور سنائی دے رہا ہے میرا خیال ہے کہ باغی قلعہ سے قریب آتے جا رہے ہیں اب مجھے وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ اگر قسمت میں ہوا تو پھر کبھی ملاقات ہوگی۔ جاؤ عامر تم بھی اپنے کام پر روانہ ہو جاؤ۔

میریا اتنا کہہ کر جواب کا انتظار کئے بغیر تیز تیز قدموں سے باہر چلی گئی

مصالحت

عامر نے حاکم تدمر کے ساتھ اونچے برج پر پہونچ کر سفید جھنڈا لہرا دیا اور اسلامی لشکر نے تیروں کی بارش اور حملہ روک دیا۔ جنگ کی شدت کم ہوتے ہی عامر حاکم تدمر کے ہمراہ قلعہ کے پھاٹک سے باہر نکل کر اسلامی لشکر میں پہونچا سپہ سالار خالد نے عامر کو دیکھ کر سجدہ شکر ادا کیا اور اس سے حالات دریافت کئے۔

عامر نے سپہ سالار خالد سے کہا کہ جس وقت وہ اسلامی لشکر سے روانہ ہو کر تدمر کی سفارت پر گیا تھا اس سلسلہ میں قلعہ میں اس کی گرفتاری تک کے واقعات تو آپ سلمان سے سن چکے ہوں گے اور اس کے بعد کے واقعات میں عرض کرنا چاہتا ہوں۔ عامر نے تمام واقعات تفصیل کے ساتھ سنائے۔

سپہ سالار خالد نے عامر سے تمام حالات سننے کے بعد کہا کہ تمھارے بیان سے پتہ چلتا ہے کہ اس رومی سپہ سالار دیلرس نے ارک میں جو خباثت کی تھی تدمر میں اس سے بھی زیادہ خباثت کا اس نے ثبوت دیا ہے۔ اور غیر آئینی وغیر قانونی طور پر اسلامی لشکر کے سفیر کو گرفتار اور قید کر کے اس نے ایک ایسا جرم کیا ہے جس کی سزا اس کو

اسلامی لشکر کے ہاتھوں جلد یا بدیر بھگتنا ہی پڑے گی۔ اس نے تم کو قید میں رکھ کر خود کو اسلامی لشکر کا مغرور مجرم بنا لیا ہے اور اب وہ جب بھی ہمارے ہاتھ لگے گا اسکو اپنے اس جرم کی سزا بھگتنی ہی پڑے گی۔ حضرت خالد نے حاکم تدمر کی طرف مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ عامر کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے کہ تم ابتدا ہی سے مصالحت کے حق میں تھے لیکن جس طرح ویلرس نے حاکم ارک کو مصالحت سے باز رکھنے کی کوشش کی تھی اسی طرح اس نے تم کو بھی مصالحت سے رد کا۔ یہ حاکم ارک اور ارک کے باشندوں کی خوش نصیبی تھی کہ حاکم ارک ویلرس کی باتوں سے قطعی متاثر نہ ہوا اور اس نے ہماری سفارت ہی سے صلح کر لی تھی۔ لیکن یہ تمہاری اور تدمر کے باشندوں کی بدنصیبی اور عاقبت نااندیشی تھی کہ تم کسی نہ کسی درجہ میں ویلرس سے متاثر ہو کر بلکہ تم ویلرس سے کسی نہ کسی درجہ اس قدر مجبور بھی ثابت ہوئے کہ تمہارے حاکم ہوتے ہوئے اس نے ہمارے سفیر کو گرفتار اور قید کیا۔

حاکم تدمر نے عاجزی کے ساتھ کہا اے سپہ سالار حقیقت یہ ہے کہ ویلرس روم کے شہنشاہ ہرقل کا منہ لگا خوشامدی ہے اور اس سے اس علاقہ کے تمام حاکم خائف ہیں کیونکہ وہ جس کا بھی دشمن ہو جائے اس کو شہنشاہ ہرقل کے ذریعہ نقصان پہونچا سکتا ہے اس خوف سے میں اس کی کارروائیوں کو ناجائز سمجھتے ہوئے بھی خاموش رہنے پر مجبور تھا۔ آپ کے سفیر عامر کو بھی در اصل میں تو نہیں بلکہ ویلرس ہی نے گرفتار کیا تھا اور یہ اس کے آدمیوں کی حراست میں تھے۔ خالد نے سختی کے ساتھ جواب دیا۔ تدمر کے حاکم ہوتے ہوئے تم یہ کہنے کا حق نہیں رکھتے کہ تدمر میں ہمارے کسی آدمی کے ساتھ جو سلوک ہوا وہ تمہاری طرف سے نہیں بلکہ کسی دوسرے شخص کی طرف سے تھا۔ ویلرس کی تمام کارروائیاں تم سے اور صرف تم سے منسوب کی جائیں گی کیونکہ تدمر کا حاکم ویلرس نہیں

بلکہ تم ہو۔ ہمارے سفیر کو خواہ ویلرس نے گرفتار کیا ہو خواہ کسی اور نے لیکن ہم یہی سمجھیں گے کہ اسکو حاکم تدمر نے گرفتار کیا اور تم ہماری نگاہوں میں اور انصاف کی نگاہوں میں اس ذمہ داری سے ہرگز بری نہیں ہو سکتے۔ حاکم تدمر نے کہا۔ اے سپہ سالار آپ کا ارشاد درست اور بجا ہے۔ میری مجبوریاں صرف میری ذات تک ہیں کوئی دوسرا مجھے ان مجبوریوں کے لئے بری الذمہ ہرگز قرار نہ دے گا۔ مجھے اس بات کا بھی احساس تھا اور یہی وجہ تھی کہ میں نے خفیہ طور پر اپنے فوجیوں کو بھی عامر کے گرد متعین کر رکھا تھا اور میں نے خاص طور پر ان کو ہدایت کر دی تھی کہ خبردار عامر پر کوئی سختی نہ ہونے پائے اگر ویلرس یا اس کے آدمی عامر پر کوئی سختی کریں تو میرے آدمی فوراً مداخلت کر کے ان کو ایسا کرنے سے روک دیں۔ میں نے اپنے آدمیوں کو یہ ہدایت بھی کر دی تھی کہ کسی وقت عامر کو وہ ویلرس کے ساتھ باہر نہ جانے دیں اور یہی وجہ ہے کہ ویلرس فرار ہوتے ہوئے عامر کو نہیں لے جا سکا۔ اگر وہ عامر کو بھی لیکر فرار ہو جاتا تو یقیناً ہم اور تدمر کے باشندگان مصیبت میں پڑ جاتے۔

خالد نے فیصلہ کن انداز میں کہا۔ کیسی کچھ مصیبت میں پڑ جاتے تم۔ اگر ویلرس عامر کو لیکر فرار ہو جاتا اور تم عامر کو رہا کر کے ہمارے پاس پہونچانے کی قدرت نہ رکھتے تو پھر ہم سے تمہاری مصالحت کا کوئی سوال ہی باقی نہیں رہ جاتا۔ اور فاتحانہ انداز میں اسلامی لشکر کے تدمر میں داخل ہونے کا انجام تمہاری معزولی۔ تمہاری اسیری اور شہر کی لوٹ مار کے سوا اور کیا ہو سکتا۔ اب یہ تو در اصل تمہاری دور اندیشی تمہارے کام آئی کہ تم نے عامر پر نگاہ رکھی اور اس کو ہمارے حوالہ کر سکے۔ ورنہ جب تک عامر کو واپس نہ کیا جاتا اس وقت تک کسی بھی مورچہ اور کسی بھی قلعہ پر ہم کسی سپہ سالار اور کسی حاکم سے کسی بھی شرط پر صلح نہ کرتے۔ صلح کے لئے ہماری پہلی شرط یہی ہوتی کہ ہمارے سفیر کو واپس کرو۔

بخیر گذشت

تدمر کے باشندے اس بات پر بیحد خوش اور مطمئن تھے کہ رسیدہ بود بلائے ولے بخیر گذشت اسلامی لشکر اور حاکم تدمر کے درمیان مصالحت کے نتیجہ میں اسلامی فوج تدمر میں داخل ہو چکی تھی لیکن بالکل اس پُرامن طریقے پر جیسے کہ ادرک میں داخل ہوئی تھی۔ شہر میں چہل پہل معمول پر آ گئی تھی بلکہ معمول سے بھی کچھ زیادہ تھی تدمر کے باشندے اب تمام حالات سے پوری طرح آگاہ ہو گئے تھے ان کو معلوم ہو گیا تھا کہ ویلرس نے ان کو تباہ کرنے کیلئے کیا سازش کی تھی۔ ویلرس کے خلاف ان کے غم و غصہ کی انتہا نہ تھی اور اب وہ اچھی طرح محسوس کر رہے تھے کہ ویلرس عامر کو اپنے سازشے کر بھاگ جانے میں کامیاب ہو گیا ہوتا تو اس وقت تدمر کے باشندے خاک و خون میں تڑپ رہے ہوتے۔

تدمر کے باشندوں کو اس بات کا بھی علم ہو گیا تھا کہ حاکم تدمر ویلرس کے ہاتھوں کس طرح مجبور ہو گیا تھا اور اب ان کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ان کی جانیں بچانے میں سب سے بڑا کام میریا نے کیا تھا جو حاکم تدمر کی بھتیجی ہے وہ جوق در جوق تدمر کے قلعہ میں پہنچ رہے تھے تاکہ وہ میریا کا شکریہ ادا کریں لیکن یہ معلوم کر کے مایوسی ہوتی کہ میریا قلعہ میں موجود نہیں ہے۔ حاکم تدمر بھی یہ تبلیغ

سے قائم تھا کہ وہ کہاں گئی لیکن حاکم تدمر اور تمام باشندوں کو اس بات کا پورا یقین تھا کہ
میریا جہاں کہیں بھی ہو گی لوگوں کے لئے کچھ بہتر ہی کام کر رہی ہو گی اس کے باوجود لوگوں
کو تشویش صرف اس بات کی تھی کہ میریا دیلرس کے ہاتھوں میں نہ پہونچ گئی ہو اور مصیبت
میں نہ پڑ گئی ہو دیلرس کے خلاف تدمر کے عوام کا غم و غصہ اپنی انتہا پر تھا اور شہر کے سر بر
آوردہ لوگوں نے بیٹھ کر اس سلسلہ میں غور کیا اور کسی فیصلہ پر پہونچنے کے بعد حاکم تدمر
کی صلاح سے شہر کے معززین کا ایک وفد اسلامی لشکر کے سپہ سالار حضرت خالد کی خدمت میں
پہونچا۔ اس وفد کے قائد نے سپہ سالار خالد کو پہلے تو مفصل واقعات بتائے کہ کس طرح
غیر آئینی اور غیر قانونی طور پر دیلرس نے عامر کو قید کر کے اہل تدمر کی تباہی کا سامان پیدا کر دیا
تھا اور اس کے بعد سپہ سالار خالد کو اس بات کی طرف توجہ دلائی کہ اسلامی لشکر اور تدمر
کے درمیان صلح ہو جانے کے بعد اب تدمر کے عوام کو اپنے اوپر زیادتی کرنے والوں کے خلاف
اسلامی لشکر کے سپہ سالار سے شکایت کرنے کا حق پہونچتا ہے۔ وفد نے حضرت خالد سے کہا
کہ وہ دیلرس کے خلاف شکایت لے کر آئے ہیں ان کا مطالبہ ہے کہ اسلامی لشکر دیلرس
کو گرفتار کرنے کی کوشش کرے اور جب دیلرس گرفتار ہو جائے تو اس کے خلاف
کارروائی کرتے وقت اہل تدمر کی شکایت کو بھی ملحوظ رکھا جائے۔ کیونکہ دیلرس نے تدمر
کے بے گناہ باشندوں کے خلاف سازش کا ایسا جال بچھا دیا تھا کہ اگر حسن اتفاق سے
واقعات خود ہی یا میریا کی کوششوں سے ہمارے حق میں نہ ہو جاتے تو اس وقت تک
شہر کے بہت سے باشندے موت کے گھاٹ اتر چکے ہوتے ان سب کی موت کی ذمہ
داری صرف دیلرس پر ہوتی۔

سپہ سالار خالد نے باشندگان تدمر کے وفد کی شکایت کو پوری توجہ اور ہمدردی

سے سنا اور کہا یا کہ والیس اسلامی لشکر سے بھی بدعہدی کا جرم کر چکا ہے اور جب وہ ہمارے ہاتھ لگے گا تو ہم اس کے خلاف ضروری کاروائی کریں گے؛ ورنہ تدمر کے باشندوں کے ساتھ اس نے جو مجرمانہ سازش کی ہے اس کے لئے بھی اس کو کیفر کردار کو پہونچایا جائیگا

تدمر کے وفد کے واپس جانے کے بعد سپہ سالار خالد نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ شروع کیا۔ ان حالات پر غور کرنے کے بعد اسلامی لشکر اس نتیجہ پر پہونچا کہ اس علاقہ کے باشندے تو یقینا امن و صلح چاہتے ہیں لیکن جو حاکم ان پر مسلط ہیں وہ ان کو جنگ میں دھکیل کر اپنا اقتدار برقرار رکھنے کی کوششوں میں مصروف ہیں اور ان حاکموں پر اثر روم کے شہنشاہ ہرقل اور اس کے بھائی تھیوڈورس کا ہے جو اس علاقہ میں رومی لشکر کا سپہ سالار اعظم ہے۔ اور جو چاہتا ہے کہ رومی فوجیں اسلامی لشکر کا مقابلہ کریں اور کسی مقام پر اسلامی لشکر سے صلح نہ کی جائے۔ اس بات پر اسلامی لشکر کا ہر ایک سردار راضی متفق تھا۔ اور ہر ایک کی رائے یہ تھی کہ اسلامی لشکر کو وقت ضائع کئے بغیر اور رومیوں کو مزید تیاریوں کا موقع دئے بغیر آئندہ مورچہ پر فوراً حملہ کر دینا چاہئے۔

سپہ سالار خالد بھی سرداروں کی اس رائے سے متفق تھے چنانچہ انھوں نے اسلامی لشکر کو تدمر سے فوراً کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

اسلامی لشکر بغیر کسی روک ٹوک اور بغیر کسی مزاحمت کے آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ قرتیین کے قریب پہونچ کر رومیوں کے ایک بڑے لشکر نے راستہ روک دیا۔ اور اسلامی لشکر رومیوں کے لشکر سے کچھ دور سامنے کی طرف خیمہ زن ہو کر مورچہ بندی میں مصروف ہو گیا۔

عامر سلمانی اور ان کے ساتھیوں نے رات کے اندھیرے میں رومیوں

سے لشکر میں سراغرسی کرنے کے نتیجہ میں یہ معلوم کر لیا کہ اب کسی مورچہ پر مصالحت کا کوئی امکان باقی نہیں رہ گیا۔ کیونکہ اب رومی لشکر روم کے شہنشاہ ہرقل کے بھائی تھیوڈورس کی قیادت میں جنگ پر آمادہ تھا۔ تھیوڈورس خود قریتین کے قلعہ میں موجود رہے اور وہیں سے اپنے لشکر کی ترتیب کر رہا ہے۔ قلعہ سے باہر میدان میں نکل کر رومیوں کا جو لشکر اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے کے لئے صف آرا ہو رہا ہے اس کی کمانڈ تھیوڈورس نے ویلرس کو دی ہے اور قلعہ کے باہر ویلرس رومیوں کی جو فوج لئے ہوئے پڑا ہے اس کی تعداد اسلامی لشکر کی تعداد سے تقریباً چار گنا ہے۔

ان حالات کو سن کر سپہ سالار خالد نے اسلامی لشکر کی ترتیب اور مورچہ بندی شروع کر دی۔ انھوں نے پوری فوجی قابلیت اور جنگ کی مہارت کے ساتھ مورچہ بندی کی۔ سپہ سالار نے اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کو یہ ہدایت بھی کی کہ جب قلب لشکر جنگ میں مصروف ہو اس وقت وہ خندقیں کھود کر اور پشتے بنا کر ان کی آڑ میں ہوتے ہوئے برابر آگے بڑھتے جائیں لیکن رومی لشکر پر اس وقت تک حملہ آور نہ ہوں جب تک ان کو میرا حکم نہ پہونچ جائے۔ چنانچہ سپہ سالار خالد کے حکم سے جتنے فاصلہ پر رومی لشکر کی حد نگاہ سے دور رہا اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ دستے نے خندقیں کھود کر اور پشتے بنا کر آگے بڑھتے کا کام شروع کر دیا تھا۔

اسلامی لشکر اور رومی لشکر دو روز تک ایک دوسرے کے مقابل صف آرا رہے لیکن دونوں میں کسی نے حملہ کرنے میں پہل نہ کی۔ سپہ سالار خالد نے حملہ کرنے میں اس لئے تامل کیا تھا کہ انھوں نے میمنہ اور میسرہ کے دستوں کو جو کام سپرد کیا تھا۔ وہ کسی حد تک انجام پا جائے۔ چنانچہ دو روز کے اندر حد نگاہ سے دور میمنہ اور میسرہ کے

دستے کافی آگے بڑھ گئے تھے۔ اور اب سپہ سالار خالد نے رومی لشکر پر حملہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔

تیسری صبح کو بعد نماز فجر اسلامی لشکر نے اللہ تعالیٰ سے فتح و نصرت کے لئے دعا کی اور اس کے بعد حملہ شروع کر دیا۔ رومی لشکر بھی آگے بڑھا پہلے دونوں جانب سے تیروں کی بارش ہوئی۔ فریقین کے قلعہ پر سے بھی تیر برسائے گئے لیکن اسلامی لشکر قلعہ سے اتنے زیادہ فاصلہ پر تھا کہ قلعہ سے پھینکے گئے تیر اسلامی لشکر تک نہ پہونچ سکے بلکہ خود رومی لشکر کے لوگوں ہی پر گرے اور اسی لئے قلعہ پر تیروں کی بارش جلد ہی بند ہو گئی۔ اسلامی لشکر نے پیشقدمی کی اور رومی لشکر بھی کچھ آگے بڑھا اور جلد ہی دست بدست جنگ شروع ہو گئی۔

سپہ سالار خالد نے عامر اور سلمان کو کسی خاص کام کیلئے خود اپنے ساتھ روک رکھا تھا۔ وہ بار بار عامر کو میمنہ کی طرف اور سلمان کو میسرہ کی طرف روانہ کرتے اور وہ دونوں دستوں کی پیشقدمی کی کیفیت معلوم کرتے۔

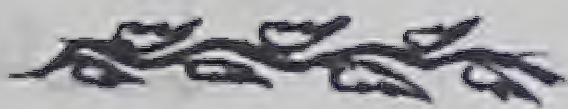
سہ پہر سے کچھ قبل عامر اور سلمان دونوں نے میمنہ اور میسرہ سے واپس آکر حضرت خالد کو اطلاع دی کہ یہ دونوں دستے اس حد تک آگے بڑھ چکے ہیں اور وہ رومی لشکر کے عقب میں اتنا دور پہونچ چکے ہیں کہ اگر وہ دائیں اور بائیں طرف ہٹ کر سامنے آجائیں تو رومی لشکر کے عقب میں ان کا فاصلہ رومی لشکر سے اتنا ہی ہو گا جتنا کہ ابتدا میں ہمارا فاصلہ رومی لشکر سے تھا۔

یہ اطلاع سن کر سپہ سالار خالد کا چہرہ خوشی سے کھل اٹھا اور انھوں نے عامر اور سلمان سے کہا کہ فوراً واپس جائیں اور دونوں دستوں سے کہیں کہ وہ خندقیں اور

پشتوں کی آڑ سے باہر نکل کر رومی لشکر پر پشت سے حملہ کر دیں۔

تھوڑی ہی دیر میں سپہ سالار خالد کو معلوم ہوگیا کہ میمنہ اور میسرہ نے رومی لشکر پر پیچھے سے حملہ کر دیا ہے کیونکہ رومی لشکر گھبرا کر پیچھے کی طرف ہٹنے لگا تھا۔ سپہ سالار خالد کو اسی بات کا انتظار تھا اور انھوں نے رومی لشکر کو پیچھے ہٹتے اور عقب سے حملہ کرنیوالوں کی طرف متوجہ ہوتے دیکھکر اسلامی لشکر کو للکارا کہ وہ پوری شدت سے حملہ کر دیں۔ اسلامی لشکر بے جگری سے رومیوں پر ٹوٹ پڑا اور کشتوں کے پشتے لگا دیے۔ رومی لشکر پر دو طرف سے زبردست حملہ ہوگیا تھا جس سے لشکر اور اسکے مددگار گھبرا گئے تھے۔ ان کے سروں پر موت منڈلا رہی تھی اور بھاگنے کی راہ ڈھونڈھ رہے تھے۔

آفتاب غروب ہو رہا تھا اور رومیوں کے پاؤں اکھڑ چکے تھے کہ اچانک قلعہ سے تیروں کی بارش شروع ہو گئی۔ اور رولیس اپنے چند فوجیوں کے ہمراہ بھاگ کر قلعہ کے اندر داخل ہو گیا اور قلعہ کا پھاٹک بند ہو گیا۔ جو رومی باہر رہ گئے تھے ان میں بہت سے قتل ہوئے اور کچھ اسلامی لشکر کی حراست میں آگئے۔ اور اس طرح تیسرے دن کی جنگ کا خاتمہ ہوا۔



مقابلہ ہو

طلوع آفتاب کے ساتھ اسلامی مجاہدین نے دیکھا کہ قلعہ کے باہر میدان میں، کل سے زیادہ تعداد میں رومی فوجی موجود تھے ۔ رات ہی رات میں ویلیرس نے قلعہ سے تازہ دم فوجیں کونے کر میدان میں پہونچایا اور اپنا مورچہ قائم کر لیا ۔
آج کی جنگ میں میمنہ دستہ اور میسرہ دستہ کے آگے بڑھتے رہنے کا سوال ختم ہو گیا تھا کیونکہ گذشتہ روز کے تلخ تجربہ سے ویلیرس پر یہ بات واضح ہو گئی تھی کہ اسلامی لشکر کے دائیں اور بائیں کے دستے خندقوں میں ہوتے ہوئے اور پشتوں کے پیچھے چھپے ہوئے رومی لشکر کے عقب میں پہونچ گئے تھے اور انہیں کا اچانک حملہ رومیوں کی شکست کا سبب بنا تھا ۔ چنانچہ آج پہلے ہی سے ویلیرس نے اپنے لشکر کو ایک نیم دائرہ کی شکل میں ترتیب دیا تھا تاکہ جب رومی لشکر سامنے اسلامی لشکر سے مقابلہ کرے تو اسکے دائیں اور بائیں دستے اسلامی دستوں کو آگے کر سکتے اور عقب میں پہونچنے سے روکے رہیں ـــــ اس طرح اسلامی لشکر کی ترتیب نے آج کی جنگ کا نقشہ بدل دیا تھا ۔
اسلامی لشکر نے پوری شدت سے حملہ کیا اور جم کر دست بدست جنگ شروع ہو گئی ۔ تمام دن جنگ جاری رہی اور اس کے باوجود کہ اسلامی مجاہدین نے

کثیر تعداد میں رومی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ رومی لشکر برابر مورچہ پر جما رہا اور قلعے سے تازہ دم رومی فوجیوں کی آمد کا سلسلہ جاری رہا۔ اور آفتاب غروب ہونے کے بعد جنگ موقوف ہوئی۔

دوسرے دن پھر جنگ کی وہی کیفیت رہی۔ دوپہر تک اسلامی لشکر کے مجاہدین رومیوں پر برابر حملہ کرتے رہے اور ہر حملہ میں بہت سے رومی فوجی موت کے گھاٹ اتر جاتے۔ لشکر اسلام کے سپہ سالار خالد نے اپنے لشکر میں خاص ہدایت کرائی تھی کہ شام تک جنگ کا یہی انداز قائم رکھا جائے۔ اور غیر ضروری شدت نہ پیدا کی جائے۔ چنانچہ غروب آفتاب تک مقابلہ ہوتا رہا اور اسلامی لشکر برابر رومیوں کو موت کے گھاٹ اتارتا رہا۔

تیسرے دن بھی سپہ سالار خالد نے حکم دیا کہ جنگ میں شدت پیدا کرنے کی کوشش نہ کی جائے اور مجاہدین سابقہ روز کی طرح حملے جاری رکھیں۔ ظہر کی نماز کے بعد سپہ سالار خالد نے پچاس مجاہدین کو منتخب کرکے اپنے ساتھ لیا۔ اور سب کے سب نیزے تانے ہوئے اور تلواریں چلاتے ہوئے اس تیزی سے آگے بڑھے کہ وہ رومی لشکر کو کاٹ کر اپنا راستہ اس طرح بناتے گئے جیسے کوئی جنگل میں جھاڑیوں کو کاٹ کر راستہ بنالے اور پہلی ہی یورش میں حضرت خالد اور ان کے ساتھی۔۔۔ رومی لشکر کو دو حصوں پر منقسم کرتے ہوئے رومی لشکر کے عقب میں پہونچ گئے اور عقب سے شدت کے ساتھ حملہ کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ رومی فوجی گھبرا گئے۔ ان کے پاؤں اکھڑ گئے اور انھوں نے سراسیمہ ہو کر بھاگنا شروع کر دیا۔ رومی لشکر کی یہ حالت دیکھ کر اسلامی لشکر نے اب پوری شدت سے

حملہ کر دیا۔ اور دن ختم ہوتے ہوتے پورا رومی لشکر بھی ختم ہو چکا تھا لیکن ویلریس اور اس کے کچھ ساتھی پہلے ہی بھاگ کر قلعہ کے اندر پہونچ چکے تھے اور اس طرح اس روز کی جنگ کا خاتمہ ہوا۔

آج سپہ سالار خالدؓ نے اسلامی مجاہدین کو واپس اپنے خیموں میں جانے کی اجازت دینے کے بجائے یہ حکم دیا کہ وہ اپنے خیموں کو آگے بڑھا کر نصب کریں۔ حضرت خالدؓ نے صرف اس بات کا لحاظ رکھا کہ اسلامی مجاہدین کے خیمے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر ضرور رہیں کہ قلعہ سے چلائے گئے تیر ان خیموں تک نہ پہونچ سکیں۔ ـــ اس کے علاوہ لشکر کے چار حصے کر کے رات کے چاروں پہر کے لئے ایک ایک حصہ کو متعین کرایا جو پہرہ دیتا رہا اور یہ دیکھتا رہا کہ رومی فوجیں قلعہ سے نکل کر میدان میں نہ آنے پائیں۔

پچھلے پہر رومی لشکر کے کچھ دستوں نے قلعہ سے باہر نکلنے کی کوشش کی تھی لیکن اسلامی لشکر کے اس حصہ نے جو اس وقت پہرہ پر تھا جھپٹ کر حملہ کر دیا اور رومی فوجوں کو پھر قلعہ میں واپس جانا پڑا ـــ اس انتظام کا نتیجہ یہ ہوا کہ جب صبح ہوتی اور چاروں طرف روشنی پھیل گئی تو اسلامی مجاہدین یہ دیکھ کر خوش ہو گئے کہ رومی لشکر میدان میں موجود نہ تھا۔ وہ صرف قلعہ کی برجیوں سے تیر اندازی کرتے رہے

سپہ سالار خالدؓ نے لشکر کے ایک حصہ کو اس کام پر مامور رکھا کہ وہ قلعے کے پھاٹک پر نگاہ رکھیں اور رومی فوجوں کو قلعہ سے باہر نکل کر میدان میں نہ آنے دیں اور بقیہ لشکر کو ہدایت کی کہ وہ قلعہ پر سے چلائے جانے والے تیروں سے محفوظ رہ کر قلعہ پر تیر چلاتے رہیں۔ جب قلعہ پر سے تیروں کی شدید بارش ہوتی تو اسلامی لشکر قلعہ سے

کافی فاصلہ پر ہٹ کر محفوظ رہتا اور جب قلعہ پر سے تیروں کی بارش میں شدت کچھ کم ہو جاتی تو اسلامی مجاہدین آگے بڑھکر قلعہ پہ تیروں کی بارش کر دیتے اور پھر واپس آ جاتے ۔ حملہ کے اس انداز کا اچھا نتیجہ برآمد ہوا اور تمام دن کی جنگ کے بعد اسلامی مجاہدین کو یہ اندازہ لگا کر بڑا اطمینان ہوا کہ وہ تو رومیوں کے تیروں سے محفوظ رہے لیکن ان کے تیروں نے قلعہ پر مورچہ لگائے ہوئے بہت سے رومیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا ۔

دوسرے دن بھی جنگ کا یہی سلسلہ جاری رہا لیکن آج سپہ سالار خالد اس جنگ سے علیحدہ فوج کی کسی نئی ترتیب میں مشغول تھے انہوں نے چار چار کی قطاریں دور تک اسلامی مجاہدین کی ایک صف کھڑی کر لی ۔ جس کا رخ قلعہ کے پھاٹک کی جانب تھا ۔ یہ کام انہوں نے ظہر سے قبل انجام دے لیا تھا اور ظہر کی نماز کے بعد انہوں نے اس دستہ کو جو قلعہ سے باہر نکلنے والوں کا مقابلہ کرنے کے لئے کھڑا تھا ۔ کسی قدر پیچھے ہٹنے کا حکم دیا ۔ اور یہ دستہ برابر پیچھے ہٹتا گیا ۔ اس دستہ کے ہٹتے ہی رومی لشکر نے بہت غنیمت سمجھا اور راستہ صاف دیکھ کر قلعہ کا دروازہ کھول دیا اور رومی فوج قلعے سے باہر نکلنا شروع ہو گئے ۔ لیکن ابھی اتنا میں اسلامی لشکر میں فلک شگاف نعرۂ تکبیر بلند ہوا اور ساتھ ہی حضرت خالد کے پیچھے پیچھے لشکر کا وہ طویل سوار دستہ جس کو حضرت خالد نے صبح سے ایک لمبی قطار کی شکل میں ایستادہ کر رکھا تھا تیر کی طرح قلعہ کے پھاٹک پر پہونچا اور ریلا کی طرح دروازوں میں داخل ہوتا چلا گیا ۔ ساتھ ہی اسلامی لشکر بھی پھاٹک پر داخل ہو گیا اور قلعہ کے اندر شہر قریتین میدان جنگ بن گیا ۔ ابھی

آفتاب غروب بھی نہ ہوا تھا کہ شہر میں کشتوں کے پشتے لگ گئے اور شہر اور قلعہ پر اسلامی لشکر کا قبضہ ہو گیا۔

دو تین روز کے اندر اسلامی لشکر نے شہر میں نظم و نسق قائم کیا اور انتظامات کرنے کے بعد لشکر نے پھر پیشقدمی شروع کر دی۔



ملاقات

تدمر سے اچانک غائب ہونے کے بعد لیمریا قرتیین سے باہر ہی باہر گزرتی ہوئی مرج راہط پہونچی۔ وہ مرج راہط اس وقت پہونچ گئی تھی جب اسلامی لشکر نے قرتیین پر حملہ نہیں کیا تھا۔ تدمر سے نکلنے کے بعد ہی لیمریا کو اس بات کا علم ہو گیا تھا کہ ہرقل کے بھائی تھیوڈورس نے قرتیین میں رومی لشکر کی سپہ سالاری ڈیلرس کو سونپ دی ہے اس حالت میں ڈیلرس یہ مناسب نہ سمجھے گا کہ وہ محاذ جنگ پر بھی جولیا کو اپنے ساتھ رکھے۔ ساتھ ہی لیمریا کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ تدمر میں اس نے جو کچھ کیا تھا اسکی اطلاع ڈیلرس نے تھیوڈورس کو دی تھی اور اس طرح لیمریا سلطنت روم کی باغی قرار دی جا چکی تھی اور رومی فوج اس کی تلاش میں تھی۔ ان حالات میں اس کا اپنی اصلی صورت میں موجود رہنا خطرہ سے خالی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے تدمر سے باہر نکلتے ہی راہبہ کا بھیس بدل لیا تھا۔ راہبہ کا بھیس اسکیلئے آسان بھی تھا اور مناسب بھی اس زمانہ کی رسم کے مطابق راہبہ اپنے چہروں پر غازہ وغیرہ ملتی تھیں اس کی وجہ سے لیمریا کے لئے آسانی تھی کہ وہ غازہ وغیرہ کی مدد سے اپنی اصل شکل

میں کافی تبدیلی پیدا کر سکی اور راہبہ کی طرح سر پر بکھرے ہوئے بال اور سفید کسادہ نے اس کی ہیئت اس قدر تبدیل کر دی تھی کہ کافی غور کرنے کے بعد بھی اس کو پہچاننا یقیناً مشکل تھا ــــ اس بھیس میں ایک آسانی اور تھی اور وہ یہ کہ اب تک اسلامی لشکر نے رومیوں کے جتنے مقامات فتح کر لئے تھے ان تمام مقامات کے گرجاؤں سے راہبہ بڑی تعداد میں فرار ہو چکی تھیں ۔ چونکہ اس زمانہ میں راہبہ بننے اور راہبہ بنانے کی رسم زوروں پر تھی اس لئے ایک ایک گرجا میں راہباؤں کی کافی تعداد تھی ۔ اور اب مفتوحہ علاقوں کے گرجوں سے بھاگی ہوئی راہبائیں اتنی زیادہ تعداد میں ادھر ادھر پھر رہی تھیں کہ کسی کو یہ شبہ کرنے کی گنجائش ہی نہ تھا کہ کوئی اصل راہبہ بھی ہے یا نہیں ۔ اگر راہباؤں کی تعداد کم ہوتی تو لوگ ان میں سے اکثر کو جانتے ہوتے اور ان کے علاوہ کسی اور کو دیکھتے تو شبہ کرتے لیکن راہباؤں کی تعداد اتنی تھی کہ اس میں اگر دو چار کا اضافہ ہو جائے تو کسی کو کچھ اندازہ نہ ہو سکے۔

چنانچہ میریا ایک مفرور راہبہ ہی کے بھیس میں مرج راہط میں داخل ہوئی تھی اور وہاں کے بڑے گرجا میں مقیم تھی ۔ اس گرجا میں راہباؤں کی تعداد دس بیس تک پہنچی ہوئی تھی جس میں مختلف مفتوحہ مقامات کے گرجا گھروں سے بھاگی ہوئی راہبائیں بھی تھیں اور چونکہ راہبائیں تارک دنیا ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے ملتی جلتی بھی کم تھیں اس لئے ان میں ایک دوسرے کے ساتھ واقفیت کا بھی کوئی سوال در پیش نہ تھا ــــ اور میریا ارک کے ایک قصبہ کے گرجا کی راہبہ کی حیثیت میں مرج راہط کے بڑے گرجا میں بہت محفوظ و مطمئن تھی ۔ لیکن وہ اپنا زیادہ وقت ادھر ادھر پھرنے اور کسی کو تلاش کرنے میں صرف کرتی تھی وہ بظاہر شہر کے بازاروں

میں خرید و فروخت کرتی نظر آتی لیکن اس کی نگاہیں کسی کی جستجو میں رہتیں ۔ وہ اکثر تفریح گاہوں میں سیر و تفریح کرتی دکھائی دیتی لیکن دراصل وہ وہاں بھی کسی کو تلاش کرتی ہوتی ۔ غرضیکہ وہ تمام دن اسی تلاش اور جستجو میں صرف کر دیتی ۔ وہ دیر دیر تک سوچتی رہتی کہ اس کو اس تلاش اور جستجو میں کہاں کہاں جانا چاہئیے اور پھر مختلف مقامات کے چکر لگاتی ۔ حالانکہ وہ خود بھیس بدلے ہوئے تھی ، اور ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ خود لوگوں کی نگاہوں سے بچنے کی کوشش کرتی لیکن کسی کی تلاش اس کے لئے اس قدر اہم اور ضروری تھی کہ اس کے لئے وہ خود کو علانیہ لوگوں کی نگاہوں میں لانے کا خطرہ مول لیتی رہتی ۔

جس طرح ہر خرابی کے ساتھ کچھ بہتری بھی ہوتی ہے اسی طرح ہر خطرہ میں اطمینان کا کوئی پہلو بھی ضرور ہوتا ہے اور کچھ ایسا ہی واقعہ میریا کے ساتھ بھی تھا ۔ میریا کسی کی تلاش میں بھیس بدلنے کے باوجود علانیہ لوگوں میں گھومتی پھرتی اور اس کی یہی جسارت لوگوں کو اسکی طرف شک و شبہ سے باز رکھتی ۔ اگر لوگ اس میں نگاہوں سے بچنے یا چھپنے کا کوئی انداز محسوس کرتے تو ان کے دلوں میں شبہ پیدا ہوتا کہ یہ لڑکی خود کو چھپانے کی کوشش کر رہی ہے اور وہ اس کے متعلق کچھ سوچنے پر مجبور ہوتے لیکن وہ کسی غیر معمولی انداز کے بغیر لوگوں میں پھرتی رہتی جس کی وجہ سے کوئی بھی اس کی طرف توجہ نہ دیتا اور وہ قطعی محفوظ تھی ۔

میریا کو بھی یہ یقین تھا کہ وہ جسکی تلاش میں ہے وہ اسی شہر میں موجود ہے اور اس لئے وہ اسی شہر میں گھوم پھر رہی تھی میریا کو اس طرح پھرتے ہوئے آج ایک ہفتہ ہو گیا تھا ۔ مگر اس کی جستجو بار آور نہ ہوئی تھی ۔ اس کے باوجود

میریا کو یقین تھا کہ اس کی جستجو صحیح ہے - اور وہ جس کو تلاش کر رہی ہے وہ اسی شہر میں ہے -

مثل مشہور ہے جو ڈھونڈہ یا بندہ - چنانچہ دوپہر کے ڈھلتے ہی میریا کافی تھک کر ایک قہوہ خانہ میں داخل ہوئی - اور اس قہوہ خانے میں ایک فوجی کو ایک گوشہ میں بیٹھا دیکھ کر میریا کی آنکھیں مسرت سے چمک اٹھیں - وہ سیدھی اس فوجی کے پاس پہونچی اور تھکی ہونے کی وجہ سے بیٹھ ستانے لگی -

فوجی نے اپنے قریب ایک راہبہ کو بیٹھا دیکھ کر گردن کو خم کرتے ہوئے اسکا احترام کیا - اور پھر ادب کے ساتھ اسکو قہوہ کی پیشکش کی - میریا نے مسکراتے ہوئے قہوہ کا پیالہ لے لیا اور ایک ہی سانس میں خالی کرتے ہوئے کہا - میں بہت تھک گئی ہوں۔

فوجی نے جواب دیا - واقعی آپ بہت تھکی ہوئی معلوم ہوتی ہیں - ہماری کتنی راہبائیں آج ایسی ہی حالت میں تھکی ہوئی پریشان پھر رہی ہیں کتنے افسوس کی بات ہے میریا نے بڑے اطمینان سے جواب دیا - ہاں ہے تو بڑے افسوس کی بات لیکن کوئی بھی مصیبت ہو ہمیشہ تو قائم نہیں رہتی - آخر کار کٹ ہی جاتی ہے -

فوجی نے میریا کو تعریفی نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا کہ واقعی آپ کو صبر و ضبط کی جو تعلیم دی جاتی ہے وہ رائیگاں نہیں جاتی - آپ واقعی صبر و ضبط کا ایک نمونہ ہیں -

میریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا - میرے متعلق اپنے حسن ظنی کیلئے شکریہ قبول فرمایئے - اور فوجی نے راہبہ کے متعلق کچھ اور تعریفی الفاظ ادا کرتے ہوئے کہا مجھے کچھ ضروری کام ہیں اس لئے میں امید کرتا ہوں

کہ اب مجھے جانے کی اجازت دیں گی ۔

راہبہ نے یہ کہہ کر فوجی کو حیرت میں ڈال دیا۔ میں تمھیں جانے کی اجازت کیسے دے سکتی ہوں جب کہ میں صرف تمہیں سے ملنے کی غرض سے اس شہر میں آج سات روز سے چکر کاٹ رہی ہوں ۔ اور آج تم اتفاق سے مل گئے تو ابھی تم سے کوئی بات بھی نہیں کر سکی ۔

فوجی نے حیرت سے راہبہ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ مجھے افسوس ہے محترمہ آپ کو میرے متعلق غلط فہمی ہو رہی ہے ۔ یقیناً آپ کسی اور کے دھوکے میں مجھ سے مل رہی ہیں میں تو شاید اس سے قبل آپ کو کبھی دیکھا بھی نہیں اور ہم دونوں ایک دوسرے کے لئے قطعی اجنبی ہیں ۔ اس کے باوجود اگر مجھ سے کوئی خدمت لینا ہے تو فرمائیے میں حاضر ہوں ۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا خیر جانے دیجئے اب ہمیشہ کے جانے پہچانے ہوئے اب اجنبی بن گئے تو اجنبی ہوتے ہوئے میری خدمت کیا کر سکیں گے ۔ اور ایک لمحہ کے توقف کے بعد پھر بولی ۔ مارٹن کیا تم واقعی مجھ کو نہیں پہچانتے ۔

فوجی فرط استعجاب سے اچھل پڑا اور انتہائی حیرت سے بولا ۔ نام تو میرا مارٹن ہی ہے لیکن میں نے آپ کو پہلے کبھی نہیں دیکھا پھر آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا ؟

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا ۔

"مارٹن غور سے دیکھو میں ہوں تمہاری بہن میریا ۔

مارٹن نے حیرت سے میریا کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا۔ میریا۔ تم اس بھیس میں۔ تم کو معلوم نہیں حکومت نے تم کو سلطنت روم کا باغی قرار دے دیا ہے؟

میریا نے بڑے اطمینان سے کہا معلوم ہے۔ یہ بھی ڈیلیس کی ایک عنایت ہے جس کا شکریہ میں اکٹھا ہی ادا کروں گی۔ اور اس لئے کہ میں سلطنت روم کی باغی ہوں اس بھیس میں پھر رہی ہوں۔ میں آج سات روز سے اس شہر میں موجود ہوں اور تم کو تلاش کر رہی ہوں۔ جولیا کہاں ہے ؟

مارٹن نے جواب دیا۔ آؤ میریا میرے ساتھ آؤ۔ میں جولیا ہی کے پاس جا رہا ہوں۔ وہ تم سے مل کر بہت خوش ہو گی۔

میریا نے بے صبری سے پھر سوال کیا۔ کہاں ہے جولیا؟

مارٹن نے اطمینان سے جواب دیا۔ آؤ میرے ساتھ آؤ۔ گھبراؤ نہیں تمہارے اوپر کوئی نہ تو شبہ کر سکتا ہے اور نہ کوئی تم کو پہچان سکتا ہے جب میں نہ پہچان سکا تو پھر اور کون پہچان سکے گا۔

میریا اور مارٹن دونوں قہوہ خانہ سے باہر نکل کر ایک طرف روانہ ہو گئے۔

راہبہ

ایک ماہ دن تو میریا نے راہبہ کا بھیس اس قدر مکمل اور کامیاب طور پر اختیار کر رکھا تھا کہ اس پر کسی کو شک و شبہہ نہ ہو سکتا تھا۔ دوسری طرف رومی فوج کے ایک بڑے اور معتمد افسر مارٹن کی حمایت اس کو حاصل تھی اس لئے اب میریا مزاج راہبہ میں بہت مطمئن تھی۔ جولیا جو مارٹن کی نگرانی میں تھی میریا سے مل کر بہت خوش ہوئی اور اس کی آنکھوں میں یہ دیکھ کر خوشی کے آنسو آگئے کہ میریا اس کے لئے مصیبتیں برداشت کرتے اور خطروں میں پڑتے ہوئے یہاں تک اس حالت میں پہونچی تھی کہ وہ سلطنت روم کی باغی قرار پاچکی تھی اور اپنی ہستی کو چھپانے کیلئے راہبہ کا بھیس بدلے ہوئے تھی۔ جولیا میریا کی محبت اور خلوص سے متاثر و مغلوب ہو کر اس سے لپٹ گئی اور دیر تک پھوٹ پھوٹ کر روتی رہی۔ میریا بھی اپنے جذبات پر قابو نہ رکھ سکی اور روتی رہی۔ اور جب کافی رو لینے کے بعد دونوں کے دلوں کی بھڑاس نکل گئی اور وہ دونوں سسکیاں لیتی ہوئی ایک دوسرے سے الگ ہوئیں تو پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر فرط مسرت سے مسکرائیں۔

جولیانے سرگوشی میں کہا۔ میریا۔ کتنی تکلیفیں اٹھائی ہیں تم نے میرے لئے اور کتنی جرات و ہمت سے تم نے میرے اوپر آنے والی مصیبتوں کا مقابلہ کیا مکار اور بزدل وبلیرس نے یعقوڈورس کے کان بھر کر اور اس کے اثر و رسوخ کا غلط اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے تم کو مملکت روم کا باغی تک قرار دلایا۔

میریا۔ بیشک میں رومی قانون کے تحت گردن زدنی اور واجب القتل ہوں۔ لیکن اس کے باوجود اگر میں جان دیکر بھی تمہارے لئے کامیابی کی راہ نکال سکتی تو سودا گھاٹے کا نہ ہوتا اور مجھے کوئی افسوس نہ ہوتا لیکن مجھے غم تو اس بات کا ہے کہ میں نے اپنے لئے تو اتنی مصیبتیں پیدا کر لی ہیں لیکن تمہارے لئے بھی کچھ نہ کر سکی۔

جولیانے انتہائی غمگین لہجے میں کہا۔ میرے لئے تو تم نے اپنے آپ کو تباہ کرنے میں بھی کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اب یہ میری بدنصیبی ہے کہ میری مصیبتیں بڑھتی جا رہی ہیں۔ کسی کے مقدر کو کون بدل سکتا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری تقدیر میں عمر بھر رونا ہی رونا لکھا ہے۔

میریا نے دلاسا دیتے ہوئے کہا۔ نہیں جولیا اتنا مایوس نہ ہو۔ ناکامیوں سے گھبرا جانا بزدلی ہے انسان کو آخری دم تک عزم و ہمت سے کام لے کر اپنی کوشش جاری رکھنی چاہئیں۔

جولیانے مایوس مسکراہٹ کیساتھ جواب دیا۔ اور تم یہ مرحلہ بھی طے کر چکی ہو میریا تم نے عزم و ہمت سے کام لیکر میرے لئے اس حد تک کوشش کی کہ اب تم چاروں طرف خطرہ ہی خطرہ میں گھری ہوئی ہو۔ کیا تم میرے لئے ایک کام اور نہ کرو گی۔

میریا نے بےچین ہو کر پوچھا۔ کیوں نہ کروں گی جولیا۔ میں تمہارے لئے اپنی جان تک دے سکتی ہوں۔ جلدی بولو وہ کیا کام ہے۔

جولیا کے چہرے پر خوشی کی لہر دوڑ گئی اور اس نے کہا۔ وعدہ کرتی ہو میریا کہ تم میرا وہ کام ضرور کر دو گی۔

میریا نے جواب دیا۔ تم مجھ سے وعدہ کیوں لے رہی ہو۔ تم کو میرے خلوص پر شبہ کیوں ہو رہا ہے۔ خیر میں پھر بھی تم سے وعدہ کرتی ہوں کہ تم جو کچھ کہو گی وہ میں ضرور کر دوں گی۔

جولیا نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ شاباش میری اچھی بہن۔ مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی اور تم نے مجھے اپنے جذبہ خلوص سے خوش کر دیا۔ اچھا تو سنو میں تم سے یہ کام لینا چاہتی ہوں کہ تم میری ایک پیاری سہیلی کی جان بچا لو۔ کیونکہ اگر اسکے دشمنوں کو کچھ ہو گیا تو میں بھی زندہ نہ رہ سکوں گی اور یہ کام تم اسی وقت انجام دے سکتی ہو جب تم راہبہ کے اپنے اسی بھیس میں جلد از جلد اپنے چچا حاکم تدمر کے پاس واپس پہونچ جاؤ۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اچھا تو تم میری جان بچانے کی فکر میں پڑی ہوئی ہو۔

جولیا نے جواب دیا بیشک۔ میں سلطنت روم میں تمہاری جان کے لئے سخت خطرہ دیکھ رہی ہوں۔ اور اس کے برعکس اگر تم اپنے چچا حاکم تدمر کے پاس پہونچ جاؤ گی تو وہاں پوری طرح محفوظ رہو گی کیوں کہ اب تدمر سلطنت روم کے تحت نہیں ہے۔

میریا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ میں تدمر میں بالکل محفوظ اور آزاد رہوں گی لیکن یہاں خطرات کے باوجود میں اپنی موجودگی کو اسلئے ضروری سمجھتی ہوں کہ شاید کسی وقت تم کو مجھ سے کچھ کام لینے کی ضرورت پڑے۔ یہاں تمہارے حالات بھی کچھ کم خطرناک نہیں ہیں۔ شاید تم پورے حالات سے واقف نہیں ہو۔

جولیا نے مایوسی سے جواب دیا۔ یہ بات نہیں ہے میریا۔ میں حالات سے پوری طرح واقف

جون تجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ ڈیلرس نے میرے چاروں طرف اپنے مکر و فریب کا جال پھیلا رکھا ہے۔ ڈیلرس جو تمام رومی لشکر کے سپہ سالار اعظم اور شہنشاہ ہرقل کے بھائی تھیوڈروس کی پوری ہمدردی اور حمایت حاصل کر لی ہے۔ تھیوڈروس نے مجھے ڈیلرس کی امانت کے طور پر مارٹن کی نگرانی میں رکھ چھوڑا ہے۔ تھیوڈروس کا ایک قاصد میرے والد کو یہاں لانے کے لئے یروشلم گیا ہوا ہے۔ میرے والد تھیوڈروس کے حکم سے انحراف بھی ہرگز نہیں کر سکتے۔ وہ اس کا حکم سنتے ہی فوراً یہاں پہنچیں گے اور پھر انکی موجودگی میں ...... جولیا آگے کچھ نہ کہہ سکی۔ اس کی آواز گلوگیر ہو گئی اور سسکیاں لے لے کر رونے لگی۔

میریا نے جولیا کے نامکمل جملہ کو پورا کرتے ہوئے کہا۔ اور پھر تمہارے والد کے یہاں پہونچ جانے کے بعد ڈیلرس کو بھی مورچہ سے واپس بلایا جائیگا اور تھیوڈروس کے اہتمام میں ایسٹر سنڈے کے روز مرح واسط کے بڑے گرجا میں ڈیلرس کے ساتھ تمہاری شادی ہو جائے گی۔

جولیا اپنے دل پر قابو نہ رکھ سکی اور پھوٹ پھوٹ کر روتے ہوئے اس نے میریا سے کہا۔ تم ٹھیک ہی کہتی ہو۔ میری تقدیر پھوڑنے کا یہی پروگرام بنایا گیا ہے۔

میریا نے کہا۔ یہ باتیں میں مارٹن سے سن چکی ہوں۔ اور میرا دل کہتا ہے کہ شاید ایسا نہ ہو سکے گا۔

جولیا نے سسکیاں لیتے ہوئے کہا۔ دل کو جھوٹی تسلیاں دینے سے کیا فائدہ ایسا کیوں نہ ہو سکے گا۔ تھیوڈروس کے پروگرام روکنے کی جرأت کون رکھتا ہے۔ آخر ایسا کیوں نہ ہو سکے گا۔

میریا۔ بیشک تھیوڈروس کا حکم ایسا حکم ہے جو ٹالا نہیں جا سکیگا۔ ہر قیصر اور ہر کسریٰ کا حکم

بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ لیکن جن لوگوں نے قیصر و کسریٰ کو اہل علم تماد کرتے دیکھا انھیں لوگوں نے قیصر و کسریٰ کو گڑگڑاتے اور التجائیں کرتے بھی دیکھا ہے جن آنکھوں نے قیصر و کسریٰ کے سروں پر جڑے تاج جگمگاتے دیکھے انھیں آنکھوں نے قیصر و کسریٰ کو برہنہ سر بھی دیکھا اور جن نگاہوں نے قیصر و کسریٰ کو زربفت و دیبا و حریر میں ملبوس غرور کے ساتھ چلتے دیکھا انھیں نگاہوں نے ان کے جسم صد چاک کو خاک و خون میں لوٹتے اور تڑپتے بھی دیکھا ہے۔ قدرت کا نظام علیحدہ ہی ہے اس میں نہ تو قیصر کا کوئی فیصلہ ہے نہ کسریٰ کی کوئی آرزو نہ بحر یہ تغیرو دوس اور ویلیرس کس شمار میں ہیں۔ ان کے عزائم اور ارادے قدرت کی تحریریں کیسے ہو سکتی ہیں۔

جولیا نے آنسو خشک کرتے ہوئے کہا۔ تم ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہو۔ قدرت کے سامنے نہ کسی کی چلی ہے اور نہ کسی کی چلے گی۔

میریا۔ مجھے تو اس سلسلہ میں مسلمانوں کا عقیدہ بہت پسند ہے وہ اللہ پر اور صرف اللہ پر بھروسہ رکھتے ہیں جس کا نہ کوئی شریک ہے اور نہ ہمسر اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو کامیاب و کامران کرتا ہے۔

جولیا۔ میرا دل بھی کچھ ایسا ہی محسوس کرتا ہے۔

میریا۔ میں بھی اسی ذات احد پر بھروسہ کر کے کوشش کروں گی اور ضرور کامیاب ہوں گی۔ جولیا۔ معاف کرنا ہماری یہ ملاقات بہت مختصر ثابت ہوتی ہے۔ میں آج ہی مرج راہط سے روانہ ہو رہی ہوں کیونکہ یہاں ٹھہر کر وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ میں یہاں نہ صرف اپنے لئے بلکہ تمہارے لئے بھی قدم قدم پر خطرہ محسوس کر رہی ہوں۔ ایسے خطرات جو لمحہ بہ لمحہ بڑھتے جا رہے ہیں۔ یہاں نہ صرف میرے لئے بلکہ تمہارے لئے بھی بہت زیادہ خطرے مصیبتیں ہی مصیبتیں ہیں جو ہر لمحہ قریب تر آتی جا رہی ہیں۔ معلوم نہیں تمہارے والد

کہ لمحہ صرف راستہ ہو یخ جائیں اور پھر حالات بے قابو ہو جائیں۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔
۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تم جانتی ہو کہ دیرس اور تھیوڈر نے تمہارے گرد جو جال پھیلا رکھا ہے اسمیں کسی روز تمہارے جسم کو جکڑ دیا جائیگا اتنی سختی سے جکڑ دیا جائیگا کہ جسم کے ساتھ تمہاری روح بھی گھٹ کر رہ جائے گی اور پھر اس کے بعد کسی جد وجہد اور کسی کوشش کی گنجائش باقی نہ رہ جائے گی۔

جولیا نے تشویش کے ساتھ دریافت کیا۔ لیکن سوال یہ ہے کہ تم نے کیا کچھ سوچ رکھا ہے کیا کچھ کر سکو گی تمہارے سامنے راستہ کیا ہے۔ تم طریقہ کار کیا اختیار کرو گی اور تم حالات کے دھارے کے رخ کو کیسے موڑ سکو گی۔

میریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ میرے پاس نہ کوئی طریقہ کار ہے اور نہ میرے سامنے کوئی راستہ ہے میں نہیں کہہ سکتی کہ میں کونسا راستہ اور کیا طریقہ کار اختیار کروں گی لیکن اتنا ضرور جانتی ہوں کہ مجھے کچھ کرنا ہے اور میں کچھ کرونگی۔ خود کو حالات کے دھارے پر چھوڑ دینا خطرہ سے خالی نہیں ہے۔ اور یہی حالات کے دھارے کا رخ موڑنا ہے۔ تم سوچتی ہوگی کہ ایک اکیلا انسان اور وہ بھی کمزور عورت ذات حالات کے دھارے کا رخ کیسے موڑ سکے گی لیکن حالات کا مقابلہ کرنے میں کبھی کوئی تنہا اور اکیلا نہیں ہوتا۔ حالات میں تبدیلی چاہنے والوں کی کمی کبھی نہیں ہوتی۔ اور جب ہم اپنی تلاش میں نکل پڑتے ہیں تو ہم کبھی ہمسفر کی کمی نہیں پاتے۔ یہ اور بات ہے کہ ہم میں اپنے ہمسفر کو تلاش کرنے کی اہمیت کم ہو یا زیادہ۔

جولیا نے بڑے مغموم لہجہ میں کہا۔ میں سمجھ رہی ہوں میریا تمھارا خیال بالکل درست ہے لیکن تمہیں تنہا اجازت دیتے ہوئے دل ڈرتا ہے کاش میں بھی تمہارے

ساتھ چل سکتی۔

میریا نے جولیا کا قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ کتنا اچھا ہوتا اگر ہیں اور تم ایک ساتھ چل سکتے لیکن انسان کی ہر آرزو ہمیشہ پوری نہیں ہوتی۔ اسوقت مصلحت کا یہی تقاضہ ہے کہ تم یہیں رہو اور میں تنہا جاؤں۔

جولیا نے مایوسی سے کہا۔ ٹھیک ہے۔ میں کہہ بھی کیا سکتی ہوں لیکن اس خیال سے کہ تم میرے لئے خطروں میں کودنے جا رہی ہو میرا دل لرزتا ہے۔

میریا نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ پیاری جولیا صبر سے کام لو۔ میرے لئے اگر کچھ خطرہ ہے تو وہ صرف مرج راہط کی حدود میں ہے اور مرج راہط سے باہر نکلنے کے بعد میں قرنیتیں میں پوری طرح محفوظ اور آزاد ہوں گی وہاں مجھے کسی قسم کا بھیس بدلنے کی بھی ضرورت نہ رہے گی اور قرنیتیں اور تدمر وغیرہ کے علاقوں میں پوری طرح کھل کر کام کر سکوں گی جولیا نے میریا سے لپٹتے ہوئے کہا۔ جیسی تمہاری خوشی اور پھر اس کے سوا کوئی دوسری راہ بھی تو نہیں ہے۔

اچھا تو پھر تم نے خوشی سے مجھے رخصت کر دیا تاکہ رات کی تاریکی میں میں مرج راہط کی حدود سے باہر ہو جاؤں گی ——— دونوں کی آنکھیں بھر آئیں اور دونوں کی آوازیں حلق میں پھنس کر رہ گئیں۔

اہم فیصلہ

اسلامی لشکر قریتین سے باہر پڑا ہوا تھا اس نے ابھی تک مرج راہط کی طرف قطعی پیشقدمی نہیں کی تھی۔ اسکا یہ مطلب نہیں تھا کہ اسلامی لشکر کو آگے بڑھنے میں کوئی پس و پیش تھا بلکہ لشکر کے سپہ سالار حضرت خالدؓ پوری پیش بندی اور مکمل انتظامات کرنیکے بعد ہی مزید آگے بڑھنے کا فیصلہ کر چکے تھے۔ آج صبح ہی حضرت خالدؓ نے اسلامی لشکر کے افسروں کی ایک مجلس مشاورت طلب کی تھی جس میں عامر اور سلمان بھی شریک تھے۔ اس مجلس مشاورت میں حضرت خالدؓ نے یہ ارادہ ظاہر کیا تھا کہ وہ کچھ ضروری انتظامات کرنے کے لیے قریتین میں چند روز قیام کرنا چاہتے ہیں تو قریب قریب سبھی افسروں نے ان سے اتفاق رائے کیا تھا اور چند افسروں نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا کہ وہ خود ہی سپہ سالار کو ان کی اس ذمہ داری کی طرف توجہ دلانے کے متعلق سوچ رہے تھے۔

ان میں سے ایک افسر نے کہا تھا کہ مجھے حضرت صدیقؓ کی یہ ہدایت اچھی طرح یاد ہے کہ اگر کسی فوجی مصلحت کا تقاضہ نہ ہو ہر ایک مفتوحہ علاقہ میں نظم و نسق دیگر ضروری انتظامات کی تکمیل ہی کے بعد آگے بڑھنا چاہیے۔

اور حضرت خالدؓ نے جواب دیا تھا۔ میں خلیفۃ المسلمین کی ہدایت کو ہرگز بھول نہیں

سکتا - میں سمجھتا ہوں کہ اسلامی لشکر کو اپنے پیچھے بدنظمی اور بے امنی چھوڑتے ہوں آگے نہ بڑھنا چاہئے -

چنانچہ اس مجلس مشاورت میں یہ طے پایا تھا کہ قرتین سے مزید آگے بڑھنے سے قبل اسلامی لشکر جائز طور پر جو رسد قرتین سے مل سکتا ہے وہ اکٹھا کرلے - ساتھ ہی کچھ لوگوں کو رسد حاصل کرنے کے لئے تدمر اور ارک بھیج دیا جائے -

جو دستہ تدمر اور ارک جانے والا تھا اس کی قیادت عامر کو سپرد کردی گئی کیونکہ وہ ارک اور تدمر میں اسلامی لشکر کی سفارت کی خدمات انجام دے چکا تھا جس کی وجہ سے وہاں کے لوگوں میں اسکے لئے ہمدردی کے جذبات تھے اور وہاں کے حاکموں سے اس کے اچھے دوستانہ تعلقات تھے - تدمر میں تو وہ کافی دنوں قید میں بھی رہ چکا تھا اور اس کی اسیری کے دوران دیلوس کے خلاف وہاں کے عوام کی شکایت نے عامر کو عوام سے اور زیادہ روشناس کرادیا تھا - اس لئے عامر کو ان علاقوں میں اور اکٹھا کرنے والے دستہ کا انچارج بنانے کی تمام فوجی افسروں نے تائید کی - ایک اور دستہ قرتین میں اور اکٹھا کرنیکیلئے مقرر کیا گیا - ساتھ ہی سپہ سالار نے عامر کی اس رائے سے آج پورا اتفاق کیا کہ طلایہ دستہ کے کام کو زیادہ تیز کردیا جائے -

بعض فوجی افسروں نے عامر کی وضاحت طلب کرنے کی غرض سے دریافت کیا کہ یوں تو طلایہ دستہ کا کام ہر وقت جاری رہنا ہی چاہئے اور اس کی سرگرمیاں ہر وقت مفید ثابت ہو سکتی ہیں لیکن ایسی حالت میں جب کہ اسلامی لشکر سے کوئی مقابلہ نہیں ہو رہا ہے طلایہ دستہ کی سرگرمیوں کو تیز کردینے کا مطلب اور مقصد کیا ہو سکتا ہے اور عامر نے بڑے اطمینان کے ساتھ بتایا -

ظاہر ہے کہ ہمارا آئندہ قدم مرج راہط پر حملہ کرنا ہوگا۔ ویلرس کی شورش پسند سرگرمیوں اور محاذ یرموک پر قتل کے بھائی تھیوڈورس کی موجودگی میں مرج راہط پر مصالحت کی کوئی توقع نہیں کی جاسکتی۔ اس قلعہ پر جنگ یقینی اور لازمی معلوم ہورہی ہے۔ ایسی حالت میں ہم جلد ہی مرج راہط کا محاصرہ کرلیں گے۔ اور ہمارا محاصرہ اس قدر کامیاب ہوگا جتنا زیادہ سختی کیساتھ ہم مرج راہط کیلئے فوجی کمک اور رسد کی راہ بند کرسکے گی اس لئے ہمارے طلیعہ دستہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ مرج راہط کو کہاں کہاں سے اور مل سکتی ہے اور اس مدد کے سلسلہ کو روکنے کے لئے ہمارے طرف سے کیا انتظامات و اقدامات ضروری ہونگے۔

حضرت خالد اور متعدد فوجی افسروں نے ایک زبان ہو کر کہا کہ بیشک یہ بہت ضروری اور مفید کام ہوگا... پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد حضرت خالد نے سوال کیا لیکن طلایہ دستہ کے اس اہم کام کی سرگردگی سپرد کس کو کیجائے۔

سپہ سالار کے اس استفسار پر بہت سے فوجی افسروں کی نگاہیں عامر کی طرف اٹھیں اور حضرت خالد نے کہا اگر عامر کو میں تدمر اور ارک نہ بھیج رہا ہوتا تو یقیناً طلایہ دستہ کی سرگردگی میں انھیں کے سپرد کرتا لیکن ان کا تدمر اور ارک جانا بہت ضروری ہے اسلئے میں طلایہ دستہ کی سرگردگی سلمان کے سپرد کرتا ہوں۔ جب وقت ہمارا لشکر کوچ کررہا تھا اس وقت سلمان نے اس کام میں کافی مہارت حاصل کرلی ہے اور جس انداز میں انھوں نے اکثر موقعوں پر اس اہم ذمہ داری کو پورا کیا ہے اس سے میں بہت متاثر ہوا ہوں۔

تمام افسروں نے یک زبان ہوکر سپہ سالار کے اس رائے کی داد دی۔

سلمان نے سپہ سالار سے کہا کہ اس اعتراف کے باوجود کہ میں تجربات نہیں رکھتا ہوں

دیانتداری اور جذبہ خدمت پر بھروسہ کر کے میں سپہ سالار کو یقین دلاتا ہوں کہ جو اہم ذمہ داری جو میرے سپرد کی جا رہی ہے اس میں پوری محنت سے اور کسی لوٹ اور خود غرضی کے بغیر اس کو انجام دینے کی پوری کوشش کروں گا اللہ تعالیٰ مجھے توفیق عطا فرمائے۔

سپہ سالار نے سلمان کے جذبہ و عزم سے خوش ہوتے ہوئے کہا سلمان مجھے تم سے ایسی ہی امید تھی۔ اور اسپات کا میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ تم اپنی ذمہ داریوں کو پوری کامیابی سے پورا کر سکو گے۔ انسان صرف عزم و ارادہ کر کے جدوجہد کر سکتا ہے اور اگر اس کے عزائم میں خود اعتمادی اور اس کی جدوجہد میں بے لوث جذبہ خدمت شامل ہو تو پھر اللہ تعالیٰ اس کو کامیابی ضرور عطا فرماتا ہے۔

اور پھر چند لمحوں کے توقف کے بعد سپہ سالار نے کہا اور کام تو لائحہ عمل کے مطابق ہوتے ہی رہیں گے لیکن سلمان تم اپنے ساتھیوں کو لے کر اسوقت روانہ ہو جاؤ۔ کیونکہ تم اپنا کام اس لمحہ شروع کر سکتے ہو اور میں اس کام میں عجلت اسلئے چاہتا ہوں کہ بہت ممکن ہے کہ تمہارے کاموں کے نتیجہ میں دوسرے کاموں کو کچھ مدد مل سکے۔

سلمان اٹھ کھڑا ہوا اور یہ کہتا ہوا کہ بہت اچھا۔ اللہ میری مدد کریگا روانہ ہو گیا۔

دمشق کی شاہراہ

سلمان اور اس کے ساتھی قرقیسیا سے شمال کی جانب روانہ ہوئے۔ انھوں نے ایسا راستہ اختیار کیا تھا کہ وہ مرج راہط سے ہوتے گئے۔ آدھے دن وہ ایسے غیر آباد علاقوں میں سفر کرتے رہے جہاں ان کو کسی آبادی سے گذرنے کا موقع نہ ملا۔ ایک ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد وہ ایک قریہ میں داخل ہوئے۔ یہ ایک اچھا آباد قصبہ تھا اور یہاں کے باشندے بھی کافی خوش حال نظر آئے۔ سلمان اور ان کے ساتھی عرب تاجروں کے بھیس میں تھے۔ ان کے پاس کچھ سامان تجارت بھی تھا جو انھوں نے اپنے بھیس کی تکمیل کیلئے لشکر کے بیت المال سے حاصل کرلیا تھا۔ اس سامان کی موجودگی میں وہ کسی طرح بھی مشتبہ نہ تھے۔ اس قریہ میں جب سلمان اور اس کے ہمراہی داخل ہوئے تو وہاں کے باشندے بڑے اخلاق سے پیش آئے کیونکہ یہ آبادی بھی تاجروں کی تھی اور اسی وجہ سے اس آبادی کے باشندے کافی خوشحال تھے۔ ان لوگوں کے استفسار پر سلمان اپنی اور اپنے ساتھیوں کی پریشانی ظاہر کی۔ سلمان نے ان لوگوں کو بتایا کہ وہ جنگ کے کاموں سے کافی پریشان ہو چکے ہیں اور ان کی تجارت کو اب تک کافی نقصان پہونچ چکا ہے۔

قصبہ کے لوگوں نے سلمان اور ان کے ساتھیوں سے کافی ہمدردی ظاہر کی اور ایک شخص نے کہا۔ بیشک۔ ہم لوگ خود تاجر ہیں اور ہر سال شام اور

ایران کے شہروں میں سامان تجارت لے کر جاتے رہتے ہیں ہمیں اس بات کا پورا اندازہ ہے کہ جنگ سے تجارت کو کس قدر نقصان پہونچتا ہے

سلمان نے کہا "دراصل جنگ نے ہمکو تباہ کر کے رکھ دیا ہے۔

قصبہ کے ایک دوسرے شخص نے اپنے تجربے کا اظہار کرتے ہوئے کہا - یقیناً جنگ اور تجارت میں مشرق و مغرب کا فرق ہے۔

سلمان نے کہا - اور پھر لطفیہ ہے کہ گویا ہم تاجر نہیں بلکہ جنگ کے شکست خوردہ فوجی ہیں۔

قصبہ کے کئی افراد نے ایک ساتھ سوال کیا - وہ کیسے

اور سلمان نے کہا - وہ اس طرح ہم ارک سے برابر بھاگتے چلے آرہے ہیں اور نامعلوم ابھی کہاں تک اس طرح بھاگتے رہنا پڑے۔

سلمان نے اپنے قصہ سے قصبہ کے لوگوں کی گہری دلچسپی کا اندازہ کرتے ہوئے اپنا بیان جاری رکھا اور کہا - قصہ دراصل یوں ہے کہ جب ہملوگ ارک پہونچے تو ہمکو اطلاع ملی کہ ارک کے باہر اسلامی لشکر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے اور کسی لمحہ بھی ارک پر حملہ ہوسکتا ہے اس گھبراہٹ سے ہم لوگ ارک سے فوراً روانہ ہوگئے

قصبہ کے ایک باشندہ نے کہا - ہاں اور اس کے سوا کوئی دوسرا چارہ بھی تو نہیں تھا۔

سلمان :- بیشک اور اس کا اندازہ تو ہمیں بعد میں ہوا کہ اگر ہم ارک میں کچھ دیر اور قیام کرتے تو ہم کو کتنا نقصان ہوتا - وہ اس طرح کہ ارک سے

باہر نکل کر ہم راستہ میں تھے اور تدمر تک پہونچے بھی نہ تھے کہ ہمیں یہ اطلاع مل گئی کہ اسلامی لشکر تدمر میں داخل ہو گیا ہے۔

قصبے کے ایک شخص نے کہا۔ لیکن ہم نے تو سنا ہے کہ اسلامی لشکر صلح کے نتیجہ میں ارک میں داخل ہوا۔

سلمان۔ ٹھیک ہے یہی ہم نے بھی سنا۔ لیکن کسی طرح بھی داخل ہو۔ لشکر بہرحال لشکر ہوتا ہے اور وہ لوٹ مار سے کیسے باز رہ سکتا ہے۔

قصبہ کے ایک معمر شخص نے قہقہہ لگا کر کہا۔ بس یہی تم لوگوں سے غلطی ہو گئی۔ تم کو دراصل ایرانی اور رومی لشکروں کا تجربہ ہے۔ تم اسلامی لشکر کے انداز سے واقف نہیں ہو۔ اگر تم اسلامی لشکر کے انداز سے واقف ہوتے تو ہرگز اس مصیبت میں نہ پھنستے۔

سلمان نے استفسارانہ نگاہوں سے بوڑھے کی طرف دیکھتے ہوئے دریافت کیا۔ وہ کیسے۔ میں نہیں سمجھ سکا۔

اور بوڑھے نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے کہا کہ اسلامی لشکر صلح کے نتیجہ میں کسی شہر میں داخل ہوتا ہے تو وہ قطعی لوٹ مار نہیں کرتا بلکہ وہ جس شہر میں داخل ہوتا ہے وہاں کے باشندوں کو "ذمی" قرار دیکر اس کی حفاظت کی ذمہ داری بھی قبول کرتا ہے۔ اس لئے اگر تم نے عجلت اور گھبراہٹ سے کام نہ لیا ہوتا اور بھاگنے کی بجائے ارک ہی میں مقیم رہتے تو صلح کے نتیجہ میں داخل ہونے والا لشکر تم سے کوئی تعرض نہ کرتا اور اسوقت تم نہ صرف محفوظ بلکہ مطمئن بھی ہوتے۔

قصبہ کے کئی لوگوں نے ایک ساتھ کہا۔ یہی تو اسلامی لشکر کی خوبی ہے کہ وہ ایرانیوں اور رومیوں کی طرح ڈاکوؤں اور لٹیروں کا گروہ نہیں ہے۔ بلکہ وہ انسانیت کے محافظ لوگوں کا لشکر ہے۔

سلمان نے متاسف ہو کر کہا۔ پھر تو ہم سے بڑی غلطی ہوئی۔

قصبہ کے معمر شخص نے کہا۔ بیشک تم سے غلطی ہوئی اور پھر اس غلطی کو برابر دہراتے بھی رہے۔

سلمان نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ وہ کیسے؟

اور معمر شخص نے جواب دیا۔ وہ اس طرح کہ تدمر سے بھی تم بھاگ کھڑے ہوئے۔

سلمان نے افسوس ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ کیا کرتے۔ ہم لوگ لشکر سے سخت خائف ہو گئے تھے اور پھر اسی خوف و ہراس کے تحت ہم قرتیین پہنچے اور قرتیین سے تو ہم اسی وقت روانہ ہو گئے تھے جب اسلامی لشکر تدمر میں برسرپیکار تھا۔

معمر شخص نے کہا۔

قرتیین سے قبل از وقت ہی بھاگ نکلنے میں تو خیر تم لوگوں کی قسمتوں نے تمہارا ساتھ ہی دیا۔ کیونکہ وہاں تو اسلامی لشکر اور رومی لشکر میں باقاعدہ جنگ ہوئی۔ اور اسلامی لشکر قرتیین میں فاتح کی حیثیت سے داخل ہوا۔ اگر تم اس وقت قرتیین میں موجود ہوتے تو اس وقت تمہارے پاس تھوڑا بہت سامان تجارت بھی نہ رہ گیا ہوتا۔

سلمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ چلو بڑا اچھا ہوا کہ قسمت نے ہمارا ساتھ دیا اور ہم قریتین سے بہت پہلے ہی نکل پڑے۔ اب تو سنا ہے کہ قریتین پر بھی اسلامی لشکر کا قبضہ ہو گیا ہے۔

قعب کے ایک شخص نے کہا۔ بیشک اسلامی لشکر قریتین کو فتح کر چکا ہے اور اب تو سنا ہے کہ اسلامی لشکر قریتین سے بھی باہر نکل کر پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے مرج راہط پر حملہ آور ہونے کے منصوبے تیار کر رہا ہے۔

سلمان نے ہنستے ہوئے کہا۔ ایسا ہے تو پھر ہمیں اپنی خوش قسمتی پر ناز کرنا چاہیئے کہ ہم اس وقت قریتین میں موجود نہ تھے جب اس پر اسلامی لشکر نے قبضہ کیا۔ اور اس طرح اب ہم پوری طرح محفوظ ہیں۔

معمر شخص نے ہنستے ہوئے کہا کہ اس خوش قسمتی پر تو جتنا چاہو ناز کر لو کہ قریتین میں اسلامی لشکر کے جانجانہ داخلہ کے وقت تم لوگ وہاں موجود نہ تھے لیکن یہ سمجھنا سراسر غلط فہمی ہے کہ تم اب محفوظ ہو۔ کیونکہ اسلامی لشکر اب اور آگے بڑھنے ہی والا ہے اور تم پھر اس کی زد میں آجاؤ گے۔ کسی مورچہ پر ابھی صلح ہونے کی کوئی امید نہیں ہے۔

سلمان نے قدرے سراسیمگی ظاہر کرتے ہوئے کہا۔ پھر ہمیں کرنا کیا چاہیئے کچھ آپ ہی مشورہ دیجئے۔

معمر شخص نے بڑی مہربانی سے کہا۔ اگر تم اسی طرح بھاگتے رہے تو دمشق تک۔ اور ہو سکتا ہے کہ بیت المقدس اور قسطنطنیہ تک۔ بھاگتے ہی رہنا پڑے اور اس قدر خطرہ میں رہنے کا ہمیں خیال

ہرگز مشورہ نہ دوں گا۔ اب تو تمہارے لئے دو ہی صورتیں ہیں۔

"وہ کیا" سلمان نے گھبرا کر دریافت کیا۔

معمر شخص نے جواب دیا۔ ایک صورت تو یہ کہ تم ہمارے ہی قصبے میں قیام کرو۔ اس وقت تک جب تک یہ اطلاع نہ مل جائے کہ اسلامی لشکر نے مرج راہط پر قبضہ کر لیا اور خطرہ آگے بڑھ گیا۔ اور دوسری صورت یہ ہو سکتی ہے کہ تم قلعوں سے دور دور رہتے ہوئے قریتین یا تدمر واپس چلے جاؤ اور وہاں تم لوگ پوری طرح محفوظ رہو گے۔

سلمان نے سوال کیا۔ یہاں ہی کیسے محفوظ رہ سکیں گے۔ جیسا کہ آپ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ اسلامی لشکر اب مرج راہط پر فوج کشی کریگا تو پھر یہ آپ کا قصبہ بھی کیسے محفوظ رہے گا۔

معمر شخص نے کہا کیوں نہیں رہے گا۔ اول تو اسلامی لشکر مرج راہط کی طرف بڑھے گا اور ہمارے قصبہ کی طرف رخ نہ کریگا اور اگر اس نے ادھر کا رخ کیا تو ہم اس سے ہر قیمت پر صلح کر لیں گے اس لئے ہم نے مرج راہط میں رومیوں سے کوئی ربط نہیں قائم کیا ایک اور شخص نے کہا۔ میرا تو خیال ہے کہ گرد و نواح کی کسی بھی بستی نے مرج راہط سے رابطہ قائم کرنا پسند نہیں کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ مرج راہط کے سلسلہ کا واحد سلسلہ صرف دمشق کی شاہراہ ہے۔

معمر شخص نے کہا بیشک ہم قصبات کے باشندوں کو مرج راہط سے ربط قائم کرکے خواہ مخواہ خطرہ مول نہ لینا چاہیئے۔

سلمان نے گاؤں والوں کا شکریہ ادا کیا خاص کر معمر شخص کے دانشمندانہ مشورہ کے لیے اس کا شکریہ ادا کیا اور بہ ظاہر پہر کی راہ سے ہو کر قریتین کے لیئے روانہ ہوگیا۔

شام کو جب سلمان نے اسلامی لشکر گاہ میں پہونچ کر سپہ سالار کو یہ تمام واقعات سنائے تو انھوں نے اطمینان کا سانس لیا اور کہا۔

سپہ سالار — سلمان دراصل تم نے آج کی گشت میں بڑا کام انجام دیا۔ ہمیں اس بات کا پورا اندازہ ہوگیا ہے کہ گرد و نواح کے گاؤں سے مرج راہط کو نہ تو کوئی کمک مل سکتی ہے اور نہ امداد اس طرح یہ بات بالکل صاف ہو گئی کہ مرج راہط کے لیے تمام کمک اور امداد شام اور دمشق کی شاہراہ کے ذریعہ ہی پہونچ سکتی ہے اور اس شاہراہ کو کاٹ کر گویا ہم مرج راہط کی رگ جاں کو کاٹ سکیں گے۔

بیشک ہمیں ایسا ہی کرنا ہوگا۔

سپہ سالار — لیکن ابھی ہمارے پاس حملہ کرنے میں دو روز اور باقی ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ان دو دنوں میں تم مرج راہط کے جنوبی علاقوں کا اور اگر ہو سکے دمشق کی شاہراہ کا بھی کچھ اندازہ

کرو۔

اور پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد کہا۔ اچھا اب تم لوگ جاؤ آرام کرو۔

سلطان سپہ سالار سے رخصت ہو کر سید حا عامر کے خیمہ پر پہونچا لیکن وہاں اس کو معلوم ہوا کہ آج شام سے کچھ قبل ہی عامر قسطنطین روانہ ہو چکا ہے۔ چنانچہ سلطان اپنے خیمہ میں واپس آگیا تھوڑی دیر آرام کرنے کے بعد سلطان اپنے ساتھیوں سے آئندہ دو روز کی سرگرمیوں کے متعلق منصوبہ تیار کرنے کے لئے بات چیت میں مصروف ہو گیا۔

سرائے

یروشلم میں کافی ہلچل اور بے چینی تھی۔ عوام بے حد خوف وہراس میں مبتلا تھے۔ کاروبار میں اضمحلال اور زندگی میں بے رونقی نمایاں تھی ہوٹلوں اور قہوہ خانوں میں جہاں دو چار افراد اکٹھا ہوتے ایک ہی ذکر ہوتا اور وہ ذکر تھا اسلامی لشکر کے حملوں کا۔

مارٹن جس کو ولیرس نے میریا کے والد آگس کے پاس بھیجا تھا اس نے تدمر سے یروشلم تک یکساں ماحول دیکھا۔ ہر طرف عوام میں خوف وہراس تھا اور یروشلم میں تو عوام میں بے چینی اور سراسیمگی اپنی انتہا پر تھی۔ مارٹن سرِ شام یروشلم پہونچا تھا لیکن اس کو یہ دیکھ کر سخت حیرت ہوئی کہ وہ شہر جو آدھی آدھی رات تک روشنیوں سے جگمگاتا رہتا تھا اور جہاں ہر طرف چہل پہل رہتی تھی سرِ شام ہی سے تاریک تھا اور ہر طرف ماحول سنسان تھا۔ مارٹن تھوڑی دیر تک سوچتا رہا اور بالآخر اس فیصلہ پر پہونچا کہ اس ماحول میں اس کو کسی کو خواہ مخواہ پریشان کرنے ضرورت

نہیں ہے یروشلم میں مارٹن کے دوستوں اور جاننے والوں کی کمی نہ تھی لیکن ایسے تاریک اور سنسان ماحول میں اس نے کسی کے یہاں جانے اور ناوقت دروازہ کھٹکھٹانے سے احتراز کرنا ہی مناسب سمجھا۔ اس لئے وہ شہر کے وسط میں واقع ایک ہوٹل کی طرف روانہ ہو گیا۔ یہ شہر کی ایک بہت ہی خوبصورت اور پر فضا سرائے تھی اور اس کا مالک ایک بوڑھا روسی تھا۔ یہ خوش اخلاق ہونے کے ساتھ ساتھ نیک دل اور نیک طبیعت بھی تھا۔ مارٹن اس سرائے میں اکثر قیام کر چکا تھا اور سرائے کے بوڑھے مالک سے جو بڑی سادگی اور خلوص کے ساتھ طویل گفتگو کرنے کا عادی تھا مارٹن کے کافی گہرے تعلقات تھے۔ شہر کی غیر معمولی حالت دیکھ کر مارٹن نے یہی مناسب سمجھا کہ کہیں جانے سے قبل وہ رات اس سرائے میں بسر کرے اور اسطرح سرائے کے حالات سے اس کو شہر کے پورے حالات سے بھی اچھی طرح واقفیت ہو جاتی۔ مارٹن نے یہ بھی مناسب خیال کیا کہ حالات سے آگاہی کے لئے اس سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اس وقت شہر میں ہر طرف مختلف قسم کی افواہیں گشت کر رہی تھیں اور ان افواہوں کو سنکر کوئی بھی شخص حالات کے متعلق کوئی رائے قائم نہ کر سکتا تھا۔

یہی سب باتیں سوچتا ہوا مارٹن سرائے کے دروازہ پر پہونچ گیا لیکن اسکو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ سرائے بھی سرِ شام ہی سے بند تھی اور اس کو ایسا لگا جیسے اونگھتے ہوئے شہر کی آغوش میں یہ سرائے بھی سو رہی ہو۔ مارٹن نے اتر کر سرائے کا دروازہ کھٹکھٹایا جو جلد ہی کھل گیا اور دروازہ پر سرائے کا ایک ابلسخادم نمودار ہوا جو مارٹن کو پہچانتا تھا۔ اس نے مارٹن کو خوش آمدید کہا۔

مارشن نے مسکراتے ہوئے ملازم سے کہا۔ کیا بات ہے پہلے تو ہوٹل تو نصف شب تک جگمگاتا رہتا تھا۔ یہ بے رونقی کیسی؟

ملازم نے جواب دیا۔ کیا کیا جانے صاحب یہ بھی زمانہ کا انقلاب ہے کبھی چاندنی کبھی اندھیری راتیں۔ ہوٹل میں رونق کہاں سے آئے جب سارا شہر ہی سنسان پڑا ہے۔ آپ تو شہر کے مختلف حصوں سے گذر کر ہی یہاں پہونچے ہوں گے۔ اور آپ شہر میں ہر طرف ہو کا عالم دیکھتے ہی آ رہے ہوں گے۔

ملازم نے آگے بڑھکر مارشن کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور بولا۔ اچھا آپ اندر جائیے میں آپ کے گھوڑے کو اصطبل میں پہونچا کر اس کے دانے کا انتظام کرتا ہوں۔

مارشن ہوٹل کے اندر داخل ہوا اور پھر یہ آدمی اور ایک بڑے ہال سے گذر کر ہوٹل کے مالک کے کمرہ میں پہونچ گیا۔

ہوٹل کے بوڑھے مالک نے مارشن کو پہچان کر مسکراتے ہوئے خوش آمدید کہا۔ اور دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔

مارشن نے ہوٹل کے مالک سے بھی وہ ذکر چھیڑا اور شہر کی بے رونقی پر افسوس ظاہر کرنے لگا۔

ہوٹل کے مالک نے مسکراتے ہوئے کہا کہ اوپر اوپر بے رونقی کی تہ پڑی ہوئی ہے لیکن اندر اندر وہی رنگ رلیاں اور وہی رنگینیاں موجود ہیں ــــ

اور پھر چند لمحے کے توقف کے بعد کہا۔ مارشن! تم تو شہر کے مختلف حصوں

سے گذر کر آ رہے ہو۔ تم نے راستے میں دیکھا ہو گا کہ شہر کس قدر سنسان اور اجڑا ہوا نظر آ رہا ہے۔ لیکن کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ شہر کی رونق میں کوئی کمی ہے ہرگز نہیں شہر میں وہی سب کچھ ہو رہا ہے جو اس سے پہلے ہمیشہ ہوتا رہا۔ فرق صرف یہ ہے کہ کبھی یہ سب کچھ جگمگاتی روشنیوں میں ہوتا تھا اور اب رنگ۔ رلیاں منانے والے سیاہ چادر اوڑھے ہوئے ہیں۔

مارٹن نے حیرت سے سوال کیا۔ اچھا تو یہ تمام سراسیمگی اور پریشانی ظاہری ہے۔ ہوٹل کے مالک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ظاہری کیسے کہہ سکتے ہو لوگوں کے سامنے واقعات موجود ہیں ارک کا حاکم اسلامی لشکر سے مل گیا۔ تدمر میں اسلامی لشکر سے مقابلہ کیا گیا تو عوام نے بغاوت کر دی اور آخرکار تدمر کا حاکم عوام کی باغیانہ سرگرمیوں کے آگے مجبور ہو گیا اور اس کو اپنا قلعہ اسلامی لشکر کے حوالہ کرنا پڑا۔ ان حالات میں لوگوں کے دلوں میں سخت خوف و ہراس بیٹھا ہوا ہے لیکن دلوں کی وہی حالت ہے اور لوگ گناہوں میں آج بھی وہی دلکشی محسوس کر رہے ہیں جو اس سے قبل محسوس کرتے تھے۔

مارٹن نے حیرت سے دریافت کیا۔ اچھا اب بھی وہی حالت ہے چاہیئے تو یہ تھا کہ جن حالات نے خوف و ہراس کا ماحول طاری کیا ہے وہ حالات لوگوں کے دلوں میں عبرت بھی پیدا کرتے اور کم از کم اس دوران اس ماحول میں تو لوگوں کی طبیعتیں گناہ سے متنفر ہوتیں اور وہ عارضی طور پر ہی سہی اپنی اصلاح کی طرف متوجہ ہوتے۔

بوڑھے نے جواب دیا۔ یہ کیفیت اس وقت پیدا ہوتی ہے جب ضمیر بیدار ہوتا ہے۔ جب ضمیر گناہوں سے موافقت نہیں کرتا تو ایسی حالت میں ضمیر کی آواز عبرت کو تو متوجہ کرلیتی ہے۔ لیکن جب ضمیر ہی گناہوں کا خوگر ہو گیا ہو تو عبرت کی طرف کون لے جائے۔ ایسی حالت میں انسان مصیبت و مشکلات کے موقعوں پر اور زیادہ کھیل کھیلتا ہے اور مصیبتوں سے چھٹکارا پانے کے لئے خود کو گناہوں کی آغوش میں ڈال دیتا ہے۔ اپنے قوائے ذہنیہ کو مضمحل اور معطل کر ڈالتا ہے اور بے حسی کے عالم میں پہونچ جاتا ہے۔ اور قریب قریب یہی حالت آج کل اس شہر کی اور اس شہر کے باشندوں کی ہے۔

مارٹن۔ بڑے افسوس کی بات ہے۔ معلوم نہیں کیا حشر ہونا ہے۔

ہوٹل کے مالک نے جواب دیا۔ ہونا کیا ہے۔ وہی جو دوسرے شہروں میں ہو رہا ہے بے حسی کا جو انجام ہوتا ہے وہ ہو کر رہے گا۔

ہوٹل کے مالک نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اچھا مارٹن میرے ساتھ آؤ میں تم کو تمہارے کمرہ تک پہونچا دوں۔ تم تھکے ہوئے آرہے ہو۔ وہاں تھوڑی دیر آرام کرو اتنے میں میں تمہارے لئے کھانا بھجواتا ہوں۔

مارٹن جب کھانے سے فارغ ہو کر آرام کرنے کے لئے بستر پر لیٹ گیا تو ہوٹل کا مالک اس کے کمرہ میں داخل ہوا۔

ہوٹل کے مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ مارٹن تم خود محاذ جنگ کی طرف

سے آرہے ہو۔ تم حالات سے بخوبی واقف ہو گئے کیا تم مجھ کو صحیح حالات سے آگاہ کرو گے۔

مارٹن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اب تک آپ نے مجھ کو جو کچھ بتایا ہے اس سے تو یہی ظاہر ہوتا ہے کہ آپ یہاں دور بیٹھے ہوئے جو کچھ سن رہے ہیں میں وہاں قریب رہ کر بھی اس سے زیادہ کچھ نہیں دیکھ سکا۔

ہوٹل کے مالک نے جواب دیا۔ میں نے تو جو کچھ خیال ظاہر کیا وہ میرا اندازہ ہے۔

مارٹن نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور آپ کا اندازہ بھی میرے مشاہدہ سے بہت زیادہ اور بہت صحیح ہے۔

ہوٹل کے مالک نے اپنی تعریف سے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ اب تمہارا ارادہ کس طرف جانے کا ہے۔

مارٹن نے کچھ سوچتے ہوئے جواب دیا۔ میں دراصل جلد از جلد قسطنطنیہ پہونچنا چاہتا ہوں لیکن کل کا دن میں یہیں گذاروں گا اور آرگس کے گودام پر پہونچ کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کروں گا کہ وہ اس وقت قسطنطنیہ میں ہے یا کہیں اور۔

ہوٹل کے مالک نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پھر تو تم کچھ روز ہمارے ہوٹل میں آرام کر سکو گے اور تمہیں جلد ہی قسطنطنیہ جانے کی ضرورت پیش نہ آئیگی کیونکہ ارگس آج کل یہیں ہے اور ابھی کافی دنوں تک قسطنطنیہ نہ جائے گا۔

مارٹن نے خوش ہوتے ہوئے دریافت کیا۔ کیا واقعی آرگس آج کل یروشلم

ہی میں موجود ہے۔

ہوٹل کے مالک نے اپنی معلومات اور اپنی پرکاری کا رعب جماتے ہوئے لفظوں کو چبا چبا کر کہنا شروع کیا۔ بیشک آرگس اس وقت سے یروشلم ہی میں موجود ہے۔ میری معلومات غلط نہیں ہوسکتیں۔ میں نے خود اس کو کل بھی دیکھا ہے۔

مارٹن۔ پھر تو واقعی میں آپ کے ہوٹل میں چند روز قیام کرسکوں گا۔ میں کل ہی صبح ارگس سے ملنے جاؤں گا۔ کہیں وہ قسطنطنیہ نہ روانہ ہو جائے۔

ہوٹل کے مالک نے مارٹن کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا۔ بیشک تم ارگس سے جلد از جلد ملنے کی کوشش کر سکتے ہو۔ لیکن یہ بات میں یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ وہ جلد ہی یروشلم سے نہ جائیگا۔ اس وقت شہنشاہ روم ہرقل بھی یروشلم میں موجود ہیں اور ارگس ان کے خاص مشیروں میں ہیں۔ اس لیے وہ اس وقت تک یروشلم سے نہ جائے گا جب تک شہنشاہ ہرقل یہاں رہیں گے۔

ہوٹل کا بوڑھا مالک اٹھتا ہوا بولا۔ اچھا مارٹن تمہیں سفر کی تکان ہوگی۔ اب تم آرام کرو۔ اور اتنا کہتا ہوا باہر چلا گیا۔

شاہراہ دمشق

سلمان کو مرج راہط کے گرد و نواح کے علاقوں میں گشت کرتے اور وہاں کے حالات کا سراغ لگاتے آج تیسرا روز تھا اور آج سپہ سالار خالد نے سلمان سے بات چیت کرکے اندازہ لگایا کہ سلمان اور اس کے ساتھیوں نے بڑی مفید معلومات حاصل کرلی ہیں ایسی معلومات جن سے مرج راہط پر فوج کشی کے دوران اسلامی لشکر کو کافی فائدہ پہونچ سکے گا۔

چنانچہ آج سپہ سالار خالد اور سلمان میں طویل گفتگو جاری رہی جس کے دوران سپہ سالار خالد نے بہت سے سوالات بھی کیے اور سلمان نے ان سوالوں کے بڑے امید افزا جوابات دیے۔

سلمان نے بڑے ہی شوق کے ساتھ سپہ سالار خالد کو یہ حقیقت بتائی کہ جب وہ مرج راہط کا محاصرہ کرلیں گے اس وقت مرج راہط کے اندر جس قدر رسد وغیرہ موجود ہے اس میں رومی کوئی اضافہ نہ کرسکیں گے۔

سپہ سالار خالد نے سوال کیا۔ تم ایسا کیوں خیال کر رہے ہو۔ جب کہ مرج راہط

کے گرد و نواح میں کافی زرخیز علاقہ موجود ہیں۔ اور ان علاقوں سے مرج رابط کو کافی سامان خورد و نوش اور دیگر چیزیں آسانی کے ساتھ پہونچ سکتی ہیں۔

سلمان نے برجستہ جواب دیا۔ رسد پہونچ تو سکتی کیونکہ ان علاقوں میں موجود ہے لیکن یہ سوال تو اس وقت پیدا ہوتا جبکہ ان علاقوں کے باشندے رسد پہونچانے پر آمادہ بھی ہوں۔ سپہ سالار خالد نے پھر دریافت کیا۔ کیوں۔ آخر ایسا کیوں ہے۔ ان علاقوں کے باشندے رومی ہیں پھر وہ مرج رابط میں رومی فوجوں کو زیادہ سے زیادہ رسد پہونچانے میں تامل کیوں کریں گے۔

سلمان نے جواب دیا کہ اے سردار اس کی کئی معقول وجوہ ہیں۔ اول تو یہ کہ ان علاقوں کے لوگوں کو رومیوں سے لاکھ ہمدردی کے باوجود یہ گوارہ نہیں ہے کہ ان پر رومیوں کا تسلط مزید قائم رہے۔

سپہ سالار خالد نے کہا۔ عجیب بات ہے۔

سلمان نے جواب دیا۔ بظاہر تو واقعی عجیب بات معلوم ہوتی ہے لیکن در حقیقت یہ ان علاقوں کے باشندوں کا ایک نفسیاتی جذبہ ہے۔ رومی ہونے کی حیثیت میں ان کو مرج رابط میں اپنے ہم قوم اور ہم مذہب رومیوں سے یقیناً دلچسپی بلکہ ہمدردی ہے۔

سپہ سالار خالد نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ بیشک یہ ایک نفسیاتی بات ہے۔
سلمان نے مزید کہا۔ اور یہ بھی ایک نفسیاتی بات ہے کہ ان علاقوں کے باشندے

مرتبہ رابطہ کے رومیوں کے مفاد ہیں اور خود اپنے مفاد میں کافی فرق پایا جاتا ہے
ہیں۔ اور اپنے مفاد کو دیگر مفادات پر مقدم سمجھ رہے ہیں۔ یہ لوگ یا تو تاجر
ہیں یا گلہ بان اور ان دونوں حیثیتوں میں ان کو جنگ کی نہیں بلکہ امن کی ضرورت ہے۔
وہ کئی مرتبہ رومیوں اور ایرانیوں کی فتح و شکست کے تسلسل سے کچلے
جا چکے ہیں۔ ان کی حالتیں بجلہ خراب ہو چکی ہیں اور اب وہ چاہتے ہیں کہ
خواہ مسلمانوں کی فتح کی شکل میں اور رومیوں کی شکست و پسپائی کی
صورت ہی میں کیوں نہ ہو ان کو دیرپا پرامن ماحول ملنا چاہیئے۔

سپہ سالار خالد نے جواب دیا۔ یقیناً وہ ایسا چاہتے ہوں گے
اور وہ اپنی اس خواہش میں حق بجانب بھی ہیں۔

سلمان نے کہا۔ ایک بات اور بھی ہے اگر رومیوں کا ایرانیوں سے
مقابلہ ہوتا تو شاید وہ رومیوں کی مدد کرنے پر آسانی سے تیار
ہو جاتے۔ صرف اس خیال سے کہ ایرانی فوجیں پھر ایک بار ان کی
آبادیوں کو ویران اور ان کے کاروبار کو تباہ و برباد نہ کر سکیں۔
لیکن چونکہ مقابلہ رومیوں کا مسلمانوں سے ہے اس لئے وہ اس بات
پر بھی آمادہ نہیں ہیں۔

سپہ سالار خالد نے دریافت کیا۔ تو کیا تمہارے خیال میں وہ مسلمانوں
کو ایرانیوں سے بہتر سمجھتے ہیں۔

سلمان نے برجستہ جواب دیا۔ بیشک کم از کم وہ اس معاملہ میں مسلمانوں
کو ایرانیوں پر ضرور ترجیح دیتے ہیں کہ اگر مسلمان شکست کے ان کے علاقہ پر

تسلط حاصل کیا تو وہ لوٹ مار اور فوج کے ذریعہ کشت و خون اور ظلم و تشدد سے قطعی محفوظ رہیں گے۔

سپہ سالار خالد نے کہا۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ہمارا راستہ امن وسلامتی کا راستہ ہے اور اب ہمارے مخالفین بھی ہماری اس حیثیت کو تسلیم یا کم از کم محسوس ضرور کرنے لگے ہیں۔

سلمان۔ بیشک۔ اے سردار مجھے بہت سے لوگوں نے اس گردونواح میں بتایا کہ ان کے علاقوں پر رومی فوجیں بھی تاخت و تاراج کر چکی ہیں اور یہ ایرانی فوجیں بھی لوٹ مار کر چکی ہیں اور فوجوں کے اس لوٹ مار کے دوران ان علاقوں کے باشندوں نے یہ تجربہ کیا کہ فاتح فوجیں یہ نہیں دیکھتیں کہ کسی علاقہ کے باشندے رومی ہیں یا ایرانی۔ وہ خود کو فاتح اور باشندوں کو مفتوح سمجھ کر ان پر ہر قسم کی سختیاں اور مظالم روا رکھتی ہیں۔ اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ اسلامی لشکر اس علاقہ پر تسلط حاصل کرکے رومیوں اور ایرانیوں کی لوٹ مار کے سلسلہ کو ختم کر دے۔

سپہ سالار خالد نے جواب دیا۔ یہ بھی اللہ تعالیٰ کی بڑی مہربانی ہے ہمارے حال پر سلمان نے خوش ہو کر کہا۔ بیشک۔ اللہ تعالیٰ ہماری صداقتوں کو برابر دوسروں پر ظاہر کر رہا ہے اور لوگ ہماری صداقتوں سے کسی نہ کسی نوعیت میں متاثر ہو رہے ہیں۔

سپہ سالار خالد نے مطمئن لہجہ میں کہا۔ اچھا تو پھر یہ بات تو صاف ہو گئی کہ گردو نواح کے علاقوں سے مرج راہط میں رومی لشکر کو زیادہ سمک کمک نہ مل سکے گی۔

سلمان نے جواب دیا۔ ہاں اے سردار میرا اندازہ ہے کہ مرج راہط کے رومیوں کو صرف اسی رسد اور کمک پر بھروسہ کرنا پڑے گا جو ان کو براہ راست سلطنت روم کی طرف سے حاصل ہو سکے۔

سپہ سالار خالد نے کہا۔ اور سلطنت روم کی طرف سے مرج راہط کو جو کمک اور رسد مل سکتی ہے وہ صرف دمشق سے مل سکتی ہے۔

سلمان نے جواب دیا۔ ہاں اے سپہ سالار دمشق کی شاہراہ دمشق اور مرج راہط کو ملاتی ہے مرج راہط کے لئے شہ رگ کی حیثیت

سپہ سالار خالد نے خوش ہو کر سوال کیا۔ اور ہم اس شہ رگ کو کاٹ سکتے ہیں یعنی مرج راہط کا محاصرہ کرنے کے ساتھ ساتھ ہم اپنی فوج کے ایک حصہ کو مرج راہط کے عقب میں بھیج کر دمشق کی شاہراہ پر رسد و کمک کے سلسلہ کو روک بھی سکتے ہیں۔

سلمان نے خوش ہو کر مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ یقیناً ہم ایسا کر سکتے ہیں اور اے سردار اگر ہم شاہراہ دمشق پر اور رسد کمک کے سلسلہ کو روک دینے میں کامیاب ہو گئے تو میں سمجھتا ہوں کہ میری گذشتہ تین ہفتہ کی سرگرمیوں کا یہ بہترین صلہ ہو گا۔

سپہ سالار خالد نے جوش و خروش کے ساتھ کہا۔ یقیناً ایسا ہی ہو گا اور میں

سمجھتا ہوں کہ شاہراہ دمشق کو کاٹ دینا ہی مرج راہط پر ہماری فتح کے لئے ایک یقینی بات ہوگی اور اس لئے ہم شاہراہ دمشق کو ...... کاٹنے پر اپنی فوج کی کافی طاقت صرف کر سکیں گے ۔

سلمان نے کہا کہ بیشک یہ اچھی تدبیر ..... جنگ ہوگی اور اس پر ہم کو پوری توجہ دینی چاہئے ۔

سپہ سالار خالد نے کہا میں نے تمہاری بہم پہونچائی ہوئی معلومات کی بنیاد پر اپنے ذہن میں جنگ کا ایک نقشہ تیار کرلیا ہے ۔ اس نقشہ کے مطابق ہم اپنی فوج کے ایک حصہ کو مرج راہط کے عقب میں بھیج دیں گے ۔ یہ کام ہم مرج راہط پر حملہ شروع کرنے سے بہت پہلے کریں گے ۔ تاکہ مرج راہط پر ہمارے حملہ کے دوران دمشق سے مرج راہط کے لئے رسد و کمک نہ پہونچ سکے ۔

سلمان نے جواب دیا ۔ آپ کی رائے بہت صائب ہے

سپہ سالار خالد نے چند لمحوں کے توقف کے بعد کہا اور فوج کے جس حصہ کو میں مرج راہط کے عقب میں شاہراہ دمشق پر متعین کروں گا اس کے سردار تم ہوگے ۔ صرف اس لئے کہ میں شاہراہ سے اس کی اہمیت سے اور اس کے گرد و نواح کے علاقوں سے تم ہم سب سے زیادہ واقف ہو ۔

سلمان نے جواب دیا ۔ میں ہر حکم بجالانے اور ہر خدمت انجام دینے کیلئے ہر وقت پوری طرح تیار ہوں ۔

سپہ سالار خالد نے کہا ۔ ٹھیک ہے ۔ اور چونکہ تمہارا دستہ مرج راہط پر حملہ سے کچھ قبل ہی اپنا کام شروع کرے گا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم آج ہی

اپنے چند ساتھیوں کا انتخاب کر لو۔

سلمان نے فوجی نظم و ضبط کا لحاظ رکھتے ہوئے کہا۔ یہ کام آپ ہی انجام دے دیں۔ آپ.......................... جن لوگوں کو میرے ساتھ کر دیں گے مجھے ان کے متعلق کوئی اعتراض نہ ہوگا۔

سپہ سالار نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ تم میرا مطلب سمجھے نہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ جن لوگوں پر سردار کو بھروسہ ہوتا ہے ان کی معیت میں وہ زیادہ بہتر اقدامات انجام دے سکتا ہے۔ اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم کم از کم اپنے چند ساتھیوں کا انتخاب کر لو۔ تمہارے دستے کے باقی لوگوں کو میں خود نامزد کر دونگا۔ تھوڑے توقف کے بعد سپہ سالار خالد نے پھر کہا۔

" اچھا اب تم جاؤ آرام کرو۔ لیکن طلایہ کی سرگرمیاں برابر جاری رکھو۔ اس سے تم کو تمہاری آئندہ سرگرمیوں میں بڑی مدد مل سکے گی۔

یروشلم

مارٹن کا ارادہ تھا کہ وہ صبح سویرے ہی اٹھ کر جولیا کے والد سے ملنے کے لئے سرائے سے روانہ ہو جائے گا لیکن اس عزم وارادہ کے باوجود صبح سویرے نہ اٹھ سکا اور کافی دن چڑھے تک سوتا رہا یہاں تک کہ ہوٹل کے مالک کے حکم سے ہوٹل کے ایک خدمتگار نے مارٹن کو جگایا۔

دراصل مارٹن یروشلم پہونچنے کے بعد کافی غور وفکر میں مبتلا ہو گیا تھا۔ اور اس پر ذہنی پریشانی مسلط ہو گئی تھی —— اس کی ذہنی پریشانی اور ذہنی الجھن کا ایک بڑا سبب تو خود یروشلم کی حالت تھی۔ مارٹن اپنی اتنی زندگی میں متعدد بار یروشلم آچکا تھا لیکن اس نے یروشلم کو اس سے قبل کبھی اتنا سنسان اور بے رونق نہیں دیکھا تھا جتنا کہ گذشتہ رات دیکھا۔ اس نے جب بھی یروشلم کو دیکھا اس کی آبادی میں ایک نئی زندگی محسوس کی تھی۔ یروشلم کے دن ہمیشہ چہل پہل میں گذرتے اور راتیں ہمیشہ رنگ ونور کے ماحول میں پروان چڑھتیں لیکن گذشتہ رات اس نے شہر کو رنگ رلیوں سے خالی اور ویرانگی میں ڈوبا ہوا

پایا اور اس کا اس کے دل پر اتنا گہرا اثر پڑا تھا کہ مایوسی سے اس کا دل بیٹھنے لگا تھا۔ گذشتہ رات جب وہ یروشلم کی سڑکوں پر گذر رہا تھا تو اس کو بار ہا یہ شبہ ہوا کہ وہ کہیں غلط فہمی میں تو نہیں ہے اور یروشلم کی بجائے کسی چھوٹے قریہ میں تو نہیں پہنچ گیا۔

گذشتہ رات سرائے کے مالک سے اسکی جو گفتگو ہوتی تھی اس سے بھی اس کی مایوسیاں دور ہونے کی بجائے اور گہری ہو گئیں تھیں اور یہ معلوم کر کے کہ شہر کا سکون و وقار تو سب کچھ رخصت ہو چکا ہے لیکن پردہ کے پیچھے گناہ کی رنگینیاں ابھی جگمگا رہی تھیں اس کو سخت صدمہ پہونچا تھا۔ اس نے ایرانیوں اور رومیوں کے عروج و زوال اور وہاں کے نشیب و فراز دیکھے تھے اس کو حالات اور ان کے نتائج کا کافی تجربہ تھا اور وہ یروشلم کی حالت دیکھ کر یہ سوچنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ کہ رومیوں کا زوال بھی نزدیک ہے رومیوں کا زوال ایرانیوں کے ہاتھوں نہیں بلکہ عربوں کے ہاتھوں جن کی فوجیں شام کی سرحد پر برابر آگے بڑھتی چلی آرہی تھیں۔

جب مارش گذشتہ رات ہوٹل کے کمرے میں اپنے بستر پر پہونچا تو وہ اس عزم کے ساتھ لیٹا تھا کہ وہ جلد سو جائے گا اور صبح کو جلد بیدار ہو کر جولیا کے والد سے ملنے کے لئے روانہ ہو جائے گا۔ لیکن وہ اس عزم کے باوجود بڑی دیر تک بستر پر لیٹا کروٹیں بدلتا رہا۔ جسقدر وہ خود کو نیند سے قریب تر کرنے کی کوشش کرتا نیند اس سے اتنی ہی دور ہوتی جاتی۔

پھر وہ اپنی عزیزہ بہن لیبریا کے متعلق سوچنے لگا۔ لیبریا کس قدر بلند اخلاق کی حامل اور

انسانیت و ہمدردی کا مجسمہ تھی اس نے جولیا کیلئے اپنی جان کو خطرہ میں ڈال دیا تھا۔ ایسا خطرہ جو قدم قدم پر اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ ایسا خطرہ جو اس کے سر پر منڈلا رہا ہے ایسا خطرہ جو کسی وقت بھی پیغام مرگ بن کے اس کے سامنے آ کھڑا ہو سکتا تھا لیکن ان تمام خطرات کے باوجود وہ جولیا کی ہمدردی میں مصروف عمل تھی۔ اس کے سامنے کوئی پروگرام نہ تھا وہ نہیں جانتی تھی کہ اس کو کیا کرنا ہے لیکن اتنا ضرور سمجھتی ہے کہ اس کو کچھ نہ کچھ کرنا ہے۔ گویا وہ بھی قضاو قدر کے اندھیرے میں چاروں طرف ہاتھ پاؤں مار رہی ہے ایسے ماحول میں جہاں کسی وقت بھی قانون اس کا ہاتھ پکڑ سکتا تھا اور پھر اس میں اور موت میں کسی حاکم کے ایک حکم کا فرق رہ جاتا۔

اسکی نگاہوں میں بار بار میریا کا وہ مجسمہ آ جاتا جس میں وہ اس کو پہچان نہ سکا تھا۔ وہ ایک راہبہ کے بھیس میں پھر رہی ہے اور قانون اس کا تعاقب کر رہا ہے۔ اور موت اس کا پیچھا کر رہی ہے۔ اور وہ انسانی خدمت انجام دینے کے جرم میں ملک کی باغی قرار پا چکی ہے۔ صرف اس لئے کہ اس نے ڈیریس کی ہوس ناکیوں کا ساتھ نہیں دیا تھا۔ مارٹن کا دل میریا کی اس حالت پر خون ہو جاتا اور اس کا رونے کو جی چاہتا اور ساتھ ہی اس کو ڈیریس پر زبردست غصہ بھی آتا اور وہ رومی قوم کی حالت پر افسوس بھی کرتا جس کے دور حکومت میں اچھائیاں اور صداقتیں مصیبتوں میں مبتلا تھیں اور برائیوں اور کذب کو فروغ حاصل ہو رہا تھا۔ وہ سوچتا یہی تو کسی قوم کے زوال کی نشانیاں ہیں اور اس کی نگاہوں میں رومی قوم کی پسپائی، شکست اور زوال کا نقشہ کھنچ جاتا۔ غرض کہ وہ بیک وقت رنج والم۔ غم و غصہ اور تاسف و مایوسی کے عالم میں بھٹک رہا تھا اور اس طرح دیر تک جاگتے جاگتے اس کے جسم

میں تشنج کی سی کیفیت پیدا ہوگئی اور اس کا جوڑ جوڑ درد کرنے لگا - اور اسی اذیت اور کرب ناک بے چینی کے ماحول نے اس کو رفتہ رفتہ بے حسی کے عالم میں پہونچا دیا اور اس پر نیند کا غلبہ ہوتا گیا

اس ماحول میں سونے کے بعد وہ تمام رات بھیانک خواب دیکھتا رہا - کبھی میریا کو جنگلوں میں مارا مارا پھرتا دیکھتا - کبھی رومی لشکر کو پسپا ہوتے اور شہروں کو لٹتے دیکھتا شہروں سے شعلے بلند ہوتے دیکھتا اور لوگوں کو چیختے چلاتے سنتا - اور صبح جب سرائے کے ملازم نے اس کو بیدار کیا اس وقت وہ میریا کو انتہائی خوف و ہراس کے عالم میں بھاگتے اور چند رومیوں کو اس کا تعاقب کرتے دیکھ رہا تھا کہ اچانک ہوٹل کے ملازم کی آواز پر اس کی آنکھ کھل گئی۔

مارٹن نے مسکرا کر ہوٹل کے ملازم کو جواب دیا کہ تم جاؤ اور ہوٹل کے مالک سے کہہ دو کہ میں ابھی آتا ہوں - اور اس کے چلے جانے کے بعد وہ پھر میریا کے متعلق سوچنے لگا اور بے حد آزردہ اور رنجیدہ خاطر ہو گیا -

مارٹن نے اپنے خیالات میں یکسوئی پیدا کرنے کی کوشش کی اور وہ اٹھ بیٹھا - اس نے منہ ہاتھ دھویا اور پھر کپڑے پہن کر ہوٹل کے مالک کے کمرہ کی طرف چل دیا - ہوٹل کا مالک اس کا انتظار ہی کر رہا تھا - مارٹن کو دیکھ کر ہوٹل کے مالک نے مسکراتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا - اور ملازم کو آواز دے کر اس کے لئے ناشتہ منگایا -

مارٹن ناشتہ کرنے میں مصروف ہو گیا اور ساتھ ہی ہوٹل کے مالک سے باتیں بھی کرتا رہا - مارٹن نے ایک جماہی لیتے ہوئے کہا رات میں نے بڑی بے چینی سے گزاری ہے - ہوٹل کے مالک نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا - مجھے افسوس ہوا یہ سن کر کہ آپ نے رات بڑی

بے چینی میں گذاری ہے میں نے اپنی دانست میں آپ کے قیام اور آرام کے سلسلہ میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اس کے باوجود اگر مجھ سے نادانستہ طور پر کوئی فروگذاشت ایسی ہو گئی ہے جو آپ کے بےچینی کا باعث بنی تو آپ نے اطلاع کیوں نہ کی اور میں فوراً کچھ انتظام ضرور کر دیتا۔

مارٹن نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا کہ آپ بیکار پریشان و پشیمان ہو رہے ہیں۔ میری بےچینی کا کوئی تعلق آپ کے حسن انتظام سے نہیں تھا۔ آپ نے تو مجھے آرام پہونچانے میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی تھی۔ لیکن اس کا کیا علاج کہ ماحول ہی بگڑا ہوا ہے۔ آپ ہی بتلائیے کیا آپ نے اس سے قبل کبھی یروشلم کو ایسا بے رونق اور اجڑا ہوا دیکھا ہے۔

ہوٹل کے مالک نے جواب دیا۔ یہ تو آپ نے سچ کہا۔ میں نے اپنی اس طویل زندگی میں اس عظیم شہر کو کبھی ایسا بے رونق نہیں دیکھا۔ معلوم نہیں کیا ہونے والا ہے مارٹن نے کہا۔ بس یہی تو میری ذہنی پریشانی کا سبب رہا۔ اور میں تمام رات اسی غور و فکر میں بے چین رہا۔

اتنے میں مارٹن نے ناشتہ ختم کر لیا اور ہوٹل کے مالک نے ملازم کو آواز دے کر مارٹن کا گھوڑا لانے کو کہا چند لمحوں بعد مارٹن اپنے گھوڑے پر سوار یروشلم کے بازاروں اور سڑکوں پر گذر رہا تھا ـــــ بازار لگے ہوئے تھے خرید و فروخت بھی ہو رہی تھی لیکن بازار کی رونق غائب تھی اور لوگوں کے چہروں پر فکر و تردد کے آثار نمایاں تھے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہر شخص کے چہرہ پر ہوائیاں اڑ رہی ہیں۔

بازاروں اور سڑکوں سے ہوتا ہوا مارٹن جلد ہی شہر کے اس حصہ میں

پہونچ گیا جہاں شہر کا متمول طبقہ آباد تھا اور یہاں اس کو ضرور زندگی کے آثار نظر آتے۔

مارٹن یہ سوچے بغیر نہ رہ سکا کہ مصیبتیں اور تکلیفات صرف غریب عوام کے حصے میں ہیں۔ شہر کا متمول طبقہ آج بھی مطمئن اور خوش تھا۔ غریبوں پر مردنی چھائی ہوئی تھی لیکن دولت مند آج بھی داد عیش دے رہے تھے۔ مارٹن انھیں خیالات میں غلطاں و پیچاں آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ وہ ملک التجار آرگس کے مکان کے سامنے پہونچ گیا۔

یہ ایک عالیشان اور خوشنما عمارت تھی۔ ایک ایسی عمارت جو ایک رنگین عشرت کدہ بھی تھی اور کسی موقع پر ایک مضبوط قلعہ بھی ثابت ہو سکتی تھی۔ عمارت کے پھاٹک پر مارٹن نے گھوڑے سے اتر کر آرگس کو دریافت کیا اور ملازم بہ اطلاع دیتے ہوئے کہ اسکا مالک مکان میں موجود ہے۔ اس کو ساتھ لئے ہوئے عمارت کے ایک حصہ کی طرف بڑھا۔ عمارت کے قریب پہونچ کر اس نے ایک اور ملازم کو آواز دی جس نے دوڑ کر مارٹن کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور مارٹن پہلے ملازم کے ہمراہ مکان کے اندر داخل ہو گیا۔



خوشی کے آنسو

جولیا کے والد سے مارٹن کی کوئی خاص شناسائی نہ تھی لیکن چونکہ جولیا کا والد روم کا ایک بہت بڑا تاجر تھا اس لئے اور بہت سے لوگوں کی طرح مارٹن بھی اس کا صورت آشنا تھا - مارٹن نے اس سے اپنا تعارف کرایا اور پھر اس کو ویلرس کا خط دیتے ہوئے جولیا کی ویلرس کے پاس موجودگی کی خوشخبری سنائی - جولیا کی موجودگی کی خبر سنکر اس کا باپ اس قدر خوش ہوا کہ جوش مسرت میں اس نے ویلرس کے خط پر بھی کوئی توجہ نہ دی اور جس طرح مارٹن نے اس کو ویلرس کا خط دیا تھا اسی طرح وہ اس کو اپنی مٹھی میں دبائے بیٹھا رہا اور اسنے مارٹن پر سوالوں کی بوچھاڑ کر دی -

کہاں ہے میری جولیا ؟

تم اسکو اپنے ساتھ کیوں نہ لیتے آئے ؟

میری آنکھیں عرصہ سے اس کو دیکھنے کو ترستی ہیں

وہ اچھی تو ہے !

مجھ کو یاد تو بہت کرتی ہو گی نہ

اور اتنا کچھ کہتے کہتے اس کا دل بھر آیا اور اس کی آنکھوں سے آنسو رواں ہو گئے۔

مارٹن نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ آپ گھبرایئے نہیں جولیا بالکل اچھی اور محفوظ ہے اسکو کوئی گزند نہیں پہونچی اور آپ جلد اس سے ملکر اپنی آنکھوں کو روشن کر سکیں گے

جولیا کے والد نے کہا میں غم نہیں کرتا بلکہ میری آنکھوں سے خوشی کے آنسو رواں ہیں۔ میں تمہاری زبان سے خوشخبری سن کر بہت مسرور ہوں۔ دراصل تم نے مجھے زندگی کا مژدہ سنایا ہے جس کے لئے میں تمہارا بیحد شکر گذار ہوں۔ کاش میں تمھیں اس محنت کا کوئی معاوضہ دے سکتا اور تم اسکو خوشی قبول کر سکتے۔

مارٹن نے مسکراتے ہوئے کہا میرا بہترین معاوضہ یہی ہے کہ میں آپ کو پیغام مسرت پہونچا سکا۔

اچانک جولیا کے والد نے اپنی مٹھی کھول کر اپنی ہتھیلی پر رکھتے ہوئے خط کو دیکھ کر کہا۔ اور یہ تو میں بھول ہی گیا تھا یہ خط کس کا ہے۔

مارٹن نے کہا سرحد شام پر متعین رومی لشکر کے ایک سردار ویلیرس کا خط ہے۔

ویلیرس ——؟ میں اس کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اس سے کئی کئی بار ملاقات ہو چکی ہے۔ اچھا نوجوان اور خلیق نوجوان ہے اور اسی وجہ سے اس کو تھیوڈرس کا بڑا تقرب حاصل ہے۔ اکثر میں اس سے تھیوڈرس ہی کی

قیام گاہوں پر ملا ہوں ... جولیا اس کی نگرانی اور حفاظت میں ہے تو بڑا اچھا ہوا. وہ یقیناً ایک قابل اعتبار اور معقول نوجوان ہے۔

اور پھر اس نے خط کو پڑھنا شروع کیا۔ مارٹن اس کے چہرے کا اتار چڑھاؤ کو دیکھتا رہا اور اس نے یہ محسوس کیا کہ جیسے جیسے وہ خط کو پڑھتا جا رہا تھا اس کے چہرے پر مسرت اور خوشی کی جھلک نمایاں ہوتی جا رہی تھی۔

مارٹن ویلیرس کے خط کو پڑھ چکا تھا۔ اس نے خط کو کئی بار پڑھا تھا۔ اور خط کی عبارت کافی حد تک اسکے ذہن نشین تھی جس سے وہ اندازہ لگا سکتا تھا کہ خط کے کس حصہ پر پہونچ کر کن باتوں سے جولیا کے والد پر کیا تاثرات پڑ رہے ہیں۔ اس نے اندازہ لگایا کہ جب وہ ویلیرس کے خط کے اس حصہ پر پہونچا ہوگا جہاں ویلیرس نے جولیا کے ساتھ اپنے لگاؤ کا ذکر کرکے اپنی شادی کی درخواست کی تھی تو اس کے چہرے پر مارٹن نے اطمینان وسکون کے تاثرات دیکھے اور یہ دیکھ کر کافی بےچین ہوگیا۔ کیونکہ اس کا اندازہ یہ تھا کہ جولیا کا والد جولیا اور ویلیرس کے رشتہ پر آسانی سے رضامند ہو جائے گا بلکہ رضامند کیا ہوجائے گا اس کے چہرہ پر خوشی اور اطمینان کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔ اور اسی رشتہ کی مخالفت میں میریا در بدر کی ٹھوکریں کھاتی پھر رہی تھی اور اپنی جان کو خطرے میں ڈالے ہوئے تھی۔

جولیا کا والد خط پڑھ رہا تھا اور مارٹن اپنی نشست پر بےچینی سے پہلو پر پہلو بدل رہا تھا۔

آخر خط ختم کرکے جولیا کا والد مسکرا پڑا اور اس نے خط لپیٹتے ہوئے مارٹن

سے کہا۔ تمہارا آنا کتنا مبارک ہے۔ تم نے مجھے ایک مژدہ جانفزا سنایا اور پھر ایک اطمینان بخش پیغام بھی دیا ـــــ اب میرا خیال ہے کہ میں تمہارے ہمراہ آج ہی جولیا اور ویلرس سے ملنے کے لئے مرج راہط روانہ ہو جاؤں گا لیکن اس سے پہلے مجھے شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضر ہونا ہے۔ یہ بھی اچھا ہوا کہ شہنشاہ کی خدمت میں حاضری سے قبل ہی تم مجھ کو مل گئے اور اب میں شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضری کے دوران ان کو تمہاری آمد۔ جولیا کی بازیابی کا مژدہ اور ویلرس کی درخواست سے مطلع کر سکوں اور پھر اس طرح یروشلم سے مرج راہط تک ہمارا سفر شہنشاہ ہرقل کی رضامندی کے تحت ہو گا۔ اور یہ بھی ہماری کامیابی کی بڑی دلیل ہو گی۔

رومی تاجر مارٹن سے مخاطب ہو کر بولا۔ میرا خیال ہے کہ تم اپنے گھوڑے پر آئے ہو لیکن درست یہ معلوم ہوتا ہے کہ تم گھوڑے کو یہیں چھوڑ دو اور میں گاڑی تیار کراتا ہوں ہم دونوں اس پر شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں حاضری دینے چلینگے۔

"جیسی آپ کی مرضی" مارٹن نے مختصر جواب دیا "لیکن کیا شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں میری حاضری بھی ضروری ہے۔

"کیوں ـ ؟ تاجر نے حیرت سے دریافت کیا "کیا تم شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں بازیابی کو باعث سعادت نہ سمجھو گے ؟"

"کیوں نہیں !" مارٹن نے فوراً جواب دیا۔ میں شہنشاہ ہرقل کی خدمت میں باریابی کو اپنی خوش قسمتی سمجھوں گا لیکن سوچتا ہوں کہ یہ میری جسارت بیجا تو نہ ہو گی ؟"

نہیں - تم میرے ساتھ ہوگے ؛ جولیا کے والد نے جواب دیا۔ اور پھر ہو سکتا ہے کہ جولیا اور ویرس کے متعلق نیز مرج راہط اور شام کی سرحدوں کے متعلق واقعات دریافت کرنے کے لئے خود شہنشاہ ہرقل تم سے گفتگو کریں ایسی حالت میں تمہاری وہاں موجودگی یقیناً بہتر بلکہ شہنشاہ کی خوشنودی کا باعث بھی ہو سکتی ہے۔

اتنے میں کوچبان گاڑی تیار کر کے لے آیا اور وہ اور مارٹن گاڑی پر بیٹھ کر روانہ ہو گئے۔

اسیری

چاندنی پھیکی ہوئی تھی۔ رات کا آخری حصہ تھا اور ستارے ایک ایک کر کے چھپتے جا رہے تھے لیکن چودھویں کا چاند چمک رہا تھا۔ حالانکہ اس کی چمک میں زردی کا عنصر غالب آتا رہا جا رہا تھا اور یہ ثبوت تھا صبح کی قربت کا۔

سلمان شاہراہ دمشق پر اپنے گھوڑے پر سوار مرج راہط سے دمشق کی جانب آگے بڑھ رہا تھا تھوڑی دیر وہ ٹھہر گیا۔ دو چار لمحوں تک کچھ سوچتا رہا.... پھر شاہراہ سے ہٹ کر اپنے گھوڑے کو دائیں جانب میدان میں اتار دیا۔ اور آگے بڑھنے لگا۔

سلمان دراصل اس بات کا سراغ لگانے کی کوشش کر رہا تھا کہ دمشق سے مرج راہط کیلئے کچھ رسد یا کمک تو نہیں آ رہی۔ کس وقت رسد یا کمک آئیگی اور کس مقدار میں آئے گی۔ شاہراہ دمشق بالکل خالی اور سنسان پڑی تھی جس سے یہ بات تو ظاہر تھی کہ اس وقت دمشق سے کوئی کمک یا رسد مرج راہط کو نہیں جا رہی لیکن صرف شاہراہ پر چلتے رہ کر اس بات کا پتہ نہیں لگایا جا سکتا تھا کہ دمشق سے رسد یا کمک مرج راہط کیلئے کب روانہ ہوگی۔ اور یہی بات سوچ کر سلمان شاہراہ دمشق سے ہٹ کر میدان میں اتر گیا تھا۔ سلمان اب اس کوشش میں تھا کہ اس شاہراہ سے دور کافی دور کسی قریہ یا گاؤں میں پہونچ کر وہ باتوں باتوں میں یہ اندازہ لگانے کی کوشش کرے کہ دمشق سے مرج راہط کے لئے کمک یا رسد کب روانہ ہو گی۔ اور اس خیال میں وہ برابر آگے بڑھتا گیا۔ تقریباً دو گھنٹہ تک آگے بڑھنے کے باوجود وہ کسی گاؤں میں نہ پہونچ سکا۔ اور اس کا سبب بظاہر یہ تھا کہ مرج راہط اور دمشق کے درمیان صرف دس میل کا فاصلہ ہے اور کم فاصلہ دس میل کی دوری

پھر دو بڑی آبادیوں کی موجودگی نے اس علاقہ میں چھوٹی چھوٹی لبستیوں کے لئے امکان نہیں چھوڑا تھا اگر کوئی گاؤں ہوگا تو وہ دمشق سے کافی دور ہوگا اور اسی امید پر سلمان بلا بر آگے بڑھتا جا رہا تھا کہ اچانک گھوڑوں کے ٹاپوں کی آوازوں نے اسے چونکا دیا۔

سلمان نے غور سے آواز سننے کے بعد اندازہ لگایا کہ سواروں کی تعداد تین سے زیادہ نہیں ہے اور تینوں سوار ہی ایک ساتھ نہیں ہیں بلکہ ایک بھاگ رہا ہے اور دو اسکا تعاقب کر رہے ہیں۔ گھوڑوں کے سموں کی آوازوں سے اس قسم کے اندازے لگانے میں عرب خاص ملکہ رکھتے تھے اور یہ کوئی تعجب خیز بات نہ تھی کہ سلمان نے یہ اندازہ لگا لیا تھا جو بالکل صحیح اور درست تھا۔

دیر زیادہ نہ گذری تھی کہ بھاگتا ہوا سوار سلمان کی نگاہوں کے سامنے آگیا اور شاید اس نے بھی سلمان کو دیکھ لیا تھا کیونکہ اس نے اپنے گھوڑے کا رخ موڑ کر سلمان کی طرف ہی کر دیا تھا۔ سلمان نے ایک ہی لمحہ میں یہ اندازہ لگا لیا کہ چاندنی رات کے باوجود اتنی دور سے بھاگنے والا سوار یہ بات نہ تو دیکھ سکتا تھا اور نہ سمجھ سکتا تھا کہ میں کون ہوں اسکو یہ اندازہ بھی نہ ہو سکتا تھا کہ میں دوست ثابت ہوں گا یا دشمن؟ کسی کے قریب بھی خود کو پہنچانا ضروری سمجھا اور اسیلئے اسنے اپنے گھوڑے کا رخ میری طرف کر دیا ہے۔

سلمان نے بھی بطور احتیاط بائیں ہاتھ سے اپنا نیزہ سیدھا کر لیا اور داہنے ہاتھ سے تلوار نیام سے باہر کھینچ لی۔ چند ہی لمحوں کے اندر بھاگنے والا سوار بے خوف وہراس سیدھا سلمان کے برابر پہونچ گیا۔ اسکا گھوڑا رک گیا اور سوار جیسے غش کھا کر گھوڑے سے نیچے گر پڑا ایکدم سلمان گھوڑے سے گرتے ہوئے سوار کی طرف متوجہ نہ ہو سکا کیونکہ تعاقب کرنے والے دونوں سوار بھی اس کے سر پر آپہونچے تھے۔ سلمان نے آگے بڑھ کر ان کا مقابلہ

کیا۔ اور پہلے ہی وار میں ان میں سے ایک کے سینہ کے نیچے نیزہ کی نوک پیوست کرکے اس کو پشت زین سے نیزہ پہ اٹھا لیا اور پھر زمین پر ڈال دیا۔ یہ حالت دیکھ کر دوسرے نے بچاؤ میں مقابلہ کرتے ہوئے فرار ہونے کی کوشش کی لیکن سلمان نے اس پر بڑھ بڑھ کر وار کئے ـــــ تقریباً نصف گھنٹہ تک تلواروں سے تلواریں ٹکراتی رہیں اور آخر کار سلمان کے ایک وار ہی میں دوسرے تعاقب کرنے والے سوار کا سر بھی تن سے جدا کر دیا۔

تعاقب کرنے والوں کا مقابلہ کرنے سے فارغ ہو کر سلمان نے بھاگنے والے سوار کی طرف رخ کیا۔ اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ وہ بھاگنے والی ایک عورت تھی۔ ایک راہبہ جو سر سے پیر تک سفید لباس میں ملبوس تھی۔ چاندنی رات میں اس کا گورا رنگ چمک اٹھا تھا اور بھاگنے میں اس کے سر کا رومال کھل کر گر جانے کی وجہ سے اس کے لمبے لمبے سیاہ بال اس کے شانوں پر بکھرے ہوئے تھے ـــ سلمان کو ان سیاہ بالوں کے درمیان اس کا چہرہ ایسا نظر آیا جیسے بادلوں سے چاند نکل آیا ہو۔ اس نے اس سے قبل آج تک کسی عورت کو دیکھ کر ایسے تاثرات نہیں محسوس کئے تھے۔ جیسے کہ وہ اس وقت محسوس کر رہا تھا ـــــ وہ اس سوار کو گھوڑے کی پشت سے غش کھا کر گرتے چھوڑ کر گیا تھا اور اب واپس آیا تو وہ .... اپنے .. گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے بیٹھی .... تھی .... سلمان اسکو دیکھکر تھوڑے ... فاصلہ ہی پر

ٹھٹھک کر کھڑا ہو گیا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے کبھی تو وہ اسکو نگاہ بھر کر دیکھتا اور دیکھتا ہی رہ جاتا اور کبھی یہ سوچ کر کہ اس کو ایک نامحرم عورت پر نگاہ نہ ڈالنا چاہیئے نظریں نیچی کر لیتا۔ کبھی وہ اس لڑکی کو اپنی طرف مسکراتا دیکھتا تو خود نگاہیں جھکا لیتا اور جب اس کو نگاہیں جھکائے دیکھتا تو ٹکٹکی باندھ کر اس کو دیکھنے لگتا۔

میریا نے سلمان کی ہچکچاہٹ محسوس کرتے ہوئے کہا آپ نے مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور ان درندوں سے میری جان بچائی ہے۔ میں کس زبان سے آپ کا شکریہ ادا کروں۔

سلمان نے جواب دیا یہ تو میرا انسانی فرض تھا۔ اب یہ بتایئے کہ میں آپ کی اور کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

میریا نے لجاجت کے ساتھ کہا۔ اب آپ سے تکلف ہی کیا۔ آپ براہ مہربانی میرے شانہ پر پٹی باندھ دیں کیونکہ ان درندوں میں سے ایک کی تلوار کا زخم میرے شانہ پر لگا ہے۔

سلمان کی طبعی شرم نے اس کو روکنا چاہا لیکن انسانی فرض شناسی کے جذبہ نے اس کی ہمت افزائی کی اور چند لمحوں کے توقف کے بعد اس نے میریا کا شانہ تھام لیا۔ اور ساتھ ہی خود سلمان کے پورے جسم میں بجلی کی سی ایک لہر دوڑ گئی۔ دوسرے لمحہ وہ اپنے جذبات پر قابو پا چکا تھا اور میریا کے شانہ پر پٹی کس رہا تھا۔

میریا کے شانہ پر ہلکا زخم آیا تھا جس سے خون رس رہا تھا۔ اور

سلمان کے خیال میں یہ کوئی تشویش کی بات نہیں تھی۔

سلمان نے جب پٹی باندھ دی تو میریا نے سلمان ہی کا سہارا لیتے ہوئے کھڑی ہو کر ایک ساحرانہ تبسم کے ساتھ سلمان کا شکریہ ادا کیا۔

سلمان خاموش کھڑا رہا کیونکہ میریا کے ساحرانہ تبسم نے اس کو وارفتہ سا کر دیا تھا۔ اور اس کو جواب دینے کے لئے مناسب الفاظ نہیں مل رہے تھے۔

میریا نے خود ہی آگے بڑھ کر اپنے گھوڑے کی لگام تھامتے ہوئے کہا آپ کی مہربانیوں نے مجھے دلیر کر دیا ہے اور آپ سے ایک درخواست اور کرتی ہوں کہ آپ مجھے قریبتین کی حدود تک پہونچا دیں جب تک میں مرج راہط کی حدود سے گذرتی رہوں گی اس وقت تک میرے لئے خطرہ ہے رومی فوجی پھر میرے تعاقب میں اور زیادہ تعداد میں آ سکتے ہیں۔ یہ کہہ کر میریا اپنے گھوڑے پر بیٹھ گئی۔

سلمان نے بھی اپنے گھوڑے پر سوار ہوتے ہوئے کہا۔ کیا آپ مرج راہط نہیں جائیں گی میرا خیال ہے کہ آپ رومی ہیں۔ مرج راہط ابھی تک رومیوں ہی کے قبضہ میں ہے۔

میریا میں رومی ہوں لیکن رومی سلطنت کی باغی قرار پا چکی ہوں اور اسی وجہ سے رومی فوجی میرا تعاقب کر رہے تھے۔ ہمیں یہاں زیادہ وقت ضائع نہ کرنا چاہئے۔ میریا نے اتنا کہہ کر اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور وہ سرپٹ دوڑنے لگا۔

سلمان نے بھی اپنے گھوڑے کو سرپٹ دوڑاتے ہوئے کہا۔ آپ کا خیال ٹھیک ہے یہاں آپ کے دشمن کسی وقت بھی کافی زیادہ تعداد میں پہونچ سکتے ہیں۔ لیکن آپ کو گھبرانے کی ضرورت نہیں میں آپ کے ساتھ ہوں اور میں آپ کو قریتین تک پہونچادوں گا کیا آپ قریتین جانا چاہتی ہیں۔

میریا نے جواب دیا نہیں۔ میں قریتین نہیں جارہی ہیں تدمر جانا چاہتی ہوں۔ لیکن قریتین تک آپ کی حفاظت میں پہونچ جاؤں گی۔ پھر قریتین سے تدمر تک میرے لئے کوئی خطرہ نہ رہ جائے گا۔ اور میں آسانی کے ساتھ تنہا چلی جاؤں گی۔

سلمان نے کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کو میریا کی تجویز سن کر بہت افسوس ہو رہا تھا، کہ اس کا اور میریا کا ساتھ صرف قریتین تک رہ سکے گا۔

تھوڑی دیر تک دونوں خاموش آگے بڑھتے رہے کہ اچانک سلمان نے میریا سے سوال کیا۔ آپ کو سلطنت روم کا باغی کیوں قرار دیا گیا جبکہ آپ کوئی سیاسی شخصیت نہیں بلکہ تارک الدنیا راہبہ کی حیثیت رکھتی ہیں۔

میریا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ دراصل میں وہ نہیں ہوں جو کچھ کہ نظر آرہی ہوں۔ آپ مجھکو میرے لباس سے راہبہ سمجھ رہے ہیں۔ لیکن میں راہبہ نہیں ہوں بلکہ میں نے راہبہ کا بھیس بدل رکھا ہے۔

سلمان۔ پھر تو آپ بڑی شاطر اور خطرناک معلوم ہوتی ہیں۔

میریا نے ہنستے ہوئے جواب دیا۔ رومی ایسا ہی سمجھتے ہیں لیکن کیا آپ بھی مجھے شاطر اور خطرناک سمجھتے ہیں۔

سلمان۔ میرے سمجھنے نہ سمجھنے کا کیا سوال۔ میں نے تو جو رائے ظاہر کی وہ رومیوں ہی کے نقطہ نظر سے تھی۔

میریا نے شرارت آمیز لہجہ میں کہا۔ اور اگر میں اپنے متعلق آپ سے خود آپ کا نقطہ نظر معلوم کر دوں تو۔

سلمان نے برجستہ جواب دیا۔ میرا اپنا نقطہ نظر یہ ہے کہ آپ ایک مظلوم لڑکی ہیں جس کو مدد کی ضرورت تھی اور جو امداد کی مستحق تھی اور اسی لئے میں نے اس کی مدد کرنے میں کوئی تامل نہ کیا۔

میریا۔ بس۔ اسی قدر یا اس کے علاوہ اور بھی کچھ۔

سلمان نے جواب دیا۔ اور۔ اور۔ اور یہ کہ اگر آپ اپنی منزل مقصود تک میری حفاظت میں پہونچنا پسند کریں تو مجھے آپ کی اعانت کرنے سے کوئی انکار نہ ہوگا۔

میریا نے دائیں بائیں دیکھ کر کہا۔ اچھا اب ہم مرج راہبط کی حدود سے باہر آ چکے ہیں آپ کو قریتین جانا ہے آپ آگے دائیں طرف کی راہ پکڑ لیں میں اب آسانی سے قریتین کی حدود سے گذرتی ہوئی تدمر پہونچ جاؤں گی۔ آپ کا شکریہ ادا کرتے ہوئے میں صرف اتنا ہی کہہ سکتی ہوں کہ آپ بہت اچھے ہیں۔

عامر نے کہا۔ اور آپ [illegible]

میریا میں بقول آپ کے ایک مظلوم لڑکی ہوں۔ جو اچھی بھی ہوسکتی ہے اور بری بھی۔ اچھا اب میں اس تمنا کے ساتھ آپ سے جدا ہو رہی ہوں کہ آپ سے جلد ہی پھر ملاقات ہو۔ اتنا کہہ کر میریا آگے بڑھ گئی۔ لیکن سلمان نے بھی اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا اور اس کے برابر پہونچ کر تدمر جانے والے راستہ پر میریا کے ساتھ ہو لیا۔

میریا نے حیرت سے سوال کیا۔ اور آپ قریتین نہیں جا رہے۔

سلمان نے پوری سادگی سے جواب دیا۔ جی میں قریتین نہیں جا رہا۔

میریا۔ پھر آپ کہاں جا رہے ہیں۔

سلمان نے جواب دیا۔ میں تدمر جا رہا ہوں۔

میریا نے سوال کیا کیوں۔ آپ تدمر کیوں جا رہے ہیں۔

سلمان نے سادگی سے جواب دیا۔ تدمر جا رہا ہوں۔ صرف اس لئے تدمر جا رہا ہوں کہ آپ جا رہی ہیں۔ سلمان کی اس صاف گوئی پر میریا کا چہرہ گلنار ہو گیا اور اس نے شرم سے گردن جھکا لی۔ سلمان چند لمحے میریا کے جذبات سے روشن چہرہ کو دیکھتا رہا۔ کہ یکایک میریا نے سر اوپر اٹھایا اور سلمان سے اس کی نگاہیں چار ہو گئیں اور میریا مسکرادی۔

سلمان نے معذرت کرتے ہوئے کہا۔ اگر آپ کسی وجہ سے تنہا

جانا پسند کرتی ہوں اور میرا ساتھ نہ چاہتی ہوں تو میں واپس چلا جاؤں۔

میریا نے جواب دیا۔ آپ کا ساتھ۔ ناپسند کرنے کی تو کوئی وجہ نہیں ہے۔ کاش آپ میرا ساتھ قدم سے بھی آگے دے سکیں۔

غلط فہمی

سلمان اور میریا تدمر کی شہر پناہ کی حدود میں داخل ہو گئے۔ شہر پناہ کے پھاٹک میں داخل ہونے میں بھی میریا نے محسوس کیا کہ سلمان کی وجہ سے اس کو آسانی پیش آئی۔ کیونکہ تدمر پر مسلم مجاہدین کا قبضہ تھا اور میریا ایک رومی راہب کے لباس میں آسانی کے ساتھ تدمر میں داخل نہ ہو سکتی تھی۔

تدمر میں داخلہ کے لئے اس کو حاکم تدمر سے اپنے تعلق کا حوالہ ضرور دینا پڑتا۔ اور اسی احساس کے تحت اس نے ایک مرتبہ پھر سلمان کی طرف مسکراتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

یہاں بھی آپ کی وجہ سے میرے لئے آسانی پیدا ہوئی ورنہ مجھے پوچھ گچھ کے بغیر داخل ہونے کی اجازت ہرگز نہ ہوتی۔ کیا میں اپنے محسن کا نام دریافت کر سکتی ہوں۔

سلمان نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔ مجھکو سلمان کہتے ہیں کیا آپ اپنا نام نہ بتائیں گی میریا نے کہا۔ کیا کریں گے میرا نام معلوم کر کے جو میرے بھیس بدلنے کے ساتھ ساتھ بدلتا رہتا ہے۔

اچانک عامر سامنے سے آتا ہوا نظر آ گیا۔ سلمان اور عامر ایک دوسرے کی طرف جھپٹے کہ میریا تیز آواز میں پکارا "عامر۔ بڑا اچھا ہوا کہ تم یہاں مل گئے"۔ عامر نے میریا کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ ارے تم یہاں کیسے۔ یہ بھی خدا کا احسان ہے کہ اس نے مجھے تم سے ملا دیا۔

میریا نے جواب دیا۔ میں رومی فوجیوں سے بڑی مشکل سے بچ کر یہاں پہونچ سکی اور اس نیک انسان نے (سلمان کی طرف اشارہ کر کے) مجھ پر بڑا احسان کیا ہے اور در اصل میری جان بچائی ہے۔ میں ان کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

عامر نے سلمان سے لپٹتے ہوئے کہا یہ تو میرا عزیز ترین بھائی سلمان ہے اور مجھے خوشی ہوئی کہ تم پر احسان کرنے والا کوئی اور نہیں بلکہ میرا عزیز بھائی ہے۔ ویسے اللہ کا شکر ہے کہ اس نے تم کو خیریت کے ساتھ یہاں پہونچا دیا اور اب یہاں تم پوری طرح محفوظ ہو۔

میریا۔ ہاں عامر مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

عامر نے جواب دیا۔ اور مجھے بھی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔

سلمان نے موقع غنیمت سمجھ کر کہا۔ اچھا بھائی عامر مجھے اجازت دیجئے میں نے آپ کی امانت آپ تک پہونچا دی۔ میں اس وقت اپنے فرائض انجام دے رہا تھا۔ اور مجھے جلد از جلد واپس جانا ہے۔

عامر نے جواب دیا۔ اچھا سلمان۔ جاؤ۔ تم سے قریب میں پھر ملاقات ہو گی سلمان نے واپس ہوتے ہوئے میریا پر نگاہ بھی نہیں ڈالی

میریا برابر اس کی طرف دیکھتی رہی ۔ اور اس بات کی منتظر تھی کہ سلمان سے نگاہیں چار ہوں تو وہ آنکھوں ہی آنکھوں میں اس کو کوئی پیغام دیدے ۔ لیکن اس کو بڑی مایوسی اور حیرت ہوئی کہ سلمان نے اس کی طرف دیکھا ہی نہیں اور واپس چلا گیا ۔

سلمان سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھاگ رہا تھا ۔ وہ قریشیوں کی حدود سے نکل کر مرج راہط کی حدود سے داخل ہو گیا ۔ ایک نگاہ اس نے اس مقام کو دیکھا جہاں میریا نے ان سے علیحدہ ہو جانے کی خواہش ظاہر کی تھی لیکن وہ اس کے باوجود اس کے ساتھ ہی رہا ۔ اس نے گھوڑے کو مہمیز کیا اور سرپٹ بھاگتا ہی رہا ۔

وہ مرج راہط کی حدود میں داخل ہو گیا مرج راہط کی شہر پناہ کی دیواروں سے بہت دور برابر بھاگتا رہا ۔

اچانک اس نے اپنے گھوڑے کی لگام کھینچ لی گھوڑا رک گیا اور وہ نیچے اتر آیا ۔ یہ وہی مقام تھا جہاں اس نے میریا کے شانے پر پٹی باندھی تھی ۔ سلمان نے گھوڑے کی پشت سے لٹکتے ہوئے مشکیزے سے منہ لگا کر پانی پیا اور پھر وہ خاموشی کے ساتھ تھک کر وہیں بیٹھ گیا ۔ اور میریا کے متعلق سوچنے لگا ۔ میریا کے خیال سے اس کے دل کو سکون پہونچ رہا تھا اور اس کی نگاہوں میں اس کی صورت پھر رہی ۔ کبھی پریشان بھاگتی ہوئی تعاقب کرنے والوں سے خائف ایک سراسیمہ لڑکی کی شکل ۔ کبھی مسکراتی باتیں بناتی ہوئی دوشیزہ کی صورت

اس کی نگاہوں میں پھر جاتی سلمان نے سوچا کہ میریا نے اس کو اپنا نام نہیں بتایا۔ کیا اس میں بھی کوئی مصلحت تھی وہ عامر کو پہلے سے جانتی ہے۔ ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ان کو ایک دوسرے سے کتنی بہت سی باتیں کرنی ہیں۔ کیا وہ جولیا نہیں ہے۔ یقیناً وہ جولیا ہے۔ اچانک سلمان کے دل میں سخت ندامت کا جذبہ پیدا ہوا اور اس نے سوچا کہ یا اللہ یہ میں نے کیا کیا۔ یہ کیا ہو گیا۔ اگر وہ جولیا تھی تو مجھ کو اس سے ربط ضبط نہ بڑھانا تھا جبکہ مجھے جولیا اور عامر کے تعلقات کا علم تھا۔ لیکن زیادہ توجہ تو خود جولیا ہی نے کی۔ سلمان سوچتے سوچتے اس نتیجہ پر پہونچا کہ اگر جولیا نے خود پہل نہ کی ہوتی تو سلمان اس کی طرف قطعی راغب نہ ہوتا لیکن اب بات گذر چکی تھی اور جب سلمان اپنے دل کا جائزہ لیتا تو اس کو ایسا محسوس ہوتا جیسے اب وہ مجبور ہو چکا ہے اور کمان سے نکلا تیر واپس نہیں لایا جا سکتا ہے۔ جولیا کے خیال سے اس کے دل میں کسک پیدا ہوتی۔ اور وہ اس بات کی کوشش کرتا کہ وہ جولیا کا خیال ہی اپنے دل اور ذہن سے نکال دے لیکن اس کوشش میں وہ خود کو مجبور پاتا۔ وہ لاکھ اپنے خیالات کو دوسری طرف متوجہ کرتا لیکن اس کی آنکھوں میں جولیا کی شکل پھر جاتی اور وہ جولیا کے متعلق سوچنے لگتا۔ کبھی اس کا جی بے چین ہو جاتا کہ وہ جلد سے جلد جولیا کے پاس پہونچ جائے لیکن یہ خیال کرتے ہی وہ عامر سے شرمندہ ہو جاتا اور سوچتا کہ ایسا کر کے وہ عامر کے اعتماد کو ٹھیس

پہونچا رہا ہے ۔ عامر اس کا ایک مخلص دوست ہے اور وہ جولیا کے ساتھ اپنے تعلقات سے سلمان کو آگاہ بھی کر چکا ہے ۔

سلمان کافی دیر تک واقعات کے مختلف پہلوؤں پر غور کرتا رہا اور آخر کار اس نتیجہ پر پہونچا کہ اول تو اس نے جولیا کے ساتھ تعلقات میں کوئی پہل نہیں کی ہے ۔ جولیا ایک حادثہ کے طور پر ایک حادثہ کے نتیجہ میں خود ہی اس کی راہ میں آ گئی اور پھر وہ جولیا کے مدد کرنے کے بعد اپنی راہ علیحدہ کر لیتا لیکن خود جولیا نے اس سے ربط بڑھائے سلمان نے سوچا کہ اس نے جولیا کے ساتھ جو ربط روا رکھا وہ یہ جانے بغیر کہ وہ جولیا ہے عدم واقفیت کی بنا پر بڑھائے اس کے باوجود دل کے معاملات میں دخل بھی کس کو ہے اور وہ کس طرح خود کو مجرم قرار دے ہاں یہ ضرور ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے سینہ پر پتھر رکھ کر اپنے اور عامر کے درمیان اختلاف نہ پیدا ہونے دے اور انتہائی صبر و ضبط سے کام لیتے ہوئے جولیا کو بھول جائے ۔ اس کو بھلا دے اور جب تک جولیا عامر کے ساتھ رہے اس وقت تک خود سلمان ان سے دور دور رہنے کی کوشش کرے ۔

اس پروگرام سے سلمان کے دل کو کچھ سکون پہونچا اور وہ اللہ کرسپہ سالار کے پاس گیا اور مرج راہط پر حملہ کے دوران عقب میں شاہراہ دمشق پر حملہ کرنے کے اہتمام کے متعلق تبادلہ خیال کرتا رہا ۔ وہ اس پروگرام سے خوش تھا کہ اس کے تحت

ان کے اور عامر کے درمیان مرج رابطے کے لئے جنگ کے دوران
پورے ایک شہر کا فاصلہ حائل ہے ۔

باب سوم

فتحِ مُبین

سرزمین شام

"ہم نے بنی اسرائیل کو کتاب میں پیش گوئی کر دی تھی کہ تم سرزمین شام میں دو بار خرابی کرو گے اور بڑا زور چلانے لگو گے۔ جب پہلی بار کی میعاد آئے گی تو ہم تم پر ایسے بندوں کو مسلط کریں گے جو بڑے جنگ جو ہوں گے۔ وہ گھروں میں گھس پڑیں گے اور یہ ایک وعدہ ہے جو ضرور ہو کر رہے گا پھر ہم دوبارہ ان پر تمہارا غلبہ کر دیں گے۔ اگر پھر تم بُرے کام کرو گے تو ہم پھر دوسروں کو تم پر مسلط کریں گے تاکہ وہ تمہارے منہ بگاڑ دیں اور جس طرح وہ لوگ مسجد (بیت المقدس) میں گھسے تھے یہ لوگ بھی گھس پڑیں۔"

(قرآن حکیم۔ سورہ بنی اسرائیل)

حملہ

نمازِ فجر کے بعد سپہ سالارِ لشکر خالد نے بڑے خشوع و خضوع کے ساتھ اسلامی لشکر کے لئے فتح و نصرت کی دعا مانگی۔ حضرت خالد نے گڑ گڑا گڑ گڑا کر کہا۔ اے اللہ تو پوری طرح واقف ہے کہ ہم تیرے نام پر تیرے تیرے سچے دین کے لئے انسانیت کے لئے اور حق و صداقت کے لئے لڑ رہے ہیں ہمارا مقصد نہ تو کشت و خون ہے نہ بستیوں اور آبادیوں کو تباہ و برباد کرنا ہے۔ ہم جہالت اور بربریت کے خلاف انسانیت کے تحفظ کے لئے تلواریں اٹھا رہے ہیں۔ ہم اپنی تلواروں سے بے دینی اور جہالت کی چادر کو کاٹ کر پارہ پارہ کر دینا چاہتے ہیں تاکہ تیری معرفت کے سورج کی کرنیں ہر ایک انسان کے دلوں تک پہونچ سکیں۔ ہر شخص ہدایت حاصل کر کے انسانیت کی حفاظت کر سکے۔ اور انسان تجھکو پہچان کر زندگی حاصل کر سکیں اے اللہ تو ہم کو عزم و استقامت عطا فرما تاکہ ہم دشمنانِ انسانیت پر فتح و غلبہ حاصل کر سکیں۔

حضرت خالد دعا مانگتے جا رہے تھے اور آمین آمین، کی صداؤں سے

فضائیں گونج رہی تھیں۔ دعا سے فراغت پا کر حضرت خالد نے اپنے لشکر کی
ترتیب شروع کر دی۔ میمنہ اور میسرہ کی سرداری حضرت ابو عبیدہ اور
حضرت عمرو بن العاص کو سپرد کی اور قلب لشکر کو خود اپنی سرکردگی میں رکھا
آپ نے پورے لشکر کو خطاب کرتے ہوئے ایک مختصر خطبہ پڑھا جس میں
نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نعت کے
اسلامی لشکر اور رومی لشکر میں فرق پر روشنی ڈالی۔ آپ نے کہا کہ اس میں نہ تو
شک ہے اور نہ اس کی تردید کی کوئی ضرورت ہے کہ رومیوں کا لشکر ہمارے
لشکر سے تعداد میں بہت زیادہ ہے۔ لیکن میں آپ سب لوگوں کی توجہ
خلیفۃ المسلمین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس حالیہ خط کی طرف
مبذول کرانا چاہتا ہوں جس میں انھوں نے صاف صاف لشکر اسلام کے سردار
پر یہ بات واضح کر دی ہے کہ اسلامی لشکر کو کبھی اس وجہ سے شکست نہیں ہو
سکتی کہ وہ تعداد میں کم تھا۔ اگر کبھی اسلامی لشکر کو شکست ہوگی تو وہ اس
وجہ سے ہوگی کہ اس کا کردار بلند نہ رہ جائے گا۔ یہ سچ ہے کہ یہ بات
امیرالمومنین نے ہے اور اس پر ہم کو یقین کرنا چاہیئے۔ لیکن یہی بات رسول اکرمؐ
بھی کہہ چکے ہیں اور یہی بات قرآن مجید میں خود اللہ تعالیٰ بھی فرما چکا ہے کہ
ہم کم تعداد والوں کو کثیر تعداد والوں پر غلبہ دیتے ہیں اور اس پر ہم کو ایمان لانا چاہیے۔
رومیوں کی تعداد اگر زیادہ ہے تو ہمیں اس کی قطعی پرواہ نہ کرنی چاہیئے۔
رومیوں کے پاس اسلحہ اور سازو سامان کی بہتات ہے تو ہمیں اس سے بددل
نہ ہونا چاہیئے اور رومیوں کے وسائل اور ذرائع اگر وسیع ہیں تو ہم کو اس سے

ہراساں نہ ہونا چاہیئے کیونکہ ایک چیز جو سب سے بڑی چیز ہے اور جو رومیوں کو حاصل نہیں ہے وہ ہم کو حاصل ہے اور وہ چیز اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور اور اس کی اعانت ہے جو ہمیشہ ہمارے شامل حال رہی اور جو آج بھی ہمارے ساتھ ہے ۔ اس سے ہمیشہ ہمیں فتح و نصرت حاصل ہوئی اور آج بھی ہم اس سے کامران و کامیاب ہونگے ۔ ہم اللہ کے نام پر تلوار اٹھاتے ہیں اور وہ ہماری مدد فرمائے ۔

خطبہ ختم کرتے ہی سپہ سالار خالد نے اسلامی لشکر کو مرج راہط کے قلعہ پر حملہ کرنے کا حکم دیدیا ۔ اور نعرہ تکبیر سے زمین و آسمان گونج اٹھے ۔ سب سے پہلے حضرت خالد کی سرکردگی میں قلب لشکر نے بڑھ کر حملہ کیا ۔

مرج راہط کے قلعہ میں غسانی فوجوں کے ساتھ ۔ رومی لشکر بھی کافی تعداد میں موجود تھا اور اس کا سب سے بڑا ثبوت یہ تھا کہ سب سے پہلے مرج راہط کے قلعہ سے مقابلہ کے لئے جو دستہ باہر نکلا وہ رومی دستہ تھا اور اس کی سرکردگی رومی سردار ویلرس کر رہا تھا ۔ ویلرس کو قلعہ سے باہر نکلتا دیکھ کر عامر کو سخت جوش آیا اور وہ اسلامی لشکر کا ایک دستہ لیکر ویلرس کے مقابلہ کے لئے آگے بڑھا ۔ سب سے پہلے عامر اور ویلرس دو بدو اور دست بدست جنگ شروع ہوئی ۔

ویلرس نے عامر کے مقابلہ پر آتے ہی رجز کے طور پر کہا ۔ آؤ ۔ عامر میں تمہیں اچھی طرح پہچانتا ہوں ۔ اور شاید تم بھی مجھکو بھولے نہ ہوگے ۔ میرا تمہارا مقابلہ اس سے قبل بھی ہوچکا ہے جس سے تم کو میری طاقت کا تھوڑا بہت

اندازہ ضرور ہوا ہو گا۔ آج میں تم کو اپنی پوری طاقت اور اپنے سپاہیانہ جوہر دکھاؤں گا لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم میری اہلیت کا اعتراف نہ کر سکو گے کیونکہ اس وقت تک تم قتل ہو چکے ہو گے۔

عامر نے جواب دیا۔ تمہاری گفتگو بزم آرائی کے لئے دلچسپ ہو سکتی ہے لیکن ویلرس یہ رزم گاہ ہے اور یہاں تیرے دعووں کا فیصلہ ہماری زبانیں نہیں بلکہ میری تلوار کرے گی۔

ویلرس نے کہا۔ بیشک آج ہماری تلواریں ہمارے درمیان آخری فیصلہ کئے بغیر نہ رہیں گی۔ اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ سب سے پہلے مقابلہ پر میں ہی اپنا لشکرے کر کیوں نکل آیا ہوں۔

عامر نے جواب دیا۔ جانتا ہوں۔ اچھی طرح جانتا ہوں۔ تمہارے سر پر قضا کھیل رہی ہے اور وہی تم کو کشاں کشاں میرے سامنے کھینچ لائی ہے۔

ویلرس نے کہا۔ وہ تو چند لمحوں بعد خود ہی معلوم۔۔۔ ہو جائے گا کہ کس کے سر پر قضا کھیل رہی ہے۔ میرے۔ یا تمہارے شاید۔ تمہارا حافظہ بہت کمزور ہے اور تم بھول گئے ہو کہ ایک بار اس سے قبل بھی میں نے تم کو قریب المرگ کر کے چھوڑ دیا تھا۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ ہاں مجھے اچھی طرح یاد ہے وہ ایک ایسا اتفاقیہ موقع تھا جب تیرے ساتھ رومیوں کا ایک پورا دستہ تھا اور میں تن تنہا تھا۔ اور اسی روز مجھ پر تیری بزدلی ظاہر ہو گئی تھی کہ تو ایک پورے دستہ کی مدد حاصل کئے بغیر ایک تنہا شخص سے بھی جنگ نہیں کر سکتا۔

ولیرس نے پھر کہنا شروع کیا۔ میں نے تم کو زندگی کے مختلف میدانوں میں شکستیں دی ہیں۔ میں نے تم کو جولیا سے محروم کر دیا۔ میں نے تم سے جولیا کو چھین کر تمہاری زندگی کی خوشیاں لوٹ لی ہیں۔

عامر نے فوراً جواب دیا۔ تم زندگی کے مقصد سے بے بہرہ ہو میری زندگی کا مقصد اللہ کی خوشنودی حاصل کرنا ہے۔ جولیا میرے زندگی کا مقصد نہیں ہے۔ مجھے اس بات کا رنج ضرور ہے کہ میں جولیا کو ابھی تک تجھ جیسے درندہ کے ہاتھوں سے نجات نہیں دلا سکا اور یہ غم میرے زندگی کے لئے کافی ہے لیکن جولیا میری زندگی کا مقصد ہرگز نہیں ہو سکتی۔ کسی بھی مسلمان کے زندگی کا مقصد اللہ کی خوشنودی اور صرف اللہ کی خوشنودی ہوتی ہے۔

ولیرس۔ میرے دوست مجھے خوشی ہوئی کہ تم نے مایوس ہو کر جولیا کا خیال چھوڑ دیا لیکن اور عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا میرے دوست مجھے افسوس ہے کہ تم زندگی کے متعلق کچھ بھی نہیں جانتے۔ میں نے تو صرف یہ کہا ہے کہ جولیا میری زندگی کا مقصد نہیں ہے اور تم نے اس سے یہ غلط نتیجہ اخذ کر لیا کہ میں نے اس کا خیال چھوڑ دیا۔ ہرگز نہیں میں نے اس کا خیال ہرگز ترک نہیں کیا۔ میں آج بھی عہد کرتا ہوں کہ میں اس کو تیرے پنجہ سے نجات دلا کر ہی دم لوں گا۔

ولیرس نے کہا میں تم کو ایک خوشخبری بھی سنانا چاہتا ہوں۔ اور وہ یہ کہ اسی ایسٹر سنڈے کے روز جولیا سے میری شادی ہو جائے گی۔

جو لیا بے چینی سے ایسٹر سنڈے کا انتظار کر رہی ہے اور میں سب سے پہلے مقابلہ پر اس لئے آیا ہوں کہ میں جو لیا کو شادی کے تحفہ میں تمہارا کٹا ہوا سر پیش کر سکوں کیونکہ اس موقع پر اس کے لئے اس سے بہتر کوئی تحفہ نہیں ہو سکتا۔

عامر نے تنک کر جواب دیا۔ تو پھر جلدی کرو۔ اس کام میں تاخیر کیوں کر رہے ہو۔

ویلرس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ یقیناً یہ خبر سنکر کہ ایسٹر سنڈے کو جو لیا سے میری شادی ہونے والی ہے تم زندگی سے بیزار ہو گئے ہو گے اور اسی لئے چاہتے ہو کہ میں جلد از جلد تمہاری زندگی کا خاتمہ کر دوں (قہقہہ لگا کر)، یہ بھی عجیب اتفاق ہے کہ میں نے بھی تمہاری زندگی کو غم دئے اور میں ہی اس غم آلود زندگی سے بھی تم کو نجات دینا چاہتا ہوں۔

اتنا کہہ کر ویلرس نے عامر پر تلوار کا ایک بھرپور حملہ کیا لیکن عامر نے پھرتی سے ہٹ کر وار کو خالی دیا۔ ویلرس نے پورے غیظ و غضب کے ساتھ عامر پر پوری طاقت سے تین اور وار کئے لیکن عامر نے دو واروں کو خالی دیتے ہوئے تیسرے وار کو اپنی تلوار پر روکا اور اس کے فوراً ہی بعد بجلی کی سی تیزی کے ساتھ عامر نے بھی ایک وار کیا جس کو ویلرس نے اپنی ڈھال پر روک لیا۔

اس کے بعد عامر اور ویلرس ایک دوسرے پر پے بہ پے حملے کرتے رہے ایک دوسرے کا وار روکتے رہے دونوں کی تلواریں تیزی کے ساتھ ٹکراتی رہیں اور دونوں پینترے بدل بدل کر وار کرتے رہے۔ ویلرس برابر

تھکتا جا رہا تھا۔ اس کے ہاتھ ڈھیلے پڑتے جا رہے تھے اور اس کے حملوں میں سستی آ رہی تھی۔ لیکن عامر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا اور اب ویلرس پیچھے ہٹ ہٹ کر اس کے حملوں کو رد کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔ عامر نے حملہ میں اور شدت کر دی تھی قریب تھا کہ ویلرس پسپا ہو جاتے کہ اس نے اپنی تلوار کے اشارہ سے اپنے ساتھیوں کو عامر پر ٹوٹ پڑنے اور حملہ کر دینے کا حکم دیا۔ لیکن جیسے ہی رومی دستہ عامر کی طرف بڑھا اسلامی دستہ نے بھی پیش قدمی کر دی اور رومی فوجیوں اور اسلامی مجاہدین میں دست بدست مقابلہ شروع ہو گیا جس کی وجہ سے ویلرس کو تھوڑی دیر کے لئے عامر کے حملوں سے نجات مل اور وہ اپنا سانس برابر کرنے لگا۔ عامر نے تلوار ہلاتے ہوئے اسلامی مجاہدین کو اشارہ کیا اور اس اشارہ پر عمل کرتے ہوئے اسلامی مجاہدین کچھ اس انداز میں بڑھے کہ تھوڑی دیر کے بعد جنگ کا نقشہ بدل کر رہ گیا۔ عامر نے دانستہ چند مجاہدوں کو اپنے ہمراہ لے کر پیچھے ہٹنا شروع کیا۔ رومی فوجی پیچھے ہٹتے ہوئے مجاہدوں پر حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھے اور عامر کے دائیں بائیں کا دستہ نتیجہ کے طور پر رومی فوجیوں کے عقب میں پہونچ گیا۔ رومی فوجیوں نے دوسرے ہی لمحہ خود کو اسلامی مجاہدوں میں گھرا ہوا پایا اور کوئی راہ فرار نہ دیکھ کر ویلرس گھبرا گیا۔ اس نے بھاگ کر قلعہ میں داخل ہونے کی کوشش کی لیکن عامر نے آگے بڑھ کر اس پر تلوار کا ایک بھرپور وار کیا اگر پورا وار ویلرس پر پڑ جاتا تو یقیناً وہ ہلاکت

سے نہ بچ سکتا۔ لیکن ویلرس بھی ایک ماہر فوجی تھا اس نے انتہائی تھکے ہونے کے باوجود اپنی جان بچانے کے لئے بڑی تیزی کے ساتھ عامر کے وار کو خالی دینا چاہا۔ لیکن وہ اپنی اس کوشش میں پوری طرح کامیاب نہ ہو سکا۔ ویلرس کو اس قدر کامیابی ضرور ہوئی کہ عامر کی تلوار اس کے سر پر پڑنے کی بجائے اس کے بائیں شانے سے چھیلتی ہوئی نکل گئی اور ویلرس کا بایاں شانہ زخمی ہو گیا۔ اس وقت تک کئی رومی عامر اور ویلرس کے درمیان آ چکے تھے جن میں سے کچھ کو عامر موت کے گھاٹ بھی اتار چکا تھا۔ لیکن ان رومی فوجیوں کے درمیان آ جانے کا یہ نتیجہ ضرور ہوا کہ ویلرس عامر کے حملوں سے بچ کر بھاگتا ہوا قلعہ میں داخل ہونے میں کامیاب ہو گیا۔ کچھ رومی فوجی بھی بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو گئے اور باقی رومی فوجیوں کو اسلامی مجاہدین نے قتل کر دیا ۔

ویلرس کے بھاگ کر قلعہ میں داخل ہو جانے کے بعد قلعہ پر سے تیروں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی اور عامر اپنے مجاہدوں کو لے کر پیچھے ہٹ گیا۔ اسلامی مجاہدین نے بھی قلعہ پر تیر پھینکے اس اثنا میں قلعہ سے رومی فوجیوں کے کئی دستے باہر نکلے لیکن اب ان کے ساتھ ویلرس نہیں تھا کیونکہ عامر نے اس کو اس قدر زخمی کر دیا تھا کہ وہ آئندہ کئی روز تک میدان جنگ میں لڑنے کے قابل نہ رہ گیا تھا۔

رومی فوج کے کئی دستوں کو قلعہ سے باہر نکلتا دیکھ کر اسلامی لشکر کے کئی دستے بھی آگے بڑھ کر عامر کے دستہ میں شامل ہو گئے اور مجاہدین اسلام اور رومیوں میں پھر دست بدست جنگ شروع ہو گئی اور یہ سلسلہ غروب آفتاب تک جاری رہا۔

دِل کا زخم

آج دن بھر کی جنگ کے نتیجہ میں عامر کے ہاتھوں اور ٹانگوں میں کئی خراشیں آئی تھیں لیکن وہ اتنی قابل توجہ نہ تھیں جتنا قابل غور اس کے دل کا وہ زخم تھا جو ویلرس نے اپنی اس بات سے اس کو پہونچایا تھا کہ ویلرس اور جولیا کی شادی ایسٹر سنڈے کے روز ہونے والی ہے۔

عامر بار بار ویلرس کے اس فقرہ پر غور کر رہا تھا۔ اس فقرہ پر بار بار غور کر کے وہ کوئی نہ کوئی نیا نتیجہ بھی نکال لیتا۔ اس نے سوچا کہ ایسٹر سنڈے کو اب دن ہی کتنے باقی رہ گئے ہیں۔ اس وقت تک تو شاید اسلامی لشکر مرج راہط کو ختم بھی نہ کر سکے۔ کبھی وہ سوچتا کہ ایسٹر سنڈے کے روز شادی ہونے والی ہے تو جولیا بھی یقیناً مرج راہط ہی میں ہوگی کیونکہ ویلرس یہیں موجود ہے۔ وہ نہ تو اتنی جلد کہیں دوسری جگہ جانے کا ارادہ رکھتا ہوگا اور نہ جولیا کسی دوسری جگہ سے شادی کے وقت تک یہاں پہونچ سکتی جولیا بھی یقیناً مرج راہط ہی میں ہوگی اور ایسٹر سنڈے کو اس کی شادی بھی یقیناً مرج راہط ہی میں ہوگی۔ کبھی وہ کچھ مختلف انداز میں سوچنے لگتا۔ وہ سوچتا کہ مرج راہط کے گرجا گھر میں تو شادیاں ہوتی ہی رہتی ہیں اس سے اس کو کیا غرض۔ اگر جولیا کی بھی شادی ہو رہی ہے تو ہونے دو۔ اس کو اس پر

غور بھی نہ کرنا چاہیئے لیکن دوسرے ہی لمحہ جولیا کا مایوس مجسمہ اس کی نگاہوں میں پھر جاتا۔ جیسے وہ عامر سے التجا کر رہی ہو کہ آپ مجھے اپنے ساتھ رہنے دیجئے۔ میں خود کو آپ ہی کے ساتھ محفوظ سمجھتی ہوں جیسے جولیا دور دکر اس سے کہہ رہی ہو کہ آپ مجھے بچا لیجئے۔ آپ اچھی طرح جان چکے ہیں کہ دیلرس کیسا آدمی ہے۔ میں اس کو قطعی پسند نہیں کرتی۔ دنیا کا کوئی معقول انسان اس کو پسند نہیں کر سکتا۔ اس کے ساتھ میری زندگی موت سے بھی بدتر ہو جائے گی مجھے اس قسم کی موت سے بچا لیجئے" جو مجھے جیتے جی دی جا رہی ہے اور جس موت کے بعد بھی مجھکو زبردستی زندہ رکھا جائے گا۔ ان خیالات اور اس قسم کی الجھنوں نے عامر کو پریشان کر دیا۔ اس کے ہاتھوں اور اس کی ٹانگوں پر جو خراشیں آ گئی تھیں ان کی دیکھ بھال تو لشکر کے شفا خانہ میں کر دی گئی تھی لیکن اس کے اس دل کے زخم کا علاج کون کرے اور وہ اپنے دل کے اس گہرے زخم کو کیسے دکھائے اس وقت وہ سلمان کو بھی بری طرح یاد کر رہا تھا۔ اگر سلمان ہی اس کو مل جاتا تو وہ سلمان کو اپنی مایوسیاں سنا کر اپنے دل کی کچھ بھڑاس نکال لیتا۔

اسی سش و پنج میں عامر کا چہرہ دمک اٹھا اور اس کی آنکھوں میں امید کی چمک آ گئی۔ اس کے دل میں مایوسیوں اور پسپائیوں کی جگہ عزم و امید نے لے لی اور اس کے ذہن میں پسپائی کی جگہ بلند آہنگی پیدا ہو گئی۔ اس کا اضمحلال اچانک جوش و خروش میں تبدیل ہو گیا۔

اس نے تیزی کے ساتھ اٹھ کر اپنا لبادہ اوڑھا اور خیمہ سے نکل کر اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر ایک طرف کو روانہ ہو گیا۔

شام کا جھٹپٹا رات کی گہری تاریکی میں تبدیل ہو رہا تھا اور عامر اپنے گھوڑے پر سوار سرپٹ بھاگتا ہوا تدمر جا رہا تھا۔ تدمر جانے کے لئے وہ قریتین میں داخل ہو کر بھی گذر سکتا تھا کیونکہ اب قریتین بھی اسلامی لشکر کے قبضہ میں تھا لیکن عامر نے قریتین سے گذرنا مناسب نہیں سمجھا۔ اور اس کی دو وجوہ تھیں۔ اول تو یہ کہ وہ اس قدر خفیہ طور پر تدمر پہونچنا چاہتا تھا۔ اس کی تمام کوشش یہی تھی کہ راستہ میں اس کو کوئی پہچان نہ سکے اور چونکہ قریتین میں اسلامی لشکر موجود تھا اور اسلامی لشکر کا ہر شخص عامر سے واقف تھا اس لئے قریتین سے گذرنے میں اس کا دوسروں پر یہ ظاہر کرنا ضرور تھا کہ وہ تدمر جا رہا ہے۔ دوسری وجہ یہ بھی تھی کہ تدمر ایک ایسے رخ پر واقع تھا کہ اسلامی لشکر کے پڑاؤ سے تدمر کی سمت قریتین کے باہر ہی باہر قریب تر تھا۔ اور قریتین میں داخل ہو کر گذرنے سے راہ میں کافی طوالت پیدا ہو جاتی تھی۔ اور چونکہ عامر جلد از جلد تدمر پہونچنا اور جلد ہی وہاں سے واپس آنا چاہتا تھا اس لئے وہ قریتین کی حدود سے باہر ہی باہر تدمر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ بعد عامر تدمر میں داخل ہو گیا۔ شہر پناہ کے پھاٹک میں داخل ہونے میں اس کو کوئی مشکل پیش نہیں آئی کیونکہ تدمر پر بھی اسلامی لشکر کا تسلط تھا اور شہر پناہ کے پہرہ دار عامر سے اچھی طرح

واقف تھے اور وہ بخوبی یہ بھی جانتے تھے کہ لشکر کے بعض اہم اور خفیہ کام وقتاً فوقتاً عامر کے سپرد کئے جاتے ہیں چنانچہ پھاٹک پر کھڑے ہوئے پہرہ دار نے عامر کو پہچانتے ہوئے۔ "میرے بھائی عامر سلامتی ہو تم پر" کے الفاظ سے اس کا خیر مقدم کیا۔ عامر نے مسکراتے ہوئے جواب میں کہا "تم پر بھی سلامتی ہو اور اللہ تعالیٰ کی برکتیں نازل ہوں۔

پہرہ دار نے کہا اللہ تعالیٰ تم کو تمہارے مقاصد میں کامیاب کرے کیا آج رات تم تدمر ہی میں قیام کرو گے۔

عامر نے تیزی کے ساتھ جواب دیا۔ اللہ تم کو جزائے خیر دے تم نے ایک اچھی بات پوچھ کر مجھ کو آخر شب میں اس پھاٹک سے باہر نکلنے کی آسانی پیدا کر دی۔ میرے بھائی میں رات یہاں نہ بسر کروں گا مجھے نماز فجر سے قبل ہی اسلامی لشکر کے پڑاؤ تک واپس پہونچنا ہے اس لئے میں آخر شب میں اسی پھاٹک سے تدمر کے باہر جاؤں گا۔ کیا اس وقت بھی تمہیں پہرہ پر ہو گے۔

پہرہ دار نے جواب دیا۔ لیکن ہمارا انتظام اتنا سخت تو نہیں ہے کہ وہ کسی شخص کو رات بھر جاگ کر پہرہ دیتے رہنے پر مجبور کرے۔ میری ڈیوٹی تو چند ساعت بعد ہی ختم ہونے والی ہے اور واپسی میں آپ کو کوئی دوسرا ہی پہرہ دار ملے گا۔ لیکن آپ کو کیا تردد۔ آپ کو تو سبھی پہچانتے ہیں اور پھر بطور احتیاط جو پہرہ دار مجھ سے ڈیوٹی بدلے گا

میں اس سے تمہارا تذکرہ کر دوں گا۔ اور تمہیں کسی وقت بھی واپس جانے میں کوئی دشواری نہ ہو گی۔

عامر نے مسکرا کر پہرہ دار کا شکریہ ادا کیا اور آگے بڑھ گیا۔

تدمر کے قلعہ میں بھی عامر کو کسی قسم کی روک ٹوک کا سامنا نہ ہوا کیونکہ اس کو بھی جانتے تھے اور اس سے بھی بہت خوش تھے۔ دراصل عامر ہی کی کوششیں تھیں جن کی وجہ سے تدمر لوٹ مار سے محفوظ رہا۔ یہ باتیں تدمر کے بچہ بچہ کو معلوم تھیں اور وہ اسی لئے عامر سے بہت خوش تھے قلعہ میں عامر کے داخل ہوتے ہی جوش اور مسرت کی ایک لہر دوڑ گئی اور وہ جلدی ہی حاکم تدمر اور میریان تک پہونچ گیا۔ حاکم تدمر اور میریانے پر جوش انداز میں عامر کا خیر مقدم کیا۔

حاکم تدمر نے عامر کو رات کے کھانے پر مدعو کیا اور چونکہ عامر اسلامی لشکر سے رات کا کھانا کھائے بغیر روانہ ہوا تھا اس لئے اس نے صفائی اور بے تکلفی سے کام لیتے ہوئے حاکم تدمر کی دعوت منظور کر لی۔ اور اس نے میریا اور حاکم تدمر نے ایک ساتھ بیٹھ کر رات کا کھانا کھایا۔ خاصہ پر تکلف تھا۔ پھل کباب۔ گوشت۔ روٹیاں۔ دودھ اور کھجوریں دسترخوان پر ان چیزوں کو دیکھ کر عامر خوش ہو گیا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے بڑی خوشی ہوئی یہ دیکھ کر کہ آپ کا کھانا بالکل اسلامی انداز کا کھانا ہے۔

حاکم تدمر جواب دیا غذا کے متعلق اظہار پسندیدگی اور خوش

ہونے کا تو بہر حال میں شکریہ ادا کرتا ہوں لیکن تم کو اس بات پر حیرت قطعی نہ ہونی چاہیئے کہ ہمارا کھانا وہی ہے جو اہل اسلام کا کھانا ہے۔ ہم بھی آخر اہل کتاب ہی ہیں اور ان باتوں میں ہمارے عقیدہ اور اسلامی عقیدہ میں کوئی فرق نہیں ہے۔ ہم اہل کتاب لوگوں میں جو گمراہ نہیں ہیں وہ آج بھی وہی طریقہ اپنائے ہوئے ہیں جس کی حضرت عیسیٰ نے اور انجیل مقدس نے تعلیم دی ہے لیکن ہمارے یہاں بہت لوگ گمراہ ہو گئے ہیں انھوں نے بہت سے فرقے بنا ڈالے ہیں اور ان گمراہوں نے انجیل کو بڑی حد تک مسخ کر ڈالا ہے اللہ ان لوگوں کے شر سے بچائے۔

عامر تائید کرتے ہوئے اثبات میں گردن ہلاتا رہا اور مزے لے لے کر کھاتا رہا۔ کھانے کے دوران حاکم تدمر نے مرج راہط کے متعلق دریافت کیا اور عامر نے بتایا کہ آج ہی اسلامی لشکر نے مرج راہط پر فتح حاصل کی ہے۔ حاکم تدمر نے خوش ہو کر دریافت کیا۔ کیا تم آج کی جنگ کی کچھ کیفیت بھی بتا سکو گے اور عامر نے آج کی جنگ کی پوری تفصیل سنا دی۔

حاکم تدمر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ آج پہلے روز کی جنگ میں کارہائے نمایاں انجام دینے کا سہرا تمہارے ہی سر رہا اتنا کہتا ہوا حاکم تدمر دستر خوان پر سے اٹھ گیا۔ عامر اور یریا بھی دستر خوان پر سے اٹھے اور جب حاکم تدمر عامر اور یریا سے رخصت ہو کر آرام کرنے چلا گیا تو یریا نے اور عامر نے گفتگو شروع کی عامر نے مرج راہط پر آج پہلے روز کی جنگ کے واقعات یریا کو پوری تفصیل کے ساتھ سنانے اور

بتایا کہ کس طرح اس کے ویلرس کے درمیان دو بدو اور دست بدست جنگ ہوئی۔ میریا نے حسرت کے ساتھ کہا۔ کاش آج ویلرس تمہارے ہاتھوں قتل ہو گیا ہوتا اور اس طرح یہ جھگڑا ہی ختم ہو جاتا۔

عامر نے بھی حسرت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ قصہ تو آج ختم ہی ہو چکا ہوتا لیکن ویلرس کے فوجی بہت ہوشیار اور اس کے جاں نثار ثابت ہوئے اور ان فوجیوں نے درمیان میں آ کر مقابلہ کیا اپنے سر کٹائے اور ویلرس کو بھاگ جانے کا موقع مل گیا۔ میریا نے کہا مجھے زیادہ فکر تو اس بات کا ہے جو ویلرس نے جولیا کی شادی کے متعلق کہی ہے دراصل میں پہلے ہی کچھ رہی تھی کہ جولیا کے والد ویلرس کے ساتھ جولیا کی شادی کی تجویز کو ہرگز رد نہ کریں گے اور انکار رہی ہوا جس کا مجھے خطرہ تھا۔

عامر بیشک وہی ہوگا جو اللہ کو منظور ہوگا اس میں نہ ویلرس کو کوئی دخل ہوگا اور نہ جولیا کے والد کو — میریا نے تھوڑی دیر کچھ سوچنے کے بعد کہا اور اب میں سوچ رہی ہوں کہ میں یہاں رہ کر وقت ضائع کر رہی ہوں اس لئے میں جلد از جلد پھر مرج راہط واپس جانا چاہتی ہوں۔

عامر نے حیرت سے پوچھا کیسے جا سکو گی تم۔ مرج راہط پر مجاہدین اسلام کا حملہ جاری ہے اور قلعہ کی چاروں طرف سے پوری حفاظت کی جا رہی ہے۔

میریا نے جواب دیا بیشک قلعہ پر سخت پہرہ ہے لیکن مجھے اندر داخل ہونے کے لئے کوئی نہ کوئی راہ نکالنی پڑے گی۔

عامر نے زیادہ تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور پھر تمہاری حیثیت مملکت روم کے ایک باغی کی ہے روم کے فوجی بلکہ شام کا ہر فرد تمہاری تلاش میں ہے۔ تمہاری شخصیت اس قدر مشکوک اور مشتبہ ہو چکی ہے کہ تم ایک راہبہ کے بھیس میں بھی خود کو رومیوں کی نگاہ سے پوشیدہ رکھنے میں ناکام ہو چکی ہو پھر ایسی حالت میں تمہارا مرج راہط میں داخل ہونے کی کوشش کرنا موت کے منہ میں جانے کی کوشش کے برابر ہو گا۔

میریا یہ تو ٹھیک ہے میں کسی وقت بھی مرج راہط میں گرفتار ہو سکوں گی اور پھر اس کے بعد جو نتیجہ ہو گا وہ ظاہر ہے۔ لیکن میں نے جولیا سے جو وعدے کئے ہیں اور جولیا کو جو یقین دلائے ہیں ان کو پورا کرنا بھی ضروری ہے ہائے غریب جولیا اس وقت خود کو کتنا تنہا بے یار و مددگار اور کس قدر مجبوری اور کس مپرسی کی حالت میں سمجھ رہی ہو گی۔

عامر نے ایک ٹھنڈا سانس بھرتے ہوئے کہا۔ آفرین ہے میریا تم پر کہ تم جولیا کے ساتھ کئے ہوئے وعدے اور جولیا کو دئے ہوئے [illegible] کو پورا کرنے کے لئے کس قدر بے چین و بیتاب ہو لیکن کتنا مجبور ہوں [illegible] جولیا کی حفاظت کرنے کا جو یقین اس کو میں نے دلایا تھا نہ تو اس کو [illegible] پورا کر سکا اور نہ اس کو پورا کرنے کے لئے تمہاری طرح موت کے منہ میں کود رہا ہوں۔

جولیا نے عامر کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ حالات میں فرق ہے تمہارے لئے اتنا بھی ممکن نہیں جتنا کہ میں کرنے جا رہی ہوں۔ تم تو اس وقت مرج راہط میں کسی طرح بھی داخل ہی نہیں ہو سکتے اور نہ تنہا جولیا کے پاس پہونچ کر اسکی

کوئی مدد کر سکتے ہو۔ تمہاری اتنی کوشش بھی بہت ہے کہ مجھے وقتاً فوقتاً تمہارا سہارا ملا جاتا ہے۔ اور میں تمہاری مدد سے اپنی کوششیں جاری رکھ سکتی ہوں۔ ذرا تھوڑے توقف کے ساتھ امیریا کی آنکھوں میں امید کی ایک تیز چمک پیدا ہو گئی اور اس نے کھڑے ہوتے ہوئے عامر سے کہا اچھا اب ہم کو زیادہ وقت ضایع نہ کرنا چاہیئے۔ میں ایک ضروری کام سے جا رہی ہوں تھوڑی دیر آپ کو انتظار کی زحمت اٹھانی پڑے گی جس کے لئے معذرت خواہ ہوں۔ اور اتنا کہتے کہتے امیریا کمرہ سے باہر نکل گئی۔

اشکِ حسرت

مرج راہط میں رومی فوج کے کمانڈر اعلیٰ اور شہنشاہ ہرقل کے بھائی تھیوڈورس کے محل کے اندر ایک کمرہ میں جولیا فرش پر بیٹھی اشکِ حسرت بہا رہی ہے اور قریب ہی ایک مرصع کرسی پر اس کا باپ آرگس روم کا سب سے بڑا تاجر اس کو کچھ سمجھا رہا ہے آرگس کا لب و لہجہ کبھی بے حد نرم و شیریں ہوتا ہے اور اس کے چہرہ پر رحم و کرم کے جذبات نظر آنے لگتے ہیں اور کبھی اس کا چہرہ غضبناک ہو جاتا ہے۔ اس کی نگاہیں کڑی ہو جاتی ہیں اس کا لب و لہجہ تلخ ہو جاتا ہے اور وہ درشت کلامی پر اتر آتا ہے۔ لیکن جولیا کے لئے اس کی درشت کلامی جس قدر مایوس کن ہے اتنی خطرناک اس کی نرمی بھی ہے۔ اور وہ تمام باتوں کے جواب میں صرف بیٹھی ہوئی آنسو بہا رہی ہے۔

کمرہ ایرانی قالینوں سے مزین ہے۔ دیواروں پر مذہبی تصاویر۔ جنگی مرقع آویزاں ہیں اور کھونٹیوں پر اسلحہ لٹک رہے ہیں۔ دروازوں اور کھڑکیوں پر زرِ بفت پردے لٹک رہے ہیں اور خوشبویات سے کمرہ معطر ہو رہا ہے۔ نہ جانے آرگس کا افہام تفہیم کا سلسلہ کب تک جاری رہتا اور کب تک جولیا اسی طرح

بیٹھی ہوئی روتی رہتی اور سسکیاں بھرتی رہتی کہ اچانک جولیا نے اپنے تمام عزائم یکجا کئے اور پوری ہمت اور جرآت کے ساتھ اپنے والد کے سامنے کھڑی ہوتی ہوئی بولی۔ میں نے آپ سے کہہ دیا ہے یہ میرا آخری فیصلہ ہے۔ میں ویلرس سے ہرگز شادی نہیں کروں گی اس کے بجائے میں مرجانا پسند کروں گی۔ جولیا کے لب و لہجہ سے معلوم ہو رہا تھا کہ وہ بے حد غضبناک ہے اور کوئی ایسا فیصلہ دل میں کر چکی ہے جس کو اس کے خیال میں دنیا کی کوئی طاقت بدل دینے پر قادر نہیں۔
لیکن جولیا کی یہ تمام باتیں سنکر اس کے والد آرگس کو قطعی غصہ نہیں آیا بلکہ اس نے بڑے اطمینان اور سنجیدگی کے ساتھ جواب دیا۔ بیٹی مجھے تعجب ہے کہ تم نے اپنے متعلق کوئی فیصلہ ہی کیسے کر لیا جبکہ میں زندہ اور موجود ہوں تمہاری زندگی کے متعلق فیصلے کرنے کا کام تمہارا نہیں بلکہ میرا ہے اور میں اپنی ذمہ داری کو کامیابی کے ساتھ انجام دے رہا ہوں۔ مجھے تمہاری سعادتمندی سے پورا یقین ہے کہ تم میرے فیصلہ کو تسلیم کر وگی۔

جولیا نے اور غضبناک ہو کر کہا۔ مجھے تو کچھ کہنا تھا وہ میں کہہ چکی۔ میں زندگی بھر آنسو بہاتے رہنے پر موت کی ایک لمحہ کی تکلیف کو یقیناً ترجیح دوں گی۔ ویلرس کے ساتھ اپنی زندگی کو وابستہ کرنے کے اس کے سوا اور کوئی معنی نہیں ہو سکتے کہ میں اپنی زندگی رنج و محن کے حوالہ کر دوں میں اپنی زندگی میں مایوسیاں اور ناکامیاں دیکھوں۔ اور میں اشک آہ کو اپنی زندگی کا بہترین مشغلہ بنا لوں میں اس کے لئے ہرگز تیار نہیں ہوں۔

میں ویلرس کے ساتھ اپنی زندگی کو کسی قیمت پر بھی وابستہ نہیں کرسکتی
آرگس نے پھر ملائمت ہی سے جواب دیا۔ تم خواہ مخواہ ویلرس کو ٹھکرانے
کی کوشش کررہی ہو۔ اور پھر ایسی حالت میں جبکہ تمھاری یہ کوشش ناکام
ہی ثابت ہوگی۔ ویلرس میں مجھے تو خرابی نظر نہیں آتی۔ دراصل اس میں
کوئی خرابی ہے ہی نہیں وہ رومی سوسائٹی کے تمدن کے معیار پر پورا اترتا
ہے۔ حسین ہے۔ صاحب ثروت ہے۔ ذی عزت ہے۔ بارسوخ ہے
جری ہے بہادر ہے اور پھر ان تمام خوبیوں کے باوجود خلیق اور بامروت
ہے اور تم کو دل وجان سے چاہتا ہے۔

جولیا نے انتہائی غصہ سے تنک کر جواب دیا۔ مجھے افسوس ہے کہ
آپ نے جتنی بھی خوبیاں گنائی ہیں ان میں سے ایک بھی ویلرس میں موجود
نہیں ہے۔

آرگس نے مسکراتے ہوئے کہا اور تمہارا ایسا خیال صرف اس لئے
ہے کہ تم میری رائے کی مخالفت پر آمادہ ہو۔ اور اپنی غیر دانشمندانہ رائے
اور غیر دوراندیشانہ جذبہ کو عملی جامہ پہنانے کی کوشش کررہی ہو ورنہ
ویلرس میں جو خوبیاں میں نے گنائی ہیں ان سے کہیں زیادہ خوبیوں کی
موجودگی کا دوسرے لوگ اعتراف کرتے ہیں۔ دراصل آج روم کی حسین
ترین لڑکی اور روم کے سب سے زیادہ دولت مند اور سب
سے زیادہ باعزت شخص کی بیٹی بھی ویلرس کے ساتھ اپنی زندگی کو
وابستہ کرنے کا موقع حاصل کرلے تو وہ اس پر تمام عمر فخر کریگا

جولیا نے غضب ناک ہو کر کہا اسی لئے میں چاہتی ہوں کہ کسی رومی امیرزادی حسینہ کا حق نہ چھینوں یہ حق اسی کو مبارک رہے جو اس پر فخر کر سکے میں اس ذلت میں پھنسنا ہرگز گوارہ نہ کروں گی۔

آرگس نے بھی غضبناک ہو کر جواب دیا۔ بس بس جولیا بہت ہو چکا میں نے تمہیں جو آزادی دے رکھی ہے اس کا یہ مطلب ہرگز نہ سمجھو کہ میں تم کو گمراہی میں بھٹکنے کی اجازت بھی دیدوں گا۔

جولیا نے تنک کر جواب دیا۔ آزادی۔ کیا آزادی دے رکھی ہے آپ نے کیا یہی آزادی ہے کہ میری زندگی جہنم میں جھونک دی جائے اور میں لب بھی نہ کھول سکوں آرگس نے قدرے نرم پڑتے ہوئے مشاسفانہ لہجہ میں کہا۔ جولیا مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ تم یہ سب کیوں کہہ رہی ہو۔ تمہیں ویلرس میں عیوب کیوں نظر آ رہے ہیں اور تم انتہائی سعادتمند ہونے کے باوجود میری نافرمانی پر کیوں کربستہ ہو۔

جولیا نے سادگی سے جواب دیا کہ آپ کی نافرمانی کی تو میں جرأت بھی نہیں کر سکتی میں تو صرف اپنی زندگی اور اپنے مستقبل کے متعلق آپ سے آزادی کی بھیک مانگ رہی ہوں۔ اتنا کہتے کہتے جولیا کا دل بھر آیا اس کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور اس کی آواز گلوگیر ہو گئی۔

آرگس نے نرمی سے جواب دیا۔ تمہارے مستقبل اور تمہاری زندگی کے متعلق میں تم سے زیادہ سمجھتا ہوں۔ تم کو میرے فیصلہ پر اعتماد اور بھروسہ کرنا چاہیئے" اس کے علاوہ اگر تم اس عرب لٹیرے حارث کے فریب میں آ کر یہ فیصلہ کر رہی ہوتیں تو میں ویلرس کے متعلق ناپسندیدگی پر بھی ضرور غور کرتا۔ کیونکہ اس وقت

اول تو تمہاری یہ رائے ہی نہ ہوتی ۔ اور اگر ہوتی بھی وہ کسی فریب خوردگی کا نتیجہ نہ ہوتی ۔

جو لیا نے اپنے آنسو خشک کرتے ہوئے سنجیدگی سے کہا تو آپ میری رائے کو فریب خوردگی کا نتیجہ سمجھ رہے ہیں ۔

اور آرگس نے برجستہ جواب دیا یقیناً تمہاری رائے صرف فریب خوردگی کا نتیجہ ہے ۔ وہ فریب خوردگی جو اس عرب لیڈر نے تمہارے دل میں پیدا کر دی ہے ۔

جو لیا نے انتہائی لجاجت سے کہا کہ میری باتوں پر یقین کیوں نہیں کرتے آپ تو ہمیشہ میری باتوں پر یقین کر لیتے تھے ۔ میں آپ سے سچ کہہ رہی ہوں کہ لیڈر تو صرف ویلرس ہے جس کی خباثت سے آپ واقف نہیں ہیں ۔ وہ عرب لیڈر ہرگز نہیں ہے اس نے تو اپنی جان خطرہ میں ڈال کر مجھے قبائلیوں کی قید سے چھڑایا

آرگس نے طنز سے جواب دیا ۔ اور اسی عرب نے اپنی جان پر کھیل کر تم کو ویلرس کے رومی فوجیوں کے پاس سے زبردستی پکڑ لے جانے کی کوشش بھی کی اور صرف ویلرس تھا جس نے تمہاری جان اور تمہاری عزت آبرو کی حفاظت کی ۔

جو لیا نے قریب ۔ ۔۔۔ قریب گڑ گڑا کر کہا نہیں ابا جان اصل واقعہ یہ نہیں ہے اصل واقعہ تو اس کے بالکل برعکس ہے ۔

آرگس نے جھنجھلا کے کہا ۔ مجھے اپنا اصل واقعہ سمجھانے کی بے کار کوشش نہ کرو

میں اچھی طرح سمجھتا ہوں۔ اس عرب لیڈر نے اگر مکر و فریب سے تم کو قبائلیوں سے آزادی دلائی تو اس لئے نہیں کہ وہ تم کو آزاد کرنا چاہتا تھا بلکہ در اصل وہ خود اپنی غلامی میں رکھنے کے لئے تم کو قبائلیوں کے پاس سے لے بھاگتا حالانکہ قبائلیوں سے تم کو ہم خود آزاد کرا لیتے قبائلیوں کا آدمی ہمارے پاس آیا تھا۔ ہم اس کو ایک معمولی رقم دیکر تم کو آزاد کرا لیتے لیکن اس عرب لیڈر نے اس آزادی کا دروازہ بند کر دینے کے لئے تم کو اپنی قید میں رکھنے کی کوشش کی۔

"خیر جو کچھ بھی ہو" ارگس نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ تمہیں اس عرب لیڈر کو بھول جانا ہی پڑیگا اور تمہاری شادی الیسٹر سنڈے کے روز ہی ویلرس سے ہو گی۔ یہ بھی ویلرس کی شرافت ہی ہے کہ وہ تم کو بخوشی بلکہ بشکریہ قبول کر رہا ہے ورنہ جن مرحلوں سے تم گذر چکی ہو اس سے واقفیت کے بعد ادنیٰ سے ادنیٰ اور بھی قبول کرنے میں تامل اور پس و پیش کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔

جولیا نے اپنے دل میں دبے ہوئے غصہ سے کہا۔ تو آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں کہ میں جن مرحلوں سے گذر چکی ہوں ان کے بعد کوئی ادنیٰ سے ادنیٰ رومی بھی مجھ کو قبول کرنے میں پس و پیش کئے بغیر نہ رہ سکے گا۔ پھر ویلرس پھر ویلرس جیسا جلیل القدر رومی میری زندگی پر قبضہ جمانے کے لئے کیوں اتنا بضد ہے۔

آرگس نے برجستہ جواب دیا۔ یہ اس کی فطری شرافت اور ہمارے حال

پر اس کا احسان عظیم ہے۔ خاندانی شریف اور اعلیٰ طبیعت رکھنے والے نوجوان ایسے ہی ہوا کرتے ہیں۔

جولیا نے رنج ہو کر جواب دیا۔ میں آپ کو کیسے سمجھاؤں کہ ویلرس میں آپ کی بیان کی ہوئی کوئی ایک خوبی بھی نہیں ہے اور آپ سخت غلط فہمی میں مبتلا ہیں۔

آرگس طیش میں آ کر بس بس۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ تجھے غلط فہمی ہے تو کیا رومی سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کو بھی غلط فہمی ہے اور کیا تو ایک لمحہ کے لئے بھی یہ سوچ سکتی ہے کہ شہنشاہ روم ہرقل اعظم کو بھی غلط فہمی ہو سکتی ہے شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم دونوں ویلرس کو بے حد پسند کرتے ہیں اور مجھ سے زیادہ انہیں جلیل القدر ہستیوں کا فیصلہ ہے کہ تمہاری شادی ویلرس سے کی جائے اور میں اس حکم سے سرتابی کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا۔ اس کے علاوہ تمہاری بہتری بھی اسی میں ہے اس لئے میرا آخری فیصلہ ہے کہ تمہاری شادی ویلرس سے اور صرف ویلرس سے ہو گی اور اسی ایسٹر سنڈے کے روز ہو گی۔ اور اتنا کہتا ہوا آرگس پیر پٹختا ہوا کمرہ سے باہر چلا گیا۔

رومی سوار

رات دبے پاؤں تیزی سے گذرتی جارہی تھی۔ تاریکی لحہ بہ لحہ بڑھتی جارہی تھی۔ اور رات کی خموشی زیادہ گہری ہوتی جارہی تھی۔ پورا نظام کائنات متحرک تھا اور پوری تیزی کے ساتھ متحرک تھا۔ لیکن عامر حاکم تدمر کے محل کے ایک کمرہ میں ساکت و خاموش بیٹھا ہوا تھا اور ۔ اکتا رہا تھا کہ وہ متحرک نظام کائنات سے ساز نہ کرکے اور اس کا ساتھ نہ دیکر وقت ضائع کررہا ہے وہ یہاں بیٹھا ہوا میریا کا انتظار کررہا تھا جو اچانک کسی ضرورت سے اس سے معذرت کرتی ہوتی محل کے اندر چلی گئی تھی۔

عامر میریا سے صرف اس غرض سے اور اس مقصد کے تحت ملنے آیا تھا کہ جولیا اور ڈیلرس کی شادی رکوانے کی اور جولیا کو آزاد کرنے کی کوئی راہ نکل سکے اور شاید اس مقصد کی تکمیل کے لئے میریا خود کوئی موثر اقدام کرسکے یا عامر کو مفید مشورہ دے سکے۔ لیکن ایسا نہیں ہوا۔ میریا نے عامر کی زبانی ان واقعات کو بڑے غور سے سنا رنج و افسوس کا اظہار کیا لیکن وہ کوئی راہ نہ نکال سکی تھی اور دراصل عامر کے خیال میں بھی کوئی راہ ممکن نہ تھی اس لئے وہ میریا سے چند باتیں اور

کر کے اور جلد سے جلد رخصت ہو کر تدمر سے قریتین اور مرج راہط کے درمیان اسلامی لشکر کے پڑاؤ تک پہونچنا چاہتا تھا۔ اسی لئے اب انتہائی بے چینی سے میریا کا انتظار کر رہا ہے اور جس دروازہ سے میریا محل کے اندر گئی تھی اس دروازہ کے پردے کو ٹکٹکی باندھے دیکھ رہا تھا اور اس کا واہمہ ہر لمحہ محسوس کرتا کہ پردہ اب ہلا اور اب میریا پردہ ہٹا کر اندر داخل ہوئی بلکہ انتظار کے اسی اضطراب کے ماحول میں بیرونی دروازہ پر کسی کے بھاری قدموں کی چاپ نے عامر کو چونکا دیا اور اس نے اس دروازہ سے جس میں میریا گئی تھی اپنی نظریں ہٹاتے ہوئے بیرونی دروازہ کی طرف دیکھا وہاں ایک رومی جو سواروں کی ر[illegible]یں تھا اور اپنا گھوڑا شاید باہر چھوڑ آیا تھا دروازہ میں کھڑا مسکرا رہا تھا۔

عامر اس رومی فوجی سے قطعی ناواقف تھا لیکن عامر کو دیکھ کر وہ اس طرح مسکرا رہا تھا جیسے اس کے اور عامر کے درمیان نہ صرف واقفیت ہو بلکہ دونوں گہرے دوست ہوں جو ایک دوسرے سے مل کر خوش ہو سکیں اس تذبذب کے عالم میں عامر بھی کھڑا ہو گیا اور اس نے حیرانی کے عالم میں رومی سوار سے سوال کیا۔ میرے عزیز دوست مجھے معاف کرنا میں تم کو پہچان نہیں سکا۔

اور رومی سوار نے برجستہ جواب دیا۔ عامر تم سے ایسی امید تو نہ تھی کہ تم مجھے پہچان بھی نہ سکو گے۔

یہ جواب سن کر اور رومی سوار کے چہرہ کو غور سے دیکھ کر دونوں بے اختیار ہنس پڑے اور عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔ میں صرف میریا کو پہچانتا ہوں۔ اگر میریا کی روح کبھی کسی راہبہ کے قالب میں اور کبھی کسی رومی سوار کے جسم میں داخل ہو جائے تو میں کیسے پہچان سکتا ہوں۔

میریا نے بہت ہی بھاری آواز میں کہا۔ تم نے مجھکو صرف میری آواز سے پہچانا لیکن میں آواز بھی بدل سکتی ہوں۔

عامر نے خوش ہو کر کہا۔ بیشک تم معمولی کوشش کے بعد ایک مرد کی آواز میں بول سکتی ہو اور اس بھیس میں یقیناً جب تک تم خود ہی اپنے آپ کو متعارف کرنا نہ چاہو کوئی بھی تمہیں پہچان نہیں سکتا۔

عامر اور میریا دونوں پھر ہنس پڑے اور میریا عامر کے قریب بیٹھ کر بولی۔ میں دراصل رومی سوار کے بھیس میں اس وقت تمہارے ساتھ چلنا چاہتی ہوں۔ تدمر کے قلعہ سے رومی سوار کا تنہا نکلنا یا داخل ہونا ممکن نہیں کیونکہ اسلامی پہردار رومی فوجیوں کی پوری طرح تحقیق کرنے بعد ہی ان کو رات کے وقت آنے جانے دیتے ہیں لیکن تمہارا ساتھ ہونے کی وجہ سے میں آسانی سے نکل سکوں گی۔

عامر نے فوراً جواب دیا۔ بیشک میری وجہ سے تدمر کے پھاٹک پر تو کوئی مشکل پیش نہ آئے گی لیکن اس کے بعد ـــ

میریا نے عامر کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد میں تمہارے ساتھ ہی قریتین سے باہر ہی باہر گذر کر اس مقام کے متوازی لیکن اس سے کافی

دور پر پہونچ جاؤں گی جہاں اسلامی لشکر اس وقت فرد کش ہے۔ اس کے بعد تم اپنے لشکر میں واپس چلے جانا اور میں آگے بڑھ جاؤں گی۔

عامر نے دریافت کیا اور پھر۔

میریا نے کہا۔ اور پھر میں تنہا مرج راہط سے دور ہی دور گذرتی ہوئی شاہ راہ دمشق پر پہونچ جاؤں گی اور اس راستہ سے مرج راہط میں اس پھاٹک سے داخل ہوگی جو دمشق کی جانب ہے کسی رومی سوار کے لئے اس پھاٹک سے داخل ہونے میں کوئی دشواری نہیں ہو سکتی آپ سمجھ رہے ہیں نا۔

عامر نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بیشک میریا میں تمہاری ذہانت کا قائل ہو گیا ہوں۔

میریا اگر آپ میری اتنی تعریف کر رہے ہیں تو پھر میرا ایک معمولی سا ذاتی کام بھی کر دیجئے۔

عامر نے بے چینی سے دریافت کیا۔ اتنی تمہید کی کیا ضرورت تھی بولو کیا کام ہے تمہارا میں تمہارا کوئی بھی کام کر کے فخر و مسرت محسوس کروں گا۔

میریا نے کچھ شرماتے ہوئے کہا۔ وہ آپ کے دوست ہیں نا سلمان عامر نے ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں سلمان کے متعلق کیا کہنا چاہتی ہو تم میریا نے اور زیادہ لجاتے ہوئے کہا۔ انھوں نے مدد کی تھی نا میری۔ یاد ہے نا آپ کو۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جب تم کو یاد ہے تو مجھ کو

کیوں یاد نہ ہو گا۔ ہاں تو پھر کیا کہنا چاہتی ہو۔

میریا نے شرما کر سر جھکاتے ہوئے کہا۔ جی میں کہنا یہ چاہتی ہوں کہ اگر وہ آپ کو ملیں تو آپ ان کو میرا شکریہ پہونچا دیں۔

عامر نے کھل کر مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اچھا تو کیا تم اس وقت ان کا شکریہ ادا کرنا بھول گئی تھیں۔

میریا نے انتہائی بھولے پن سے جواب دیا۔ جی ہاں۔ میں کچھ گھبرا سی گئی تھی اور شکریہ ادا کرنا ہی نہیں بہت کچھ اور بھول گئی تھی۔

عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔ اچھا تو پھر جو جو باتیں جب جب یاد آتی جائیں میرے ذریعہ سلمان تک پہونچاتی جانا۔

میریا نے قدرے گھبراہٹ میں کہا اور تو کچھ نہیں بس ایک پیغام اور پہونچا دیجئے گا اور وہ یہ کہ ــ

عامر نے ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا۔ ہاں ہاں کہو میں ضرور سلمان تک پہونچا دوں گا تمہارا پیغام۔

میریا نے مسکراتے ہوئے اور ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ بس اتنا ہی کہہ دیجئے گا ان سے کہ میں ان کا شکریہ اسی طرح ادا کرتی ہوں جس طرح جولیا آپ کی ممنون ہے۔ اور۔ اور یہ بھی دریافت کر لیجئے گا ان سے کہ کہ۔ کہ (جولیا میریا نے بڑی ہمت سے کام لیکر آخر کار کہہ ہی ڈالا کہ) کہ جس طرح آپ جولیا سے ہمدردی رکھتے ہیں کیا وہ بھی اسی طرح ــ اور میریا شرم سے دوہری ہو گئی

عامر نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اچھا اچھا اٹھئے بھی اب ـــ روحی سوار

صاحب آپ نے تو عورتوں کی نقل اتارنے کی حد ہی کر دی۔ ویسے جولیا
جلدی کرو رات تیزی سے گذر رہی ہے وقت کم رہ گیا ہے کام زیادہ
ہے اور ہاں تم جو کچھ کہنا چاہتی ہو میں سب سمجھ گیا ہوں اور سب کچھ کہہ دوں گا۔
سلمان سے ساتھ ہی میں سلمان کی طرف سے یقین بھی دلا سکتا ہوں کہ میں تو خیر
جولیا کے ساتھ کیا کر سکا لیکن سلمان شاید تمہارے لئے" جان بھی دے سکتا ہے
(تھوڑے وقفہ کے بعد) ہو سکتا ہے کہ تم کو خود کسی وقت اچانک سلمان
سے ملنے کا موقع بھی مل جائے تو خود ہی سب کچھ کہہ دینا۔
جولیا نے شوخی سے جواب دیا۔ لیکن میں ان سے ملکر گھبرا تو جاتی ہوں۔

سفر

تدمر پر جب سے اسلامی لشکر کا قبضہ ہوا تھا اس وقت سے یہاں سراسیمگی اور تشویش کا ماحول ختم ہو گیا تھا۔ شہر میں چہل پہل بڑھ گئی تھی تجارت اور دیگر کاروبار ترقی پر تھے اور تمام دن بازاروں میں ایسی رونق نظر آتی تھی جو بقول حاکم تدمر کے تدمر کی پوری تاریخ میں کبھی نہیں دیکھی گئی۔ اور ان سب باتوں کو تدمر کے باشندے مسلمانوں کے قدموں کی برکت سمجھتے تھے اور خوش تھے۔ اسلامی لشکر کے حملہ سے قبل تدمر کی سنسان راتیں اب روشن اور پر لطف ہو گئی تھیں آدھی آدھی رات تک کھانے اور قہوہ وغیرہ کی دکانیں کھلی رہتیں لوگ آپس میں بیٹھ کر دیر دیر تک بات چیت کرتے اور ان کا موضوع کلام عام طور پر اسلامی مجاہدوں کی حق پرستی۔ اسلامی برکتیں اور ایرانیوں اور رومیوں کی بہیمیت اور درندگی کے واقعات ہوتے۔ لوگ اسی طرح دیر تک دکانوں میں بیٹھ کر کھاتے پیتے رہتے قہوہ کا شوق کرتے رہتے اور باتیں کرتے جاتے۔

لیکن اس وقت شہر تدمر کا وسطی علاقہ بھی بالکل سنسان تھا۔ زندگی کی مصروفیات مصروف خواب تھیں اور انسانی جدوجہد آرام کی آغوش میں

تھی کیونکہ رات آدھی سے زیادہ گذر چکی تھی۔ اس وقت شہر کے وسط میں گھوڑوں پر سوار دو شخص گذر رہے تھے جن میں ایک عرب مجاہد عامر تھا اور دوسرا میریا تھی جو شامی فوج کے سوار کے بھیس میں تھی۔ جب سے تدمر پر اسلامی لشکر کا قبضہ ہوا تھا اس وقت سے یہاں اسلامی اور رومی فوجیوں میں کافی میل جول بڑھ گیا تھا اور وہ اکثر ایک ساتھ دیکھے جاتے ان کی یکجائی پر کوئی اظہار حیرت تو نہیں کرتا تھا لیکن نگاہیں ضرور ان کی طرف متوجہ ہو جاتی تھیں اس وقت عامر اور میریا کو بھی دیکھ کر لوگوں کی نگاہیں ضرور اٹھتیں لیکن رات کا یہ ایسا وقت تھا کہ دور دور تک ان کو کوئی دیکھنے والا ہی موجود نہ تھا۔ عامر اور میریا اپنے گھوڑوں کو بڑے آرام سے چلاتے ہوئے قریتین کے جانب والے پھاٹک کی طرف بڑھ رہے تھے۔

جیسے وہ قلعہ کے قریب پہونچے پہرہ دار نے ان کو خبردار کیا اور ہاتھ میں مشعل لئے ہوئے سامنے آگیا۔ مشعل کی روشنی میں عامر اور پہرہ دار نے ایک دوسرے کو پہچان لیا اور ایک دوسرے سلام کرتے اور اس کا جواب دیتے ہوئے پہرہ دار نے کہا۔ عامر جس پہرہ دار سے میں نے ڈیوٹی تبدیل کی ہے اس نے مجھے پچھلی رات میں تمہارے یہاں پہونچنے کی خبر دی تھی۔ تم میرے لئے غیر متوقع نہیں ہو۔ لیکن یہ تمہارے ساتھ کون ہے یہ تو کوئی رومی سوار معلوم ہوتا ہے۔

عامر نے جواب دیا۔ ہاں یہ رومی سوار ہیں اور میں انہیں کو لینے کے لئے اسلامی لشکر سے آج شام تدمر آیا تھا۔

پہرہ دار نے شہر پناہ کا پھاٹک کھولتے ہوئے کہا۔ جائیے اللہ تعالیٰ آپ لوگوں کو اپنے مقاصد میں کامیاب کرے۔

عامر نے کہا۔ خدا تم کو تمہاری فرض شناسی کا اجر دے اور تم کو بھی کامیاب کرے اور اتنا کہہ کر عامر اور رومی سوار برابر برابر چلتے ہوئے پھاٹک سے باہر نکل گئے۔

تدمر سے باہر نکل کر کھلے میدان میں پہونچتے ہی عامر اور میریا نے اپنے گھوڑوں کی رفتار تیز کر دی۔ اور تھوڑے ہی دیر میں دونوں قریتین سے کافی فاصلہ پر اس کی فصیلوں کے متوازی گذر رہے تھے۔

دونوں تھوڑی دیر خاموش رہے لیکن عامر نے گفتگو کا سلسلہ شروع کرتے ہوئے میریا سے کہا معلوم نہیں کیوں میں جولیا کے متعلق اپنی پریشانیاں تم سے بیان کرنے کے بعد خود اپنے ذہن میں کافی سکون اور اطمینان محسوس کر رہا ہوں حالانکہ ابھی تک ہم دونوں اس معاملہ کے متعلق نہ تو کوئی قطعی رائے قائم کر سکے ہیں اور نہ کوئی لائحہ عمل ہی ہمارے سامنے ہے۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میری ذات پر اس قدر بھروسہ کہ آپ جولیا کے متعلق اپنے تفکرات مجھ کو سونپ چکے ہیں ان کے لئے میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔ رہا یہ سوال کہ اس معاملہ میں ہم کو کیا کرنا ہے اور ہم کیا کرنے جا رہے ہیں اس کا جواب تو ہمارا آئندہ قدم ہی دیگا۔

عامر نے جواب دیا۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن ہم اپنا آئندہ قدم بھی تو کچھ

سوچ سمجھ کر ہی آگے بڑھاتے ہیں ۔ جب تک ہم کو یہ معلوم نہ ہو جائے کہ ہمارا آئندہ قدم کہاں پڑنا چاہیئے اس وقت تک قدم بڑھانا کبھی کبھی خطرناک اور نقصان دہ بھی ثابت ہوتا ہے ۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا کہ یہ اس وقت کی بات ہے جب حالات ہمارے قابو میں ہوں اور ہم کو اختیارات حاصل ہوں ۔ لیکن جو حالات ہمارے قابو میں نہ ہوں اور جن پر ہم کو کوئی اختیار نہ ہو بلکہ ہم کو تبدیلیوں تک کا صحیح اندازہ نہ ہو تو ہم آئندہ قدم کے متعلق کیسے سوچ سکتے ہیں ۔

ان حالات میں تو یہی ضروری ہوتا ہے کہ ہم قدم بڑھاتے جائیں اور جہاں کہیں غلطی نظر آئے رخ تبدیل کرتے جائیں ۔

عامر نے کہا اس طرح کبھی کبھی تو انسان بڑی آسانی کے ساتھ منزل مقصود پر پہونچ جاتا ہے اور کبھی تباہ بھی ہو جاتا ہے ۔

میریا نے فوراً اعتراف کیا ۔ ہاں اس قسم کے اقدام میں دونوں امکانات موجود ہوتے ہیں اور ہمیں روشن پہلو کو نگاہ میں رکھ کر اپنی کوشش جاری رکھنی چاہیئے ۔ اتنی ہی ہماری دسترس ہے اور اتنا ہی ہمارا اختیار ۔ (چند لمحوں کے توقف کے بعد) ویسے میرے ذہن میں ایک لائحہ عمل ضرور ہے جو وسائل کے ساتھ حالات کا رخ بھی موڑ سکتا ہے ۔ اس طے حالات کے دھارے پر بہہ کر کئی رخ بھی اختیار کر سکتا ہے ۔

عامر نے مایوسی کے لہجہ میں کہا ۔ ٹھیک ہی تو کہتی ہو تم ۔

میریا نے پھر کہنا شروع کیا ۔ بہر صورت میری کوششوں کا مقصد یہ ہوگا

کہ ویلرس اور جولیا کی شادی نہ ہو سکے۔ اس اڈیٹر سنڈے کو تو ہرگز نہ ہو سکے اور آئندہ بھی کبھی نہ ہو سکے۔ اور میں آپ کو یقین دلاتی ہوں کہ آپ یہ سمجھ لیں کہ ویلرس سے جولیا کی شادی ہرگز نہ ہو گی۔

عامر نے اسی مایوسی کے لہجہ میں جواب دیا۔ بہر صورت دنیا امید پر قائم ہے اور امید کا دامن تھامنے کے علاوہ زندگی کے نئے پریشانیوں کے دور میں کوئی دوسرا چارہ کار بھی نہیں ہوتا۔

میریا نے بڑے وثوق سے جواب دیا۔ میں یہ سب کچھ نہیں سوچ رہی میں تو صرف اتنا کہہ سکتی ہوں کہ جب تک آپ یہ خبر نہ سن لیں کہ میریا مر گئی اس وقت تک ویلرس کے ساتھ جولیا کی شادی کا خیال اور اندیشہ ہی ذہن سے نکال دیں۔

رات تیزی کے ساتھ ڈھلتی جارہی تھی ستارے ٹمٹمانا شروع ہو گئے تھے جس سے یہ اندازہ لگانا مشکل نہ تھا کہ رات اپنے آخری مرحلہ میں ہے۔ ہوا میں قدرے خنکی اور روانی بھی پیدا ہو گئی تھی۔ اور اس وقت عامر اور میریا ایک دوسرے سے باتیں کرتے ہوئے مرج راہط۔ اور قریتین کے درمیان علاقہ میں پہونچ گئے تھے ایسی جگہ جہاں سے کچھ اور فاصلہ پر ایک راستہ اسلامی لشکر کے پڑاؤ کی طرف جاتا تھا جو مرج راہط کا محاصرہ کئے ہوئے پڑا تھا اور دوسرا راستہ مرج راہط سے کافی فاصلہ پر ہوتا ہوا مرج راہط کے اس جانب شاہراہ دمشق سے جا ملتا تھا۔

یہاں پہونچ کر جولیا نے عامر سے کہا۔ اب آپ۔ اسلامی لشکر کی طرف

روانہ ہو جائے اور میں مرج راہط کے برابر برابر گذرتی ہوئی شاہراہ دمشق پر پہونچ جاؤں گی اور وہاں میں پوری طرح محفوظ اور اور آزاد ہو نگی کیونکہ میں ایک رومی سوار ہوں ۔ اتنا کہہ کر بیریا مسکرانے لگی ۔

عامر نے کہا شاہراہ دمشق پر یا شاہراہ دمشق کے قریب اگر کوئی غیرمعمولی حادثہ پیش آئے تو گھرانا نہیں ۔ میں قبل از وقت بتانا نہیں چاہتا کہ اس سے آنے والے خوشگوار حادثہ کا لطف کم ہو جائے گا اچھا خدا حافظ۔

اور عامر اپنے گھوڑے کا رخ موڑ کر اسلامی لشکر کے پڑاؤ کی طرف روانہ ہو گیا ۔

خوشگوار ملاقات

عامر کے چلے جانے کے بعد اس خوفناک تاریک ۔سنسان اور بھیانک رات میں میریا بالکل اکیلی رہ گئی لیکن ایک لڑکی ہوتے ہوئے بھی اس کے دل میں قطعی خوف وہراس نہ تھا اور وہ نہایت دلیری ۔ بے باکی کے ساتھ گھوڑا بڑھاتی چلی جارہی تھی نڈر اور دلیر ہونے کے باوجود میریا پوری طرح محتاط تھی اور وہ اپنے گردوپیش پوری طرح نگاہ رکھتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی تاکہ اچانک ہی کسی خطرہ کا سامنا نہ ہو جائے ۔ستارے جھلملا رہے تھے اور ہوا میں تیزی اور سنسناہٹ پیدا ہو گئی تھی ۔ اور اس ماحول میں میریا برابر آگے بڑھ رہی تھی ۔

جیسے ہی وہ مرج راہط کے متوازی راستہ سے شاہراہ دمشق کی طرف مڑی ویسے ہی اچانک چار پانچ سواروں نے کسی قریبی پوشیدہ مقام سے نکل کر میریا کو گھیر لیا ۔ اس اچانک غیر متوقع حملہ سے میریا گھبرا گئی ۔ کافی دیر تک اس کی سمجھ میں نہ آسکا کہ یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں جنھوں نے اس کو گھیر لیا ہے ۔ اسکی سمجھ میں نہ آسکا کہ وہ رومی ہیں ۔ عرب، مجاہدین ہیں یا ڈاکو ہیں اس لئے ان حملہ آوروں کا کوئی مقابلہ کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وہ غور کرنے لگی کہ اگر یہ رومی فوجی ہوئے تو اس کے لئے کسی خطرہ کا باعث نہ ہونگے کیونکہ

وہ خود بھی ایک رومی سوار کی پوری وردی میں تھی۔ اس نے سوچا کہ اگر یہ عرب مجاہد ہوئے تو وہ اپنی اصل ہیئت ظاہر کر دیگی اور عامر اور سلمان کا حوالہ دیکر ان کے چھٹکارا حاصل کر سکے گی یا اس پر بھی وہ مطمئن نہ ہوئے تو زیادہ سے زیادہ اس کو اپنے ساتھ اسلامی لشکر گاہ پہ لیجائیں گے اور وہاں وہ عامر یا سلمان کے ذریعہ سے رہا اور آزاد ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ ڈاکو ہوئے تو ـــــ اور وہ خوف سے تھرا گئی۔

جو لیا اتنا ہی سوچ پائی تھی کہ ایک اور سوار ہاتھ میں مشعل لئے ہوئے آگیا اور اس نے مشعل کی روشنی میں دیکھ کر بلند آواز میں کہا رومی فوج کا سوار۔

ایک اور آواز بلند ہوئی۔ اس کو حراست میں لے لو۔

جولیا نے اطمینان کا سانس لیا کیونکہ اس نے بھی مشعل کی روشنی میں دیکھ لیا تھا کہ اس کو محاصرہ اور حراست میں لینے والے نہ تو ڈاکو تھے نہ رومی بلکہ وہ اسلامی مجاہد تھے۔ جولیا نے پوری طرح مطمئن ہوکر اپنی زنانی آواز میں کہا کہ میں ابھی ابھی عامر کے ساتھ تدمر سے سفر کرتی ہوئی آئی ہوں۔ عامر پیچھے راستہ سے اسلامی لشکر کی طرف چلا گیا ہے اور میں شاہراہ دمشق سے گذر کر دمشق کی جانب دروازہ سے قلعہ مرج راہط میں داخل ہونا چاہتی ہوں۔

ارے یہ تو رومی سوار نہیں بلکہ کوئی عورت ہے۔

اسلامی مجاہد کے اس دستہ کے سردار نے آگے بڑھ کر غور سے

یر یا کو دیکھتے ہوئے کہا۔
رومی سوار نے کہا اور آپ آپ۔سلمان ہیں۔
سلمان۔ ہاں میں سلمان ہوں۔ لیکن آپ کون ہیں آیئے میرے ساتھ ہم اپنی قیام گاہ پر بیٹھ کر باتیں کریں گے۔ آپ میرا یقین کیجئے اگر آپ کی طرف سے کوئی دشمنی نہ کی گئی تو آپ کو کوئی گزند نہ پہونچے گی۔
رومی سوار نے سلمان کے ساتھ جاتے ہوئے جواب دیا۔ مجھے آپ پر پورا بھروسہ ہے آپ مجھے ایک بار اس سے قبل بھی رومیوں سے بچا چکے ہیں اور سلمان نے مشعل کی روشنی میں اس کے چہرہ کو غور سے دیکھتے ہوئے۔ خوشی اور افسوس کے ملے جلے لہجہ میں کہا۔جولیا۔آپ جولیا ہیں نا۔
رومی سردار نے جواب دیا۔ جی نہیں میں جولیا نہیں بلکہ میر یا ہوں چلئے میں بیٹھ کر آرام سے آپکو سارا حال سناؤں گی۔ کیونکہ رات کے وقت مرج راہط میں داخل ہونے کی کوشش مجھے مشکوک بھی بنا سکتی ہے اور خطرناک بھی ہوسکتی ہے اس لئے میں نے طے کر لیا ہے میں صبح ہو جانے کے بعد مرج راہط میں داخل ہونے کی کوشش کروں گی۔
ایک وادی میں سلمان نے اپنا اور میر یا کا گھوڑا ایک درخت سے باندھ دیئے اور کسی درخت کے نیچے دونوں بیٹھ کر باتیں کرنے لگے۔
میریا نے کہا۔ دراصل میں اپنا نام اس وقت آپ پر ظاہر نہ کر سکی تھی جس وقت آپ نے میرا تعاقب کرنے والے رومیوں سے مجھکو بچایا۔ اور پھر

اس کے بعد اچانک عامر سے ملاقات ہو جانے پر جس گرمجوشی سے میریا اور عامر نے ایک دوسرے کا خیر مقدم کیا اس سے آپ کو میرے متعلق یہ شبہ ہونا ہی چاہیئے تھا کہ میں جولیا ہوں ۔ حالانکہ جولیا میری عزیز ترین سہیلی ہے اور میں میریا ہوں۔

سلمان نے اطمینان کا سانس لیتے ہوئے کہا اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ذہن سے ایک بڑا بوجھ ہلکا کر دیا ۔ جب تک میں اس غلط فہمی میں مبتلا رہتا کہ آپ میریا نہیں بلکہ جولیا ہیں اس وقت تک میرا ذہن ہرگز مطمئن نہ ہو سکتا۔

میریا ۔میری سمجھ میں یہ بات نہیں آسکی کہ آپ مجھکو جولیا ہی سمجھتے رہتے تو اس سے آپ کے لئے شرمندگی کا کیا پہلو پیدا ہو جاتا ۔

سلمان نے انتہائی صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا کہ کیا یہ کچھ کم شرمندگی کا پہلو ہوتا کہ یہ سمجھتے ہوئے کہ جولیا اور عامر ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں میں بھی ـــــــ اور سلمان اس سے آگے کچھ کہنے کی ہمت نہ کر سکا۔ اور سر جھکا کر خاموش ہو گیا۔

میریا نے پھر دریافت کیا۔ اگر آپ نے یہ جانتے ہوئے بھی کہ عامر اور جولیا کے تعلقات کافی گہرے ہیں جولیا کی مدد کی ہوتی تو اس میں آپ کے لئے شرمندگی کیا ہوتی۔ یہ تو آپ کے لئے ایک دوست کی نگاہوں میں سرفروشی کی بات اور خود اپنے ذہن میں فخر کی بات ہوتی۔

سلمان نے کسی قدر تذبذب کے ساتھ جواب دیا ہاں بات تو قابل فخر ہی

ہوئی لیکن ۔ لیکن ۔ ہاں میں کہنا یہ چاہ رہا تھا کہ کیا آپ کو آج بھی وہ تمام باتیں یاد ہیں جو میرے اور آپ کے درمیان اس وقت ہوئی تھیں جب آپ سے میری پہلے پہل ملاقات ہوئی تھی ۔

میریا نے لاپرواہی سے جواب دیا ۔ ہاں کچھ باتیں تو یاد بھی ہیں اور کچھ بھول بھی گئی ہونگی ۔

سلمان نے کہا ۔ اچھا یوں ہی سہی ۔ جو باتیں آپ کو یاد نہیں انہیں پر غور کیجئے اور سوچئے کہ ہمارے درمیان اس وقت جو باتیں اور جس انداز میں ہوئی تھیں اگر وہ میرے اور جولیا کے درمیان ہوئی ہوتیں تو کیا میرا ضمیر عامر سے شرمندہ نہیں ہوتا ۔ اور میریا بہت کچھ سمجھ کر شرما گئی اس نے سر جھکائے ہوئے جواب دیا ۔ میں آپکا مطلب کچھ سمجھ بھی گئی ہوں اور کچھ نہیں بھی کچھی بہرصورت آپ کہہ تو ٹھیک رہے ہیں ۔ اور جب دوبارہ عامر سے ملیں گے تو آپ کو اور بھی بہت کچھ واقفیت ہو جائے گی اچھا اب صبح ہو رہی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے میں مرج راہبط جانا چاہتی ہوں میرا خیال ہے کہ اس وقت جولیا اور ویلرس وہیں ہیں اور اسی الیسٹر سنڈرے کو ان کی شادی ہونے والی ہے ۔

سلمان نے گھبرا کر پوچھا ۔ ارے کیا یہ سچ ہے ۔

میریا نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا بالکل سچ ہے لیکن میں اس کو جھوٹ ثابت کرنے کے لئے مرج راہبط جا رہی ہوں ۔ اور مجھے یقین ہے کہ میں یہ شادی ہرگز نہ ہونے دونگی ۔

اتنا کہتے کہتے میریا اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئی اور سلمان کو کچھ عجیب نگاہوں سے دیکھتے ہوئے آگے بڑھ گئی ۔

بدنظمی

میریا جیسے ہی رومی سوار کی وردی میں دمشق پر گذرتی ہوئی مرج راہط کے پھاٹک پر پہونچی پہرہ دار نے اس کے لئے دروازہ کھول دیا کیونکہ مرج راہط کی شہر پناہ کا یہ دروازہ ہر ایک رومی کے لئے کھلا ہوا تھا لیکن میریا کو یہ دیکھ کر بڑی حیرت ہوئی کہ قلعہ کے پھاٹک پر کسی نے بھی اس سے کچھ بھی دریافت نہیں کیا۔ گویا شاہراہ دمشق پر گذر کر آنے کے لئے رومی سوار کی وردی میں ملبوس ہونا ہی کوئی بہت بڑا ثبوت تھا۔ دراصل کسی نے اس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں کی۔ میریا مرج راہط میں سینکڑوں مرتبہ آچکی تھی لیکن آج پھر وہ شہر میں داخل ہوئی تو اس کو نقشہ ہی کچھ

بدلا ہوا نظر آیا شہر کیا تھا اچھی خاصی فوجی چھاؤنی نظر آرہی تھی جس طرف دیکھو رومی پیدل فوجی اور رومی سوار پھر رہے تھے۔ جن کو نہ تو کوئی حیرت یا توجہ سے دیکھتا تھا اور نہ ان سے کچھ دریافت کرنے کی ضرورت سمجھتا تھا۔

اس میں رومی فوجیوں نے جو سیکڑوں کی تعداد میں پھر رہے تھے اگر میریا نے ایک کا اور اضافہ کر لیا تو کیا ہو گا۔ کوئی اس بات پر کچھ سوچنے یا غور کرنے کی ضرورت ہی کیوں سمجھتا۔

میریا نے رومی سوار کی حیثیت میں ہر طرف گھوم پھر کر دیکھا۔ اور محسوس کیا کہ شہر میں اچھی خاصی بدنظمی تھی اور جس کا جو جی چاہتا تھا کرتا تھا کوئی کسی کا پرسان حال نہ تھا۔

میریا نے یہ بھی مشاہدہ کیا کہ شہر کی آبادی کا بہت بڑا حصہ شہر چھوڑ کر جا چکا تھا اور صرف چند ذی استطاعت اور مقتدر لوگ شہر میں موجود رہ گئے تھے یا پھر رومی فوجی اور سوار تھے جو ہر طرف پھر رہے تھے بازار تو قریب قریب بند شہر تھے لیکن کچھ دکانیں ذمہ داروں نے زبردستی کھلوا رکھی تھی۔ تا کہ رومی فوجی ان سے اپنے خورد و نوش کا سامان حاصل کرتے رہیں۔

دوپہر تک ہر طرف گھوم پھر کر میریا نے یہ اندازہ کر لیا تھا کہ شہر بالکل اجڑا ہوا تھا۔ اور ہر طرف بدنظمی اور ہنگامی حالات کا دور دورہ تھا۔

دوپہر کو میریا کھانا کھانے کی غرض سے ایک سرائے میں داخل ہوئی۔ سرائے کے مالک نے رومی سوار کو داخل ہوتا ہوا دیکھ کر بڑھ کر استقبال

خیر مقدم کیا اور اس کو تکلف کے ساتھ فرش پر بیٹھاتے ہوئے کہا۔ معاف کیجئے آپ کو زیادہ انتظار نہ کرنا پڑے گا میں ابھی کھانا بھجواتا ہوں آپ کو۔

میریا نے کوئی جواب نہیں دیا صرف اثبات میں گردن ہلا دی۔

سرائے کا مالک حیرت سے میریا کا منہ تکتا چلا گیا کیونکہ اب تک اس نے کسی روسی فوجی سے گفتگو نہیں کی تھی جس نے اس کو درشت کلمات نہ سناتے ہوں لیکن اس روسی سوار کے چہرہ پر تحمل اور اخلاق کے تاثرات تھے جس نے سرائے کے مالک کو متحیر کر دیا تھا۔

میریا کو کوئی زیادہ انتظار نہیں کرنا پڑا کیونکہ تھوڑی ہی دیر میں ایک ملازم کھانا لئے ہوئے سرائے کے مالک کے ساتھ آیا اور میریا کے سامنے کھانا رکھ دیا۔

شکم سیر ہو کر کھا چکنے کے بعد میریا نے سرائے کے مالک کو کھانے کی قیمت پیش کی لیکن اس کو یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ سرائے کے مالک نے رقم اس کے ہاتھ سے نہیں لی اور خود ہاتھ جوڑ کر کھڑا ہو گیا اور گڑگڑا کر کہنے لگا اگر کوئی فروگذاشت ہو گئی ہو تو معاف فرما دیجئے گا۔ یہ آپ کیا کر رہے ہیں بھلا ہماری کیا مجال ہے۔ جو آپ لوگوں سے قیمت طلب کر سکیں۔ یہاں جو کچھ بھی ہے آپ ہی کا ہے یہ سرائے بھی آپ ہی کی ہے۔ ہماری تو بس اس وقت اتنی ہی التجا ہے کہ آپ لوگ

آپ لوگ ہم کو عرب لٹیروں کے حملہ سے بچا سکیں۔

میریا نے اپنی مصنوعی بھاری آواز میں جواب دیا۔ یہ تو خیر ہوگا ہی بھلا عرب لٹیروں کی کیا مجال کہ وہ ہمارے قلعہ پر قبضہ کر سکیں تم جلد ہی دیکھ لوگے کہ یہ لٹیرے ہمارے قلعہ سے ٹکرا کر واپس جانے پر مجبور ہو جائیں گے یا پھر اپنی جانوں سے ہاتھ دھو لیں گے۔

سرائے کے مالک نے خوش ہو کر کہا۔ بیشک آپ لوگوں کی بہادری جانبازی اور شہنشاہ ہرقل کے اقبال سے ہم لوگوں کو ایسی ہی امید ہے۔

میریا نے سرائے کے مالک کی طرف سکہ بڑھاتے ہوئے کہا۔ یہ تو میں خوشی سے دے رہا ہوں آپ اس کو ضرور قبول کر لیں اور سرائے کے مالک نے اپنا سہما ہوا ہاتھ بڑھا کر ڈرتے ڈرتے وہ سکہ لے لیا۔

میریا نے سرائے کے مالک کو اپنے پاس ہی بیٹھ جانے کا اشارہ کیا جس پر سرائے کے مالک نے کہا۔ اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو میں سمجھتا ہوں کہ آپ مجھ سے کچھ باتیں کرنا چاہتے ہیں اگر ایسا ہے تو آئیے میرے ساتھ ہم الگ بیٹھ کر باتیں کریں گے یہ جگہ باتیں کرنے کے لئے کچھ موزوں اور مناسب نہیں ہے اور پھر آج کل ویسے حالات خراب ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کہیں کچھ اور سمجھ لیا جاتا ہے کچھ اور اور پھر اسی غلط فہمی پر کڑی سے کڑی سزائیں دے دی جاتی ہیں۔

جن میں سزائے موت بھی ہوتی ہے۔

میریا نے جواب دیا آپ ٹھیک کہتے ہیں اور اٹھتے ہوئے کہا چلئے سرائے کے مالک کے ساتھ آگے بڑھتے ہوئے میریا نے کہا۔ میرا گھوڑا سرائے کے باہر موجود ہے۔

اور سرائے کے مالک نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ میرے نوکروں نے اس کو اصطبل میں پہونچا دیا ہے آپ مطمئن رہیئے" میریا اور سرائے کے مالک ہمراہ چلتی ہوئی سرائے کے وسط میں ایک پر تکلف کمرہ میں پہونچ گئی۔ یہ کمرہ قالینوں سے سجا ہوا تھا۔ سرائے کے مالک نے میریا سے بیٹھ جانے کو کہا اور خود بھی فرش پر بیٹھ گیا سرائے کے بوڑھے مالک نے فرش پر بیٹھتے ہی ایک ٹھنڈا سانس لیا اور بولا۔ کیا بتاؤں آپ سے سارا کاروبار چوپٹ ہے۔ زندگی بھر کی کمائی ختم ہو رہی ہے۔ جو بھی آتا ہے کھاتا پیتا ہے اور بطور قیمت چند سخت اور درست الفاظ اور کبھی کبھی کچھ گالیاں دے کر چلا جاتا ہے اور اس کے بعد میں مجبور ہوں کہ سرائے کو دن رات کھلا رکھوں۔ خطا میری صرف یہ ہے کہ جو لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں میں ان کے ساتھ نہیں بھاگا۔

میریا نے کہا ہاں میں دیکھتا ہوں کہ بہت سے لوگ شہر چھوڑ کر بھاگ چکے ہیں۔

سرائے کے مالک نے جواب دیا۔ جی ہاں آدھے سے زیادہ باشندے جا چکے ہیں اور جو باقی رہ گئے ہیں۔ وہ میری طرح سخت مصیبت میں ہیں۔

ر بوڑھے نے بات کا رخ بدلتے ہوئے دریافت کیا، کیا آپ دمشق سے آرہے ہیں۔

جولیا نے جواب دیا۔ ہاں راستہ تو دمشق ہی سے ہو کر ہے لیکن سیدھا یروشلم سے آرہا ہوں۔ میں ان دستوں میں ہوں جو سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کے ساتھ آئے ہیں۔

سرائے کا مالک۔ جبھی میں آپ میں اعلیٰ شرافت دیکھ رہا ہوں ورنہ مرتد اور قریتین سے بھاگے ہوئے جو فوجی یا جو لوگ یہاں موجود ہیں وہ صرف لوٹ مار میں معروف ہیں اور اور ان سے کچھ کہیئے تو صرف گالیوں میں جواب دیتے ہیں۔

میریا۔ مجھے تو آپ یہاں دیکھتے بھی نہ کیونکہ جو دستے میرے ساتھ کے ہیں وہ قلعہ پر تعینات ہیں اور میں بھی ان کے ساتھ ہی ہوں۔ لیکن۔ سپہ سالار اعظم تھیوڈرس کی یہ خاص مہربانی ہے کہ ان کو مجھ پر اعتماد ہے اور وہ مجھے مختلف اہم کام سونپتے رہتے ہیں۔

سرائے کا مالک۔ اشتیاق کے ساتھ بولا۔ غالباً اس وقت بھی آپ سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کی سونپی ہوئی کسی خاص خدمت پر مامور ہیں۔

میریا نے جواب دیا۔ جی ہاں اس وقت میں شہر کے حالات کا مشاہدہ کر رہا ہوں۔

سرائے کے مالک نے پھر اشتیاق سے دریافت کیا۔ شہر کے حالات کے متعلق کیا رائے ہے آپ کی۔

اور میریا نے جواب دیا۔ شہر کی حالت یقیناً قابل رحم ہے ہر طرف لوٹ مار جاری ہے بد نظمی کا دور دورہ ہے اور کوئی شخص بھی ان حالات میں مطمئن نہیں ہے۔

سرائے کا مالک خوش ہو کر بولا۔ بیشک آپ نے حالات کا صحیح مشاہدہ کیا ہے۔ در اصل ہمارے ملک کو آپ ہی ایسے سرداروں کی ضرورت ہے۔

میریا نے اپنی جیب سے سونے کا ایک سکہ نکال کر سرائے کے مالک کے ہاتھ پر رکھ دیا اور بولا۔ میں روزانہ ایک بار قلعہ ضرور جاتا ہوں لیکن مجھے زیادہ وقت اور اکثر راتیں شہر ہی میں بسر کرنی پڑتی ہیں اس لئے میں چاہتا تھا کہ آپ اپنی سرائے میں ایک حصہ میرے لئے مخصوص کر دیں جس پر صرف میرا تصرف رہے گا۔ اجرت اسکی آپ کو پوری پوری ادا کر دی جائے گی

سرائے کے مالک نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔ اب تک آپ مجھے اجرت سے بہت زیادہ دے چکے ہیں۔ یہ بات میرے لئے باعث اطمینان اور قابل فخر ہو گی کہ آپ میری سرائے میں بھی مقیم رہیں۔ میں ابھی انتظام کئے دیتا ہوں۔

میریا ضرور لیکن اس بات کا خیال رہے کہ وہ حصہ ذرا الگ تھلگ ہونا چاہئیے تاکہ سرائے میں ہر ایک آنے جانے والے کی مداخلت نہ ہوتی رہے سمجھ رہے ہیں نا آپ میری بات سرائے کے مالک نے جواب دیا۔ جی اچھی طرح سمجھ رہا ہوں آیئے میرے ساتھ۔

سرائے کے مالک نے میریا کو ایک الگ تھلگ حصہ میں جو پر تکلف انداز

میں بجا ہوا تھا پہونچا دیا۔

میریا نے فرش پر بیٹھ کر نیم دراز ہوتے ہوئے کہا۔ بہت بہت شکریہ آپ کا۔ میں رات بھر سرکاری کاموں سے بھاگتا رہا ہوں اور اس وقت بہت تھک چکا ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں تو میں چند گھنٹے آرام کر لوں۔

سرائے کے مالک نے بڑی خوش اخلاقی سے جواب دیا۔ ضرور ضرور۔ آپ آرام کیجئے میں احتیاط رکھوں تاکہ سرائے کا یہ حصہ بالکل الگ رہے اور کوئی بھی اس طرف آجا نہ سکے۔

اتنا کہہ کر سرائے کا مالک چلا گیا اور میریا تھوڑی دیر سونے کے لئے لیٹ گئی۔

سراغرسی

میریا کے لئے گذشتہ رات حادثات کی رات تھی - سرِ شام اس کی ملاقات عامر سے غیر متوقع تھی اور پھر عامر نے اس کو میریا کے متعلق جو واقعات بتائے وہ انتہائی تشویشناک تھے اس طرح میریا کے لئے گذشتہ رات کا آغاز ہی حیرت و تشویش کے ماحول میں ہوا اور پھر جتنا جتنا رات گذرتی گئی رات کی بڑھتی ہوتی تاریکی کی طرح اس کی تشویش اور اس کے تفکرات بھی بڑھتے گئے - حادثات اور تشویش سے پُر گذشتہ رات ایسی تھی کہ میریا کو دوبارہ دانستہ موت کے منہ میں داخل ہو کر زندگی کی سرزمین تلاش کرنے کی ضرورت پیش آئی - وہ اس کیلئے مجبور ہو گئی تھی مجبور کر دی گئی تھی - حالات نے اس کو مجبور کر دیا تھا اور اس نے حالات کا پوری طاقت اور پورے عزم و استقلال سے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا اور اسی فیصلہ کے مطابق وہ اندھیری رات کے پردے میں اپنے خطرناک سفر پر روانہ ہو گئی تھی۔ وہ سفر جس کے دوران کچھ دور تک تو اس کا عامر کا ساتھ رہا لیکن اس کے بعد وہ تن تنہا روانہ ہوئی - اسکو قدم قدم پر خوفناک حادثے پیش آئے اور نفس نفس پر احتیاط کی ضرورت پڑی لیکن اس نے اپنی ہمت اور اپنے

عزم واستقلال سے کام لیتے ہوئے حالات سے ساز کیا اور حالات کو ناساز گار بنایا۔ اگر یہ کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ وہ مایوس ہو جانے کے بعد نئی امیدوں کا سہارا لے کر پر مسرت زندگی کی تلاش میں موت کی وادیوں میں پھر رہی تھی۔

رات بھر سفر کرنے کی وجہ سے میریا اس قدر تھک گئی تھی کہ سرائے کے ایک مخصوص حصہ میں جہاں سرائے کا مالک اس کو چھوڑ گیا تھا لیٹتے ہی اس کو نیند آگئی۔

میریا گہری نیند سوتی رہی اور اس وقت تک سوتی رہی جب آفتاب گوشہ مغرب میں پہونچ چکا تھا۔ اور اس کی آخری کرنیں سنہرا رنگ بکھیر رہی تھیں۔

میریا سو کر اٹھی تو خود کو تازہ دم محسوس کر رہی تھی اس کی تکان دور ہو چکی تھی تھوڑی دیر لیٹے ہی لیٹے اس نے حالات کا جائزہ لیا اور پھر اٹھ کھڑی ہوئی۔ اس نے اپنی مصنوعی مردانہ آواز میں سرائے کے ملازم کو ۔۔۔۔۔۔ آواز دی جو اس کی پہلی آواز پر اس طرح فوراً حاضر ہو گیا جیسے وہ کہیں قریب ہی اس کے حکم کا انتظار کر رہا ہو۔ میریا نے ملازم سے پانی منگوایا اور پھر ایک پیالہ قہوہ طلب کیا قہوہ پینے کے بعد وہ باہر جانے کیلئے روانہ ہو گئی اور جاتے جاتے سرائے کے مالک سے مختصر ملاقات میں کہتی گئی کہ ہو سکتا ہے کہ مجھ کو اپنے کاموں میں کچھ دیر ہو جائے۔

اور سرائے کے مالک نے جواب دیا کہ کوئی بات نہیں آپ رات اور دن کے کسی بھی حصہ میں آئیں سرائے کے دروازے آپ کی پہلی آواز پر کھل جائینگے۔

سرائے کے مالک کے حکم سے ملازم میریا کا گھوڑا تیار کر لایا اور جب انہوں نے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا سرائے کے پھاٹک پر تیار کھڑا ہے تو میریا سرائے کے مالک سے مسکراتی ہوئی رخصت ہو گئی۔

میریا کے چلے جانے کے بعد سرائے کا مالک دیر تک میریا کے متعلق سوچتا رہا۔ اس نے دل ہی دل میں رومی سوار کی بڑی تعریف کی اور اس کے دل نے کہا کہ یقیناً وہ کوئی بڑا با اختیار سوار ہے اور اس کو خود اس سوار کی زبانی معلوم ہو چکا تھا کہ وہ سپہ سالار اعظم تھیوڈرس کا خاص آدمی ہے۔ اور صرف اتنا ہی امتیاز بہت تھا۔ سرائے کا بوڑھا مالک اپنے دل میں یہ اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ کہ واقعی جو لوگ صاحب اختیار ہوتے ہیں وہ شریف اور رحم دل بھی ضرور ہوتے ہیں اور اسی بنا پر سرائے میں اس رومی سوار کے قیام کی وجہ سے سرائے کے مالک کو بڑا اطمینان ہو گیا تھا۔

ادھر میریا سرائے کے پھاٹک سے گھوڑے پر سوار ہو کر باہر نکلی تو ذہن میں ایسا کوئی پروگرام موجود نہ تھا کہ وہ کدھر اور کہاں جائے۔ اسی لئے وہ بے ارادہ ایک سمت کو چل پڑی۔ اس کے ذہن میں کم از کم اتنا پروگرام ضرور تھا کہ وہ آج شہر کے باہر نہ جائے گی بلکہ شہر ہی میں رہ کر یہاں کے لوگوں سے ملنے جلنے اور ان سے جولیا کے متعلق کچھ سراغ لگانے کی کوشش کرے گی۔

اگر میریا معتوب نہ ہوتی اور اس کو بھیس بدل کر نکلنے کی مجبوری نہ ہوتی تو اس کے لئے جولیا کو تلاش کر لینا کوئی مشکل نہ ہوتا۔ وہ سیدھی تھیوڈرس کی قیام گاہ پر پہونچ جاتی اور پھر وہاں سے خود ہی جولیا کے پاس پہونچا دی جاتی۔ لیکن اس کی موجودہ

حالت کچھ اور رہی تھی وہ باغی اور معتوب قرار پا چکی تھی۔ وہ اپنی شخصیت کو چھپائے پھر رہی تھی اسلئے وہ تھیوڈرس کی قیام گاہ کے قریب بھی بھٹک نہ سکتی تھی اور اس کو جو کچھ بھی کرنا تھا وہ دور رہ کر ہی کرنا تھا۔

وہ لوگوں سے مل جل کر ہی کچھ معلوم کر سکتی تھی لیکن لوگوں سے زیادہ ملنا جلنا بھی خطرے سے خالی نہ تھا۔ بلکہ اس کا ہر جگہ پھرنا اور ہر جگہ اٹھنا بیٹھنا بھی غیر محفوظ ثابت ہو سکتا تھا۔ جس سرائے میں وہ مقیم ہو گئی تھی اسکا بوڑھا مالک ضرور اس کی شخصیت سے متاثر ہو چکا تھا لیکن سرائے کا بوڑھا مالک اب تک اس کو جو کچھ بتا چکا تھا اس سے زیادہ کچھ معلومات اس سے حاصل ہونے کی کوئی توقع نہ تھی۔

لوگوں سے ملنا جلنا اور ان میں بے تکلفی سے اٹھنا بیٹھنا میرلکے لئے خطرناک ہو سکتا تھا لیکن اس کے پاس اسکے سوا کوئی دوسرا چارہ کار بھی نہ تھا۔ چنانچہ اس نے لب سڑک ایک سرائے میں کچھ لوگوں کو بیٹھے قہوہ پیتے اور باتیں کرتے دیکھا اور گھوڑے سے اتر کر جب کیا خود بھی اس سرائے کے قریب پہونچ گئی۔ سرائے کے ایک ملازم نے بڑھ کر اس کے گھوڑے کی لگام تھام لی اور اس کو ایک ستون میں باندھ دیا۔ رومی سوار کو سرائے کی طرف متوجہ دیکھکر نوکر خود بخود اس کی طرف بڑھ آیا تھا اور اس کے گھوڑے کو ستون سے باندھنے کے بعد وہ اس کو سرائے کے اندر ایک طرف فرش پر بٹھا کر اس کے لئے قہوہ لینے گیا۔

یہ ایک وسیع ہال تھا جس میں فرش بچھا ہوا تھا اور تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر لوگ ٹولیوں میں بیٹھے ہوئے قہوہ پی رہے تھے اور باتیں کرتے جا رہے تھے۔ کچھ لوگ قہوہ کا انتظار کر رہے تھے اور باتوں میں مشغول تھے۔ کچھ لوگ قہوہ پی چکے تھے اور اس دوران ان کے درمیان جو باتیں ہو رہی تھیں وہ خالی بیٹھے ہوئے ان کی باتوں کی تکمیل میں لگے ہوئے

تھے۔ قریب ہی ایک رومی سوار کو بیٹھا دیکھ کر اس کی طرف کسی نے کوئی خاص توجہ نہیں کی کیونکہ یہ کوئی نئی بات بھی نہ تھی جو لوگ پہلے سے سرائے کے اندر اس ہال میں بیٹھے ہوئے تھے ان میں زیادہ تعداد رومی فوجیوں ہی کی تھی۔ اس لئے ایک اور رومی فوجی کے داخل ہونے پر کسی نے توجہ دی۔ اور میریا قہوہ کے پیالہ کا انتظار کرتی ہوئی قرب وجوار میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتیں کان لگا کر سننے لگی حالانکہ بظاہر وہ کسی طرف توجہ نہیں دے رہی تھی۔ بات کرنے والوں میں اس مسئلہ پر اختلاف رائے تھا کہ اسلامی لشکر کے مرج راہط پر جو حملہ کا نتیجہ کہ ہلاک اب بھی ایسے خونی مہم رومی موجود تھے جو ارک۔ تدمر اور قرتیس کے اس قدر آسانی سے اسلامی لشکر کے ہاتھوں میں پہونچ جانے کے باوجود یہ یقین رکھتے تھے کہ مرج راہط میں رومیوں کو ضرور فتح حاصل ہوگی۔ یہ لوگ اس بات پر افسوس ظاہر کر رہے تھے کہ بہت سے لوگ خوف وہراس کے مارے عجلت میں اپنا گھر بار چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ کچھ لوگوں کی دلیل یہ تھی کہ مرج راہط کے باشندوں کے سامنے تدمر اور قرتیس کی مثالیں موجود تھیں اس لئے وہ کسی دوسری جگہ منتقل ہو جانے میں حق بجانب ہیں اگر رومیوں کو فتح حاصل ہو جائے گی تو وہ دوبارہ اپنے گھروں کو واپس آسکیں گے۔

میریا کو ان باتوں سے کوئی خاص دلچسپی نہ تھی اس لئے وہ قہوہ کی طرف متوجہ ہوگئی جو ابھی ابھی سرائے کا ملازم اس کے سامنے رکھ کر گیا تھا۔ وہ قہوہ کے گھونٹ پیتی رہی اور کچھ سوچتی رہی کہ اچانک اس کے کانوں میں اس کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے لوگوں کی آوازیں آئیں اور وہ چونک پڑی۔ یہ صرف تین رومی ایک ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

ان تینوں رومیوں میں سے ایک کہہ رہا تھا کہ ایسٹر۔ سنڈے کو تو شادی ہو رہی ہے۔

دوسرے نے کہا لیکن جولیا تو شادی پر رضامند نہیں ہے

پہلے نے جواب دیا۔ جولیا کی رضامندی یا نارضامندی سے ہوتا کیا ہے جبکہ اسکا باپ موجود ہے اور وہ ڈیلرس کو بے حد پسند کرتا ہے۔

دوسرے شخص نے کہا۔ اور میرے خیال میں ڈیلرس میں کوئی ایسی خرابی بھی نہیں ہے جس کی وجہ سے جولیا کو اسے ناپسند کرنے میں حق بجانب سمجھا جائے۔

تیسرے شخص نے جو ان دونوں سے نسبتاً معمر تھا اور جو ابھی تک خاموش بیٹھا دونوں کی باتیں سن رہا تھا کہا۔ دراصل یہ جولیا کی بدقسمتی اور بے راہ روی ہے سب سے راہ روی یوں کہ وہ ایک عرب مجاہد کی طرف مائل ہو گئی ہے جبکہ رومیوں میں ایک سے ایک بڑے بہادر اور وجیہہ نوجوان موجود ہیں۔ اور بدقسمتی یوں کہ ایسی حالت میں جب کہ وہ مختلف لوگوں کی قید اور مختلف مرحلوں سے گذر کر یہاں تک پہونچی ہے اس پر ہر شخص شک و شبہہ کر سکتا ہے اور اس حالت میں بھی وہ ڈیلرس کو ٹھکرانے کی کوشش کر رہی ہے۔

پہلے شخص نے کہا۔ ناممکن۔ جولیا ڈیلرس کو ٹھکرانے کی ہمت ہی نہیں رکھتی۔ ڈیلرس کو نہ صرف اس کے باپ نے بلکہ سپہ سالار اعظم تھیوڈورس اور شہنشاہ روم ہرقل اعظم نے بھی پسند کیا ہے اور ان کی بھی رائے ہے کہ ڈیلرس اور جولیا کی شادی ہو جائے۔

دوسرے شخص نے کہا۔ میں نے تو یہاں تک سنا ہے کہ شادی کا فیصلہ ہی سپہ سالار کی سفارش پر شہنشاہ نے کیا ہے۔

تیسرے شخص نے کہا اور یہی وجہ ہے کہ اس فیصلہ کو جولیا تو کیا دنیا کی کوئی طاقت تبدیل

نہیں کر سکتی۔ شادی ایسٹر سنڈے کی سہ پہر کو مرچ راسٹا کے بڑے گرجا گھر میں ہو گی اور ضرور ہو گی۔

میریا ان لوگوں کی باتوں سے بڑی دلچسپی لے رہی تھی۔ اب تک تو ان لوگوں نے جولیا کے متعلق جو باتیں کی تھیں ان میں کوئی نئی بات نہ تھی کیونکہ یہ تمام باتیں میریا گذشتہ رات عامر سے سن چکی تھی۔ لیکن تیسرے شخص نے جو آخری بات کہی تھی وہ میریا کے لئے یقیناً ایک نئی بات تھی۔ اب اس کو معلوم ہو چکا تھا کہ شادی بڑے گرجا گھر میں سہ پہر کو ہو گی۔



اپنی کہانی

سرائے ہال میں جو لوگ میریا کے بائیں جانب بیٹھے ہوئے تھے ان کی باتوں سے میریا پوری دلچسپی لے رہی تھی اور اسی لئے وہ قہوہ کے بڑے ہلکے ہلکے گھونٹ لے رہی تھی تاکہ وہ اس کے سہارے وہاں زیادہ دیر تک بیٹھ سکے۔ میریا برابر اس طرف کان لگائے ہوئے تھی اور وہ لوگ اپنی باتوں میں بدستور مصروف تھے۔ تیسرے شخص کی یہ بات سن کر کہ شادی ہوگی اور ضرور ہوگی پہلا شخص مسکرانے لگا اور اس نے کہا کہ میرے بزرگ آپ تو آئندہ کے متعلق اس طرح باتیں کر رہے ہیں اور آنے والے واقعات کے متعلق ایسا حکم لگا رہے ہیں جیسے تمام نظام کائنات آپ ہی کے ہاتھوں میں ہے۔

تیسرے شخص نے جواب دیا۔ نظام کائنات ہو یا نظام حکومت یا کسی کے خود اپنے ہی حالات کسی پر بھی کسی کا قابو نہیں لیکن اسباب و علل ہی نتائج مرتب کرتے ہیں اور ہم اسباب و علل کا صحیح مطالعہ کر کے اگر کوئی صحیح نتیجہ نکالیں تو اس کو حتمی اور لازمی سمجھنا ہرگز غلط نہیں ہوگا اور میں جو کچھ بھی کہہ رہا ہوں وہ انہیں بنیادوں پر کہہ رہا ہوں۔

پہلا شخص بول پڑا۔ یہ تو ٹھیک ہے کہ نتائج کا انحصار اسباب و علل ہی پر ہوتا ہے لیکن

ہر شخص اپنے حالات کو اپنے حق میں لانے کے لئے برابر کوشش کرتا رہتا ہے۔

تیسرے شخص نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اور اکثر آخری لمحات کی کوشش کامیاب ہو جاتی ہیں اور نتائج ابتدائی اسباب و علل کے مطابق نہیں ہوتے لیکن کم از کم اس معاملہ میں ایسا ہونا ممکن نہیں معلوم ہوتا۔

دوسرا شخص:۔ یہ کیوں۔ اس معاملہ میں یہ کیا خاص بات ہے

تیسرے شخص نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا۔ دراصل یہ معاملہ جو لیا سے متعلق ہے اور اس معاملہ پر ملک کے سب سے بڑے دولت مند شخص آرگس۔ سب سے زیادہ طاقتور شخص سپہ سالار اعظم تھیوڈوروس اور سب سے زیادہ صاحب مقدرت شہنشاہ ہرقل کا ہاتھ ہے۔ صاحب معاملہ میں ایک طرف جو لیا ہے جو اپنی انسانیت پرستی شرافت کم سخنی اور سعادتمندی کے لئے کافی شہرت رکھتی ہے اور دوسری طرف ویریس ہے جو مکاری فریب کاری اور چلبازی میں اپنا جواب نہیں رکھتا۔

دونوں ساتھیوں نے یک زبان ہو کر کہا۔ اف فوہ بزرگ محترم آپ کیسے بے احتیاطی سے گفتگو کر جاتے ہیں۔ آپ ملک کے ایک مشہور فلاسفر ہوتے ہوئے بھی مصلحت بینی سے کام نہیں لیتے۔ ویریس کے خلاف جو الفاظ آپ نے کہے ہیں آپ جانتے ہیں کہ ان کے کیا نتائج ہو سکتے ہیں۔

تیسرا شخص:۔ بیشک عوام پر ہو سکتے ہیں لیکن مجھ پر نہیں۔

پہلا شخص۔ یہ کیسے آپ عوامی نتائج سے مستثنیٰ کیسے رہ سکتے ہیں۔

تیسرے شخص نے جواب دیا۔ وہ اس طرح کہ میں ہمیشہ مستثنیٰ رہا ہوں۔ اور ہمیشہ مستثنیٰ رہوں گا۔ میں تو یہ بھی کہہ سکتا ہوں کہ نہ صرف ویریس مکار ہے

بلکہ ہمقیوڈرس بزدل اور ہرقل ناعاقبت اندیش ہے۔

دوسرا ساتھی۔ اف۔ آپ سمجھنے کی کوشش کیوں نہیں کرتے زمانہ کس قدر نازک ہے اور دیوار ہم گوش دارد ۔

تیسرا شخص آپ دیواروں کے کان کی بات کر رہے ہیں اور میں خود دیمقیوڈرس اور ہرقل کے کانوں تک بھی یہ باتیں پہنچانے کے لئے تیار ہوں ۔

پہلے شخص نے مسکراتے ہوئے طنز کیا اور وہ بھی شاید اسی غلط فہمی میں کہ آپ کے ساتھ وہ برتاؤ نہ کیا جائیگا جو عوام کے ساتھ کیا جا سکتا۔

تیسرا شخص۔ غلط فہمی کیسی۔ تم عوام ہمیشہ دوسروں کی خوشنودی تلاش کرتے رہتے ہو اور اسی کوشش میں جھوٹ سچ کہتے رہتے ہو۔ میں نے کبھی کسی کی خوشنودی کی خواہش نہیں رکھی کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میں نے شہنشاہ ہرقل اور ہمقیوڈرس کے سامنے کیا کیا باتیں کہی ہیں ۔

دونوں ساتھیوں نے سر ہلا کر اعتراف کیا ۔

تیسرے شخص نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کیا تم یقین کرتے ہو کہ میری جگہ کسی عام آدمی نے وہی باتیں کہی ہوتیں تو وہ اپنی جان سلامت رکھ سکتا۔

دونوں ساتھیوں نے ہم آواز ہو کر کہا۔ ہرگز نہیں کوئی دوسرا وہ تلخ باتیں کہتا تو اس کی جان کی خیر نہ رہتی لیکن عجب بات ہے کہ آپ کی تلخ کلامی پر دشنام کی بجائے آپ کو اعدلیہ کا گیا تھا۔

تیسرے شخص نے جواب دیا۔ اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ بھی وہی اسباب وعلل اور نتیجہ کا فلسفہ ہے۔ لوگ خوشنودی کے لئے خوشامد کرتے ہیں اس لئے ان سے کبھی بھی کوئی تلخ بات سننا پسند اور گوارا نہیں کرتا۔ لیکن میں اور میرے ہی جیسے صرف چند لوگ صرف اپنے محسوسات زبان پر لاتے ہیں جو اکثر تلخ ہوتے ہیں۔ ان سے تلخ باتیں سننے ہی کی توقع ہو سکتی ہے پھر ان پر تعزیر کس بات کی۔

دونوں ساتھی مطمئن ہو کر گردن ہلاتے رہے اور تیسرے شخص نے پھر کہا۔ یہ لیلا کے بس میں کچھ نہیں ہے لیکن میریا حالات کو تبدیل کر سکتی ہے۔

دونوں اشخاص نے ہم زبان ہو کر دریافت کیا۔ میریا؟ کون میریا۔ کیا حاکم تدمر کی بھتیجی کے متعلق آپ فرما رہے ہیں۔

تیسرا شخص ہاں۔ میریا حاکم تدمر کی بھتیجی ہے۔ وہ حاکم تدمر سے بھی زیادہ دانشمند ہے اسی نے تدمر کو لٹنے سے اور کشت و خون سے بچایا ہے وہ بڑی ذہین لڑکی ہے اور وہ بڑی باعظمت خاتون ہوگی۔ وہ جو لیلا کی عزیز ترین سہیلی ہے اور وہ حالات کو تبدیل کر سکتی ہے۔

پہلے شخص نے دریافت کیا میریا وہی لڑکی تو نہیں ہے جس کو مملکت نے باغی قرار دے دیا ہے۔

تیسرے شخص نے ہاں وہی بہادر لڑکی ہے۔

دوسرے شخص نے کہا۔ بیشک باغی ہمیشہ بہادر ہی ہوتا ہے۔ بزدل بغاوت کر ہی نہیں سکتا۔

تیسرا شخص ہاں میریا کی بہادری نے اس کو باغی بنا دیا ہے اور اس کے باعث

جذبات نے اس کو زیادہ سے زیادہ بہادر بنا دیا ہے۔

پہلا شخص۔ لیکن میریا ہے کہاں جو حالات کا رخ بدلنے کی کوشش کرے وہ تو مفرور اور لاپتہ ہے۔

تیسرے شخص نے جواب دیا مفرور اور لاپتہ تو وہ حکام کی نگاہوں میں ہے ویسے وہ کہیں نہ کہیں موجود ہی ہے میری اپنی اطلاع ہے کہ گذشتہ ہفتہ تک وہ اپنے چچا کے پاس اخمدمر میں تھی۔

پہلے شخص نے سوال کیا۔ یہ گذشتہ ہفتہ تک کی قید آپنے کیوں لگا دی۔ ہو سکتا ہے کہ وہ اب بھی وہیں ہو اور وہیں اس کو ہونا چاہیئے تدمر مسلمانوں کے قبضہ میں ہے اور وہاں وہ پوری طرح محفوظ ہے۔

تیسرے شخص نے کہا۔ میرے دوست میریا آسائش طلب طبیعت کی لڑکی نہیں ہے وہ بے چین طبیعت کی حامل ہے۔ مجھے یقین ہے کہ جولیا کی باتیں اس کو معلوم ہو چکی ہونگی۔ اور پھر وہ تدمر کے محفوظ مقام کو خیرباد کہہ کر اسوقت ضرور کسی خطرناک مرحلہ پر ہوگی۔

دوسرے شخص نے حیرت زدہ ہو کر دریافت کیا۔ کیا آپ کے خیال میں وہ مرج راسط میں ہے۔

تیسرے شخص نے اپنی آواز پر زور دیتے ہوئے کہا۔ یقیناً وہ مرج راسط ہی میں ہے اسے مرج راسط میں ہونا چاہیئے۔

پہلے شخص نے کہا۔ لیکن وہ یہاں ہوتی تو گرفتار نہ کر لی جاتی۔

تیسرے شخص نے مسکراتے ہوئے کہا۔ گرفتار۔ کون اس کو گرفتار کر سکتا۔ وہ باغی کی حیثیت میں یروشلم اور دمشق میں بھی مقیم رہ چکی ہے اور گھوم پھر چکی ہے۔

اور بجائے میریا کے خود کو حراست میں لینے کے وہ لوگوں سے ایک راہبہ کی تنظیم وصول کر چکی ہے ۔ سنا نہیں تم لوگوں نے کہ وہ راہبہ کا بھیس بدل کر یروشلم سے دمشق پہونچی تھی اور وہاں سے تدمر چلی گئی اور رومیوں کو اسکا علم اسوقت ہوا جب وہ مسلمانوں کی حدود میں داخل ہو چکی تھی اور مسلم مجاہدوں نے اس کا تعاقب کرنے والوں کو قتل کیا ۔

پہلے شخص نے کہا ۔ جی ہاں ہاں یہ سب واقعات سن چکا ہوں ۔

تیسرا شخص ۔ پھر ایسی لڑکی کے متعلق تم لوگوں کا کیا خیال ہے کیا یہ ناممکن ہے کہ وہ اس وقت یہیں کہیں موجود ہو ۔ کیا یہ ممکن نہیں کہ وہ ہماری باتیں بھی سن رہی ہو ۔ یقین جانو یہ سب کچھ اس کے لئے ممکن ہے ۔

دونوں ساتھیوں نے اکتاتے ہوئے کھڑے ہو کر بوڑھے ساتھی سے کہا بزرگ محترم وقت کافی ہو گیا ۔ اجازت ہو تو ہم گھر جائیں آپ تو شاید ابھی یہیں بیٹھیں گے ۔

تیسرے شخص نے جواب دیا ۔ ہاں تم لوگ جا سکتے ہو میں ابھی معلوم نہیں کتنی دیر یہاں بیٹھوں ۔ میں دراصل میریا کے متعلق کچھ سوچنے لگا ہوں اچھا جاؤ تم لوگ ۔۔۔



فلاسفر کلوولیسؒ

میریا دیر سے بیٹھی ہوئی ان تینوں افراد کی گفتگو کو بڑے غور بڑی دلچسپی اور بڑی توجہ سے سنتی رہی اور ان کی باتوں سے میریا کو پوری طرح یقین ہو گیا تھا کہ یہ تیسرا بوڑھا شخص روم کے مشہور فلاسفر کلوولیس کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو سکتا۔ وہ اس پر حیرت کرتی رہی کہ یہ فلاسفر لوگ کس حد تک سوچتے رہتے ہیں اور میری جیسی معمولی شخصیات کے متعلق بھی کتنی زیادہ معلومات اور کتنا تجربہ رکھتے ہیں۔ دراصل اس وقت میریا فخر محسوس کر رہی تھی کہ ملک کے سب سے بڑے فلاسفر نے اس کی تعریف کی تھی۔

جیسے ہی اس بوڑھے فلاسفر کے دونوں ساتھی اٹھ کر چلے گئے اور وہ بوڑھا فلاسفر تنہا رہ گیا میریا اپنی جگہ سے اٹھی اور بوڑھے فلاسفر کے قریب پہنچ کر اپنی مصنوعی بھاری آواز میں کہا۔ بزرگ محترم اگر میرا اندازہ غلط نہیں ہے تو کیا میں ملک کے سب سے بڑے فلاسفر کلوولیس سے ہم کلامی کا فخر حاصل کر رہا ہوں۔

کلوولیس نے ایک رومی سوار کو اپنے پاس کھڑا ہوا دیکھ کر اسے بیٹھ جانے کا

اشارہ کیا اور بولا۔ بیشک آپ کا اندازہ صحیح ہے میں کلوولیس ہی ہوں۔ اور معلوم نہیں کیوں میں بھی یہ محسوس کر رہا ہوں کہ کسی روحی سوار سے نہیں بلکہ مجھے بھی کسی بڑی شخصیت ہی سے ملنے کا فخر حاصل ہو رہا ہے۔

میریا نے بڑے اخلاق سے جواب دیا۔ میں آپ کے محسوسات کی تردید تو نہیں کر سکتا۔ لیکن میں جو بھی ہوں اور جیسا بھی ہوں آپ کے سامنے کھڑا ہوں۔ اور اتنا کہہ کر میریا کلوولیس کے پاس ہی بیٹھ گئی۔

چند لمحات کی خاموشی کے بعد میریا نے پھر کہا۔ شہر کی حالت آپ دیکھ رہے ہیں کتنی خراب ہوتی جا رہی ہے۔ میں اور باتوں سے تو کوئی خاص دلچسپی نہیں رکھتا لیکن اس معاملہ میں آپ کا اندازہ ضرور معلوم کرنا چاہتا ہوں کہ نتیجہ کیا ہوگا۔ میری یہ تشویش بیجا تو نہیں ہے ایک روحی سوار کی حیثیت میں۔

"روحی سوار"؟ بوڑھے فلاسفر نے ایک ہلکا قہقہہ لگا کر کہا۔ یقیناً تم دنیا کو دھوکا دے سکتی ہو۔ اور میں تمہاری کامیابی کے لئے دعا کرتا ہوں لیکن میری آنکھوں میں دھول جھونکنے کی ہمت نہ کرو میریا۔ میں تو تم کو اسی وقت پہچان گیا تھا جب تم ہال میں داخل ہوئی تھیں اور تمہیں پہچاننے کے بعد ہی میں نے یہاں بیٹھے ہوئے لوگوں سے گفتگو کے دوران یہ کہا تھا کہ ہو سکتا ہے کہ میریا یہیں کہیں موجود ہو۔

میریا نے بوڑھے فلاسفر جھٹلانے کی ناکام کوشش نہ کرتے ہوئے کہا مجھے یقین تھا کہ آپ مجھے پہچان چکے ہیں اور اب میرے اس یقین کی تصدیق بھی ہو گئی۔

کلوولیس نے بدستور سنجیدگی سے کہا لیکن میرے پہچاننے نہ پہچاننے سے کوئی فرق نہیں

پڑتا۔ میرے پہچان لینے سے تمکو کوئی خطرہ نہیں ہے۔

میریا نے خوش ہوتے ہوئے کہا کہ وہ تو مجھے یقین ہے میں اپنے متعلق ابھی ابھی آپ کی گفتگو اور آپ کے خیالات سن چکی ہوں۔ حالانکہ آپ نے میری تعریف میں جو الفاظ کہے ہیں خود کو انکا مستحق نہیں سمجھتی لیکن آپنے مجھ سے جو ہمدردی ظاہر کی اس پر فخر و اطمینان ضرور محسوس کرتی ہوں۔

کلوویس نے کہا میں نے تمھاری تعریف میں جو الفاظ کہے تم ان سے بھی زیادہ تعریف کی مستحق ہو۔ اور یہ تمھاری ایک مزید تعریف ہے کہ تم خود کو اپنی موجودہ صفات کا مستحق نہیں سمجھتیں۔ چند لمحوں کے توقف کے بعد کلوویس نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا اور میں یہ بھی سمجھ رہا ہوں کہ تم جولیا کے متعلق زیادہ سے زیادہ معلومات حاصل کرنے بلکہ اس سے ملنے کے لئے بھی بیچین ہوگی۔

میریا نے سادگی سے کہا۔ ظاہر ہے لیکن ......

کلوویس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ لیکن میں جولیا کے متعلق جتنا جس قدر اپنے ساتھیوں سے بتا چکا ہوں اور جس کو تم سن چکی ہو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں جانتا —— مگر میرے تعلقات کچھ درجی وجہوں سے بھی ہیں ان میں سے ایک فوجی ایسا ہے جو اسی عمارت پر تعینات ہے جس میں اسوقت جولیا موجود ہے۔ وہ فوجی میرا معتقد بھی ہے اور قابل اعتماد بھی۔ میں تم کو اس سے ملادوں گا — اور وہ یقیناً

تمہاری وہ تمام مدد کرے گا جس کی تم مستحق ہو۔

میریا نے قدرے تشویش کے لہجہ میں کہا۔ لیکن.... لیکن.... اس فوجی سے میرا ملنا.....

کلودیس ۔ بیشک تمہارا اندیشہ حق بجانب ہے اس فوجی سے تمہارا میریا کی حیثیت میں ملنا خطرناک ہو سکتا ہے اس دور میں کسی پر اعتبار نہیں کیا جا سکتا اس لئے میں اس فوجی سے تمہارا تعارف میریا کی حیثیت میں نہیں بلکہ جس حیثیت میں تم موجود ہو یعنی رومی فوجی کی حیثیت میں کراؤں گا۔

میریا نے مزید تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا اور اگر اس نے بھی آپ کی طرح۔"

کلودس نے ہنستے ہوتے کہا ناممکن ۔ وہ کیا تمکو کوئی بھی نہیں پہچان سکتا۔ تمہارا یہ بھیس تو یقیناً راہبہ کے بھیس سے بھی زیادہ کامیاب ہوگا میرے یقین میں احتمالی پہلو صرف اس لئے ہے کہ میں نے تمکو راہبہ کے بھیس میں نہیں دیکھا تھا۔

میریا نے مطمئن اور خوش ہوتے ہوئے دریافت کیا ۔ کیا سچ میرا یہ بھیس کامیاب ہے اور میں آسانی سے پہچانی نہ جا سکوں گی؟"

کلودیس نے جواب دیا کیا یہ خود تمہارا تجربہ نہیں ہے کہ ابھی تک کسی نے تمہاری طرف کوئی خاص توجہ تک نہیں دی اور ہر شخص نے تمکو بھی ان سینکڑوں رومی فوجیوں ہی میں ایک سمجھا جو شہر میں ادھر ادھر مارے مارے پھر رہے ہیں

میریا۔ یہ تو درست ہے لیکن آپ نے آج مجھ پہچان ہی لیا۔

کلودیس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ میں نے تمہارے لباس پر شبہ کر کے تم کو

نہیں پہچانا بلکہ میں نے تمھاری شبیہ سے تمھارے انداز اور حرکات و سکنات اور جس تجاہل عارفانہ سے تم ہاری گفتگو سننے کی کوشش کر رہی تھیں اس سے پہچانا ہے اور ان باتوں سے ہر شخص کبھی نہیں پہچانا کرتا اس لئے تم کو اس طرف سے مطمئن رہنا چاہئے
کلوڈیس نے اچانک میریا کا شانہ جھنجھوڑتے ہوئے کہا اچھا اب تم محتاط ہو جاؤ اب تم میریا ہرگز نہیں بلکہ رومی فوجی ہو۔ کیونکہ اب وہ رومی فوجی روبن آ رہا ہے۔ جس سے میں تم کو ملانا چاہتا ہوں۔ اور ہاں اگر اب تک تم نے اپنا کوئی مردانہ نام نہیں رکھا ہے تو اس وقت تمھارا نام ڈیوڈ ہے۔
اسی اثنا میں رومی فوجی روبن بھی کلوڈیس کے قریب پہنچ چکا تھا۔ رسمی مزاج پرسی کے بعد کلوڈیس نے روبن سے ڈیوڈ کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔
روبن یہ میرے ایک معتقد ڈیوڈ ہیں جو تدمر میں رومی فوج میں تھے اور تدمر کی پسپائی کے بعد بھاگ کر یہاں چلے آئے۔ یہ یہاں بالکل اجنبی اور تنہا ہیں اور ظاہر ہے کہ میرا ایسا خشک انسان ان کی تنہائی دور کرنے میں کوئی مدد نہیں کر سکتا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ تم دونوں دوست بن جاؤ یہ تمھارے ہم مشرب بھی ہیں اور ہمخیال بھی ہونگے اس سے ان کے لئے تنہائی اور اجنبیت کا تکلیف دہ احساس بھی ختم ہو جائے گا اور تم کو بھی ایک اچھے دوست کی رفاقت حاصل ہوگی۔ روبن نے بوڑھے فلاسفر کلوڈیس سے مخاطب ہو کر کہا میں آپ کا کس طرح شکریہ ادا کروں آپ نے مجھ کو ایک ایسے اچھے دوست سے ملایا۔ اور پھر ڈیوڈ کی طرف مخاطب ہو کر کہا میرے دوست آج رات کا کھانا تم میری قیام گاہ پر ہی کھاؤ گے اور ہم وہیں رات بھی بسر کریں گے۔

ڈیوڈ۔ مجھے آپ کی رفاقت حاصل کر کے بڑا اطمینان ہوا ہے میں بخوشی آپ کی دعوت قبول کرتا ہوں۔ واقعی میں تنہائی اور اجنبیت سے اکتا چکا ہوں۔

روبن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بہت بہت شکریہ! میرے نئے دوست۔ مجھے امید ہے کہ ہم زیادہ عرصہ تک ایک دوسرے کے لئے نئے نہ رہ سکیں گے۔

ڈیوڈ۔ میں تو واقعی ایسا محسوس کر رہا ہوں جیسے مجھے آپ کی دوستی کا فخر مدتوں سے حاصل ہو۔

کلوویس نے مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ ڈیوڈ تمہارا یہ احساس تمہارے جذبۂ اجنبیت و تنہائی کی شدت کا ردعمل ہے۔

ڈیوڈ۔ آپ کا قیام کہاں ہے؟ میرے دوست روبن؟

روبن نے جواب دیا۔ میں سپہ سالار اعظم گیفوڈروس کی قیام گاہ پر مقیم ہوں اور وہیں احاطہ میں میرے قیام کا عمدہ انتظام ہے بڑی محفوظ اور پرفضا جگہ ہے آپ یقیناً خوش ہونگے میری قیام گاہ دیکھ کر۔

روبن نے کلوویس سے مخاطب ہو کر کہا۔ آج میں اس سرا میں زیادہ وقت نہ صرف کر سکوں گا کیونکہ میں اپنے نئے دوست ڈیوڈ کے ہمراہ جلد اپنے قیامگاہ پر جانے کی کوشش کروں گا اور یہاں سے جاتے ہوئے ہم دونوں کچھ دیر شہر کے مختلف حصوں میں سیر بھی کریں گے۔

کلوویس نے روبن سے کہا۔ واقعی میرا اندازہ غلط نہیں ہے کہ تم ایک اچھے دوست اور مہمان نواز انسان ہو۔

ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایسے اچھے دوست سے میرا تعارف کرانے

پر میں آپ کا جتنا بھی شکریہ ادا کروں کم ہے۔

کلوویس جواب میں مسکرا کر خاموش رہا اور پھر دوسرے ہی لمحہ روبن سے مخاطب ہوتے ہوئے بولا۔ اچھا روبن تم اپنے دوست ڈیوڈ کو لے کر جا سکتے ہو میری دعائیں تمہارے ساتھ ہیں خدا تم دونوں کو یہ نئی دوستی مبارک کرے۔

روبن اور ڈیوڈ دونوں کھڑے ہو کر کلوویس کو تعظیم دی اور مسکراتے ہوئے سرائے سے باہر نکل گئے۔



تھیوڈورس کا محل

تھیوڈورس کا محل کیا ایک اچھا خاصہ محلہ تھا۔ تقریباً چوتھائی مربع میل کے رقبہ میں عمارتوں کا ایک سلسلہ تھا اور اس کے وسط میں ایک بلند اور عالی شان عمارت تھی اور یہ سب عمارتیں تھیوڈورس کا مستقل محل نہ تھیں کیونکہ تھیوڈورس کی مستقل قیام گاہیں تو صرف قسطنطنیہ اور یروشلم میں تھیں۔ دمشق اور مرج راہط میں ان سرکاری عمارتوں میں تھیوڈورس بحیثیت سپہ سالار اعظم مقیم ہوتا تھا۔ مرج راہط کی یہ عمارت جس میں روبن اپنے نئے دوست ڈیوڈ کو لایا تھا ایک سرکاری عمارت تھی درمیان کی وسیع اور بلند عمارت میں اسوقت شہنشاہ ہرقل بھی مقیم تھا اور اسی عمارت کے ایک حصہ میں رومی سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کا بھی قیام تھا۔ اس بلند عمارت کے چاروں طرف دور دور تک چھوٹی چھوٹی عمارتوں کا سلسلہ پھیلا ہوا تھا اور ان چھوٹی چھوٹی عمارتوں میں شہنشاہ ہرقل اور تھیوڈورس کے باڈی گارڈ ذاتی عملہ پہرہ دار اور دیگر ملازمین رہتے تھے۔

وسط کی بلند عمارت کے چاروں طرف ہر وقت مسلح فوجی پہرہ لگا رہتا تھا۔ اور یہ فوجی پہرہ دار شہنشاہ اور سپہ سالار کے باڈی گارڈ کے لوگ ہوتے تھے عمارت کے پورے

احاطہ کے گرد بھی پہرہ لگا رہتا تھا اور یہ پہرہ اس عمارت کے مستقل محافظین کا ہوتا تھا جو ہمیشہ رہتا تھا۔ لیکن وسطی کی بلند عمارت پر جو پہرہ لگا تھا وہ صرف اسی وقت تک کے لئے تھا جب تک اس عمارت میں شہنشاہ اور سپہ سالار مقیم رہیں . . . . .۔"

احاطہ کے پھاٹک کے قریب ہی ایک حصہ عمارت میں روبن اپنے دوست ڈیوڈ کو لے کر داخل ہوا۔ یہ روبن کی قیام گاہ تھی۔ ڈیوڈ نے (جو دراصل ہیرپا تھی) پوری عمارت کو تعریف کی نگاہوں سے دیکھتے ہوئے کہا۔ روبن! تمہاری قیام گاہ تو بڑی شاندار ہے

روبن نے فخر کے ساتھ جواب دیا۔ ہاں یہ حقیقت ہے ایسی دوسری عمارت پوری مرج راہط میں موجود نہیں ہے۔

ڈیوڈ نے اعتراف کرتے ہوئے جواب دیا۔ کیوں نہیں آخر ہے بھی تو عمارت شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم کی قیام گاہ!

روبن نے کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ مسکرا کر رہ گیا۔

ڈیوڈ نے پھر دریافت کیا۔ روبن کیا تم اس عمارت میں اس وقت تک مقیم رہو گے جب تک شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم یہاں رہیں گے

روبن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ نہیں میرے دوست اس وقت تک تو شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم کے ذاتی عملہ رہیں گے ہم تو اس عمارت ہی کے محافظوں میں ہیں۔ ہم لوگ مستقل طور پر اسی عمارت میں رہتے ہیں۔

ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ بہت خوب تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم کے چلے جانے کے بعد بھی ہم یہاں رہ سکیں گے۔

روبن نے جواب دیا اور کہا۔ ہم تو یہیں رہتے ہیں۔

ڈیوڈ نے بلند ترین عمارت کی طرف جس پر مملکت روم کا پرچم لہرا رہا تھا انگلی سے اشارہ کرتے ہوئے دریافت کیا میرا خیال ہے کہ اسی بلند و رشاندار عمارت میں شہنشاہ اور سپہ سالار اعظم کا قیام ہوگا اور روبن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

ڈیوڈ نے پھر سوال کیا اور جو اس عمارت کے گرد نسبتاً کم بلند عمارتیں ہیں ان میں کون لوگ مقیم رہتے ہیں؟"

روبن نے جواب دیا۔ ان میں شہنشاہ کے امراء اور مشیر مقیم ہیں اور وہ جو بالکل سامنے عمارت ہے اس میں اس وقت کا روم کا ملک التجار آرگس مقیم ہے اور اس کے ساتھ اس کی لڑکی ......"

ڈیوڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے برجستہ کہا۔ اس کی لڑکی جولیا؟

روبن نے جواب دیا۔ ہاں جولیا ہی نام ہے اسکا! کیا تم واقف ہو اس سے؟

ڈیوڈ نے ایک ٹھنڈا سانس بھر کر جواب دیا۔ واقف کیوں نہیں ہوں آخر میں بھی قسطنطنیہ کا باشندہ ہوں اور آرگس بھی وہیں کا رہنے والا ہے!

روبن نے اشتیاق سے پوچھا پھر تو تم جولیا کو عرصہ سے جانتے ہوگے؟"

ڈیوڈ نے جواب دیا۔ عرصہ سے کیا میں اس کو بچپن سے جانتا ہوں۔ اور میں ہی کیا جانتا ہوں جولیا بھی مجھے اچھی طرح جانتی ہے (اور ایک آہ سرد بھر کر کہا) وہ تو یہ کہو کہ درمیان میں افلاس کی دیوار آگئی ورنہ آج نہ تو جولیا یہاں ہوتی اور نہ میں اس طرح پریشان پھرتا۔

روبن نے حیرت و اشتیاق سے کہا۔ اچھا تو یہ بات ہے جولیا کے سب سے پہلے خریدار آپ ہیں؟

ڈیوڈ نے جواب دیا۔ ہاں لیکن میں ایسا خریدار تھا جو قیمت ادا نہیں کر سکتا تھا۔

روبن نے کہا۔ ہاں دوست ہم غریبوں کی قسمت میں ناکامی اور محرومی کے سوا اور ہے ہی کیا؟"

ڈیوڈ نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ تمہارا دل بھی دکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ کیا تم بھی کسی امیرزادی کے عشق میں مبتلا ہو کر ناکام و محروم ہو چکے ہو؟"

روبن نے جواب دیا۔ اور پھر ڈیوڈ یہ بھی حقیقت ہے کہ اس میں ہم غریبوں کا کوئی قصور بھی نہیں ہوتا"

ڈیوڈ نے حیرت سے دریافت کیا۔ وہ کیسے۔ اگر محبت قصور ہے تو پھر دونوں قصوروار ٹھہرے۔

روبن نے جواب دیا۔ دراصل محبت قصور نہیں ہے لیکن غریبوں کے لئے اس کو سب سے بڑا جرم قرار دیا جاتا ہے۔ لیکن غریب کبھی قصوروار نہیں ہوتا۔ میں اپنی ہی مثال پیش کرتا ہوں۔ اور تم خود فیصلہ کر لو کہ اس میں میرا قصور کہاں تک ہے۔ لیکن آج قصوروار صرف میں ہوں۔

ڈیوڈ۔ ہاں ہاں تم سناؤ اپنا واقعہ میں بہت غور سے سنوں گا۔ دراصل مجھے تشویش سی ہو گئی کہ خواہ مخواہ ناکردہ گناہگار کیوں اور کیسے ٹھہرایا گیا۔

روبن نے رک رک کر کہا۔ جب میں اپنے وطن یروشلم میں اپنے والدین کیساتھ رہتا تھا اسی وقت ایک بڑے دولت مند کی لڑکی جو میرے مکان کے قریب ہی رہتی تھی مجھ سے قریب آتی گئی۔

ڈیوڈ نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ہاں میرے دوست اکثر ایسا ہی ہوتا ہے۔ میرا واقعہ بھی

روبن نے کہا۔ ہاں تو یہ ہوا کہ ابتدا میں تو میں نے کوئی خطرہ محسوس نہیں کیا اور اور بچپن ہم دونوں کو قریب سے قریب تر لاتا گیا لیکن جب میں کچھ بڑا ہوا اور مجھ میں شعور پیدا ہوا تو میں نے محسوس کیا کہ میں اس لڑکی سے بری طرح متاثر ہو چکا ہوں۔ تاہم میں نے اپنے دل پر پتھر رکھ کر اس سے علیحدہ رہنا شروع کر دیا۔

ڈیوڈ نے کہا۔ واقعی تم نے بڑی عقلمندی کی بات کی تھی لیکن میرے دوست محبت کے مقابلہ میں عقل ٹھہرتی کم ہے۔

روبن نے کہا۔ اور یہی ہوا میں نے اپنے عقل کے مطابق جو پیش بندی کی تھی اور اپنے اور اس لڑکی کے درمیان بے گانگی اور علیحدگی کا جو بند تعمیر کر رہا تھا اس کو اس لڑکی کے آنسوؤں کے سیلاب نے ایک دن اس طرح بہا دیا کہ اس کا نام ونشان تک نہ رہ گیا ۔ ہوا یوں کہ میں اس سے الگ تھلگ رہنے لگا اور جب وہ دور سے نظر آتی تو میں کترا جاتا۔ ایسا کرنے میں میرا دل پاش پاش ہو جاتا اور مجھے سخت روحانی اذیت پہونچتی لیکن میں سمجھ رہا تھا کہ وہ اذیت اس اذیت سے بہت کم ہے۔ جو میل جول جاری رکھنے اور محبت کے بڑھتے رہنے کے بعد آخری ناکامی کے بعد پہونچے گی۔

ڈیوڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ بالکل درست تھا تمہارا خیال۔ اچھا پھر کیا ہوا ؟"

روبن نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ۔ ہوا یہ کہ میں اس سے دامن نہ بچا سکا۔ اور اس نے رو رو کر اظہار محبت بھی کیا۔ میرے اجتناب پر شکوہ و شکایت بھی کی اور میرے صبر وضبط کا پشتہ اسکے آنسوؤں میں بہہ گیا۔ میں نے اس

سے اظہار محبت کرتے ہوئے کہا کہ اگر وہ شمع کی مانند محبت میں پگھل رہی ہے تو میں پروانہ کی طرح جل رہا ہوں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور ڈیوڈ تم کو یہ سن کر تعجب ہوگا کہ اس نے میرے اس اندیشہ کو میری حماقت سمجھا اور کہا جب ہم دونوں ایک دوسرے کو پسند کرتے ہیں تو پھر ہمارے درمیان حائل کون ہو سکتا ہے ؟"

روبن نے کہا - سب لڑکیاں ایسا ہی کہتی ہیں - جولیا نے بھی مجھ سے ایسا ہی کہا تھا لیکن ......"

ڈیوڈ نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - لیکن ان کی یہ باتیں حرف نقش بر آب ثابت ہوتی ہیں - اب یہی دیکھو اس لڑکی سے میں نے صاف کہہ دیا تھا کہ میں غریب ہوں اور وہ بے حد مالدار ہے میرا اور اس کا جوڑا اس کے والدین ہرگز پسند نہ کریں گے ۔

ڈیوڈ نے دریافت کیا - پھر اس نے کیا جواب دیا ۔

روبن نے کہا ۔ جواب کیا دیتی اس نے بلند بانگ دعوے کئے جو عام طور پر ایسے موقعوں پر لڑکیاں کیا کرتی ہیں - کہنے لگی میں غریبی اور امیری کے درمیان فرق کی دیوار کو ڈھا دوں گی - میں دولت اور خزانہ کو ٹھوکر مار دوں گی میں تمہارے ساتھ غریبی کی زندگی بسر کر کے خود کو بہشت میں محسوس کروں گی ۔ میں دولت ــــ ثروت ۔ سب کچھ چھوڑ سکتی ہوں لیکن تم کو نہیں چھوڑ سکتی تمہیں بتا ڈیوڈ کسی لڑکی کی زبان سے جس سے کوئی دل و جان سے محبت کرتا ہو یہ الفاظ سن کر اس پر کیا اثر ہو سکتا ہے ۔

ڈیوڈ نے برجستہ جواب دیا۔ یہ لڑکیاں اپنی محبت کے جھوٹے وعدوں سے یقیناً دوسرے کو دیوانہ بنا دیتی ہیں۔ بالکل ایسا ہی میرے ساتھ جولیا نے بھی کیا تھا اچھا پھر کیا ہوا؟"

روبن نے کہا ہوتا گیا۔ میں اس کی محبت میں آگے بڑھتا گیا یہاں تک کہ میری محبت جنون انگیز بن گئی میں ایک لمحہ بھی اس کو دیکھے بغیر چین نہ پاتا تھا۔ لیکن جلد ہی مجھے معلوم ہوا کہ اس لڑکی شادی ایک دولتمند شخص کے دولت مند لڑکے سے ہو رہی ہے۔"

ڈیوڈ نے بےچینی کا اظہار کرتے ہوئے پوچھا۔ پھر تم نے کیا کیا۔

روبن نے جواب دیا۔ میں نے اس سے ملنے کی کوشش کی میں اس سے شکوہ و شکایت کرنا چاہتا تھا لیکن اب میرا اس سے ملنا بھی دشوار ہو گیا تھا۔ بڑی مشکلوں کے بعد ایک روز یونہی سر راہ اس سے ملاقات ہو گئی۔ اور میرے دوست ڈیوڈ تم کو یہ سن کر حیرت ہو گی کہ وہ مجھ سے کترانے کی کوشش کر رہی تھی۔ لیکن میں نے اس کو زبردستی راستہ میں روک لیا اور سوال کر دیا۔ کیا تمھاری شادی ہو رہی ہے؟ اور اس نے بڑی بے اعتنائی سے جواب دیا۔ تو یہ کون سی نئی بات ہے سبھی لڑکیوں کی شادی ہوتی ہے میری بھی ہو رہی ہے۔

ڈیوڈ نے کہا۔ اف وہ کیسی بدل گئی۔

روبن نے جواب دیا۔ ہاں بالکل آنکھیں پھیر لیں اور جب میں نے کہا کہ تم نے تو امیری و غریبی کے فرق کی دیوار کو ڈھا دینے کا عزم ظاہر کیا تھا تو بولی کیا تو تھا لیکن میں اس دیوار کو نہیں ڈھا سکی۔ اب تم ڈھا سکتے ہو تو ڈھا لو۔ اور غصہ میں

یہ الفاظ کہتے ہوئے تیز تیز قدم بڑھاتی ایک طرف کو چلی گئی - اور میں کھڑا دیکھتا رہ گیا -

ڈیوڈ نے اشتیاق کے دریافت کیا۔ پھر کیا ہوا؟"

روبن نے کہا - میں چند روز تک کھویا کھویا رہا پھر میرے خیالات نے اس کے الفاظ کو دوسرے معنی پہنانے شروع کئے - محبت کیسا انداز اختیار کرتی ہے جب میں تنہائی میں سوچتا ہوں تو مجھے محسوس ہوتا کہ مجھ سے صرف اس لئے ناراض تھی کہ میں غریبی اور امیری کے درمیان دیوار کو ڈھانے کی کوشش کیوں نہیں کرتا جب کہ وہ ناکام ہو چکی ہے - اور پھر میں نے عزم کر لیا کہ وہ لڑکی تھی کمزور تھی وہ امیری اور غریبی کے درمیان فرق کی دیوار کو ڈھا نہیں سکی اور اب وہ مجھ سے اس دیوار کو ڈھانے کی توقع رکھتی ہے - اسلئے مجھے اسکی توقع پوری کرنی ہی چاہئے۔

ڈیوڈ نے دریافت کیا۔ پھر تم نے وہ دیوار کیسے ڈھائی۔

روبن نے جواب دیا - ڈھائی کہاں میں نے۔ اس دیوار سے سر ٹکراتا رہ گیا اور اسی اثنا میں اس کی شادی بھی ہو گئی - میری دیوانگی سے میرے گھر والے بھی متنفر ہوتے گئے اور اس لڑکی کا نام لے لے کر میں جو دیوانگی کرتا اس پر اس کے اعزہ میرے جانی دشمن ہو گئے - اور میرے عزیزوں نے مجھے وہاں سے کہیں دور ہٹا دینا ہی مناسب سمجھا -

ڈیوڈ نے آہ بھرتے ہوئے کہا تو یہ ہے تمہاری داستان حسرت"

روبن نے کہا - اسوقت میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر رہا تھا جس کی تکمیل کے بعد میں شہنشاہ کی امارتوں میں کوئی اچھا عہدہ ضرور حاصل کر لیتا لیکن مجھے بے

سر و سامانی کی حالت میں بھاگنا پڑا اور میں اسی دوران فوج میں بھرتی ہو کر یہ زندگی گزار رہا ہوں۔

ڈیوڈ:- لیکن میرا واقعہ اس سے کچھ مختلف ہے۔

روبن نے دریافت کیا وہ کیسے؟ مختلف کیوں ہے؟

ڈیوڈ نے کہا تمہاری محبوبہ نے نگاہیں پھیر لی تھیں لیکن میری جولیا آج بھی میرا دم بھرتی ہے۔

روبن نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا - یہ تمہاری غلط فہمی ہے - وہ تم کو یاد بھی نہ کرتی ہوگی - اوہ کیا تم کو معلوم نہیں ہے کہ اسی ایسٹر سنڈے کے اندر اس کی شادی ویلرس سے ہونے والی ہے۔

ڈیوڈ نے جواب دیا - نہیں مجھے کچھ بھی نہیں معلوم میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ ویلرس میرا رقیب تھا اور وہ جولیا کو حاصل کرنا چاہتا تھا - لیکن جولیا نے کبھی اس کو منہ نہیں لگایا - اور ہمیشہ مجھے ویلرس پر ترجیح دی - مجھے یقین ہے کہ ویلرس سے شادی کے متعلق جولیا آج بھی رضامند نہ ہوگی۔

روبن نے کہا - یہ تو ٹھیک ہے جولیا ویلرس کو بالکل پسند نہیں کرتی اور ویلرس کی شادی اس کے ساتھ زبردستی کی جا رہی ہے لیکن لوگ کہتے ہیں کہ وہ کسی عرب مجاہد کی محبت میں پھنس کر ویلرس کو ٹھکرا رہی ہے۔

ڈیوڈ نے کہا غلط بالکل غلط - یہ جولیا پر سراسر اتہام ہے - اس کو بدنام کرنے کے لئے ورنہ وہ جمیل صرف میرے لئے ویلرس کو ٹھکرا رہی ہے۔ کاش میں ایک بار جولیا کو دیکھ سکتا۔

روبن نے کہا - کاش اس وقت تم نے پوری دنیا کی سلطنت حاصل کرنے کی خواہش ظاہر کی ہوتی تو وہ بھی پوری ہو جاتی - وہ دیکھو سامنے کھڑکی میں جولیا ہی باہر جھانک رہی ہے - تم نے ایک بار دیکھنے کی تمنا ظاہر کی تھی - لو ! تمہاری تمنا پوری ہو گئی -



حملوں کی شدت

مرج راہط پر اسلامی لشکر کے حملوں میں شدت برابر بڑھتی جا رہی تھی لیکن عسائیوں کی قوت مدافعت میں بھی بظاہر کوئی کمی نہیں ہوئی تھی لیکن اندر ہی اندر عسائیوں کو سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا تھا۔ مرج راہط کے باشندوں اور عسائی و رومی فوجوں کے لئے رسد کی ضرورت بڑھتی جا رہی تھی اور باہر سے رسد کی درآمد کا کوئی امکان نہ تھا۔ عسائیوں کو اس سلسلہ میں ایک تلخ تجربہ ہوا تھا کہ گرد و نواح کے علاقوں تک ان کی دسترس ہی باقی نہ رہ گئی تھی۔ پھر وہاں سے رسد حاصل کرنے کا سوال ہی کب پیدا ہوتا۔ اسلامی لشکر نے مرج راہط کا محاصرہ کرنے کے ساتھ ہی ساتھ مرج راہط کے تینوں طرف کے علاقوں میں بھی اپنی فوجیں پھیلا دی تھیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ ۔۔۔۔۔۔ مرج راہط سے صرف ایک راستہ دمشق کیلئے کھلا ہوا تھا اور صرف شاہراہ دمشق سے عسائیوں کے لئے رسد پہنچنے کا امکان باقی رہ گیا تھا۔ مرج راہط کے حاکم نے اپنا نمائندہ دمشق بھیج دیا تھا اور دمشق سے رسد اور کمک حاصل کرنے کی کوشش جاری تھی لیکن ابھی تک دمشق سے

کوئی جواب موصول نہیں ہوا تھا جس کی وجہ سے مرج راہط میں سخت بیچینی اور سراسیگی پھیلی ہوئی تھی اس کے باوجود مرج راہط کے حاکم کی کوششیں یہ تھیں۔ کہ اسلامی لشکر کو ان کی مشکلات کا اندازہ نہ ہونے پائے اسی لئے غسانی فوجیں کافی نقصان اور اتلاف جان برداشت کرتے ہوئے بھی پوری طاقت سے حملہ آور اسلامی لشکر کا مقابلہ کر رہی تھیں۔

آج صبح سے اسلامی لشکر کے حملوں میں غیر معمولی شدت پیدا ہوگئی تھی اور باوجودیکہ قلعہ پر سے غسانی تیر انداز بڑی تیزی کے ساتھ تیروں کی بارش کر رہے تھے لیکن اسلامی لشکر کے قلب کے کچھ دستے بڑی تیزی اور بے جگری سے آگے بڑھتے ہوئے کئی بار قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ گئے اور تمام دن قلعہ کے پھاٹک پر سخت حملہ جاری رہا۔ جب قلب لشکر کے دستے قلعہ کے پھاٹک تک پہونچتے تو اسلامی لشکر کے میمنہ اور میسرہ کے دستے بھی شہر پناہ کے دونوں جانب کافی دور تک آگے بڑھ جاتے۔

اسلامی لشکر جس قدر بہادری سے حملے کر رہا تھا اسی قدر سختی کیساتھ غسانی لشکر مدافعانہ مقابلہ میں مصروف تھا اور اس کا نتیجہ یہ تھا کہ تمام دن گھمسان کی جنگ ہوتی رہی اسلامی لشکر کے جو دستے زیادہ شدت سے حملہ کرتے ہوئے بار بار قلعہ کے پھاٹک تک پہونچ رہے تھے ان کی سرکردگی عامر کے سپرد تھی اور خود عامر اس قدر جوش و خروش کے ساتھ حملے کر رہا تھا گویا اس نے یہ عزم کر لیا تھا کہ آج غروب آفتاب سے قبل ہی قبل وہ قلعے کے پھاٹک کو ضرور توڑ دیگا۔ گویا وہ اس پروگرام کو ذہن میں رکھکر آگے بڑھ رہا تھا کہ آئندہ رات اسلامی لشکر اپنے پڑاؤ میں نہیں بلکہ مرج راہط کے اندر بسر کریگا۔ لیکن

عثمانی فوجیں بھی جم کر مقابلہ کر رہی تھیں۔

غرضیکہ تمام دن آفتاب پوری تیزی سے چمکتا رہا۔ اسلامی لشکر پوری شدت سے حملے کرتا رہا اور عثمانی فوجیں پوری طاقت سے مدافعت کرتی رہیں۔ زبردست خونریز جنگ جاری رہی تلواریں تلواروں سے ٹکراتی رہیں۔ تیروں کی نوکیں سینوں میں پیوست ہوتی رہیں۔ خون کے فوارے چھوٹتے رہے۔ جسموں پر زخم پر زخم لگتے رہے۔ سوار مجروح ہو ہو کر گھوڑوں سے زمین پر گرتے رہے۔ اور تڑپ تڑپ کر سرد ہوتے رہے۔ لڑنے والوں کی تعداد کم ہوتی رہی اور لاشوں کا شمار بڑھتا رہا اور اس طرح ایک خونریز جنگ کا خون آشام دن تمام ہوا۔ آفتاب غروب ہو رہا تھا۔ تمازت میں کمی ہوتی جا رہی تھی اور اس کی مناسبت سے حملہ کی شدت بھی گھٹ رہی تھی۔ یہاں تک کہ غروب آفتاب کے ساتھ ہی اسلامی لشکر اپنے پڑاؤ کی طرف رجوع ہونے لگا۔

حملہ ختم ہونے پر عثمانی فوجوں نے اطمینان کا سانس لیا قلعہ کی فصیلوں اور برجوں پر سے تیروں کی بارش تھم گئی اور قلعہ کے باہر میدان میں جو عثمانی فوجی مدافعت کر رہے تھے اب سمٹ سمٹ کر قلعہ کے پھاٹک میں داخل ہو رہے تھے۔

بعض عثمانی فوجی اپنے مقتولین کی لاشوں کو گھسیٹ گھسیٹ کر اپنے ساتھ لے جا رہے تھے گویا ان کی آج کی جنگ کا ان کے لئے یہی انعام تھا۔

اسلامی لشکر میں آج زبردست جوش و خروش پھیلا ہوا تھا اور سب لوگ عامر کی تعریف کر رہے تھے۔ بڑے بڑے اسلامی فوجی افسروں کا خیال تھا کہ عامر کے دستوں نے جس شدت اور بے جگری سے آج حملے جاری رکھے ان سے عثمانی فوجوں کے چھکے چھوٹ گئے۔ اور بعض افسروں کا تو اس حد تک اندازہ تھا کہ اگر دو تین ساعت

اور جنگ جاری رکھنے کا موقع مل جاتا تو برج راشط کا قلعہ آج ہی سر کر لیا گیا ہوتا۔
ان کا کہنا تھا کہ غروب آفتاب نے آج دراصل عثمانیوں کو اپنی پناہ گاہ میں لے لیا۔
اور وہ شکست سے بچ گئے۔

تمام فوجی افسران عامر اور اس کے دستے کی تعریف کر رہے تھے اور عامر خوش ہو رہا تھا اسی اثناء میں لشکر کے سپہ سالار خالد بھی وہاں پہنچ گئے۔ اور انھوں نے عامر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ میں تم کو دیر سے تلاش کر رہا ہوں میں تمہارے خیمہ میں بھی گیا تھا۔ لیکن تم وہاں نہ تھے۔ اچھا ہوا جو تم مجھ کو یہاں مل گئے اور اس سے بھی زیادہ یہ اچھا ہوا کہ تم یہاں تنہا نہیں ہو بلکہ اسلامی لشکر کے کئی بڑے افسر بھی تمھارے ساتھ موجود ہیں اور غالباً وہ تمہاری تعریف میں مصروف ہیں۔ اس لئے یہ بہتر ہی ہوا کہ میں تم کو اور ان کو ایک ساتھ ہی تمہاری غلطیوں کی طرف توجہ دلا سکوں گا۔

عامر اور کئی فوجی افسروں نے تشویش کے ساتھ ایک زبان ہو کر کہا۔ اے سردار آپ ہم کو ہماری غلطی سے جلد آگاہ کیجئے ہم اپنی اصلاح کرنے کی پوری کوشش کریں گے۔
سپہ سالار خالد نے مسکراتے ہوئے پہلے تو اسلامی لشکروں کے افسروں سے کہا کہ تمہارا کام جا و بیجا تعریفیں کرنا نہیں ہے۔ تم فوجی افسر ہو تمھیں جنگ کے ہر پہلو کو فوجی نقطہ نگاہ سے دیکھنا چاہئے لیکن مجھے افسوس ہے کہ تم لوگ شخصی نقطہ نگاہ سے کام لے رہے ہو۔ اور عامر اور اسکے دستہ کی تعریف میں مصروف ہو —— حالانکہ عامر نے آج جو زبردست فوجی غلطی کی ہے میں ان کو آئندہ دوبارہ اسی غلطی کو دہرانے کی اجازت ہرگز نہ دوں گا اور اسی لئے میں ان کو ان خامیوں کی طرف توجہ دلانا چاہتا ہوں۔

عامر نے خالد کی طرف پوری توجہ مبذول کرتے ہوئے کہا۔ اے سردار ہم ہمہ تن گوش ہیں آپ ہم کو ہماری خامیوں سے مطلع کرنے میں اپنا فرض انجام دیجئے اور میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اپنی غلطی سے واقف ہو جانے کے بعد میں آئندہ اس غلطی کا اعادہ پھر کبھی نہ کروں گا۔

حضرت خالد نے مسکراتے ہوئے کہا مجھے افسوس تو یہی ہے کہ اتنی بڑی غلطی کرنے کے بعد بھی نہ تو تم خود اپنی غلطی کو محسوس کر سکے اور نہ ہماری لشکر کے افسران تم کو تمہاری اس غلطی کی طرف توجہ دلا سکے (حضرت خالد نے دفعتاً جوش میں آتے ہوئے کہا) عامر میں اللہ کی قسم کھاکر کہہ سکتا ہوں جس کے قبضہ قدرت میں ہماری جان ہے کہ تمہاری آج کی جنگ میں جذبۂ جہاد سے زیادہ تمہاری کوئی ذاتی غرض شامل تھی۔

اور تمام فوجی افسران کو اس بات پر سخت حیرت ہوئی کہ عامر نے خالد کے سوالات کا یا کوئی جواب دینے کے بجائے شرمندگی سے سر جھکا لیا۔ اور زیر لب کہا۔ اللہ مجھ کو معاف کرے۔

خالد نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا اللہ بڑا غفور الرحیم ہے۔ لیکن تم کو آئندہ پوری احتیاط سے کام لینا چاہئے (اور پھر جوش میں آتے ہوئے سلسلہ کلام کو جاری رکھا) کہا تم جانتے ہو کہ آج تمہارے غیر ضروری جوش و خروش نے کتنے مجاہدین اور ہم کو موت کی آغوش میں سلا دیا ہوتا اور کیا تم سمجھتے ہو کہ ان کی موت کی ذمہ داری سے تم عہدہ برآ ہو سکتے۔ تم جس انداز میں فوج میں سے الگ ہو کر قلعہ کی پھاٹک پر حملہ کرنے کے لئے بڑھ رہے تھے اس سے مجھ پر جس قدر بار پڑا اس کا تم اندازہ ہی نہ لگا سکوگے۔ تم کسی جذبہ کے تحت بار بار پوری فوج سے

ہم آہنگی کے بغیر قلعہ کی پھاٹک پر پہونچ جاتے تھے۔ اور مجھے مجبوراً فوج کے ایک بڑے حصہ کو تمہارے ساتھ ربط قائم رکھنے پر تیار کرنا پڑتا تھا۔ ذرا اندازہ کرو کہ اگر فوج کا ایک بڑا حصہ ربط قائم نہ رکھ سکتا تو تمہارے اس دستہ کا کیا حشر ہوتا تو کس وقتی جوش کے تحت قلعہ کے پھاٹک پر پہونچ جاتا تھا غسانی فوجیں اسی کو گھیرے میں لے کر ایک ایک مجاہد کو شہید کئے بغیر نہ چھوڑتیں اور ایک نتیجہ یہ ہوتا کہ تم جتنی بار بھی یہ جرأت کرتے اتنی بار جتنے لوگوں کو اپنے ساتھ لے جاتے ان کو گویا جام شہادت پلانے ہی لے جاتے۔

عامر اور تمام دیگر فوجی افسر خالد کی بات سن کر دنگ رہ گئے۔ اور اب ہر ایک عامر کی آج کی جنگ کا فوجی نقطہ نگاہ سے جائزہ لینا تو اسی نتیجہ پر پہونچتا کہ حضرت خالد بالکل صحیح کہہ رہے ہیں اور عامر تمام دن زبردست فوجی غلطی کرتا رہا۔

خالد نے پھر سلسلہ کلام شروع کرتے ہوئے کہا کہ ہر مرتبہ اگر میں اسلامی لشکر کے ایک بڑے حصہ کو آگے بڑھ کر تمہارے دستے سے ربط قائم رکھنے پر تیار نہ کر سکتا تو ہر مرتبہ تمہارے دستہ کا ایک شخص بھی زندہ واپس نہ آسکتا۔ جہاد کے معنی موت کے منہ میں چھلانگ لگانا نہیں بلکہ موت کا ہمت کا مقابلہ کرنا ہے۔

عامر نے شرمندگی سے گردن جھکالی اور حضرت خالد نے کہا کہ اس قسم کی نا عاقبت اندیشانہ دلیری میں اگر اور کچھ نہیں تو کم از کم ذاتی نمود ہی کا مقصد شامل ہوتا ہے اور یہ بھی اللہ اور اسکے رسول کے نزدیک پسند نہیں ہیں۔ اچھا آئندہ احتیاط کرنا۔ اللہ تم کو معاف کرے۔



ضمیر کی آواز

حضرت خالد کی تقریر سے یوں تو اسلامی لشکر کے وہ تمام فوجی متاثر ہوئے جو عامد کلیسا میں موجود تھے لیکن اس تقریر کا عامر پر بے حد اثر پڑا اور وہ اپنے خیمہ میں پہنچکر شرمندگی سے سر جھکائے دیر تک غور کرتا رہا۔ وہ جتنا جتنا سوچتا اس کی شرمندگی بڑھتی جارہی تھی۔ حضرت خالد نے جھنجوڑ کر اس کے ضمیر کو بیدار کر دیا تھا اور اب اس کا ضمیر اس سے بری طرح محاسبہ کر رہا تھا۔ اپنے آج کے طریقوں۔ اپنے آج کے انداز اور اپنے آج کے جوش و خروش اور مقاصد پر غور کرنے کے بعد عامر اس نتیجہ پر پہونچا کہ واقعی وہ اللہ کی راہ میں جہاد نہیں کر رہا تھا بلکہ وہ جولیا کو چھڑانے کے لئے جد وجہد کر رہا تھا۔ اس کی سمجھ میں نہیں آرہا تھا کہ وہ کیا کرے اور وہ اس پیش و پنج اور کشمکش میں دیر سے سر جھکائے سوچ رہا تھا کہ اچانک چونک پڑا اس کے کانوں میں عشاء کی اذان کی آواز آرہی تھی وہ فوراً اپنی جگہ سے اٹھا۔ اس نے وضو کیا اور خیمہ سے باہر نکل کر با جماعت لشکر اسلامی کے ساتھ نماز عشاء ادا کی اور اس کے بعد دعا مانگی کہ اے اللہ میں بڑے کشمکش میں پھنس گیا تو مجھے سیدھی راہ دکھا کر اس الجھن سے باہر نکال دے اور مجھے راہ راست پر قائم رکھ۔

نماز اور دعا سے فراغت کے بعد اسکے باوجود کہ وہ اپنے ذہن میں

کوئی لائحہ عمل مرتب نہ کر سکا تھا وہ اپنے دل میں کافی اطمینان و سکون محسوس کر رہا۔ غالباً اس وجہ سے کہ اس نے اللہ تعالیٰ کے حضور میں اپنی بے بسی اور اپنی مجبوری کا اعتراف کر کے اس کی مدد اور اس کی اعانت طلب کر لی تھی۔ اور اب اس کو یقین ہے کہ اللہ اسکو سیدھی راہ پہ لگا دیگا۔ اور یہی یقین اس کے دلی اطمینان کا باعث تھا۔

عامر تھوڑی دیر اطمینان کے ساتھ لیٹا رہا۔ کچھ سوچتا رہا اور پھر اچانک اٹھ کھڑا ہوا۔ اس نے اپنی زرہ پہنی اس پر لبادہ اوڑھا۔ کمر سے تلوار باندھی اور ہاتھ میں نیزہ لے کر خیمہ سے باہر نکل آیا۔ اس نے اپنے گھوڑے پر زین کسی اور پھر گھوڑے پر بیٹھ کر ایک سمت کو روانہ ہو گیا۔

چند لمحوں کے بعد عامر قنسرین کی شہر پناہ کی دیوار سے کافی فاصلہ پر اس کے متوازی تدمر کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس نے اپنے ذہن میں ایک فیصلہ کر لیا تھا اور اب وہ اسی فیصلہ کے مطابق پورے عزم و استقلال کے ساتھ کام کر رہا تھا۔

عامر کو اچھی طرح علم تھا کہ میریا تدمر میں موجود نہیں ہے کیونکہ چند روز قبل میریا ایک رومی فوجی کے لباس میں عامر کے ہمراہ تدمر سے مرج راہط تک آئی تھی اور پھر اس سے علیحدہ ہو کر مرج راہط کے گرد نصف دائرہ میں چکر لگانے کے بعد دمشق کی جانب روانہ ہو گئی تھی۔ اس کے بعد کیا ہوا میریا تنہا راہ دمشق تک پہونچ سکی یا نہیں۔ وہ مرج راہط میں داخل ہونے میں کامیاب ہو ئی یا نہیں اور وہ مرج راہط میں کس حالت میں ہے، اور کیا کر رہی ہے ان باتوں کا عامر کو قطعی کوئی علم نہ تھا۔ لیکن وہ میریا سے ملنے کے لئے تدمر نہیں جا رہا تھا وہ تدمر میں سبھی سے واقف تھا حاکم تدمر سے اس کے گہرے دوستانہ تعلقات تھے اور وہ اس وقت خاص طور پر حاکم تدمر سے ملاقات کرنے کی غرض سے

جا رہا تھا۔

عامر اپنے گھوڑے کو پوری رفتار سے سرپٹ دوڑاتا جا رہا تھا۔ اسکو بار بار میریا کا یہ جملہ یاد آ رہا تھا جو اس نے قلعہ تدمر میں عامر سے اسوقت کہا تھا جب وہ رومی سردار کے بھیس میں آئی تھی۔ عامر کے یہ دریافت کرنے پر کہ تم کو رومی فوجی کی وردی کیسے مل گئی۔ میریا نے ہنس کر کہا تھا کیا تمھیں یاد نہیں تدمر کا قلعہ چند ہفتہ قبل تک ایک رومی قلعہ تھا۔ یہاں رومی فوجیوں کی وردی کی کیا کمی ہو سکتی ہے۔ اسی جملے کے سہارے عامر تیزی سے تدمر کی طرف بڑھ رہا تھا۔

رات نصف کے قریب پہونچ چکی تھی اور تاریک سناٹا گہرا ہوتا جا رہا تھا کہ عامر کو دور افق پر تدمر کی شہر پناہ کی دیواروں کا دھندلا سیاہ خاکہ نظر آنے لگا۔ اس نے اپنے گھوڑے . . . . کو ایپڑ کر کے اس کی رفتار اور تیز کر دی اور چند ساعت کے بعد وہ شہر پناہ کے پھاٹک کے سامنے کھڑا تھا۔

شہر پناہ کے محافظ نے مشعل کی روشنی میں عامر کے چہرے کو دیکھ کر پہچانتے ہوئے کہا۔ سلامتی ہو تم پر اے عامر یہ عجیب اتفاق ہے کہ جب بھی تم نصف شب کے قریب اس پھاٹک پر آتے ہو اسوقت یہاں میرا ہی پہرہ ہوتا ہے۔

عامر نے جواب میں کہا۔ تم پر سلامتی ہو۔ واقعی مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ گذشتہ ہفتہ جب میں نصف شب کے قریب اس پھاٹک پر پہونچا تھا اسوقت بھی یہاں تمہارا ہی پہرہ تھا۔ اچھا میں ایک بہت ضروری کام سے قلعہ تدمر جا رہا ہوں۔ اور وہاں واپسی میں میں اپنے اس لباس میں نہ رہوں گا بلکہ ایک رومی فوجی وردی میں ملبوس ہوں گا۔ ذرا خیال رکھنا۔

پہرہ دار نے جواب دیا۔ میری ڈیوٹی ابھی ابھی شروع ہوئی ہے اور میں صبح تک اس ڈیوٹی پر رہوں گا۔ آپ اطمینان رکھیں صبح تک رات کے جس حصہ میں بھی آپ جس لباس میں بھی یہاں پہونچیں گے پھاٹک آپ کے لئے فوراً کھل جائیگا

عامر تدمر کی سڑکوں پر گھوڑے کو ہلکی رفتار سے چلاتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا تدمر سے عامر کی بہت سی خوشگوار اور بہت سی رنجیدہ یادیں وابستہ ہو چکی تھیں۔ اس قلعہ میں اس نے ایک موقعہ پر جولیا کو دیکھا تھا۔ اس قلعہ میں وہ جولیا کے متعلق میریا سے متعدد مواقع پر اہم مشورے کر چکا تھا۔ اسی شہر میں وہ اکثر نصف شب کے وقت اور کبھی کبھی رات کے پچھلے حصہ میں ادھر ادھر گھومتا پھرتا رہا۔ اور اب آج ایک بہت اہم مقصد۔ بہت عظیم ارادہ اور اپنی زندگی کے ایک موڑ کے سلسلہ میں پھر رہا تھا۔ شہر سنسان ہو چکا تھا لیکن بے رونقی کے کوئی آثار نہ تھے۔ وہ بڑے اطمینان و سکون کے ساتھ سیر کا لطف لیتا ہوا آگے بڑھتا رہا یہاں تک کہ تدمر کے قلعہ کے پھاٹک پر پہونچ گیا۔ پہرہ دار نے اس کو فوراً پہچان لیا اور قلعہ کا دروازہ کھول دیا۔ عامر قلعہ کے احاطہ میں داخل ہو کر ایک وسیع میدان سے گزرتا ہوا وسطی عمارت کے قریب پہونچ گیا اور ایک ملازم فوراً اس کے قریب پہونچا۔ یہ شخص بھی عامر سے اچھی طرح واقف تھا بلکہ اگر کہا جائے تو بے جا نہ ہوگا کہ نہ صرف حاکم تدمر اور میریا بلکہ اس قلعہ کا چپہ چپہ اور اس قلعہ کی اینٹ اینٹ اور اس کے گرد و نواح کا ذرہ ذرہ عامر سے واقف تھا۔

عامر نے ملازم کو اپنا گھوڑا تھماتے ہوئے دریافت کیا کہ کیا حاکم تدمر آرام کر رہے ہیں۔ اور ملازم نے جواب دیا —— آپ اندر جا کر دوسرے ملازموں سے دریافت

فرمائیں مجھے کچھ علم نہیں ہے ۔ اور اس جواب پر عامر کو اپنی بے خودی اور وارفتگی پر خود ہی ہنسی آگئی کہ اس نے حاکم تدمر کے متعلق باہر کے ایک ملازم سے کیوں دریافت کیا لیکن جلد ہی وہ سمجھ گیا کہ شاید اس وقت اس کے ذہن کی عجلت پسندی نے اس کو مجبور کر دیا تھا کہ جو بھی سامنے آئے وہ اس سے حاکم تدمر کے متعلق دریافت حال کر لے ۔ عامر کچھ سوچتا ہوا اندر کے کمروں میں داخل ہوا اور وہاں ملازمین نے مسکرا کر اس کا پرجوش خیر مقدم کیا ۔ حاکم تدمر کے متعلق کچھ دریافت کرنے سے پہلے ہی ملازمین کے سردار نے عامر سے کہا ۔ آپ تشریف رکھئے میں حاکم تدمر کو آپ کے آمد کی اطلاع کرتا ہوں کیونکہ ابھی تک وہ جاگ رہے ہیں ۔

حاکم تدمر نے عامر کو فوراً ہی اندر کے کمرہ میں طلب کر لیا اور جب عامر وہاں پہونچا تو ایک دوسرے کی مزاج پرسی کے بعد حاکم تدمر نے کہا یہ عجیب اتفاق ہے کہ میں آج ابھی تک سو نہیں سکا تھا ۔ دراصل میں اس مسئلہ پر غور کر رہا تھا ۔ کہ مرج راسط کے فتح کرنے میں اسلامی لشکر کو کافی وقت کیوں لگ گیا ۔ اور اسی فکر میں میں ابھی تک سو نہ سکا تھا ۔

عامر ۔ آپ فکر نہ کیجئے ۔ مرج راسط پر فتح کی اطلاع اب کسی وقت بھی آپ تک پہونچ سکتی ہے اسلامی لشکر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا ہے اور عثمانیوں کی طاقت مدافعت سست اور سرد پڑتی جا رہی ہے ۔

حاکم تدمر نے کہا ۔ بہر حال تم سے مل کر اور حالات سن کر بہت اطمینان ہوا ۔ اور ہاں ۔ رسد اور کمک پوری طرح تیار ہے کیا تم کل دن میں اپنے ہمراہ رسد اور کمک پہونچا سکو گے ۔؟"

عامر نے جواب دیا۔ اے حاکم تدمر! اللہ تم کو جزائے خیر دے۔ تم اسلامی لشکر کی بڑی خدمت کر رہے ہو۔ اور جلد ہی اسلامی لشکر سے کوئی نہ کوئی شخص رسد اور کمک لینے کے لئے پہونچے گا۔ بلکہ میری رائے تو یہی ہے کہ تم کسی کا انتظار کئے بغیر خود اپنے فوجیوں کے ذریعہ اسلامی لشکر رسد بھیج دو۔ جہاں تک میرا سوال ہے میں ایک بہت ضروری اور نجی کام سے آیا ہوں۔ میں اس وقت خود اپنے ذاتی مقاصد کیلئے ایک مہم پر روانہ ہونا چاہتا ہوں۔ ایسٹر سنڈے کو صرف چار روز باقی رہ گئے ہیں مجھے اور آپ کو اور سبھی کو اس بات کا علم ہو چکا ہے کہ ایسٹر سنڈے کے روز سہ پہر کو مرج راہط کے بڑے گرجا گھر میں جولیا سے ڈیرس کی شادی ہونے والی ہے۔ اور میں اس شادی کو ہر قیمت پر روکنا چاہتا ہوں۔ اپنی جان کی قیمت پر بھی بس یوں سمجھ لو کہ میں اپنی جان دئے بغیر اس شادی کو نہ ہونے دوں گا۔

حاکم تدمر نے کہا۔ یہ بھی تمہاری انتہائی دیانت داری ہے کہ تم اللہ کی راہ میں لڑتے ہوئے اپنے ذاتی مقاصد کیلئے کوشش کرنے سے باز رہے۔ اب تم صرف اپنے ذاتی مقاصد کے لئے سرگرم ہونا چاہتے ہو۔ اللہ تم کو کامیاب کرے لیکن تمہاری مہم کے نتائج بہت خراب اور خطرناک بھی ہو سکتے ہیں اس لئے تم کو بڑی احتیاط سے کام لینے کی ضرورت ہے۔

عامر نے سعادتمندی سے جواب دیا۔ بس آپ کی دعا چاہئے۔

حاکم تدمر نے کہا۔ آج مجھے میری بچی شدت سے یاد آرہی ہے۔ کتنی دلیر اور پرعزم ہے یہ میری بچی۔ اپنی جان کو ہتھیلی پہ لئے پھر رہی ہے۔ اچھے اور شریفانہ مقاصد کے لئے اس پر سرگرمی کا جنون سوار ہو جاتا ہے۔ پاگل لڑکی۔

عامر نے موضوع بدلتے ہوئے کہا۔ میں دراصل اس وقت آپ کے پاس ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔

حاکم تدمر نے پر جوش لہجے میں کہا۔ ہاں۔ ہاں۔ کہو میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔

عامر نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا۔ میں دراصل بھیس بدل کر شاہراہ دمشق کی جانب سے مرج راہط میں داخل ہونا چاہتا ہوں

حاکم تدمر نے کہا۔ تم بھی میریا کی طرح خطرناک کام ہی اپنے ذمہ لینے کی کوشش کرتے ہو۔

عامر مسکرا کر خاموش ہو گیا اور پھر چند لمحوں کے بعد کہا۔ میں رومی فوجی کے بھیس میں مرج راہط میں داخل ہونے کی کوشش کروں گا اور آپ سے یہ درخواست ہے کہ آپ مجھے ایک فوجی وردی عنایت فرما دیں۔

حاکم تدمر نے کہا اس لباس میں واقعی تم کو مرج راہط میں داخل ہونے میں آسانی ہو گی۔ آؤ میرے ساتھ۔

عامر حاکم تدمر کے ساتھ دو تین کمروں اور برآمدہ سے گزرتا ہوا ایک وسیع کمرے میں پہونچا جس میں رومی فوجیوں کی وردیوں کا ڈھیر لگا ہوا تھا۔

حاکم تدمر نے کہا۔ تم خود دیکھ لو جو لباس تمہارے جسم پر موزوں آئے وہ پہن لو۔ اچھا میں اسی کمرہ میں واپس جاتا ہوں۔ اور اب وہاں تم سے رومی فوجی کی حیثیت میں ملاقات ہو گی۔

عامر نے خود کو رومی فوجی کی ایک بہترین وردی میں ملبوس کیا ....

- - - - - - - - - - - - - - -

اور اس کے بعد حاکم تدمر کے پاس پہونچ کر اجازت چاہی۔

وہ جلد ہی قلعہ سے باہر آگیا۔ اور پھر شہر پناہ کے پھاٹک سے نکل کر تیز رفتاری کے ساتھ راہ طے کر رہا تھا۔



صفائی ۴

قرین کی شہر پناہ کی دیوار سے بہت دور دور لیکن اس کے متوازی عامر رات کے پچھلے پہر آج پھر اسی طرح گذر رہا تھا جیسے کہ وہ چند روز قبل رات کے اسی حصہ میں میریا کے ساتھ اسی راستہ پر گذر رہا تھا۔ اس روز اس کی اور میریا کی منزلیں علیحدہ علیحدہ تھیں۔ اس رات عامر کی منزل اسلامی لشکر کا پڑاؤ تھی اور میریا کی منزل خطرناک راستوں سے گذر کر مرج راہط میں داخل تھی۔ لیکن آج اس راہ پہ عامر تن تنہا تھا اور اس کی منزل بالکل وہی تھی جو چند روز قبل میریا کی منزل تھی۔ عامر آج میریا کے نقش قدم پر چل رہا تھا۔ اس کو وہی خطرات آج درپیش تھے جو اس سے قبل میریا کو تھے۔ لیکن وہ اپنی دھن میں کھویا ہوا سرپٹ گھوڑا دوڑاتے بھاگ رہا تھا یہانتک کہ وہ اسی مقام پہ پہونچ گیا جہاں سے ایک راستہ اسلامی لشکر کے پڑاؤ کی طرف جاتا تھا اور دوسرا راستہ مرج راہط کے گرد دور سے نصف دائرہ بناتا ہوا شاہراہ دمشق پر پہونچتا تھا۔ اس دوراہے کے قریب پہونچکر عامر نے اپنے گھوڑے کی رفتار کم کر دی۔ اور جب وہ اس دوراہے پر پہونچ گیا تو وہ اپنے گھوڑے

سے اتر پڑا اور تھوڑی دیر تک اپنے گھوڑے کا سہارا لئے ہوئے کھڑا کچھ سوچتا رہا۔

اس کے تصور میں اس وقت جولیا کا پورا مجسمہ موجود تھا۔ کبھی ہنستا مسکراتا شرارتیں کرتا ہوا مجسمہ اور کبھی مغموم و مایوس مجسمہ وہ اپنے دل میں دیر تک جولیا سے باتیں کرتا رہا۔ اس نے کہا۔ دیکھو جولیا میں نے آج ایک اہم فیصلہ کر لیا ہے تمہارے اور صرف تمہارے لیئے۔ اب میں اس وقت سے کسی پابندی میں نہیں ہوں۔ مجھ پر کوئی فرض اور کوئی ذمہ داری نہیں ہے اور اب میری زندگی کا مقصد تمہاری تلاش اور صرف تمہاری تلاش ہے۔ تم اس قدر مغموم و مایوس کیوں ہو۔ میں تم کو بھول نہیں گیا۔ میری مجبوریوں کے لئے مجھے معاف کر دو اور اب میں آرہا ہوں۔ میں دیرس کو تمہارے جسم پر اور تمہاری روح پر ہرگز قبضہ نہ کرنے دوں گا۔

یکایک عامر پھر اپنے گھوڑے پر سوار ہوگیا اور سرپٹ گھوڑا دوڑاتا ہوا اس راستہ پر روانہ ہوگیا جو مرج راہط کے گرد نصف دائرہ بناتا ہوا شاہراہ دمشق سے جا ملتا تھا۔

اور رات اپنے آخری لمحات گذار رہی تھی۔ تارے ٹمٹما رہے تھے ہوائیں روانی پیدا ہو گئی تھی اور عامر تیزی کے ساتھ گھوڑا دوڑاتا ہوا گذر رہا تھا۔ کہ اس کو دور اپنے سامنے کچھ سائے لہراتے ہوئے نظر آئے اور عامر نے یہ سوچ کر کہ یقیناً یہ مسلمان کے آدمی ہونگے اپنے گھوڑے کا رخ اسی طرف کر دیا اور گھوڑے کی رفتار کم کر دی۔ اس وقت صبح کاذب اور صبح صادق کے درمیان کا وہ

وقت تھا جب روشنی تو نہیں ہوتی لیکن تھوڑی توجہ کے بعد چیزوں کی ماہیت سمجھ میں آجاتی ہے اور انسان ہر چیز کو اس حد تک ضرور دیکھ سکتا ہے کہ وہ اس کو پہچان لے۔

عامر کو یہ دیکھ کر بڑی خوشی ہوئی کہ سلمان اور اس کے تین ساتھی اپنے گھوڑوں پر سوار کھڑے ہوئے تھے۔ اور عامر نے پورے جوش مسرت سے کہا سلامتی ہو تم پر اے سلمان اور دوسرے بھائیو۔ سلمان آج تم سے بہت کافی عرصہ کے بعد ملاقات ہوئی ہے اور تم میری مسرت کا خود اپنے دل کے جذبات سے اندازہ لگا سکتے ہو۔

سلمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ عامر میں تم کو کتنا یاد کرتا رہتا ہوں۔ اور اس وقت تم سے اچانک ملاقات سے مجھ کو جسقدر خوشی ہوئی ہے وہ اندازہ سے باہر ہے۔ اچھا تو تھوڑی دیر ہمارے ساتھ قیام کرو۔ مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنی ہیں اور تمکو مجھے یہ بھی بتانا ہے کہ تم اسوقت کہاں جارہے ہو۔

اتنا کہہ کر عامر سلمان کے ساتھ اس کی قیام گاہ پر پہونچا اور سلمان نے عامر کو تھوڑی کھجوریں اور دودھ دیا اور دونوں نے بیٹھ کر کھایا اس کے بعد دونوں نے وضو کرکے فجر کی نماز پڑھی۔ نماز سے فارغ ہونے کے بعد سلمان نے شرمندگی کے لہجہ میں کہا۔ عامر میں کچھ عرصہ تک تم سے خواہ مخواہ شرمندہ رہا۔

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا غالبا اسوجہ سے کہ تم نے میرا کھوجیا سمجھ لیا تھا۔

سلمان۔ ہاں یہی وجہ تھی۔ اگر وہ جو لیا ہوتی تو اپنے ضمیر کو کس طرح تسکین دے سکتا۔

عامر نے پھر قطع کلام کرتے ہوئے کہا اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ تم میریا سے محبت کرنے لگے ہو۔

سلمان نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا کرنے نہیں لگا ہوں بلکہ اسی روز سے اس سے محبت کرتا ہوں جس روز میری اس سے پہلی بار ملاقات ہوئی تھی میں نے اس کو ایک رومی لڑکی سمجھا اور اپنی طرف اس کا رجحان اور اس کا حسن دیکھ کر میں اس سے متاثر ہو گیا تم سے کوئی بات چھپانے سے کیا فائدہ۔ لیکن جب وہ تم سے ملی اور بے تکلفی سے ملی تو مجھے شبہ ہوا کہ وہ جولیا ہے اور پھر یہ خیال کر کے کہ میں جولیا سے محبت کیوں کرنے لگا ہیں تم سے سخت شرمندہ ہوا۔

عامر:۔ اور پھر تم اس قدر شرمندہ ہوئے کہ مجھ سے دور دور رہنے اور علیحدگی اختیار کرنے کی کوشش کرنے لگے۔

سلمان نے جواب دیا۔ بے شک اس خیال کے بعد کہ جس لڑکی سے میں محبت کرنے لگا تھا کہ وہ جولیا ہی تھی میں تم سے نگاہیں چار نہیں کر سکتا تھا اور آخر کار اسی وجہ سے کہ میں تم سے اور اسلامی لشکر سے بہت دور رہ سکوں میں نے شاہ دمشق کی نگرانی کا فرض اپنے ذمہ لیا۔ اور آج بھی اسلامی لشکر سے میلوں دور یہاں موجود ہوں۔

عامر نے شرارتاً کہا۔ لیکن میں نے پھر بھی یہاں بھی نہ چھوڑا اور آخر یہاں بھی تمہارا دامن تھام ہی لیا۔ اب تمہارے پاس اس کا کیا جواب ہے کہ تم جولیا سے کیوں محبت کرنے لگے۔ تم میرے رقیب کیوں بن گئے ــــــ

سلمان نے گھبرا کر جواب دیا لیکن وہ جولیا تو نہیں وہ تو میریا ہے۔

اور اس جواب پر عامر اور سلمان دونوں بیساختہ ہنس پڑے۔

پھر عامر نے کہا۔ ہاں میرے دوست وہ جو لیا ہنس میریا ہی ہے اور آج سے چند روز قبل اسی وقت اسی راستہ سے گذرتی ہوئی وہ تم کو ملی بھی ہوگی۔

سلمان نے ایک آہ سرد بھر کر کہا۔ ہاں ملی تھی۔ اور جس طرح ہم تم اسوقت بیٹھے باتیں کر رہے ہیں اس روز اسی وقت اسی جگہ میں اور میریا بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے۔

عامر۔ کیا باتیں ہوتی تھیں میریا سے۔ کیا مجھے نہ بتاؤگے۔

سلمان۔ ہم نے محبت کی تمام ابتدائی منزلیں طے کر لی تھیں اس روز میں نے میریا پر اپنے دل کی کیفیت ظاہر کر دی تھی۔

عامر۔ اچھا۔ تو تم نے اظہار عشق کر ہی ڈالا۔

سلمان۔ ہاں۔ اور پھر لطف کی بات یہ کہ اس نے میرے متعلق مجھ سے زیادہ اپنی بیتابی کا اظہار کر کے مجھ کو پاگل بنا دیا تھا۔

عامر نے دریافت کیا۔ کیا تھا اس نے۔

سلمان نے جواب دیا۔ ویسے تو اس نے کوئی خاص بات صاف طور پر نہیں کہی۔ لیکن اشارتاً بہت کچھ کہہ گئی جو میں نے محسوس تو کیا لیکن بیان نہیں کر سکتا۔

عامر نے ہنستے ہوئے کہا۔ ہاں دوست یہ لڑکیاں یہی تو غضب کرتی ہیں کہ کہتی کچھ نہیں ہیں لیکن سمجھا بہت کچھ دیتی ہیں۔

سلمان نے بڑے تاثر کے ساتھ کہا اور میریا نے تو کچھ ایسے انداز میں یہ سب کچھ

کہا چلئے اب تک مجھ کو یہ سب نہ بتانے اور اس طرح مجھے تکلیف پہونچنے پر وہ کافی..
شرمندہ ہو۔

عامر نے کہا۔ یہ واقعہ بھی ہے میریا ایسی ہی لڑکی ہے اس نے مجھ سے یہی کہا تھا کہ میں اسکا
ایک پیغام تم تک پہونچا دوں۔

سلمان نے بیتابی سے دریافت کیا۔ کیا ہے اس کا پیغام ؟"

اور عامر نے بے توجہی سے جواب دیا۔ یہی کہ تم نے اس کی جو مدد کی تھی اس کیلئے
وہ تمہاری بڑی ممنون ہے۔

سلمان نے مایوسی سے کہا۔ بس صرف اتنا ہی

عامر نے جواب دیا۔ ہاں اتنا ہی لیکن اس کو تم اتنا معمولی کیوں سمجھ رہے ہو اس
نے جس طرح شرما کر یہ پیغام دیا تھا اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اس پیغام کے ذریعہ
اظہار محبت کر رہی ہے۔

سلمان۔ وہ تو وہ خود مجھ سے کر چکی ہے اور اس کے بعد سے میرے دل کا جو حال
ہے وہ میں ہی جانتا ہوں خاص کر اس حالت میں کہ وہ مملکت روم کی باغی ہوتے ہوئے
ایک رومی قلعہ میں خود بھیس بدل کر داخل ہوئی ہے۔ اس کے متعلق مجھے ہر وقت
طرح طرح کے اندیشے محسوس ہوتے ہیں۔

عامر۔ یہ تو ہے ہی، لیکن اب تمھیں زیادہ گھبرانے کی ضرورت نہیں دیکھ رہے ہو
نا کہ میں کس لباس میں ہوں۔

سلمان نے اچانک چونک کر کہا دوستی بھی کتنی پردہ پوش اور وارفتہ بنانے والا جذبہ
ہے میں تم کو دیکھنے تم سے ملنے اور تم سے باتیں کرنے میں ایسا کھو گیا تھا اور اسقدر محو ہو گیا تھا

کہ میں اب تک یہ دیکھ ہی نہ سکا تھا کہ تم لباس ہی میں ملبوس ہو۔ تم تو پورے رومی فوجی معلوم ہو رہے ہو۔ بالکل میریا کی طرح۔

عامر۔ ہاں اور میں میریا ہی کے نقشِ قدم پر چل بھی رہا ہوں میں ابھی تھوڑی دیر میں شاہراہ دمشق پر گذرتا ہوا مرج راہط میں داخل ہو جاؤں گا اور پھر جلدی میریا سے بھی میری ملاقات ہو جاوے گی۔ ایک رومی فوجی کو دوسرے رومی فوجی کی تلاش میں یقیناً زیادہ دشواری پیش نہ آئے گی۔

سلمان نے چونک کر دریافت کی۔ لیکن تم مرج راہط کیا کرنے جا رہے ہو؟"

عامر نے جواب دیا۔ میرا مقصد بھی وہی ہے جو میریا کا تھا میں بھی جولیا کو تلاش کرنے جا رہا ہوں۔ میں جولیا کو ڈیریس سے ضرور نجات دلاؤں گا اور کچھ دن کے لئے میں نے اسی کام کو اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا ہے۔

سلمان: لیکن تم ان خطرات کا بھی اندازہ کر رہے ہو جو تم کو اس مقصد کے حصول میں پیش آئیں گے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن سلمان تم نے یہ بات میریا سے کیوں نہیں کہی۔

سلمان۔ کہی تھی۔ میں نے میریا سے بھی یہی بات کہی تھی لیکن وہ ہنسنے لگی اور اس نے جواب دیا تھا کہ مقصد اگر حقیقی مقصد ہے تو اس کے حصول میں خطرات کو نہیں دیکھا جاتا اس کیلئے تو جان تک قربان کی جا سکتی ہے۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بس پھر یہی میرا بھی جواب سمجھ لو۔ ہاں ایک بات اور ہے۔ اب تک میریا تنہا ان خطرات کا سامنا کر رہی ہے اور اب ہم دو ہو جائیں گے۔ سلمان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا یہ سب ٹھیک ہے لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجھ کو بھی اسی راہ پر چلنا پڑے گا جس پر میریا گئی ہے اور جس پر تم جا رہے ہو۔ عامر نے جواب دیا۔ اور اس وقت میں تمہارا خیر مقدم کروں گا۔ اچھا اب مجھے اجازت دو۔ سلمان۔ اللہ تم کو تمہارے مقاصد میں کامیاب کرے۔

دسائ

روبن کمرہ میں داخل ہوا تو اس نے دیکھا کہ ڈیوڈ لیٹا ہوا کچھ متفکر اور رنجیدہ نظر آرہا تھا اور اس کی نگاہیں کھڑکی پر جمی ہوئی تھیں جس سے اس نے جولیا کو جھانکتے ہوئے دیکھا تھا لیکن کھڑکی خالی تھی۔

روبن نے ڈیوڈ کو مخاطب کرتے ہوئے مسکرا کر کہا۔ میرے دوست ڈیوڈ میں کسی کو دوست بناتا ہوں تو دوستی نبھانے کا عزم بھی رکھتا ہوں۔ مجھ سے تمہاری یہ پریشانی دیکھی نہیں جاتی جو تمہارے دل کو جولیا کے متعلق ہے اس لئے میں ابھی تم کو جولیا کے پاس لے جاتا ہوں تیار ہو جاؤ۔

ڈیوڈ نے حیرت سے پوچھا یہ کیسے ہو سکتا ہے تم ایسی جرات بھی کیسے کر سکتے ہو۔ جبکہ جولیا شہنشاہ روم کی مہمان کی حیثیت رکھتی ہے۔

روبن۔ ہاں میں صرف اسی وجہ اس کے پاس پہونچ سکتا ہوں کہ وہ شہنشاہ روم کی مہمان ہے۔ میں اس عمارت کا نگراں اعلیٰ ہوں۔ اور یہ میری ذمہ داری میں شامل ہے کہ میں روزانہ جولیا سے اس کی ضرورتوں کے متعلق دریافت کر لیا کروں۔ چنانچہ میں روزانہ صبح کو جولیا سے ملتا ہوں اور وہ اپنی ضرورتیں ظاہر کرتی ہے اس کو پورا کرتا ہوں آج میں تم کو اپنے ساتھ لے چلوں گا۔ اور اس سے کہہ دوں گا کہ یہ میرے ہی دستے کے ایک

افسر ہیں اور کل سے میں ایک ضروری کام سے باہر جا رہا ہوں اس لئے یہ آیا کریں گے۔

ڈیوڈ مارے خوشی کے اٹھ بیٹھا اور روبن کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ میرے اچھے دوست روبن میں کس زبان سے تمہارا شکریہ ادا کروں۔ بہرحال تم نے یہ ثابت کر دیا کہ آج بھی سچے دوستوں کی کمی نہیں ہے اور خوش قسمت لوگوں کو آج بھی دنیا میں سچے دوست مل جاتے ہیں۔

روبن نے ہنستے ہوئے کہا اچھا اچھا۔ اس تکلف کے لئے تو پوری زندگی پڑی ہے اس وقت تو تم میرے ساتھ چلنے کیلئے تیار ہو جاؤ۔ اور اپنی وردی ٹھیک کر کے پہن لو۔

بالاخانہ کے جس حصہ میں جولیا مقیم تھی۔ اس کے برآمدہ میں پہنچکر روبن نے دیکھا کہ واقعی ڈیوڈ کی حالت غیر ہوتی جا رہی تھی۔ اس کے پاؤں تھرتھرا رہے تھے۔ اس کا دل دھڑک رہا تھا اس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا تھا۔

روبن نے سرگوشی میں ڈیوڈ سے کہا۔ واقعی تمہارا عشق صادق معلوم ہوتا ہے لیکن میرے دوست ذرا صبر سے کام لینے کی ضرورت ہے۔ اسکے بعد روبن نے پہرہ دار کے ذریعہ جولیا کو اپنی آمد کی اطلاع کرائی اور جولیا نے حسب معمول اس کو اپنے کمرہ کے اندر طلب کر لیا۔

روبن اور ڈیوڈ نے کمرہ میں داخل ہو کر جولیا کو فوجی سلام کیا اور اس نے سلام کا جواب دیتے ہوئے دونوں کو کرسیوں پر بیٹھ جانے کا اشارہ کیا۔ جولیا ایک پرتکلف پلنگ پر لیٹی ہوئی آرام کر رہی تھی۔ یہ دونوں بھی کرسیوں پر بیٹھ گئے۔

جولیا نے اخلاقاً مسکراتے ہوئے کہا۔ اور تو مجھے کوئی خاص ضرورت نہیں ہے۔ روبن تمہارے آنے کا شکریہ۔ لیکن کیا تم مجھے جنگ کے کچھ حالات بتا سکو گے؟

روبن نے سنجیدگی سے جواب دیا۔ محترمہ جنگ ہمارے حق میں ہے اور مجھے فوجی ذرائع سے جو تازہ ترین اطلاع ملی ہے اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہم کسی وقت بھی عربوں کی پسپائی اور رومیوں کی فتح کا مژدہ سن سکیں گے۔

جولیا مسکرانے لگی اور پھر اچانک ڈیوڈ کی طرف اشارہ کرتی ہوئی روبن سے بولی۔ یہ کون ہیں تم نے مجھ سے ان کا تعارف نہیں کرایا۔

روبن نے پوری متانت سے جواب دیا۔ ہاں یہ تو میں بھول ہی گیا تھا یہ میرے ہی دستہ کے ایک افسر اور میرے ساتھی ڈیوڈ ہیں۔ دراصل میں کل سے سپہ سالار اعظم کے بعض کاموں میں مصروف رہوں گا اور کل سے میری بجائے آپ کی خدمت میں ڈیوڈ ہی حاضر ہوا کریں گے۔

ڈیوڈ نے فوراً کھڑے ہو کر فوجی سلام کیا اور پھر خم دے کر سر جھکاتے ہوئے اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔

جولیا ڈیوڈ کے اس اخلاق اور فرض شناسی سے بہت متاثر ہوئی اور اس نے ڈیوڈ کے چہرے کی طرف دیکھا۔ ڈیوڈ کے چہرے پر اس نے ایک بیباک شرارت کی جھلک محسوس کی اور اس کے باوجود کہ روبن نے آج تک اس کے سامنے مسکرانے کی جرأت نہ کی۔ ڈیوڈ بڑے شریر انداز میں مسکرا مسکرا کر جولیا کو دیکھ رہا تھا۔ لیکن ڈیوڈ کی اس بیباکی کے باوجود جولیا کی نگاہیں ڈیوڈ کے چہرہ پر جم کر رہ گئی تھیں اور وہ سوچ رہی تھی کہ یہ تو جانا پہچانا شخص معلوم ہوتا ہے لیکن ذہن پر پورا زور ڈالنے کے باوجود وہ یہ یاد نہ کر سکی کہ اس نے اس فوجی کو کب اور کہاں دیکھا ہے۔

آخر کار جولیا نے اپنی یادداشت پر جھلاتے ہوئے خود ڈیوڈ ہی سے دریافت کیا۔

جولیا نے کہا - ڈیوڈ! ایسا معلوم ہوتا ہے جیسے میں نے تمھیں پہلے بھی کہیں دیکھا ہے - لیکن مجھے معاف کرنا مجھے یہ یاد نہیں پڑ رہا کہ کہاں اور کب دیکھا ہے

ڈیوڈ نے بڑی بے باکی سے جواب دیا - کبھی نہیں بلکہ بہت دیکھا ہے اور اچھی طرح دیکھا ہے آپ نے مجھ کو لیکن مجھے یہ شکایت نہیں ہے کہ آپ نے مجھے پہچانا نہیں کیونکہ آپ نے مجھے ایک فوجی حالت میں کبھی نہیں دیکھا - آپ نے مجھے کسی اور ہی حالت میں دیکھا ہے - اب بھی اگر آپ کو یاد نہ آیا ہو تو آپ مجھے اجازت دیں اور میری گستاخی کو معاف کریں تو میں آپ کے قریب آکر آپ کو یاد دلا سکوں - معاف کیجئے گا بات ذرا رازکی ہے -

اور اس کے بعد جولیا کی اجازت حاصل کئے بغیر ڈیوڈ نے بڑی بے باکی سے جولیا کے کانوں کے قریب منھ لے جاکر سرگوشی میں کہا - میں میریا ہوں میری پیاری جولیا میں میریا ہوں -

روبن کچھ نہ سن سکا کہ ڈیوڈ نے میریا سے کیا کہا ہے لیکن وہ اس کی بلیا کی یہ حیرت نہ دہ تھا - اس کو یہ دیکھ کر اور زیادہ حیرت ہوئی کہ ڈیوڈ نے جولیا کے کان میں جو کچھ کہا اس کا اثر جولیا پر یہ ہوا کہ اس کے دونوں ہاتھ بے ساختہ ڈیوڈ کو اپنی آغوش میں لینے کے لئے اٹھ گئے تھے لیکن ڈیوڈ ہی نے فوراً سیدھے کھڑے ہوتے ہوئے کہا - میں پھر آپ سے ملوں گا -

جولیا بے تابی سے کہہ اٹھی - نہیں میں کل اس وقت تک لئے ۲۴ گھنٹہ کا انتظار نہیں کر سکتی - خدا کیلئے رحم کرو تم نہیں جانتے میری حالت کیا ہو رہی ہے مجھے تم سے بہت سی باتیں کرنا ہیں -

ڈیوڈ نے تسلی دیتے ہوئے کہا۔ تم کو اب ۴ گھنٹے انتظار نہ کرنا پڑے گا اس وقت صبر و ضبط سے کام لو میں آج ہی شام تک پھر تم سے ملوں گا۔

جولیا نے بیتابی سے کہا۔ ضرور۔ اگر تم نہ آئے تو پھر میں ضبط نہ کر دوں گی اور نتیجہ کی پرواہ کئے بغیر خود تمہارے پاس پہونچ جاؤں گی اور پھر ......

ڈیوڈ نے جولیا کا ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامتے ہوئے بڑے پیار سے کہا۔ صبر کرو جولیا صبر کرو۔ اور مجھ پر اعتماد کرو۔ کیا تمہیں میرے وعدوں پر یقین نہیں ہے

جولیا نے جواب دیا۔ تمہارے وعدوں پر یقین نہ ہوتا تو زندہ کس سہارے پر رہتی۔

ڈیوڈ۔ اچھا اب ہم کو جانا چاہئے۔ آؤ روبن چلیں۔

جولیا اور ڈیوڈ کی گفتگو سے روبن اس قدر حیرت زدہ ہو گیا تھا کہ وہ کسی مسمریزم کے معمول کی طرح ڈیوڈ کے پیچھے پیچھے چلا جا رہا تھا۔

روبن کے کمرہ میں پہونچ کر ڈیوڈ نے فخر سے کہا۔ دیکھ لیا تم نے میرے دوست روبن!

روبن نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں دیکھ لیا۔ واقعی محبت میں بڑی طاقت ہوتی ہے۔ میں تمہاری زبان سے جولیا سے تمہاری محبت کی داستان سن کر کچھ مشکوک تھا لیکن جولیا کی بے تابی نے تو ثابت کر دیا کہ وہ تم سے زیادہ خود تمہاری محبت میں بے تاب و مضطرب ہے۔

ڈیوڈ نے کہا۔ اب تو دیکھ لیا تم نے کہ میں غلط نہیں کہہ رہا تھا۔

روبن نے جواب دیا۔ ہاں دیکھ لیا میرے دوست۔ اچھا یہ بتاؤ کہ اب کرنا کیا چاہئے کیونکہ جولیا تم سے ایک لمحہ کیلئے بھی اب دور رہنے کے لئے تیار نہیں ہے۔ اور اس نے کھل کھیلنے کی دھمکی دی ہے ۔۔

ڈیوڈ - اور مجھے بھی اس کے بغیر قرار نہیں ہے - میں نے اس سے وعدہ کر لیا ہے کہ میں شام تک پھر اس سے ملوں گا -

روبن - لیکن یہ تو ممکن نہیں ہو سکتا - اس محل پر جو فوجی پہرہ دے رہے ہیں - وہ تم کو کسی حالت میں بھی اب دوبارہ جانے کی اجازت نہ دیں گے

ڈیوڈ - لیکن میں اس حالت میں تھوڑا ہی جاؤں گا -

روبن نے مجسم حیرت بن کر دریافت کیا پھر کس حالت میں جاؤ گے -

ڈیوڈ نے اپنا منہ روبن کے منہ کے قریب لے جا کر اس کے کان میں کہا ایک لڑکی کے بھیس میں -

روبن - لیکن تم لڑکی کا بھیس کیسے بدل سکو گے -

ڈیوڈ نے جواب دیا - یہ بھی تم حیرت کے ساتھ دیکھ لینا کیا تم مجھے زنانہ کپڑے مہیا کر سکتے ہو -

روبن نے جواب دیا - میری بیوی کے تمام کپڑے رکھے ہوئے ہیں اور وہ آجکل یروشلم گئی ہوئی ہے -

ڈیوڈ - اچھا تو پھر تم باہر برآمدہ میں بیٹھ کر ایک نئی لڑکی کا خیر مقدم کرنے کے لئے تیار رہو -

روبن برآمدے میں چلا گیا - اور ڈیوڈ صندوق کھول کر ایک اچھا زنانہ جوڑا اپنے پہننے کے لئے منتخب کرنے لگا -

روبن گھبرا کر اٹھ کھڑا ہوا اور ڈیوڈ کی بجائے اپنے کمرے سے ایک دوسری لڑکی کو باہر نکلتے دیکھ کر شدت تحیر سے اس کے منہ سے ایک ہلکی چیخ نکل گئی -

ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ کیا کوئی کمی رہ گئی ہے۔

روبن نے کہا کمی کیسی ڈیوڈ میں تو یہ دیکھ رہا ہوں کہ تم فوجی سے زیادہ لڑکی ہی اچھی لگ رہے ہو۔ کاش تم ہمیشہ لڑکی ہی رہتے۔

ڈیوڈ۔ اچھا چلو ایسا ہی کروں گا اور ہمیشہ لڑکی ہی رہوں گا۔ لیکن اب تم زیادہ وقت ضائع نہ کرو۔ میرے ساتھ چل کر جمیلیا کو اطلاع کرا دو کہ قسطنطنیہ سے اس کی سہیلی سسیلیہ اس سے ملنے آئی ہے۔

روبن نے دانتوں میں اپنے ہونٹ کاٹتے ہوئے کہا سسیلیہ کیا پیارا نام منتخب کیا ہے تم نے ڈیوڈ اپنے لئے۔ کاش میں تم سے ڈیوڈ کی حیثیت میں نہیں بلکہ سسیلیہ ہی کے حیثیت میں ملا ہوتا۔

دونوں ہنس پڑے اور دوسرے ہی لمحہ جمیلیا کے کمرے کی طرف روانہ ہو گئے۔



ملاپ

ظاہر ہے کہ پہرہ داروں کو جولیا کی سہیلی سسیلیا نے جولیا سے ملنے پر کیا اعتراض ہو سکتا تھا

سسلیہ جیسے ہی جولیا کے کمرے میں داخل ہوئی جولیا دوڑ کر اس سے لپٹ گئی اور سسکیاں لے کر رونے لگی - میریا بڑے ضبط و تحمل کی لڑکی تھی لیکن جولیا سے اس کو جو بے انتہا محبت تھی اور جولیا جس بے تابی سے رو رہی تھی اس ماحول میں میریا بھی اپنے صبر و ضبط کو برقرار نہ رکھ سکی اور وہ بھی پھوٹ پھوٹ کر رونے لگی - دونوں سہیلیاں ایک دوسرے سے اس طرح مل رہی تھیں جیسے ساون بھادوں ایک دوسرے سے مل رہے ہوں - دونوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے دونوں سکیاں لے رہی تھیں -

دل کا غبار ہلکا کرنے کے بعد دونوں آنسو پونچھتی ہوئی پاس پاس بیٹھ گئیں اور پھر دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیں -

پہلے جولیا نے اپنے حالات بتائے - اور اسکے اور اس کے والد آرگس کے درمیان جو گفتگو ہوئی وہ میریا کو تفصیل کے ساتھ سنائی - جولیا نے بتایا کہ وہ کس حد تک صاف گوئی پر اتر آئی تھی اور کتنی شدت سے اس نے اپنے والد سے

ڈیلرس کے ساتھ رشتہ کی مخالفت کی تھی لیکن کس طرح اس کے والد نے اس کو جھڑک دیا اور اس کے خلاف اپنا فیصلہ صادر کر دیا۔ اتنا کہہ کر جولیا کا دل بھر آیا اور پھر وہ رونے لگی۔ سیسلیہ نے اپنے ہاتھوں سے جولیا کے آنسو پونچھتے ہوئے کہا۔ پیاری جولیا اب تم کو رونے کی ضرورت نہیں ہے۔ اب تمہاری کنیز لیریا تمہارے پاس آگئی ہے اور اب تم دیکھو گی کہ ہم دونوں بہت جلد کسی آزاد فضا میں پہنچ کر آزادی کی سانس لیں گے۔ ایسٹر سنڈے سے قبل

اس کے بعد لیریا نے اپنی پوری داستان سنائی کہ کس طرح رومی فوجوں نے اس وقت اس کا تعاقب کیا جب کہ وہ ایک راہب کے کھلیں میں بھاگنے کی کوشش کر رہی تھی۔ کس طرح ایک عرب مجاہد نے جس کا نام سلمان ہے اس کو بچایا۔

جولیا نے کہا۔ اچھا تو تم بھی انھیں راستوں پہ گذر کر آ رہی ہو جن پر میں گذر چکی ہوں۔ اور دونوں بڑی دیر تک ہنستی رہی۔

لیریا نے کہا۔ جس طرح تم کو ایک مددگار عامر کی شکل میں مل گیا تھا اسی طرح مجھ کو بھی ایک مددگار سلمان کی شکل میں مل گیا۔ اور تمھیں یہ سن کر خوشی ہوگی کہ سلمان اور عامر ایک دوسرے کے ایسے ہی گہرے دوست ہیں جیسے میں اور تم۔ اور پھر دونوں ہنس پڑیں۔

جولیا نے اشتیاق سے پوچھا پھر تمہارا کیا ہوا تھا۔ جیسے وہ اب بھی انھیں... خطروں میں ہو جن سے سلمان نے اسکو بچایا تھا۔

لیریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہوتا کیا۔ جس طرح عامر نے تمہاری حفاظت کی ذمہ داری لے رکھی تھی اسی طرح سلمان بھی میری حفاظت کا ٹھیکیدار بن گیا۔ اور زبردستی

مجھ کو تاعمر تک پہونچا کر واپس گیا۔

جولیانے خوش ہو کر کہا۔ کتنا شریف انسان ہے سلمان۔

میریانے شرارت سے جواب دیا۔ اگر پھر کبھی سلمان سے ملاقات ہوئی تو آپ کے یہ جذبات اس تک ضرور پہونچا دوں گی۔

اور پھر دونوں ہنس پڑیں۔

میریانے بتایا کہ تدمر میں اچانک عامر سے ملاقات ہو گئی تھی۔

جولیانے نے ناجی سے سوال کیا میرے متعلق بھی کچھ پوچھا تھا عامر نے۔

میریانے جواب دیا۔ یہی تمہارے ہی متعلق پوچھا تھا اور اسی سلسلہ میں ہوئیں۔ جو باتیں بھی ہوئیں۔ دراصل جولیا عامر تمہارے لئے بہت پریشان ہے۔ اور اسی کی پریشانی اور تمہاری رفاقت نے یہاں تک پہونچایا مجھے۔

جولیانے جذبات تشکر سے بے قابو ہو کر کہا۔ میریا تم میرے لئے وہ کر رہی ہو جو آج تک کسی نے کسی کے لئے بھی نہ کیا ہو گا۔

میریانے ہنس کر جواب دیا۔ اچھا یوں ہی سہی۔ لیکن سنو تو جب میں آدھی رات کے بعد تدمر سے مرج راہط آنے کے لئے روانہ ہوئی تو اس وقت عامر بھی میرے ساتھ تھا وہ مرج راہط کے مغربی دروازہ کے قریب تک مجھ کو پہونچا گیا تھا۔ اف کتنی بھیانک کتنی تاریک اور کتنی خاموش تھی وہ رات۔ عامر راستہ بھر صرف تمہارا ہی ذکر کرتا رہا۔

جولیانے مسکراتے ہوئے کہا اچھا پھر۔

میریانے کہا۔ اور جب مرج راہط کے مغربی دروازہ کے قریب عامر مجھ سے الگ ہو کر اسلامی لشکر کے پڑاؤ پر چلا گیا تو ۔۔۔۔۔۔

۔جولیا نے گھبرا کر پوچھا - اور اس جنگل کی اندھی سنسان رات میں تم وہاں اکیلی رہ گئیں -
میریا نے اطمینان سے جواب دیا - ہاں اور پھر میں نے اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر گھوڑے کو سرپٹ دوڑا دیا تھا -
۔جولیا نے پھر گھبرا کر پوچھا - اور اگر اس اندھیری رات میں اس جنگل میں ڈاکو یا فوجی مل جاتے -
میریا نے جواب دیا - اور وہ مل بھی گئے تھے - وہ صبح سے قریب تر رات کا تاریک ترین حصہ تھا کہ اچانک گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازوں نے مجھے چونکا دیا اور ابھی میں سوچ بھی نہ پائی تھی کہ دفعتہً دو جن سواروں نے مجھے چاروں طرف سے گھیر لیا -
جولیا نے میریا کو اپنی آغوش میں اس طرح بھینچ لیا - جیسے وہ اس کو ان سواروں سے بچا رہی ہو - پھر کیا کیا تھا تم نے میریا -
میریا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا - کرتی کیا خود کو ان سواروں کے سپرد کر دیا تھا اور پھر ان میں سے ایک نے مشعل لا کر مجھے دیکھا اور چونکہ میں رومی فوج کی وردی میں تھی اس لئے مجھے حراست میں لے لیا - لیکن اسی مشعل کی روشنی میں میں نے بھی ان میں سے ایک کا چہرہ دیکھ کر پہچان لیا تھا -
جولیا نے بیتابی سے سوال کیا کون تھا وہ؟"
میریا نے مسکراتے ہوئے کہا - سلمان - اور پھر تم جانتی ہو کہ میں نے کیا کیا - میریا نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا جولیا وہ رات مجھے زندگی بھر نہ بھولے گی - وہ میری زندگی کی ایک عجیب رات تھی - ایک ایسی رات جس میں میں نے تمہارے متعلق ایک اہم فیصلہ کیا تھا - وہ رات جس میں میں نے ایک خطرناک مہم شروع کی تھی - وہ رات جو بے حد تاریک اور بہت بھیانک تھی وہ رات جو بہت خاموش اور بہت سنسان تھی - وہ

رات جس کی خاموش تاریکی میں میں جنگلوں میں بھاگتی پھر رہی تھی۔ وہ رات جس میں قدم قدم پر خطرات کا سامنا ہو رہا تھا ——— لیکن وہی رات تھی جس کے ختم ہوتے ہوتے میری ملاقات دوبارہ سلمان سے ہوئی اور وہی رات تھی جس میں میں نے سلمان سے کھل کر اظہار محبت کر دیا اور اس نے میری محبت کا پرجوش خیر مقدم کیا وہ مجھے اس روز سے چاہنے لگا تھا جب اس نے پہلی مرتبہ مجھے دیکھا تھا۔ لیکن عامر سے مجھے ایک آشنا سا کی حیثیت میں بات کرتے ہوئے دیکھ کر اس کو غلط فہمی ہو گئی تھی۔

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ "کیسی غلط فہمی ؟"

میریا نے جواب دیا۔ "وہ مجھے جولیا سمجھنے لگا۔ اور پھر اسی وجہ سے وہ اپنے دل میں شرمندہ ہو گیا یہ کہ جولیا پر تو صرف عامر کا حق تھا۔ اور وہ یہی چاہنے لگا تھا۔ اور اس رات اس کی یہ غلط فہمی بھی دور ہوئی۔ غرضیکہ وہ عجیب رات تھی اور اسی رات میں مرزح رابطہ میں بھی عجیب حالات میں داخل ہوئی۔

میریا نے جولیا کو یہ بھی بتایا کہ مرزح رابطہ میں داخل ہونے کے بعد ایک طرف تو اس کے لئے سخت مشکلات اور دشواریاں تھیں اور دوسری طرف خود کو پوشیدہ رکھنا اور پھر اسنے اس سرا کا ذکر کیا جس میں اس کی ملاقات اچانک طریقہ پر روم کے فلاسفر اعظم کلودیس سے اور اس کے توسط سے روبن سے ہوئی۔ میریا نے روبن کی شرافت کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ یہ روبن ہی کی شرافت اور جذبہ دوستی کا نتیجہ ہے کہ وہ جولیا تک پہونچ سکی۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ "اور جانتی ہو جولیا میں نے روبن سے اپنے اور تمہارے متعلق کیا کہا ہے۔" جولیا نے بھی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ "غالباً

یہی کہا ہو گا کہ تم میری پہلی سیلیہ ہو اور یروشلم سے مجھ سے ملنے آئی ہو۔

میریا نے بدستور مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ہیلیؔ فرضی تعلق تو یہاں کے لوگوں پر ظاہر کیا گیا ہے۔ لیکن روبن سے میں نے یہ بتایا ہے کہ میں ڈیوڈ ہوں اور بچپن سے جولیا کا عاشق ہوں۔ جولیا بھی مجھ پر مرتی تھی لیکن اب اس نے نگاہیں پھیر لی ہیں۔

دونوں ہنسنے لگیں اور جولیا نے ہنستے ہوئے کہا کہ اس میں تم نے ایک ہی بات غلط کہی ہے اور وہ یہ کہ اب میں نے تم سے نگاہیں پھیر لی ہیں۔ ہاں یہ بات تم نے بالکل ٹھیک کہی ہے کہ تم بچپن سے جولیا کی عاشق ہو اور وہ بھی تم پر مرتی ہے۔

میریا نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ اور کیا یہ بات میں نے سچ کہی ہے کہ میں ڈیوڈ ہوں۔

جولیا نے فلسفیانہ انداز میں جواب دیا۔ اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ تم مرضا تم ہو۔ خواہ تم خود کو میریا ظاہر کرو خواہ ڈیوڈ۔ خواہ تم خود کو ربیکا کہو خواہ روبی خوجی اور خواہ تم اپنا نام بحر مار یوڑ بتاؤ خواہ قسطنطیہ۔ تم بہرحال تم ہو۔

میریا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ اچھا یہ فلسفہ بگھارنا تو بند کرو اور یہ بتاؤ کہ اب تمہارے معاملہ کا حل کیا اور کیسے ہونا چاہئے۔

جولیا یہی تو میری سمجھ میں نہیں آرہا۔ اور اب تک میں نے جتنی تجویزیں پیش کیں ان کو تم نے مسترد کر دیا۔ اس لئے اب تو تمہیں کچھ بتاؤ۔ ہاں اتنا میں تم کو یقین دلا سکتی ہوں کہ تم جو کچھ بھی کہو گی۔ وہ میں بے سوچے سمجھے کر دوں گی۔

میبریا نے قدرے سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا۔ جولیا تم کو یاد ہے کہ تم نے ایک بار مجھ سے کہا تھا کہ تم بھی میرے ساتھ دنیا کی خاک چھاننا چاہتی ہو۔

جولیا نے جواب دیا۔ اچھی طرح یاد ہے۔ اور میں آج بھی یہی کہتی ہوں کاش تم توجہ سے سنو۔

میبریا نے بڑے طمطراق سے کہا۔ اچھا تو پھر میری پیاری جولیا۔ مابدولت تمھاری اس درخواست کو شرف قبولیت بخشتے ہیں۔ اور تم کو اپنے ہمراہ رکاب چلنے کی اجازت دیتے ہیں۔

جولیا کا چہرہ فرط مسرت سے گلنار ہوگیا اور انتہائی بیخودی کے عالم میں وہ میبریا سے لپٹ کر بولی۔ میری اچھی میبریا۔ اب میں تم سے علیحدہ سکون سے رہ بھی نہیں سکتی۔

میبریا نے جولیا کو تسلّی دیتے ہوئے کہا۔ ہاں جولیا۔ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے۔ اب اگر تم یہاں رہو گی تو بہت سے بے درد ہاتھ تم کو تباہی کے غار میں دھکیل دیں گے اس لئے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ تم یہاں سے ہٹ ہی جاؤ۔ کہاں؟ اس سوال کا جواب بہت وسیع ہے۔ اتنا وسیع جتنا خدا کی یہ سرزمین وسیع ہے۔ یہاں سے پاؤں نکالنے کے لئے ایک عزم کی ضرورت ہے اور پھر اس کے بعد تو ـــــ خود ہی ہر طرف راہیں کھلی ہوئی نظر آئیں گی۔

ضربِ کاری

آج صبح سے اسلامی فوجیں مرج راہط کے قلعہ کے سامنے ہتھیاروں سے لیس پھر رہے تھے اور ہر لمحہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اب حملہ ہوا۔ لیکن اسلامی مجاہدین آج نہ تو حملہ کر رہے تھے اور نہ میدان چھوڑ رہے تھے۔ رومی فوجیں بھی قلعہ کے اوپر اور قلعہ کے باہر تیار کھڑی تھیں کہ نہ معلوم اسلامی لشکر کس وقت اچانک حملہ کر دے۔ اسلامی لشکر کے سپہ سالار خالدؓ بے چینی کے ساتھ ادھر ادھر ٹہل رہے تھے اور وقتاً فوقتاً فوجی قطاروں کا معائنہ کر کے وقت گزار رہے تھے۔ بار بار ان کی نگاہیں مرج راہط کے گرد جانے والی راہ کی طرف اٹھ جاتی تھیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان کو کسی کی آمد کا شدت سے انتظار تھا۔

یکا یک سپہ سالار خالدؓ کا چہرہ تمتما اٹھا اور ان کی آنکھیں خوشی سے چمکنے لگیں۔ سامنے دور مرج راہط کے گرد نصف دائرہ کی شکل میں گزرنے والے راستے پہ غبار اٹھ رہا تھا اور جلد ہی اس غبار سے

ایک سوار نمودار ہوا جو اپنا گھوڑا سرپٹ دوڑاتا ہوا اسلامی لشکر کی طرف آ رہا تھا۔

آن کی آن میں یہ سوار سپہ سالار خالد کے پاس پہنچ کر رک گیا اور اس نے گھوڑے سے اُتر کر سپہ سالار خالد کو سلمان کا یہ پیغام سنایا کہ دمشق سے مرج راہط کے لئے کثیر مقدار میں رسد اور کچھ فوجی کمک آ رہی ہے۔ یہ رسد راہ میں ہے اور چند ساعتوں کے اندر شاہراہ دمشق پر میں اس رسد کو روک لوں گا۔ آپ فوراً ہی پوری طاقت سے مرج راہط پر حملہ کر دیجئے۔ تاکہ قلعہ سے کوئی کمک شاہراہ دمشق پہ رومی رسالہ کو نہ پہنچ سکے۔ ساتھ ہی اسلامی مجاہدوں کے ایک دستہ کو اس قاصد کے ہمراہ روانہ کر دیجئے۔ میں رسد لانے والے رومی دستہ سے مقابلہ میں جلد ہی ایسی پوزیشن پیدا کر لوں گا کہ رومی دستہ کی پشت مرج راہط کے گرد نصف دائرہ کی شکل کے راستہ کی جانب ہو جائے۔ اس طرح آپ جو دستہ بھیجیں گے وہ رومی دستہ کی پشت پر حملہ آور ہو گا۔ اور ہم بڑی آسانی سے اس دستہ کو شکست دیکر رومی رسد پر قبضہ کر لیں گے۔

سپہ سالار خالد نے اسلامی مجاہدین کے ایک دستہ کو ضروری ہدایات دیکر قاصد کے ہمراہ کر دیا اور پورے اسلامی لشکر نے پوری شدت کے ساتھ مرج راہط کے قلعہ پر اچانک حملہ کر دیا۔ آن کی آن میں گھمسان کی جنگ

شروع ہو گئی۔

اسلامی لشکر کا حملہ اتنے بڑے پیمانے پر اور اتنا شدید تھا کہ قلعہ مرج راہط کی تمام فوجی طاقت اس حملہ کی مدافعت کے لئے اکٹھی ہو گئی اور پوری رومی فوجی طاقت کو کسی دوسری طرف توجہ کرنے کا موقعہ ہی نہ رہ گیا۔ اسلامی لشکر بڑھ بڑھ کر حملے کر رہا تھا۔ اور رومی فوجی اس حملہ کو اپنی جانیں دے دے کر روک رہے تھے۔ لیکن یہ عجیب بات تھی کہ آج کی جنگ میں سپہ سالار خالد حسب معمول بڑھ بڑھ کر سب سے آگے حملے نہیں کر رہے تھے۔ لوگوں کو تعجب تھا کہ وہ اپنی طبیعت کو کس طرح قابو کیے ہوئے تھے اور اپنے جذبات کو کس طرح روکے ہوئے تھے۔ کیونکہ ہر ایک لڑائی میں وہ ہمیشہ فوج کے آگے آگے رہتے۔ اور سب سے بڑھ کر حملے کرتے تھے۔ لیکن **اس مرتبہ** اسلامی لشکر سے کافی فاصلہ پر کھڑے ہوئے جنگ کا رنگ دیکھ رہے تھے۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد سیدھی ان کی نگاہیں اسی راستہ کی طرف اٹھ جاتی تھیں جو نصف دائرہ کی شکل میں مرج راہط کے گرد ہوتا ہوا شاہراہ دمشق کو گیا تھا سپہ سالار خالد اسی راستہ سے شاید پھر کسی آنے والے کا انتظار کر رہے تھے۔

دوپہر ڈھل چکی تھی لیکن جنگ شدت پر تھی کہ اسی راستہ پر پھر ایک سوار آتا ہوا نظر آیا۔ یہ سوار جلد ہی سپہ سالار خالد کے پاس پہنچ گیا اور اس نے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا

کے بعد حضرت خالد کو یہ خوشخبری سنائی کہ جو رومی دستہ مرج راہط کے لئے رسد لا رہا تھا اس کے بہت سے فوجی مقتول ہو گئے اور جو بچے وہ قید کر لئے گئے۔ رسد بڑی مقدار میں ہے اور اس پر اسلامی دستہ نے سلمان کی سرکردگی میں قبضہ کر لیا ہے اور جلد ہی اسلامی دستہ کے ہمراہ وہ رسد پڑاؤ تک پہنچا دی جائے گی۔

سپہ سالار خالد نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور فوج کو اس روز کی جنگ ختم کر دینے کا حکم دیا۔ اس کے بعد شاہراہ پر کھڑے کھڑے ہی سپہ سالار خالد نے اسلامی لشکر کے سرداروں سے تمام واقعات بتلائے اور ہدایت کی کہ وہ آج کی جنگ بند کرانے کے بعد فوجیوں کو آرام کرنے کی اجازت دیدیں۔ اور یہ ہدایت دینے کے بعد سپہ سالار خالد خود اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اور چند فوجیوں کو اپنے ہمراہ لے کر قاصد کے ساتھ ہی اس راستہ کو روانہ ہو گئے جو مرج راہط کے گرد ہوتا ہوا شاہراہ دمشق کو جاتا ہے —— کیونکہ ان کو شاہراہ دمشق پر جو مقابلہ ہوا تھا اس کے حالات دریافت کرنے اور مقابلہ کے نتائج کا بنظر خود مشاہدہ کرنے کی بیچینی تھی۔

مایوسی

یہ اسی روز کا ذکر ہے جس روز اسلامی لشکر مرج راہط کے سامنے تیار کھڑا تھا۔ لیکن حملہ نہیں کر رہا تھا۔ اس حالت سے رومی سپہ سالار دیلیس کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اور ہرقل کی قیام گاہ پر اس نے شہنشاہ ہرقل اور سپہ سالار اعظم۔ تھیودورس کو اطلاع بھیجی تھی کہ کوئی غیر معمولی واقعہ ظہور پذیر ہونے والا ہے۔ کیونکہ صبح سے اسلامی لشکر قلعے کے سامنے تیار کھڑا ہے۔ وہ ہر لمحہ حملہ کر سکتا ہے لیکن دوپہر ہونے کو آ رہی ہے اور ابھی اس نے حملہ نہیں کیا۔ معلوم نہیں حملہ کرنے میں اسلامی لشکر کو تامل کیوں ہے اور وہ کس بات کا انتظار کر رہا ہے۔ اس بات کا علم رومی فوج کو تو کیا ہوتا جبکہ اسلامی لشکر کے ہی بہت سے لوگوں کو نہ تھا کہ حضرت خالد اسبات کا انتظار کر رہے ہیں کہ جیسے ہی مسلمان کا دستہ شاہراہ دمشق پر رومی رسد پر حملہ کرے

ویسے قلعہ مرج راہط پر بھی حملہ کر دیا جائے۔

دیلیرس نے اسلامی لشکر کے متعلق جو اطلاع شہنشاہ ہرقل اور سپہ سالارِ اعظم تھیوڈرس کو بھیجی تھی اس پر کافی تشویش کا اظہار کیا گیا اور تھیوڈرس نے دیلرس کو ہدایت بھیجی تھی کہ وہ حالات میں ساعت بساعت تبدیلی سے مطلع کرتا رہے۔

مرج راہط میں ہرقل کی قیام گاہ اور اس کے احاطہ میں آج صبح سے سخت بھاگ دوڑ ہو رہی تھی۔ تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد قلعہ سے رومی سوار میدان جنگ کی خبریں لے کر شہنشاہ کی قیام گاہ پر پہنچ رہے تھے۔ ہر شخص گھبرایا پھر رہا تھا اور عجیب سراسیمگی اور پریشانی کا عالم تھا۔ حالانکہ صحیح حالات کا شہنشاہ اور سپہ سالار تھیوڈرس کے علاوہ اور کسی کو علم نہ تھا۔

احاطہ میں کئی گھوڑا گاڑیاں تیار کھڑی تھیں۔ اور تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کوچوانوں کی ڈیوٹیاں بدل رہی تھیں۔ لیکن گاڑیاں کسی لمحہ بھی بغیر کوچوان کے نہیں رہیں۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ گاڑیاں اس مقصد کے تحت کھڑی ہیں کہ کسی فوری حکم پر کسی نامعلوم منزل کے لئے پوری رفتار سے روانہ ہو جائیں اسی طرح محلوں کے دروازوں پر گھوڑے بھی کھڑے تھے۔

- تیز رفتار گھوڑے جن پر زین کسی ہوئی تھی اور جن کی لگامیں سائیس تھامے ہوئے تھے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ان گھوڑوں کو بھی ایسے ہی مقصد کے لئے تیار رکھا گیا تھا۔ کہ کسی فوری اطلاع پر ان پر فوراً بیٹھ کر روانہ ہو جائیں۔

خیام گاہ کا پورا عملہ سراسیمگی کے عالم میں ادھر ادھر بھاگا پھر رہا تھا حالانکہ کسی کو بھی صحیح طور پر یہ معلوم نہ تھا کہ وہ کیوں سراسیمہ ہے۔ وہ ایک دوسرے کی سراسیمگی دیکھ دیکھ کر زرد ہوتے جا رہے تھے اور ان کے دلوں میں گھبراہٹ بڑھتی جا رہی تھی۔ روبن سے اس کے ایک ساتھی نے کہا کہ حالات کچھ اچھے نظر نہیں آ رہے۔

روبن نے بڑی مایوسی کے لہجہ میں جواب دیا۔ ہاں ورنہ یہ بھاگ دوڑ۔ یہ گھبراہٹ اور یہ سراسیمگی نہ ہوتی۔

روبن کے ساتھی نے کہا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ شہنشاہ اور سپہ سالار اپنے ذاتی عملہ کے ہمراہ آج ہی کسی وقت یہاں سے روانہ ہو رہے ہیں۔ روبن نے جواب دیا ہاں بھائی۔ آثار تو کچھ ایسے ہی نظر آ رہے ہیں اور قلعہ سے بار بار رومی فوجی میدان جنگ کی جو اطلاعات لے کر آ رہے ہیں ان سے اور زیادہ اندیشہ پیدا ہوتا ہے۔

روبن کے ساتھی نے تائید کرتے ہوئے کہا۔ یقیناً کچھ ایسا ہی ہے ورنہ اس سے قبل بھی اس خیام گاہ پر شہنشاہ اور سپہ سالار بھی موجود تھے اور قلعہ کے باہر جنگ بھی جاری تھی لیکن قلعہ سے قاصدوں کی اس طرح آمد کا سلسلہ نہ تھا۔ آج یقیناً کچھ حالات خراب معلوم ہوتے ہیں۔

روبن۔ ! میرا تو خیال ہے کہ ان حالات میں شہنشاہ اور سپہ سالار

جس قدر جلد مرج راہط سے چلے جائیں اتنا ہی اچھا ہو گا۔

روبن کے ساتھی نے جواب دیا۔ لیکن شہنشاہ نے مرج راہط میں ایسٹر کا تہوار منانے کا جو فیصلہ کیا ہے۔

روبن۔! اس سے کیا ہوتا ہے۔ ایسٹر کا تہوار تو شہنشاہ دمشق یا یروشلم میں اس سے زیادہ بہتر طریقے پر اور زیادہ شان و شوکت سے منا سکتے ہیں۔ میرے خیال سے تو شہنشاہ کو یہاں سے روانہ ہونے میں ایک لمحہ بھی ضائع نہ کرنا چاہیئے۔

روبن کے ساتھی نے ایک سرد آہ بھر کر کہا۔ تم کہتے تو ٹھیک ہی ہو۔ لیکن ہم چھوٹے لوگوں کے مشوروں کو کون سنتا ہے۔

ابھی یہ دونوں باتیں ہی کر رہے تھے کہ ایک گھوڑا گاڑی نہایت تیزی کے ساتھ قیام گاہ کے احاطے میں داخل ہوئی اور ...... عمارت کے اس حصے کے سامنے جا کر رکی جو شہنشاہ ہرقل کی خصوصی رہائش گاہ تھی۔ گاڑی کے چاروں طرف مسلح رومی سوار تھے جو اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور نگاہیں جھکائے کھڑے تھے۔ گاڑی سے عجلت کے ساتھ مرج راہط کا حاکم اور رومی فوجوں کے کمانڈر ودیلریس بڑے طمطراق کے ساتھ اترے اور اس حصہ مکان میں داخل ہو گئے جو شہنشاہ ہرقل کے قیام کے لیے مخصوص تھا۔

شہنشاہ ہرقل، سپہ سالار اعظم تھیوڈرس۔ حاکم مرج راہط اور سپہ سالار ودیلریس میں فوراً ہی خفیہ مشاورت شروع ہو گئی۔ سب سے پہلے ودیلریس نے اسلامی لشکر کے اس انداز کا ذکر کیا جو کہ وہ صبح سے اختیار کئے ہوئے

تھا اور اس کے متعلق دیلبرس نے اپنی جو رائے قائم کی تھی اس فیصلہ کے لئے تھیوڈ
رس نے دیلبرس کی تعریف کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ تم نے اپنی
فوجی مہارت اور تجربہ کی بنا پر بالکل صحیح اندازہ لگایا تھا جب حملہ آور فوج
اس قسم کا تعطل اختیار کرتی ہے تو وہ تعطل یقیناً کسی پر اسرار اقدام کا پیش
خیمہ ہوتی ہے لیکن افسوس ہے کہ تم نے یہ صحیح اندازہ لگانے کے بعد بھی
پہلے سے سوچنے کی ضرورت محسوس نہ کی کہ اسلامی لشکر یہ سب کچھ کس غرض
کے لئے کر رہا ہے جبکہ تم کو اس بات کا بھی علم تھا کہ آج ہی دن میں کسی وقت
دمشق سے رسد بھی پہنچنے والی ہے۔

حاکم مرج راہط نے دیلبرس کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ اے سپہ سالار
اعظم ہم نے اس پہلو پر بھی غور کیا تھا لیکن جلد ہی اس خیال کو اس لئے نظر انداز
کر دیا تھا کہ اسلامی لشکر ہمارے مغربی دروازے پر ہے اور رسد مشرقی
دروازہ سے داخل ہونے والی ہے اس لئے رسد کا اسلامی لشکر سے کوئی تعلق
نہیں ہو سکتا۔

شہنشاہ ہرقل نے قدرے غضبناک ہو کر کہا۔ ہاں۔ یہ تمہارے سوچنے
کی بات تھی کیونکہ تم ایک حاکم ہو سپہ سالار نہیں ہو۔ لیکن یہی بات ایک سپہ
سالار ہوتے ہوئے دیلبرس نے کیسے سوچی۔ ایک سپہ سالار کی حیثیت
میں دیلبرس کو یہ بھی غور کرنا چاہیئے تھا کہ اسلامی لشکر کا کوئی حصہ شاہراہ دمشق
کے گرد و نواح میں بھی موجود ہو سکتا ہے جبکہ ایک اچھے سپہ سالار کے لئے
یہ بھی ضروری تھا کہ اس کو اس کے سراغرسانوں کے ذریعے اس بات کا قطعی علم

ہو تا کہ شاہراہ دمشق سے کتنے فاصلہ پر کتنے اسلامی فوجی موجود ہیں اور ان کے مقابلہ کا بھی معقول انتظام کیا جانا چاہیئے تھا۔

تھیوڈرس نے بھی کہا کہ اس میں شک نہیں کہ شاہراہ دمشق پر رسد کے لُٹ جانے اور اسلامی فوجیوں کے قبضہ میں چلی جانے کی پوری ذمہ داری دبلرس کی بے توجہی پر ہے۔

”بے توجہی،، شہنشاہ ہرقل نے ہنستے ہوئے کہا۔ تھیوڈرس اتم صحیح لفظ نا اہلیت کیوں استعمال نہیں کر رہے ہے۔

تھیوڈورس نے کہا۔ آپ نے بالکل صحیح فرمایا۔ دراصل میں آپ کی موجودگی میں خود یہ لفظ استعمال کرنا نہیں چاہتا تھا۔

شہنشاہ ہرقل نے قدرے برافروختگی سے کہا۔ تھیوڈورس اگر یہ تمہارا ادب تھا کہ تم نے میری موجودگی میں دبلرس کے متعلق قطعی فیصلہ کرنے سے احتراز کیا اور یہ کام مجھ پر چھوڑ دیا تو میں تمہارے اس جذبے کی قدر کرتا ہوں۔ لیکن پھر تم کو تمہاری ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا ہوں جو سپہ سالار اعظم کی حیثیت میں تم پر عائد ہیں اور چاہتا ہوں میری رائے کے مطابق تم جلد از جلد فیصلہ کر دو اور اس پر عمل درآمد شروع کر دو۔

تھیوڈورس نے جواب دیا۔ بالکل ایسا ہی ہوگا۔ میں خود مرج راہط میں فوج کی سپہ سالاری اپنے ہاتھوں میں لے رہا ہوں اور آپ سے درخواست کروں گا کہ آپ مجھے اپنے ساتھ یروشلم نہ لیجائیں اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کرنے کی جرأت کروں گا کہ ابھی دلبسٹر ستارے میں کئی روز باقی ہیں اسلئے آپ آج ہی یہاں سے روانہ ہو جائیں

بیٹی آپکی روانگی کا تمام سامان کر دیا ہے۔ بہتر ہوگا کہ آپ لیبٹر سنٹ سے کا نہو اور دمشق میں ملتا بیٹیں۔

ہرقل نے پوری سنجیدگی اور تاسف کے ساتھ جواب دیا۔ تمہاری رائے ٹھیک ہے تھیوڈورس میں آج شام ہی دمشق کے لیئے روانہ ہو جاؤنگا اور تم مرج راہط کی فوجوں کی سپہ سالاری خود اپنے ہاتھوں میں لے لو۔

تھیوڈورس نے بڑے ادب سے جواب دیا۔ آپ مطمئن رہیں۔ ویسا ہی ہوگا جیسی کہ آپ کی مرضی ہے (اور پھر تھیوڈورس نے ویلریس کی طرف متوجہ ہو کر) ویلریس تم جا سکتے ہو۔ میں خود تھوڑی دیر میں قلعہ پر آرہا ہوں۔ میرے آنے تک تم اپنے فرائض پوری ذمہ داری کیساتھ انجام دیتے رہنے کی کوشش کرو۔

ویلریس نے منہ لٹکاتے ہوئے انتہائی مایوسی سے جواب دیا۔ بہت اچھا۔ اور فوجی سلام کرتا ہوا باہر چلا گیا۔

ویلریس کے جانے کے بعد ہرقل بھی یہ کہتا ہوا اپنے آرام کرنے والے کمرہ میں چلا گیا کہ تھیوڈورس تم حاکم مرج راہط کے مشورے سے نئے انتظامات کرو۔ ویلریس کے ہاتھوں میں کوئی اختیار نہیں رہنا چاہیئے۔ اور ہاں۔ میں آج شام روانہ ہو جاؤں گا ـــــ آرگس کو بھی اطلاع کر دینا وہ بھی میرے ساتھ ہی جائے گا۔ اور اس کی لڑکی بھی۔ کیا نام ہے اس کا۔

تھیوڈورس نے ادب سے جواب دیا۔ جولیا نام ہے آرگس کی لڑکی کا۔ میں ابھی آرگس کو اطلاع کرائے دیتا ہوں کہ آج ہی شام کو وہ اپنی لڑکی کے ہمراہ آپ ہی کے ہمرکاب جائے گا۔

ہرقل کے چلے جانے کے بعد تھیوڈورس اور حاکم مرج راہط دیر تک حالات پر تبادلہ خیال اور مشورے کرتے رہے۔

عامر کی مشکلات

عامر کو مرج راہط میں داخل ہوئے کئی روز ہو چکے تھے۔ لیکن اس مدت میں اس نے یہاں کے حالات سے یہ اندازہ لگایا کہ اس کے لئے کوئی کام کرنا تو مشکل نظر آرہا ہے اور بظاہر کسی کامیابی کا کوئی امکان نہیں ہے بلکہ اس کو خود اپنی شخصیت کو چھپانا مشکل ہو رہا ہے۔

عامر رومی زبان سے بخوبی واقف تھا اور رومی فوجی کی وردی میں اس کے مشتبہ ہونے کا کوئی سوال ہی نہیں تھا۔ لیکن یہ اسی وقت تک کہ وہ خود کو عام لوگوں کی طرح رکھتا لیکن جولیا کی تلاش کے لئے ضرورت اس بات کی تھی کہ وہ لوگوں سے حالات پر گفتگو کرتا۔ اسی دوران ایسے سوالات کرتا جن سے اس کو جولیا کا کچھ سراغ مل سکتا عامر ابھی تک کسی سے بھی جولیا کے متعلق سوال نہیں کر سکا تھا۔ اس کی تلاش ابھی تک صرف اسی حد تک تھی کہ وہ سرائے میں بیٹھتا۔ قہوہ پیتا۔ لوگوں سے ادھر ادھر کی بات چیت کرتا اور دوسروں کی باتیں سنتا۔ صرف اس لئے کہ شاید کوئی شخص ایسی کوئی بات کرے جس سے

جولیا کا سراغ مل سکے۔

شہر کی حالت یہ تھی کہ جس روز عامر مرج راہط میں داخل ہوا تھا۔ اسی روز یہاں کا ماحول کچھ سنسان سا تھا۔ لوگ چلتے پھرتے ضرور نظر آتے تھے لیکن کچھ کھوئے کھوئے سے۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ راستہ چلتے ہوئے بھی اپنے ذہن میں کچھ گتھیاں سلجھا رہتے تھے۔ اور غور و فکر میں کھوئے ہوئے چلتے رہتے تھے۔ اگر کوئی ان کو مخاطب کرتا تو جیسے سوتے سے چونک پڑتے اور سراپا سوال بن کر کھڑے ہو جاتے۔ اگر کوئی کچھ کہتا تو پہلی مرتبہ تو ان کی سمجھ ہی میں کچھ نہ آتا اور جب ان سے کئی بار کچھ کہا جاتا تو وہ جواب دینے سے پہلے کافی سوچنے سمجھنے کی کوشش کرتے اور اس کے بعد بھی جو جواب دیتے وہ ایسا گول مول اور مبہم سا ہوتا کہ سوال کرنے والا پشیمان ہو کر رہ جاتا۔ عامر کو بہت سے ایسے ہی لوگوں سے سابقہ پڑ چکا تھا۔ اور اسی لئے اس کو کسی سے بات چیت کرنے کی ہمت نہیں پڑ رہی تھی۔ اور پھر آج صبح سے تو رنگ کچھ اور بھی بدلا بدلا نظر آ رہا تھا۔ ہر طرف ہو کا عالم تھا۔ اور لوگ جس قدر زیادہ دوڑ دھوپ کر رہے تھے اتنا ہی زیادہ خاموش بھی تھے۔ اسی غور و فکر میں دوپہر ہو گئی۔ اور عامر کافی بھوک محسوس کرنے لگا۔ وہ قریب ہی ایک سرائے میں داخل ہو گیا۔ اور ایک گوشے میں اکیلا بیٹھ گیا۔

عامر کافی دیر تک بیٹھا رہا لیکن کوئی اس کی طرف متوجہ نہ ہوا۔ چنانچہ عامر خود ہی اٹھ کر سرائے کے مالک کے پاس پہنچا اور اس کو چاندی کا ایک سکہ دیتے ہوئے کہا۔

"بزرگ محترم میں کھانا چاہتا ہوں"

چاندی کا سکہ پاکر سرائے کا مالک جو کافی درشت مزاج نظر آرہا تھا نرم پڑ گیا اور اس نے عامر سے نرمی کے ساتھ کہا۔ آپ چل کر بیٹھئے۔ میں ابھی آپکے لئے کھانا بھیجتا ہوں۔

عامر پھر اپنی جگہ پر بیٹھ گیا اور کھانے کا انتظار کرنے لگا۔ اس کے قریب ہی تین شخص بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ ان میں دو رومی فوجی تھے اور ایک شہری باشندہ تھا وہ تینوں اتنی آواز سے بول رہے تھے کہ عامر اپنی جگہ پر بیٹھا ہوا ان کی گفتگو بخوبی سن سکتا تھا۔

ان میں سے ایک نے کہا۔ دراصل ویلریس کا وہی حشر ہوا جو ایسے لوگوں کا ہوا کرتا ہے۔

ان لوگوں کی زبان سے ویلریس کا نام سن کر عامر کو امید بندھی کہ شاید یہ لوگ اس سلسلہ میں جولیا کا بھی ذکر کریں۔ لیکن اس کو مایوسی ہوئی کہ وہ لوگ ویلریس کی نجی زندگی کے متعلق نہیں بلکہ فوجی کردار کے متعلق گفتگو کر رہے تھے۔ اس کے یہ معنی بھی نہ تھے کہ ویلریس کی نجی زندگی سے واقف ہی نہ ہوں بلکہ یہ ممکن تھا کہ انھوں نے اس کی نجی زندگی سے واقفیت کے باوجود اس پر گفتگو کی ضرورت نہ سمجھی ہو۔ اور اگر کوئی ان سے دریافت کرے تو بتا سکتے ہوں۔ یہ سوچ کر عامر نے ہمت کی۔ وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ان کے قریب کھڑا ہو کر بولا۔

میری مداخلت بیجا کو معاف کیجئے گا۔ میں تھوڑی دیر آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھنا چاہتا ہوں کیونکہ آپ لوگ ویلریس کے متعلق کچھ گفتگو کر رہے تھے اور ویلریس سے میرا خاص تعلق ہے۔

ان تینوں رومیوں نے ایک ساتھ عامر کا خیر مقدم کیا اور ان میں سے ایک نے کہا۔

آپ کو ہم سے اجازت حاصل کرنے کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ میرا خیال ہے کہ آپ بھی ہماری ہی طرح پریشان اور بے سروسامان ہیں۔ بیٹھیے۔ عامر بیٹھ گیا اور اتنے ہی میں سرائے کا ملازم اس کا کھانا لے آیا۔

عامر کھانے کو اس وقت بے موقع سمجھ رہا تھا۔ اور اس نے ان تینوں لوگوں کی طرف دیکھا اور ان میں سے اس شخص نے جس نے عامر کا خیر مقدم کیا تھا کہا۔ بیشک آپ کھانا کھانے جایئے۔ اور ہم ساتھ ہی باتیں بھی کرتے رہیں گے۔ عامر نے اخلاق کا مظاہرہ کرتے ہوئے کہا۔ کیا آپ لوگ کھانے میں میرا ساتھ نہ دیں گے؟ اور اس شخص نے جواب دیا۔ اس وقت آپ کو اکیلے ہی کھانا پڑے گا۔ ہم تینوں ابھی ابھی کھانا کھا چکے ہیں۔ ۔ آپ بے تکلف کھانا شروع کردیجئے۔ اول تو اس افراتفری کے دور میں یوں ہی کھانا کچھ اچھا نہیں مل رہا۔ اور پھر آپ تامل کریں گے تو ٹھنڈا ہوکر اور خراب ہو جائے گا۔

عامر نے مسکراتے ہوئے کھانا شروع کر دیا۔

پھر اس شخص نے جو رومی فوجی کا لباس پہنے ہوئے تھا عامر سے سوال کیا۔

آپ کا ویلریس سے کیا تعلق ہے؟

عامر نے لقمہ منہ میں رکھتے ہوئے کہا۔ بہت قریبی تعلق ہے اس کے ساتھ تدمر اور فلسطین میں رومی فوج کے ہمراہ حملہ آوروں کا مقابلہ کرچکا ہوں۔

رومی فوجی نے کہا۔ یہ بھی ویلریس کی ایک نااہلیت ہی ہے کہ

اس کے ساتھ لڑنے والے بہت سے رومی فوجی تمہاری ہی طرح مارے مارے پھر رہے ہیں۔ ہم دونوں بھی انہیں لوگوں میں سے ہیں۔ ہم فرینین میں ویلریس کے ساتھ جنگ میں شریک تھے اور جب فرینین میں رومی فوج کی شکست کے بعد ہم فرار ہو کر یہاں پہنچے تو پھر ہم کو فوج میں شامل نہیں کیا گیا۔ اور اس وقت سے ہم دونوں بھی تمہاری ہی طرح مارے مارے پھر رہے ہیں۔

عامر نے پانی کا ایک گھونٹ پیتے ہوئے کہا۔ میں تو آج شام کو اسی سلسلہ میں ویلریس سے ملنے کی کوشش کروں گا۔

رومی فوجی نے مسکراتے ہوئے کہا کیا کیجئے گا اس سے ملنے کی کوشش کر کے۔ اس نے سپہ سالار رہتے ہوئے بھی آپ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا جواب کرے گا۔

عامر نے عجلت کے ساتھ سوال کیا۔ کیا مطلب۔ کیا اب ویلریس سپہ سالار نہیں ہے۔

رومی فوجی نے کہا۔ آج ہی تھیوڈورس نے اس کو برطرف کر دیا ہے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ ہے تو وہ رومی فوج ہی میں۔ لیکن سپہ سالاری سے ہٹا دیا گیا ہے۔ دراصل وہ اسی کا مستحق بھی تھا۔

عامر نے جلدی سے سوال کیا۔ اور اس کی شادی کا کیا ہوا۔ اس کی شادی بھی تو ہونے والی تھی۔ روم کے ملک التجار آرگس کی لڑکی جولیا سے۔

رومی فوجی۔ ہاں وہ تو ایسٹر سنڈے کے روز ہو گی۔ آرگس اور جولیا دونوں شہنشاہ ہرقل کی قیام گاہ پر ہی موجود ہیں اور سنا ہے کہ شادی کے انتظامات بھی ہو رہے ہیں۔ لیکن۔

عامر نے پھر سوال کیا ۔ لیکن کیا ؟

رومی فوجی نے جواب دیا ۔ لیکن یہ کہ جولیا اس شادی پر رضامند نہیں ہے لوگ کہتے ہیں کہ وہ کسی عرب فوجی سے محبت کرتی ہے اور اسی سے شادی کرنا چاہتی ہے ۔

عامر نے فوراً ہی کہا ۔ "یہ کیسے ہو سکتا ہے ۔ ایک معزز رومی کی لڑکی ایک عرب فوجی سے شادی کیسے کر سکتی ہے "۔

رومی فوجی نے ہنسکر کہا ۔ یہ بات تو تم ایک رومی شہری ہونے کی حیثیت سے اپنے قومی جذبہ کے تحت سوچ رہے ہو لیکن جولیا کے لئے دل کا معاملہ ہے اور سنا ہے اس نے اپنے باپ آرگس سے بھی صاف صاف کہہ دیا ہے کہ وہ ویلریس سے ہرگز شادی نہ کرے گی ۔

عامر نے عجلت کے ساتھ سوال کیا ۔ پھر کیا ہوا ـــــ آرگس نے کیا جواب دیا ۔

رومی فوجی نے کہا ۔ آرگس کے خیال بھی ۔ بالکل آپ ہی جیسے ہیں ۔ وہ بھی قومی جذبہ اور قومی وقار کے تحت اس مسئلہ پر سوچ سکا ۔ اور اس نے سنا ہے کہ جولیا کو بری طرح جھڑک دیا ـــــ ـــــ یہاں تک کہ جولیا روئی بھی ۔ گڑگڑائی بھی ـــــ لیکن ۔ آرگس نے اس کی ایک نہ سنی ۔ اور اس کو روتا چھوڑ کر یہ کہتا ہوا چلا گیا کہ اس کی شادی صرف ویلریس سے ہوگی ۔

عامر نے کہا ـــــ خیر ابھی کچھ کہا نہیں جا سکتا ۔ اس لئے کہ میں ویلریس کے ساتھ بہت عرصہ تک رہا ہوں ۔ مجھے اس کی

اہلبیت اور اس کے مزاج کا بہت کچھ اندازہ ہے۔ وہ اور کوئی اہلبیت رکھتا ہو یا نہ رکھتا ہو کم از کم خوشنودی حاصل کرنا ضرور جانتا ہے۔ اور اسی وجہ سے وہ سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کے منہ لگا ہے۔

رومی فوجی نے کہا۔ تو کیا تم یہ کہنا چاہتے ہو کہ وہ تھیوڈورس کی خوشنودی کی بنا پر اپنا عہدہ برقرار رکھ سکے گا۔

عامر نے برجستہ جواب دیا۔ بیشک۔ اس کے ساتھ رہتے ہوئے میں نے کئی ایسے مواقع دیکھے جب ویلریس کے خلاف کارروائی کی جا سکتی تھی لیکن اس نے ہر مرتبہ تھیوڈورس کی خوشامد کر لی۔ اور تھیوڈورس نے اس کو معاف کر دیا۔

رومی فوجی نے کہا۔ لیکن میرے دوست اس مرتبہ معاملہ تھیوڈورس کے ہاتھوں بس نہیں ہے — شاید تمہیں ان واقعات کا قطعی علم نہیں ہے

عامر نے کھانا ختم کرنے کے بعد برتنوں کو ایک طرف ہٹاتے ہوئے کہا میں ان معاملات کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔ میں ابھی پرسوں ہی تو یہاں آیا ہوں۔

رومی فوجی نے کہا — وجہ یہ ہے کہ تم ویلریس کی بحالی کی امید لگائے ہوئے ہو۔ واقعہ دراصل یہ ہے کہ ویلریس کو خود شہنشاہ ہرقل کے قلم سے معزول کیا گیا ہے۔

عامر نے حیرت سے سوال کیا۔ شہنشاہ ہرقل کے قلم سے — وہ کیوں؟

رومی فوجی نے کہا۔ دمشق سے شاہراہ دمشق پر رسد آرہی تھی اس کو عرب حملہ آوروں نے لوٹ لیا۔ ادھر وبلریس کو اس کا علم بھی نہ ہو سکا کہ وہ حفاظت کے انتظامات کر سکتا۔ اسی پر شہنشاہ نے خود کھبوڈورس کو حکم دیا ہے کہ وہ وبلریس کو معزول کر دیں۔ اور سُنا ہے کہ شہنشاہ نے انتہائی غصہ میں غضبناک ہو کر یہ حکم دیا ہے۔

عامر نے کہا۔ پھر تو ہو سکتا ہے کہ کھبوڈورس آئندہ کافی عرصہ تک شہنشاہ سے وبلریس کی سفارش کرنے کی بھی جرات نہ کر سکے۔

رومی فوجی نے کہا۔ اور کیا۔ شہنشاہ نے صاف صاف کہہ دیا۔ خود کھبوڈورس سے وبلریس کی موجودگی میں سوال کیا کہ تم اس کی نااہلیت کو کیوں نہیں سمجھتے۔

عامر نے کہا۔ تب تو پھر معاملہ کافی سنگین معلوم ہوتا ہے۔

رومی فوجی۔ اور کیا۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ شہنشاہ ہرقل نے آج ہی مرج راہط سے دمشق چلے جانے کا فیصلہ بھی کر لیا ہے اور وہ البسٹر کا تہوار بھی دمشق ہی میں منائیں گے۔

عامر نے گھبرا کر سوال کیا۔ اور آرگس اور جولیا۔

رومی فوجی نے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ واہ میرے دوست تم بھی گھوڑے گدھے کو برابر ہی سمجھتے ہو۔ کہاں شہنشاہ ہرقل اور کہاں آرگس اور اس کی بیٹی۔ صرف شہنشاہ جا رہا ہے۔ کھبوڈورس یہیں رہے گا اور اس کے ساتھ آرگس اور جولیا بھی۔ کیونکہ البسٹر سنڈے ہی کو تو جولیا اور وبلریس کی شادی بھی یہیں ہونیوالی ہے۔

سراسیمگی

سہ پہر کا آخری وقت تھا۔ آفتاب گوشۂ مغرب میں پہنچ چکا تھا۔ درختوں اور مکانوں کے سائے طویل سے طویل تر ہوتے ہوئے ایک دوسرے سے ملتے جا رہے تھے اور اس طرح کائنات میں تاریکی کی تخلیق کا اہتمام جاری رہا۔ اس ماحول میں آرگس کے ذہن و خیال کی دنیا میں بھی توہمات کے سائے طویل ہوتے جا رہے تھے۔ امید کی روشنی گھٹتی جا رہی تھی اور مایوسی کی تاریکیاں بڑھ رہی تھیں۔ وہ ہرقل کی قیام گاہ میں عمارت کے ہر حصہ کے کمروں میں بھاگا پھر رہا تھا۔ کبھی عمارت کے باہر میدانوں اور سبزہ زاروں پر دوڑتا پھرتا۔ کبھی ملازمین کی رہائش گاہوں کی طرف پہنچ جاتا۔ اور ہر طرف سے گھوم پھر کر پھر جولیا کے کمروں میں پہنچتا۔ ہر طرف دیکھتا ہر چیز اٹھا اٹھا کر تلاش کرتا۔ لیکن جولیا کا کہیں پتہ نہ تھا۔ اس کو سب سے بڑی پریشانی یہ تھی کہ اس کو تھوڑی ہی دیر میں شہنشاہ ہرقل کے ہمراہ جانا تھا۔ لیکن جولیا کا کہیں پتہ نشان نہ تھا اور وہ اسی حالت میں سراسیمہ ادھر سے ادھر مارا مارا پھر رہا تھا ابھی تک آرگس

تنہا ہی جولیا کو تلاش کر رہا تھا کیونکہ اس کو یقین تھا کہ وہ وہیں کہیں اسی عمارت کے کسی حصہ میں موجود ہو گی۔ اور ایسی حالت میں وہ کسی پر یہ ظاہر کرنا پسند نہیں کر رہا تھا کہ وہ جولیا کو گمشدہ خیال کر کے اس کو ڈھونڈ رہا ہے۔ بلکہ اس کے ادھر ادھر پھرنے میں اگر کسی نے سوال بھی کیا کہ وہ کیا تلاش کر رہا ہے۔ تو اس نے کوئی نہ کوئی بہانہ بنا دیا۔ یا پھر صرف "کچھ نہیں" کہہ کر بات کو ٹال دیا۔ لیکن اب وہ تھک گیا تھا۔ اس کا سانس پھول گیا تھا اور وہ خود محسوس کر رہا تھا کہ اس کو کسی نہ کسی کی مدد اس کام میں حاصل کرنی چاہیئے۔ چنانچہ وہ دوڑتا ہوا عمارت کے اس حصہ میں پہنچ گیا جس میں روبن وغیرہ محافظین عمارت رہتے تھے۔

روبن نے جب آرگس کو گھبرایا ہوا اور پریشان اپنے کمرے کی طرف آتے دیکھا تو وہ خود ہی باہر نکل آیا۔ تاکہ اس سے دریافت حال کر سکے۔ آرگس روبن کے قریب ہی سر جھکا کر کھڑا ہو گیا اور زیر لب کہا۔ "جولیا، ۔ جولیا ۔ ۔ ۔" اور وہ اس سے زیادہ کچھ نہ کہہ سکا۔

روبن نے دریافت کیا۔ کیا جولیا نے مجھ کو بلایا ہے۔ کوئی کام ہے۔ ۔ چلئے میں چلتا ہوں۔ اور یہ کہہ کر روبن نے ایک قدم کر کے آگے بڑھا دیا۔

آرگس نے روبن کا شانہ پکڑ کر اس کو روکتے ہوئے سرگوشیوں میں کہنا شروع کیا۔ نہیں روبن جولیا نے تم کو بلایا نہیں۔ اور کوئی کام نہیں ہے بلکہ میں یہ دیکھ رہا ہوں کہ جولیا کا کہیں پتہ نہیں ہے۔ میں نے اس عمارت کا کونہ کونہ چھان مارا لیکن وہ کہیں نظر نہیں آ رہی۔ اور کچھ میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ اس کے کمرے کی تمام چیزیں

اُلٹی پلٹی پڑی ہیں ۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ کہیں چلی گئی ہے اور جاتے جاتے کوئی خاص چیز تلاش کرتے ہوئے تمام چیزوں کو الٹ پلٹ کر گئی ہے ۔

روبن جواب میں صرف اس قدر کہہ سکا ۔ اگر ایسا ہے تو کچھ ایسی ہی بات معلوم ہوتی ہے ۔

آرگس نے گریہ آلود آواز میں کہا ۔ روبن یہ میری عزت کا معاملہ ہے ۔ میں لُٹ جاؤں گا ۔ تباہ ہو جاؤں گا ۔ کہیں کا نہ رہوں گا ۔ اور کسی کو منہ دکھانے قابل نہ رہ جاؤنگا ۔

روبن نے سعادت مندی اور ہمدردی کے ملے جلے انداز میں کہا ۔ بیشک یہ ایسا ہی سخت حادثہ ہے ۔ مجھے بڑا افسوس ہوا اور آپ سے مجھے پوری ہمدردی ہے فرمایئے میں اس سلسلہ میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں ۔

آرگس نے انتہائی پریشانی میں عقل سے بیگانہ ہوتے ہوئے کہا ۔ بس یہی کہ تم جولیا کو فوراً تلاش کر دو اور کسی کو پتہ نہ چل سکے ۔ نہ تو اس کی گمشدگی کا اور نہ اس کی بازیابی کا ۔

روبن نے اپنی مجبوری کا اظہار کرتے ہوئے کہا ۔ میں صرف کوشش ہی کر سکتا ہوں ۔ ایسی کوشش جس سے کامیابی کی امید بھی نہ ہو ۔ کیونکہ آپ کافی دیر سے کوشش کر رہے ہیں ۔ اور کامیابی کی کوئی صورت نظر نہ آئی ۔ میرے خیال میں تو اس واقعہ کی اطلاع فوراً اسپہ سالار اعظم تخصیدورس کو کردی جائے ۔ تاکہ وہ شہر کے تمام دروازوں پر پہرہ داروں کو خبردار کر دیں ۔ اور کسی کے لئے بھی یہ امکان باقی نہ رہ جائے کہ وہ جولیا کو لیکر شہر کے باہر جا سکے اور شہر کے اندر سپہ سالار اعظم کے حکم سے گھر گھر تلاشی لے کر اس کو برآمد کر لیا جائے گا ۔

آرگس نے بدستور مایوس لہجہ میں گھبرا کر کہا ۔ نہیں نہیں روبن نہیں ۔ ایسا

نہیں ہو سکتا۔ میں سپہ سالار اعظم کھبوڈ ورس سے یہ بات کیسے کہہ سکتا ہوں اور پھر ان سے ایسی بات کہہ کر اپنی عزت اور اپنے وقار کو کیسے برقرار رکھ سکتا ہوں۔ ابھی ان سے یہ بات پوشیدہ ہی رکھنی ہوگی۔

روبن کے منہ سے بے اختیار یہ سوال نکل گیا۔ کب تک؟

"جب تک جولیا مل نہ جائے" ،، آرگس نے مختصر جواب دیا۔ اور پھر روبن نے کہا آیئے پھر ہم آپ اور تلاش کریں۔ اور پھر کچھ سوچ کر بولا۔ کیا آپ نے جولیا کی سہیلی سبیلیہ سے بھی دریافت کیا۔

کون سبیلیہ؟ آرگس نے اور زیادہ گھبرا کر سوال کیا۔ میں تو اس نام کی کسی لڑکی سے واقف نہیں ہوں۔ کون ہے یہ سبیلیہ اور کہاں ہے۔ اس عمارت میں تو میں نے اس نام کی کوئی لڑکی نہیں دیکھی۔

روبن نے جواب دیا۔ سبیلیہ دو روز قبل یروشلم سے آئی تھی۔ وہ جولیا کی کوئی سہیلی ہے۔

"جولیا کی سہیلی۔،، آرگس نے حیرت سے کہا۔ جولیا کی کوئی سہیلی سبیلیہ نام کی تو نہیں ہے جس کو میں جانتا ہوں۔ ویسے اس کی اکثر سہیلیوں سے میں واقف ہوں۔ ان میں اس کی سب سے زیادہ عزیز سہیلی میریا ہے جو مملکت روم کی باغی قرار پا چکی ہے اور اس کے یہاں تک پہنچنے کا کوئی امکان اور کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ پھر یہ سبیلیہ کون تھی؟

روبن نے مختصر جواب دیا۔ ہوگی کوئی سہیلی جس سے آپ نہ واقف نہ ہوں گے۔ ماں باپ کیلئے یہ ضروری نہیں کہ وہ اپنے بیٹوں بیٹیوں کے نام دوستوں اور

اور تمام سہیلیوں سے واقفیت رکھتے ہوں۔

آرگس نے گھبرا کر جواب دیا۔ ہاں بہت ممکن ہے یہ۔ ہو سکتا ہے یہ۔ لیکن یہ تو بتاؤ کہ اب ہم کو کرنا کیا چاہیئے۔

روبن نے جواب دیا۔ میں آپ سے سسیلیہ کے متعلق سوال کر رہا تھا کہ کیا اس سے آپ نے کچھ دریافت کیا ہے۔

اور آرگس نے کہا۔ لیکن اس سے میں نے کچھ بھی دریافت نہیں کیا۔ کیونکہ اس کو میں نے پہلے بھی کبھی نہیں دیکھا تھا اور اب وہ اس وقت یہاں کہیں موجود نہیں ہے۔

روبن نے کہا۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا کہ جولیا اور سسیلیہ دونوں ایک ساتھ غائب ہیں۔

آرگس نے سادگی سے جواب دیا۔ بالکل یہی مطلب ہوا۔ اور ہو سکتا ہے کہ وہ سسیلیہ کے ساتھ کہیں چلی گئی ہو۔

روبن نے اپنے ذہن میں بہت سے لٹے سیدھے سوالات ابھرتے محسوس کئے اور اس نے آرگس سے کہا۔ اچھا تو پھر آپ تھوڑی دیر آرام کیجئے۔ میں اپنے آدمیوں کے ساتھ تلاش کرتا ہوں۔

آرگس نے وسطی عمارت کی طرف جاتے ہوئے کہا۔ آرام تو میں کیا کر سکوں گا میں بھی اپنے انداز میں تلاش جاری رکھتا ہوں لیکن تم اپنے آدمیوں کے ساتھ تلاش نہ کرو۔ خود تنہا تلاش کرو اور ابھی اپنے آدمیوں کو اس کی اطلاع نہ ہونے دو۔ اتنا کہہ کر آرگس روبن کے جواب کا انتظار کئے بغیر چلا گیا۔

آرگس کے چلے جانے کے بعد روبن کا ذہن خیالات میں الجھ کر رہ گیا۔ وہ ایک ماہر

سرلنزساں کی حیثیت میں سوچتا چلا گیا۔ اس نے سوچا کہ رومی فوجی ڈیوڈ جولیا کو اغوا کر لے گیا لیکن یہ بات آرگس کو معلوم نہیں ہے بلکہ یہ بات میرے سوا کوئی بھی نہیں جانتا اور نہ اب میرے لئے یہ مناسب ہے کہ میں اس راز سے کسی دوسرے کو آگاہ کروں۔ اس نے سوچا۔ یہ بات سبھی جانتے ہیں کہ سسیلیہ یا کم از کم یہ کہ ایک لڑکی جس نے اپنا نام سسیلیہ ظاہر کیا تھا اور بتایا تھا کہ وہ جولیا کی سہیلی ہے اور یروشلم سے آئی ہے۔ سسیلیہ سے ملی تھی۔ دونوں بڑی گرمجوشی سے ملی تھیں اور سسیلیہ جولیا کے ساتھ ہی رہی تھی۔ اور اب دونوں ایک ساتھ ہی غائب بھی تھیں۔

روبن نے مزید سوچا کہ دراصل حقیقت ایک راز ہے جس کے میرے سوا اور کوئی واقف نہیں ہے کہ سسیلیہ نام کی کسی لڑکی کا کوئی وجود ہو یا نہ ہو لیکن جولیا سے ملنے کے لئے کوئی لڑکی نہیں آئی تھی۔ جولیا سے رومی فوجی ڈیوڈ نے ایک لڑکی کے بھیس میں ملاقات کی تھی۔ اور اسی نے خود کو سسیلیہ ظاہر کیا تھا۔ اگر سسیلیہ کوئی لڑکی ہوتی تو وہ جولیا کو اغوا کر کے کیوں لے جاتی۔ رومی فوجی ڈیوڈ ہی سسیلیہ کے بھیس میں جولیا کو اغوا کر لے گیا ہے کیونکہ وہ جولیا کو بچپن ہی سے چاہتا تھا۔ اور جوانی کی آمد کے ساتھ ساتھ ان کی ایک دوسرے کیلئے پسندیدگی عشق و محبت کا درجہ اختیار کر چکی تھی۔ روبن خود اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا کہ جب ڈیوڈ نے سسیلیہ کے بھیس میں جولیا سے ملاقات کی تھی تو کتنے اشتیاق اور کس قدر بیتابی سے ملی تھی۔ اس کے ذہن میں جولیا کے کہے ہوئے بعض فقرے بھی تازہ ہو گئے۔ اور اس نے سوچا یہ فقرے کوئی لڑکی اپنی کسی سہیلی سے نہیں بلکہ کسی عاشق ہی سے کہہ سکتی ہے۔

روبن اس طرح دیر تک خیالات میں الجھا رہا اور تمام واقعات کو ایک ماہر

سراغرساں کی طرح سلجھانے اس نے ایک سوال کی شکل دیدی۔ اور وہ سوال یہ تھا روحی فوجی ڈیوڈ نے سیبلیہ کے بھیس میں جولیا سے ملاقات کی تھی یا سیبلیہ نے روحی فوجی کا بھیس بدل کر یہاں تک رسائی حاصل کی تھی۔ اس سوال کا صحیح جواب حاصل کرنے کیلئے بھی روبن کافی دیر تک اپنے ذہن ودماغ پر زور دیتا رہا۔ اس نے سوچا کہ یہ بالکل ممکن ہو سکتا ہے کہ وہ دراصل سیبلیہ ہو اور یہاں تک پہونچنے کے لئے اس نے ڈیوڈ کا بھیس بدلا ہو۔ اور یہ بات تو اس کے علم میں پہلے ہی سے موجود تھی کہ وہ روحی فوجی ڈیوڈ تھا اور اس نے جولیا تک پہنچنے کے لئے سیبلیہ کا بھیس بدلا تھا۔ جب وہ اپنے شعور اور اپنی قوت تمیز پر زور دیکر یہ تحقیق کرنا چاہتا کہ وہ ڈیوڈ تھا یا سیبلیہ تھی تو اس کو یہ ماننا پڑتا تھا کہ وہ ایک ایسا مجسمہ تھا جو روحی فوجی کے لباس میں دراصل ڈیوڈ بھی تھا اور وہی جسم ایک روحی لڑکی کے لباس میں دراصل سیبلیہ ہی معلوم ہوتی تھی اور آخرکار وہ اس نتیجے پر پہنچا کہ ان دلیلوں کی بنیاد پر وہ کوئی فیصلہ نہ کر سکے گا۔ اور اس طرح اس نے ایک بار پھر اپنا انداز فکر تبدیل کر دیا۔

روبن نے پھر سوچنا شروع کیا۔ وہ اپنے ذہن میں گذشتہ واقعات کو دہرانے لگا۔ وہ کافی دیر تک سوچتا رہا اور آخرکار ایک نتیجہ پر پہنچ کر مطمئن ہو گیا۔ اس نے کافی غور وخوض کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا تھا کہ وہ دراصل روحی فوجی ڈیوڈ ہی تھا جس نے خود کو سیبلیہ بنا کر پیش کیا تھا۔ اور اس کے ذہن میں اس کی دلیل یہ تھی

ڈیوڈ جس شام کو سیبلیہ کے بھیس میں جولیا سے ملنے گیا تھا اسی سہ پہر کو اس سے پہلے وہ خود روبن کے ہمراہ جولیا سے مل چکا تھا۔ اور

جولیا اس کو رومی فوجی ڈیوڈ کی حیثیت میں پہچان بھی چکی تھی۔ بلکہ خود جولیا نے پہلے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ وہ اس کو پہلے کہیں دیکھ چکی ہے اور اس کے بعد۔ اس نے جولیا کو وہ تمام واقعات یاد دلائے تھے جو کہ وہ اس سے پہلے مجھے بتا چکا تھا اس لئے ان واقعات کے غلط یا من گھڑت ہونے کا بھی کوئی شبہ نہیں ہو سکتا۔ اس کے علاوہ وہ ان واقعات کو سن کر جولیا نے بھی اس کا یقین کیا بلکہ وہ ڈیوڈ کے لئے ہمہ تن آغوش بن گئی تھی۔

اس طرح کئی گھنٹوں تک غور و فکر کرنے کے بعد روبن نے آخر کار یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ڈیوڈ ایک رومی فوجی اور جولیا کا عاشق تھا اور وہ سیبلیہ کے بھیس میں اس سے مل کر اس کو اغوا کر لے گیا۔ لیکن وہ اس رائے سے آرگس یا کسی دوسرے کو آگاہ نہیں کر سکتا تھا کیونکہ اس راز کا انکشاف خود روبن کو ڈیوڈ کے ساتھ سازش میں شامل ہونے کا الزام عائد کرتا تھا۔

ایسٹر سنڈے

عیسائیوں کا ایسٹر سنڈے کا تہوار تھا۔ لیکن مرج راہط میں کوئی چہل پہل نہ تھی۔ شہر کے باشندوں میں اس بات سے پہلے ہی خوف و ہراس پھیلا ہوا تھا کہ ان کے قلعہ پر شدت کے ساتھ حملے ہو رہے تھے لیکن وہ اس بات سے قدرے مطمئن تھے کہ روم کا شہنشاہ ہرقل ایسٹر سنڈے کا تہوار مرج راہط ہی میں منانے کا فیصلہ کر چکا ہے اور اب اچانک اس اطلاع نے کہ دو روز قبل شہنشاہ ہرقل مرج راہط سے دمشق جا چکا ہے اور اب وہ دمشق ہی میں ایسٹر سنڈے منائے گا لوگوں کے دل بیٹھ گئے اور ان کو یقین ہونے لگا کہ آج نہیں تو کل مسلمان مجاہدوں کا قبضہ ہونے ہی والا ہے اور اسی اندیشہ کے تحت شہنشاہ ہرقل نے مرج راہط سے چلے جانے میں عجلت سے کام لیا ہے اس کے علاوہ ایک سب سے بڑی مصیبت یہ تھی۔ شہر میں کھانے پینے کی چیزیں ختم ہو گئی تھیں۔ شہر کا سارا سامان خورد نوش

رومی فوجیوں کے تصرف میں آچکا تھا اور کچھ دنوں سے مرج راہط کے باشندے نیم فاقہ کشی کی حالت میں صرف اسی امید پر زندہ تھے کہ جلد ہی دمشق سے رسد پہنچنے والی ہے۔ لیکن جب ان کو یہ اطلاع ملی کہ اسلامی لشکر نے رسد لوٹ لی ہے تو ان کی تمام امیدوں پر پانی پھر گیا اور ان کو یہ محسوس ہوا کہ اسلامی لشکر نے رسد نہیں بلکہ ان کی متاع زندگی لوٹ لی ہے اور اب دراصل مرج راہط کے باشندے دو دو اور تین تین وقت فاقہ کرنے پر مجبور تھے۔ اور ہراساں ہو کر بھاگ رہے تھے۔

عامر کو بھی جب یہ معلوم ہو گیا کہ شہنشاہ ہرقل دمشق جا چکا ہے اور آرگس اور رجولیا بھی ضرور اس کے ہمراہ دمشق چلی گئی ہوں گی اور یہاں مرج راہط میں اس کو اپنے لئے خوراک حاصل کرنا مشکل بلکہ ناممکن ہو گیا تو ایسٹر سنڈے کی صبح کو وہ بھی بھوکا پیاسا مرج راہط سے دمشق روانہ ہو گیا۔

یہاں مرج راہط میں ایسٹر سنڈے کے روز لوگ بجائے خوشیاں منانے کے اچھے خاصے سوگوار نظر آرہے تھے۔

قلعہ کے باہر اسلامی لشکر نے ایسٹر سنڈے کی صبح ہی کو بھرپور حملہ شروع کر دیا تھا۔ رومی فوجیں مقابلہ کر رہی تھیں — لیکن برابر پیچھے ہٹتی جا رہی تھیں — دراصل رومی فوجیوں کی ہمتیں پست ہو چکی تھیں۔ اور وہ اب کسی امید پر نہیں بلکہ مایوسی کے ساتھ لڑ رہی تھیں۔ اور مایوسی کے ساتھ لڑنے والی فوج

کا انجام ظاہر ہے۔

اسلامی لشکر کے سرداروں نے یہ بھی محسوس کیا کہ آج رومیوں کی جنگ کا انداز بدلا ہوا تھا اور ایسا معلوم ہو رہا ہے کہ آج کوئی دوسرا سپہ سالار رومی فوجوں کو لڑا رہا تھا اور اس نے یہ فیصلہ کر لیا تھا کہ اگر شکست ہوتی ہے تو کوئی بھی شکست خوردہ رومی فوجی زندہ نہ بچنے پائے چنانچہ قلعہ کا پھاٹک تھوڑی تھوڑی دیر کے بعد کھلتا تھا اور سینکڑوں بلکہ ہزاروں کی تعداد میں رومی فوجی قلعہ سے نکل کر میدان میں آجاتے تھے۔ جس سے مسلم مجاہدوں کو پھر کسی قدر پیچھے ہٹنا پڑتا۔ لیکن یہ تازہ دم رومی فوجی بھی جلد ہی تہ تیغ ہونے لگتے اور رومی فوجی پیچھے ہٹنے لگتے پھر عین اسی حالت میں قلعہ کا پھاٹک کھلتا۔ اور پھر اسی تعداد میں رومی فوجی قلعہ سے باہر میدان میں آجاتے۔ بالکل اس طرح معلوم ہو رہا تھا کہ قلعہ سے رومی فوجیوں کو قتل ہونے کے لئے بھیجا جا رہا تھا۔ اور وہ گروہ در گروہ لڑتے ہوئے قتل ہو جاتے۔

دمشق سے آنے والی رومی رسد کو لوٹنے کے بعد اسلامی لشکر نے۔ شاہراہ دمشق پر سے اپنا مورچہ ہٹا لیا تھا کیونکہ اب وہاں اسلامی دستہ کی موجودگی غیر ضروری ہو گئی تھی اور اسی لئے آج سلمان بھی اسلامی لشکر کے ساتھ قلعہ پر حملہ کرنے والوں میں شامل تھا۔

سپہ سالار خالد نے تھوڑی دیر کے لئے سلمان کو علیحدہ لیجا کر کچھ مشورہ کیا

اور پھر دوسرے ہی لمحہ سلمان اسلامی لشکر کے ایک حصہ کو لئے ہوئے اس راستہ پر گذر رہا تھا جو مرج راہط کے گرد نیم دائرہ کی شکل میں گذر کر شاہراہ دمشق سے جاملتی ہے۔ سلمان کے اس طرف جانے کا مقصد یہ تھا کہ سپہ سالار خالد نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ لشکر کے ایک حصہ کو اس طرف لیجاکر شاہراہ دمشق پر سے مرج راہط پر حملہ کردے۔

سلمان شاہراہ دمشق پر پہنچا تو ٹھیک دوپہر کا وقت تھا اس نے قلعہ سے بہت کافی دور ہٹ کر جہاں اس کے لشکر کو مرج راہط کی فصیلوں سے دیکھا نہ جاسکے دوپہر ڈھلنے کا انتظار کیا اور ظہر کی نماز ادا کرنے کے بعد فوراً ہی اس کے لشکر نے شاہراہ دمشق پر پہنچکر مرج راہط پر حملہ کردیا۔ دراصل شہر پناہ کے پھاٹک پر اس حملہ کا مقابلہ نہیں کیا جاسکا۔ کیونکہ رومی لشکر کی پوری فوج آج قلعہ کی حفاظت پر تھی اور ان کی ساری فوج قلعہ کے سامنے کٹ رہی تھی۔ شہر پناہ کے اس پھاٹک پر جو محافظ موجود تھے ان کی تعداد کسی طرح بھی ایک سو سے زیادہ نہ تھی۔ اس لئے اسلامی لشکر نے پہلے ہی حملہ میں شہر پناہ کا پھاٹک توڑ دیا اور اندر داخل ہوتے ہی پہرہ داروں کو قتل کرنا اور گرفتار کرنا شروع کردیا۔ اس تمام کام میں مسلمانوں کو نصف گھنٹہ سے زیادہ وقت نہیں لگا اور وہ اپنے لشکر کے ہمراہ شہر کے وسط سے گذرتا ہوا اندر کی جانب سے قلعہ پر حملہ آور ہوگیا۔ یہاں اب بھی ہزاروں کی تعداد میں رومی فوجیں مقیم تھیں جو سلمان کے مقابلہ پر آگئیں اور خونریز جنگ شروع ہوگئی۔

سپہ سالار خالد کو میدان جنگ ہی میں اس بات کا اندازہ ہو گیا کہ سلمان اپنے لشکر کو لیکر شہر میں داخل ہونے کے بعد اب اندر کی جانب سے قلعہ پر حملہ آور ہے۔ کیونکہ اب کافی دیر سے قلعہ کا پھاٹک نہ کھلا تھا اور کوئی مزید رومی دستے قلعہ سے باہر نہ نکلتے تھے یہ اس بات کا ثبوت تھا کہ اب رومی فوجیں قلعہ سے باہر نکلنے کی بجائے سلمان سے مقابلہ کر رہی ہیں۔

رومی فوجوں کے قلعہ سے برآمد نہ ہونے پر اسلامی لشکر نے بھی ان کے انتظار میں اپنے حملہ کی شدت کم کر دی تھی۔ اور یہ بات سپہ سالار خالد کو بہت تشویشناک معلوم ہوئی۔ ان کو اندازہ تھا اور صحیح اندازہ تھا کہ اب بھی قلعہ کے اندر رومی فوجیں کافی تعداد میں موجود ہیں۔ اور اگر ان رومی فوجیوں نے میدان جنگ کی طرف سے توجہ ہٹا کر پوری توجہ سلمان کے لشکر کی طرف ہی مرکوز کر دی تو سلمان اور اس کے ساتھ جو اسلامی لشکر موجود ہے اس کے تمام مسلمانوں کو جام شہادت نوش کرنا پڑے گا۔ اس خیال کے آتے ہی سپہ سالار خالد نے اپنے گھوڑے کو مہمیز کیا۔ اور جھپٹ کر آگے بڑھتے ہوئے بڑے جوش و خروش سے اسلامی مجاہدوں کو للکارا۔ اور ان سے کہا کہ وہ پھاٹک سے باہر نکلنے والوں کا انتظار کیوں کر رہے ہیں۔ وہ پھاٹک کو توڑ کر اندر ... داخل کیوں نہیں ہو جاتے اور اتنا کہہ کر سپہ سالار خالد آن کی آن میں قلعہ کے پھاٹک تک پہنچ گئے اور تلواروں کی ایک بھرپور ضرب پھاٹک پر لگائی۔ سپہ سالار خالد کے پیچھے ہی پورا اسلامی لشکر بھی جھپٹ پڑا تھا۔

اور جیسے ہی سپہ سالار خالد نے پھاٹک کے دوسری طرف تلواروں کی ضرب لگائی تو انھوں نے دیکھا کہ اسلامی مجاہدوں کی سینکڑوں تلواریں بھی پھاٹک سے ٹکرا چکی تھیں اور پے در پے تلواروں اور نیزوں کی ضربات سے آن کی آن میں قلعہ کا پھاٹک ریشہ ریشہ ہو کر زمین پر آ رہا۔

ادھر سلمان کا لشکر قلعہ کے اندر پوری جانبازی سے جوہر شجاعت دکھا رہا تھا لیکن رومی فوجیں تھیں کہ قلعہ کے گوشہ گوشہ سے اُبل پڑ رہی تھیں۔ جب سلمان اپنے مقابل رومی فوج کو شکست کے قریب پہنچاتا تو فوراً ہی تازہ دم فوجیں مقابلہ پر آ جاتیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسلامی مجاہد برابر تھکتے جا رہے تھے۔ ان کے لئے کمک پہنچنے کا کوئی سوال ہی نہ تھا۔ لیکن رومی فوجیں برابر قلعہ سے نکل نکل کر مقابلہ پر آ رہی تھیں۔

اچانک سلمان نے ایک اور بڑا خطرہ محسوس کیا اور وہ یہ کہ رومی فوجیں اب اس کے لشکر کا محاصرہ کرنے کی کوشش کر رہی تھیں۔ یہ حالت دیکھ کر سلمان کا جوش و خروش یکایک بڑھ گیا اور اس نے نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے رومیوں پر اس طرح حملہ کیا کہ آدھا لشکر دائیں جانب اور آدھا لشکر بائیں جانب حملہ کر رہا تھا اور اس طرح رومی فوجیوں کے محاصرہ سے بچنے کی ایک عارضی صورت پیدا ہو گئی تھی۔ سلمان نے ایک بار پھر پوری شدت سے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اس سے سلمان کا یہ بھی مقصد تھا

کہ قلعہ کے باہر جو اسلامی لشکر موجود ہے اس کو اور سپہ سالار خالد کو قلعہ کے اندر سلمان اور اس کے ساتھیوں کی موجودگی کا علم بھی ہو جائے۔ اور ساتھ ہی یہ اندازہ بھی ہو جائے کہ سلمان کو کمک کی سخت ضرورت ہے سلمان کے نعرۂ تکبیر کے جواب میں سلمان کے ساتھیوں نے اللہ اکبر کا جو فلک شگاف نعرہ بلند کیا اس سے دور دور تک فضائیں گونج اٹھیں اور سلمان کو پوری طرح یقین ہو گیا کہ یہ آواز اسلامی لشکر اور سپہ سالار خالد کے کانوں تک ضرور پہنچی ہو گی لیکن وہ یہ بھی دیکھ رہا تھا کہ اس کی انتہائی مدافعانہ کوششوں کے باوجود رومی فوجی اسلامی لشکر کو گھیر لینے میں کامیاب ہو گئے تھے اور اسلامی لشکر کے گرد ان کا حلقہ تنگ سے تنگ تر ہوتا جا رہا تھا۔ اسلامی مجاہد چاروں طرف سے اس حلقہ کو توڑنے کی جان توڑ کوشش کر رہے تھے۔ اچانک سلمان کے ذہن میں یہ خیال آیا کہ چاروں طرف سے حلقہ توڑنے کی بجائے اگر پوری طاقت سے ایک سمت حملہ کر دیا جائے تو اسلامی لشکر ایک بار پھر اس حلقہ سے باہر نکل کر رومی فوج کے مقابل آ جائے گا۔ لیکن اس حالت میں اس کو اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے اسلامی مجاہدوں کو مشورہ دینے کا کوئی موقع نہ تھا اور اس کے لئے سلمان نے یہ طریقہ مناسب خیال کیا کہ وہ نعرۂ تکبیر بلند کر کے اپنے چند ساتھیوں کے ہمراہ ایک طرف بھرپور حملہ کر دے تو اس کی آواز پر پورا اسلامی لشکر اسی طرف یورش کر دے گا اور دوسرے ہی لمحہ سلمان نے رومی فوجیوں پر جھپٹتے ہوئے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور یہ دیکھ کر اس

کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کے نعرہ تکبیر کے جواب میں نہ صرف اس کے لشکر کے لوگوں نے بلکہ بہت قریب ہی سے ہزاروں اور آوازوں نے بھی اللہ اکبر کی صدا بلند کی۔

یہ سپہ سالار خالد کے لشکر کی صدائے تکبیر تھی جو قلعہ کے پھاٹک کو رابطہ ریشہ کرنے کے بعد اندر داخل ہو چکا تھا۔ خالد کی سرکردگی میں اسلامی لشکر کے پہنچتے ہی رومی فوج فرار ہونے لگی۔ سلمان کے گرد محاصرہ ٹوٹ گیا اور اسلامی لشکر بھاگتے ہوئے رومیوں کو پکڑنے یا ان کو قتل کرنے میں مصروف ہو گیا سپہ سالار خالد نے دور سے سلمان کو دیکھا۔ جھپٹ کر اس کے قریب پہنچے اور اس کو اپنے سینے سے لگا کر آفرین کہی۔ لیکن سلمان خالد کے سینے سے لگا ہی تھا غش کھا گیا تھا اور اس وقت سپہ سالار خالد نے دیکھا کہ وہ کافی زخمی تھا۔

فرار

امید کا آغاز بھی کتنا خوش آیند ہوتا ہے ۔ ایک موہوم سے تخیل پر عزائم اور ارادے کامیابی کی عظیم الشان عمارتیں کھڑا کر دیتے ہیں ۔ اور خواہ مستقبل عزم و ارادوں سے ساز نہ کرے اور کبھی کوئی عمارت کھڑی نہ ہو سکے لیکن امید کے آغاز میں تو ایسی عمارت ایک بار چشم تخیل کو نظر آ ہی جاتی ہے ۔ اور انسان اس کو دیکھ کر خوشی سے مسکرا ہی اٹھتا ہے ۔ بالکل یہی حالت جولیا کی تھی ـــــ وہ آج بہت خوش تھی ۔ ایک موہوم سی امید کے سہارے اس کو کامیاب مستقبل نظر آ رہا تھا اور وہ میریا کے ساتھ باتیں کرنے میں اپنے تبسم اور اپنی ہنسی پر قابو نہ حاصل کر پا رہی تھی ۔ ہرقل کی قیام گاہ سے ٹھیک دوپہر کے وقت جب سب لوگ دھوپ اور گرمی کی شدت سے بچنے کے لئے عمارتوں کے اندر تھے اور اپنے اپنے کمرہ میں آرام کر رہے تھے دو رومی سوار پھاٹک سے باہر جا رہے تھے ۔ اس غیر معمولی ہنگامی زمانہ میں رومی سواروں کا پھاٹک

میں داخل ہونا یا پھاٹک کے باہر نکلنا کوئی غیر معمولی بات نہ تھی جس پر کوئی توجہ دیتا۔ ہرقل کی قیام گاہ اور قلعہ کے درمیان رومی سواروں کا ایک سلسلہ ہر وقت قائم رہتا تھا اس لئے ان دو سواروں کے پھاٹک سے باہر جانے پر کسی نے توجہ نہ دی۔ لیکن یہ دونوں سوار جولیا اور میریا تھیں جو رومی فوجیوں کی وردیوں میں ملبوس تھیں۔ قلعہ کے پھاٹک سے باہر نکلنے سے قبل تک تو جولیا بالکل سہمی سہمی سی تھی۔ اور میریا قدم قدم پر اس کی ڈھارس بندھا رہی تھی۔ اور اس کو ہمت دلا رہی تھی۔ لیکن قلعہ کے پھاٹک سے باہر نکلتے ہی جولیا کا خوف و ہراس ختم ہو گیا۔ وہ دلیری کے ساتھ حالات کا مقابلہ کرنے کے لئے تیار ہو گئی۔

جولیا نے فخر سے گردن بلند کرتے ہوئے کہا۔ ڈیوڈ! کیا تم مجھ کو بزدل یا کم ہمت سمجھتے ہو۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ تم میرے کارناموں سے واقف نہیں ہو۔

ڈیوڈ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ آپ کے کارنامے کچھ تو مجھے معلوم نہیں اور جو کچھ معلوم بھی رہے ہوں گے ان کو بھی بھول گیا ہوں۔ اس لئے بہتر یہی ہوگا کہ آپ اس موقع پر اپنے کچھ کارنامے ہی بیان فرما دیجئے۔ اس سے باتوں باتوں میں کچھ راستہ بھی کٹ جائیگا۔

جولیا۔ ہاں۔ ڈیوڈ تمہاری تجویز بالکل ٹھیک ہے۔ میں اپنے کچھ کارنامے تمہیں ضرور بتاؤں گا تاکہ تم سمجھ سکو کہ میں کتنا زیادہ دلیر۔ کتنا بہادر اور کتنا ہمت والا ہوں اور کہاں تک تمہاری

حفاظت کرسکتا ہوں۔

ڈبوڈ نے مسکراتے ہوئے کہا۔ بیشک۔ بیشک۔ اس سے میرا خوف دہراس بھی کچھ کم ہو جائے گا۔ میں مطمئن ہو جاؤں گی۔

جولیا۔ سنو ڈبوڈ! میں بہت عرصہ تک عرب قبائلی ڈاکوؤں کی قید میں رہا ہوں۔ لیکن میں ان کی قید میں بھی اطمینان کی زندگی گذارتا رہا۔

ڈبوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔ بہت خوب۔ بہت خوب۔ بھلا قید میں رہنے سے زیادہ بہادری اور کیا ہو سکتی ہے۔ دراصل بزدل تو وہ لوگ ہوتے ہیں جو دوسروں کو قید کر لیتے ہیں۔

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ ڈبوڈ تم واقعی سمجھدار معلوم ہوتے ہو۔ اچھا اور سنو۔ میں ان قبائلی ڈاکوؤں کی قید سے ایک تاریک رات میں فرار ہو گیا۔

ڈبوڈ نے ہنستے ہوئے کہا۔

واقعی بھاگنا بھی تو بڑی بہادری کا کام ہے۔ لیکن آپ نے یہ نہیں بتایا کہ آپ اکیلے بھاگے تھے یا کسی کا سہارا لیکر۔ میرا خیال ہے کہ اگر آپ کسی کے سہارے اور کسی کے بھروسے پر بھاگے ہوتے تو یہ آپ کی اور زیادہ بہادری ہوتی

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اور کیا تم نے مجھ کو کم بہادر سمجھا ہے۔ کیا میں اکیلے ہی بھاگ کھڑا ہوتا۔ میں کسی کا سہارا ہی لے کر بھاگا تھا۔ لیکن ڈبوڈ — — لیکن کیا۔ — —

جولیا۔ لیکن وہ سہارا اب خواب وخیال ہو گیا ہے۔ ڈبوڈ کاش میں زندگی کے کسی بھی حصہ میں عامر سے مل سکتی۔

ڈیوڈ۔ زندگی کے کسی بھی حصہ میں مل کر کیا کروگی اگر تم اسی طرح بوڑھی ہوگئیں عامر بھی تو بوڑھا ہوگیا اور اس کے بعد عامر سے تمہاری ملاقات ہوئی بھی تو تم اس سے مل کر کیا کروگی۔

جولیا نے برجستہ جواب دیا۔ یہی کہوں گی کہ میں نے تمہارے نام پر زندگی گذار دی۔ تنہائی کی بے لطف زندگی۔ اور صرف اتنا ہی کہہ کر مجھے ابدی سکون حاصل ہو جائیگا۔

ڈیوڈ نے برجستہ جواب دیا۔ جھوٹ بالکل جھوٹ۔ تم یہ ہرگز نہ کہوگی۔

جولیا نے حیرت سے پوچھا۔ کیوں پھر کیا کہوں میں۔

ڈیوڈ نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا۔ تم مسکرا مسکرا کر شرما شرما کر کہوگی کہ عامر مجھے خوشی ہے کہ ہم کسی زمانے میں اچھے دوست رہ چکے ہیں۔ تم نے بعض نازک وقت پر میری مدد کی ہے جس کے لئے میں ہمیشہ شکرگذار رہوں گی۔ اچھا عامر ان سے ملو یہ میرے شوہر ہیں۔

اور اس پر ڈیوڈ (میریا اور جولیا) دونوں ہنستے ہنستے لوٹ گئیں۔

ڈیوڈ نے کہا۔ بھئی ذرا ہنسی کو روکو تو میں اپنی بات پوری کروں ابھی بوڑھی جولیا اور بوڑھے عامر کی بات چیت ختم کہاں ہوئی ہے۔

جولیا نے ہنسی روکتے ہوئے کہا۔ اچھا کہو۔

اور ڈیوڈ نے پھر کہنا شروع کیا۔ عامر اور جولیا کے بوڑھے شوہر ایکدوسرے سے مصافحہ کرتے ہوئے کہیں گے۔ ہمیں بڑی خوشی ہوئی آپ سے مل کر۔ اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرادیں گے اور پھر بوڑھی جولیا چھوٹے بچے کو گود میں اٹھاتے ہوئے اور اس سے بڑے بچے کی انگلی پکڑتے ہوئے اپنے دائیں بائیں اور

گرد و پیش کھڑے ہوئے تقریباً ایک درجن بچوں کی طرف اشارہ کرتی ہوئی کہے گی۔ ہاں! عامر تم نے ان بچوں کو تو دیکھا ہی نہیں۔ بہت شریر ہیں۔

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ چپ شریر کہیں کی۔ کیسے کیسے قصے گھڑ رہی ہے

ڈیوڈ نے بھی ہنستے ہوئے کہا۔ قصہ نہیں گھڑ رہی ہوں۔ تمھاری قسمت کا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہی ہوں۔ اچھا اور سنو۔ دو ایک بچوں کے سر پر پیار سے ہاتھ پھیرتے ہوئے عامر جولیا سے پوچھے گا۔ بس اتنے ہی بچے ہیں۔ یہ تو کسی طرح بھی ایک درجن سے زیادہ معلوم نہیں ہوتے اور جولیا کھسیانی ہو کر گردن جھکاتے ہوئے نہایت عاجزی سے جواب دے گی۔ بس یہی ہیں جو کچھ بھی ہیں۔ اور پھر پوچھے گی۔ عامر تمھارے کتنے بچے ہیں۔ تو جانتی ہے عامر کیا جواب دے گا۔

جولیا۔ یہی کہ تین چار درجن ہیں۔

ڈیوڈ۔ بالکل غلط۔ وہ کہے گا کہ ہیں تو بہت سے لیکن تعداد نہیں بتا سکتا کیونکہ روز گنتا ہوں اور روز بھول جاتا ہوں

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ اچھا اب یہ بکواس بند کرو اور بتاؤ کہ ہمیں آئندہ کیا کرنا ہے۔

ڈیوڈ۔ سب سے پہلے تو پیٹ بھرنے کی فکر کرنا ہے اور یہ کام اس وقت یہاں بہت مشکل اور بہت مہنگا ہو گیا ہے۔ جانتی ہو ہم دونوں کو ایک وقت پیٹ بھرنے کی قیمت کیا ادا کرنا پڑے گی۔ سونے کا ایک سکہ۔ اچھا آؤ وہ سامنے جو سرائے ہے اس کا مالک میرا جاننے والا ہے۔

ڈیوڈ نے سرائے کے باہر ملازم کو اپنا اور جولیا کا گھوڑا حوالہ کر دیا اور پھر دونوں سرائے کے اندر داخل ہوئے۔ ڈیوڈ اس قدر تیز تیز قدموں سے آگے بڑھ رہا تھا جیسے کہ وہ اس سرائے کے چپے چپے سے واقف ہو۔ اور یہ حقیقت بھی تھی کیونکہ اسی سرائے میں ڈیوڈ کی ملاقات روم کے عظیم فلاسفر کلولیس سے ہوئی تھی۔ اسی سرائے میں وہ روبن سے ملا تھا اور وہ اسی سرائے سے ہرنل کی قیام گاہ تک اس کی رسائی ہوئی تھی۔

سب سے پہلے ڈیوڈ نے سرائے کے مالک سے ملاقات کی اور ان کے ہاتھ میں سونے کا ایک سکہ دیتے ہوئے کہا کہ کسی طرح ہم دونوں کو ایک وقت کا کھانا مہیا کر دو۔

سرائے کے مالک نے جواب دیا۔ کوشش کرتا ہوں۔ آپ دونوں اندر چل کر بیٹھیں۔

ڈیوڈ نے جولیا کے کان میں چپکے سے کہا۔ سنو جولیا۔ تمہارا مردانہ نام جولیس ہے اور یہاں میں تم کو اسی نام سے مخاطب کروں گا۔ اس کے بعد ڈیوڈ اور جولیس سرائے کے بڑے ہال میں داخل ہوئے اور ایک گوشے میں بیٹھ گئے۔

دوسرے ہی لمحہ جولیس نے ڈیوڈ کو توجہ دلاتے ہوئے کہا۔ ڈیوڈ وہ دیکھو وہ کون آدمی ہے جو ہم کو اس طرح گھور رہا ہے جیسے ہم کو مشکوک و مشتبہ سمجھ رہا ہو۔

ڈیوڈ نے اس آدمی کی طرف ایک نظر دیکھا۔ کھڑے ہو کر اس کو تعظیم دی اور جولیس سے بولا۔ یہ ہے روم کا عظیم فلاسفر کلولیس اور اس کی مدد سے میں تمہارے پاس تک پہنچ سکی تھی۔

جولیس نے خوفزدہ آواز میں کہا لیکن یہ ہماری طرف اس قدر معنیٰ خیز انداز میں کیوں دیکھ رہا ہے۔ ڈیوڈ۔ دراصل مجھے اس کی نگاہوں سے ڈر معلوم ہو رہا ہے۔
ڈیوڈ نے جولیس کو تسلی دیتے ہوئے کہا۔ ڈرنے کی کوئی بات نہیں ہے۔ وہ ہر ایک کو ایسی ہی نگاہوں سے دیکھتا ہے۔ اور اسطرح ہر ایک کے متعلق وہ سب کچھ جاننا چاہتا ہے جو دوسرے نہیں جانتے۔ لیکن ہمیشہ حق کا ساتھ دیتا ہے۔ اس لئے ہم کو اس سے خطرہ نہ محسوس کرنا چاہیئے۔ کیونکہ ہم حق پر ہیں۔
ڈیوڈ یہیں تک کہہ پایا تھا کہ اچانک بوڑھے رومی فلاسفر کلودیس کی آواز نے ڈیوڈ اور جولیس کو چونکا دیا۔
آج میں اس سرائے میں کئی دنوں کے بعد میریا کو پھر دیکھ رہا ہوں۔ لیکن مجھے خوشی ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو کر لوٹی ہے۔ کیونکہ اس کے ساتھ جولیا بھی ہے۔ کیوں میریا ٹھیک ہے نا۔
ہاں محترم بزرگ آپ کا خیال بالکل درست ہے کہ میرے ساتھ جولیا بھی ہے۔
جولیا اس وقت تک گھبرا کر کھڑی ہو گئی تھی اور خوف وہراس سے اس کے پاؤں کانپ رہے تھے۔ میریا جولیا کو سہارا دیتے ہوئے کلودیس کے بالکل قریب پہنچ کر بیٹھ گئی۔ اور کلودیس نے جولیا کو اس قدر زیادہ خوفزدہ دیکھ کر پیار سے اس کے سر پر ہاتھ پھیرا اور تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ڈرو نہیں جولیا۔ جب تم نے آزادی کے لئے اتنی بڑی مہم شروع کی ہے تو پھر اتنا ڈر کیوں رہی ہو۔
جولیا نے بڑے مطمئن انداز میں جواب دیا۔ محترم بزرگ۔ میں اس قدر خوفزدہ ہو گئی تھی کہ ہوش وحواس کھو بیٹھی تھی۔ اور میرے جسم میں

رعشہ پیدا ہوگیا تھا۔ لیکن آپ کے دست شفقت نے اور آپ کے صرف ایک تسلی بخش جملے نے میرا تمام خوف و ہراس دور کردیا۔ میں آپ کی بہت ممنون ہوں۔

کلوولیس نے کہا۔ ٹھیک ہے۔ تم کو اب ہر مرحلہ پر ہمت ہی سے کام لینا ہوگا۔ میری بہترین دعائیں تمھارے ساتھ ہیں۔ لیکن میریا میں تم جیسی ذہین لڑکی سے ایسی غلطی کی توقع نہیں کرسکتا تھا۔

میریا نے تعجب اور حیرت سے معلوم کیا۔ کیسی غلطی بزرگ محترم — آپ میری غلطی کو درست کرکے مجھے صحیح راستہ دکھائیے۔

کلوولیس نے کہا۔ کیا تم بھول گئیں کہ اسی سرائے میں میں نے روبن سے تمھارا تعارف کرایا تھا۔ اسی سرائے میں تم روبن کو ملی تھیں۔ اور اسی سرائے سے تم اس کے ساتھ گئی تھیں۔

میریا۔ بزرگ محترم۔ یہ باتیں تو مجھے اچھی طرح یاد ہیں۔ اور ابھی میں راستہ میں یہی باتیں جولیا سے بتا رہی تھی۔

کلوولیس نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ تم کو یہ بھی معلوم ہے کہ جلد ہی تمھاری تلاش شروع کردی جائے گی اور سب سے پہلے تمھیں اسی سرائے میں تلاش کیا جائے گا۔ کیونکہ تم یہیں روبن سے ملی تھیں۔

میریا اور جولیا نے ایک ساتھ جواب دیا۔ یہ تو آپ بالکل ٹھیک کہہ رہے ہیں۔ اور اتنی اہم بات تو ہم نے سوچی ہی نہیں تھی۔

کلوولیس۔ اسی بات پر تو میں حیرت کا اظہار کررہا تھا کہ تم دونوں

ذہین لڑکیاں ہوتے ہوئے ایسی حماقت کیوں کر رہی ہو۔ اچھا خیر جو ہونا تھا سو ہو گیا۔ اب تم دونوں فوراً کھڑی ہو جاؤ۔ اور یہاں سے جلد از جلد روانہ ہو جاؤ۔ اگر ممکن ہو تو اسی وقت دمشق روانہ ہو جاؤ۔

میریا نے جواب دیا۔ ہم دونوں بہت بھوکی ہیں۔ ہمارا کھانا آ رہا ہوگا۔ ہم کھانے ہی چلی جائیں گی۔

بوڑھے فلاسفر نے قدرے غضبناک ہو کر کہا۔ بری گھڑی کہہ کر نہیں آتی نادان لڑکی۔ جاؤ فوراً بھاگ جاؤ۔ آزادی کھانے سے اور سونے کے ایک سکہ سے جو تم نے کھانے کی قیمت میں دیا ہوگا کہیں زیادہ قیمتی ہے۔

میریا اور جولیا دونوں جانے کے لئے اٹھ کھڑی ہوئیں اور بوڑھے فلاسفر نے مسکراتے ہوئے ملائمت سے کہا۔ میرے تلخ لہجہ کو معاف کرنا کبھی کبھی ایسا بھی ضروری ہو جاتا ہے۔ جاؤ۔ میری بہترین دعائیں تمہارے ساتھ ہیں۔ اور ہاں۔ تم دمشق سلامتی کے ساتھ پہنچ سکیں تو تم خود سن لوگی کہ تمہارے جانے کے بعد اس سرائے میں تمہاری تلاش کی گئی تھی۔ جاؤ۔ جلدی کرو۔

دمشق کی ایک رات

مرج راہط سے باہر نکل کر شاہراہ دمشق پر گذرتے ہوئے جولیا نے میریا سے کہا۔ یہ شخص کلودیس بھی عجیب وغریب طاقت کا انسان ہے۔

میریا نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا۔ ہاں اس عظیم فلاسفر نے اپنی قوت استدلال کو اس قدر زیادہ بڑھا لیا ہے اور اس قدر منظم بنا لیا ہے کہ وہ معمولی سے معمولی شبہات اور معمولی سے معمولی گمان کو صرف چند لمحات کے اندر استدلال کی کسوٹی پر اس طرح کس لیتا ہے کہ وہ ہر بات کے متعلق پورے یقین کے ساتھ حکم لگا سکتا ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ شہنشاہ ہرقل کے سامنے بھی صحیح اور حق بات کہنے میں خواہ وہ کتنی ہی تلخ کیوں نہ ہو کبھی کوئی تامل نہیں کرتا۔

جولیا نے حیرت سے کہا۔ واقعی اس نے نہ صرف تمھیں بلکہ مجھے بھی پہچان لیا۔ میریا۔ اور وہ بھی اس طرح کہ وہ شاید تمھاری اصل شکل وصورت

کو بھی نہیں پہچانتا۔

جولیا بیشک۔ وہ بزرگ فلاسفر یقیناً شکل و صورت سے مجھ کو نہیں پہچانتا۔

میریا۔ اور نہ مجھ کو پہچانتا ہے بلکہ وہ مجھ کو میری اصل شکل و صورت سے زیادہ اسی لباس میں پہچان سکتا ہے جس میں کہ میں اس وقت ہوں۔ کیونکہ اس نے اس سے قبل بھی مجھ کو اسی لباس میں پہچانا تھا۔

جولیا۔ حیرت ہے کہ وہ اصل شکل و صورت پہچانے بغیر بھی دوسرے بھیس میں پہچان لیتا ہے۔

میریا۔ اس میں حیرت کی کیا بات ہے۔ قصہ دراصل یہ ہے کہ یہ عقلمند انسان آنکھوں سے نہیں بلکہ ذہن سے دیکھتا ہے اور ذہن کے بنائے ہوئے نتائج پر آنکھوں دیکھے واقعات سے زیادہ اعتبار کرتا ہے۔

جولیا نے اعتراف کیا۔ اور یہی وجہ ہے کہ سب کچھ نہ دیکھتے ہوئے اور نہ جانتے ہوئے بھی سمجھتا ہے۔

جولیا اور میریا رومی سواروں کے بھیس میں باتیں کرتی ہوئی اسی طرح آگے بڑھتی رہیں اور شاہراہ دمشق پر غروب آفتاب کا منظر ان کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کئے بغیر نہ رہ سکا۔

جولیا نے کہا۔ میریا دیکھو شام کا منظر بھی کیسا دِل کش ہوتا ہے۔

میریا نے جواب دیا۔ شام کا وقت میرے ذہن پر بری طرح اثر انداز ہوتا ہے۔

جولیانے کہا۔ میں بھی شام کے پرسکون لمحات سے بہت متاثر ہوتی ہوں۔ دراصل ایسے ماحول میں مجھے بہت کچھ یاد آتا ہے۔ بہت سی بھولی بسری باتیں۔

میریا۔ اور عامر بھی یاد آتا ہوگا۔

جولیانے گلوگیر آواز میں صرف "ہاں" کہا۔ اور خاموش ہوگئی۔ غالباً وہ عامر ہی کے متعلق کچھ سوچنے لگی تھی۔

چند لمحہ کی صبر آزما خاموشی کو توڑتے ہوئے میریا نے کہا اور اس وقت کیا سوچنے لگیں تم۔ کیا عامر کی یاد پھر آنے لگی۔

جولیانے انتہائی غمگین آواز میں جواب دیا۔ ہاں میریا میں اسوقت یہ سوچ رہی ہوں کہ عامر نے کبھی پلٹ کر یہ بھی نہ دیکھا کہ میں کس حال میں ہوں۔

میریانے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ یہ تم کیسے کہہ سکتی ہو۔

جولیانے جواب دیا۔ ایسے کہہ سکتی ہوں کہ میں زندگی کے تلخ سے تلخ حالات برداشت کرتی رہی اور سخت سے سخت ماحول میں گزرتی رہی۔ لیکن عامر نے کبھی میرے حالات سے واقفیت حاصل کرنے تک کی کوشش نہ کی۔

میریانے کہا۔ ہاں یہ تو ٹھیک ہے مگر شاید وہ بھی مجبور رہی ہو۔

جولیانے گریہ آلود آواز میں جواب دیا۔ میریا یہ تو دل کو سمجھانے کی باتیں ہیں ورنہ ہم دونوں جانتے ہیں کہ ہم کو جن حالات کا سامنا ہے۔ ایسے حالات عامر کے ساتھ ہرگز نہیں ہیں۔

میریانے گویا عامر کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔ کہ یہ تو صحیح ہے کہ عامر کو اتنی مجبوریاں نہیں ہو سکتیں جتنا کہ ہم کو ہیں لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اسکو کوئی مجبوری ہی نہ ہو۔

جولیا نے شکوے کے انداز میں کہا۔ کیا مجبوری ہو سکتی ہے عامر کو۔ کیا وہ مجھ سے یہ بھی نہیں دریافت کر سکتا تھا کہ میں کس حال میں ہوں۔

میریا نے جواب دیا۔ بظاہر تو یہ بات بہت آسان معلوم ہوتی ہے کہ وہ تمھارے حالات دریافت کرتا۔ لیکن اگر تم نے ممالک کی صورت حال پر غور کیا ہوتا تو تم کو یہ شکایت نہ ہوتی۔ عامر کے لئے ان حدود کا عبور کرنا مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے۔ جو اسلامی اور رومی لشکروں کے درمیان قائم ہو گئی ہیں۔

جولیا نے کچھ نرم ہوتے ہوئے کہا۔ ہاں مجبوریاں تو عامر کے ساتھ بھی ہیں لیکن میری حالت تو اس نے کبھی دریافت کرنے کی کوشش کی ہوتی۔

میریا نے جواب دیا۔ جولیا تم یکطرفہ فیصلے کیوں کر رہی ہو۔ تمھیں عامر کے دل کا حال کیا معلوم کہ وہ تمھارا حال معلوم کرنے کے لئے کس قدر بےچین رہتا ہوگا۔ لیکن وہ کر بھی کیا سکتا ہے۔

جولیا نے اکتاتے ہوئے کہا۔ اچھا چھوڑو بھی اس قصہ کو۔ میں عامر کو کوئی الزام نہیں دیتی لیکن یہ تمنا ضرور ہے کہ کاش مرنے سے قبل اس سے کم از کم ایک بار ملاقات ہو جاتی۔

میریا نے برجستہ کہا۔ کب تک ارادہ ہے تمھارا۔

جولیا نے تعجب سے دریافت کیا۔ کس ارادہ کو پوچھ رہی ہو تم۔

میریا نے لاپرواہی سے جواب دیا۔ مرنے کے ارادے کے متعلق پوچھ رہی ہوں۔ اور دونوں کھل کھلا کر ہنس پڑیں۔

رات کا ایک پہر گزر چکا تھا کہ جولیا اور میریا دمشق میں داخل ہو گئیں

رومی فوجیوں کی آمد و رفت کا ایک سلسلہ قائم تھا اور چونکہ جولیا اور میریا بھی رومی فوجیوں کے لباس میں تھیں اس لیئے نہ تو کسی نے ان سے کوئی تعرض کیا اور نہ کسی نے ان پر کوئی خاص توجہ دی بلکہ یہ دونوں بھی دوسرے رومی فوجیوں کی طرح شہر میں داخل ہو گئیں۔

جولیا نے میریا سے کہا۔ دیکھو میریا دمشق کی شام اب بھی بارونق ہے۔ یہاں وہ ویرانی اور مایوسی نظر نہیں آ رہی جو مرج راہط میں ہیں۔

میریا نے جواب دیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جس طرح انسانوں میں کسی کی قسمت میں عیش و عشرت اور کسی کے مقدر بربادی لکھ دی جاتی ہے اسی طرح شہروں کی بھی قسمتیں ہیں۔ اور دمشق ان شہروں میں سے ایک ہے جن کی قسمت میں آبادی۔ رونق اور چہل پہل لکھ دی گئی ہے۔

جولیا نے کہا۔ واقعی ایسا ہی معلوم ہوتا ہے میں نے اس شہر کو جب دیکھا ہے جگمگاتا ہوا ہی پایا ہے۔ جب بھی شام کی شاہراہوں پر گزر رہی ہوں۔ آبادیوں ہی سے گزری ہوں اور جب بھی سیر کی ہے شادابیوں ہی میں سیر کی ہے۔ اس تمام علاقہ میں یہ خوبی اور یہ خصوصیت مجھے صرف دمشق ہی میں نظر آئی ہے

میریا نے کہا۔ آبادی۔ شادابی اور چہل پہل کی حیثیت میں تو یہ شہر یروشلم سے بھی کچھ بڑھا ہوا ہی نظر آتا ہے۔

جولیا نے جواب دیا۔ یقیناً ایسا ہی ہے اور مناسب یہ ہے کہ یروشلم کو صرف مذہبی برکت حاصل ہے لیکن دمشق کاروباری اور تجارتی حیثیت

جنثیت سے بین الاقوامی حیثیت رکھتا ہے۔ اس شہر میں قرب وجوار اور دور دراز ممالک کے باشندے بھی ہر وقت نظر آتے ہیں۔

میریا۔ دراصل دمشق ہی ایک ایسا شہر ہے جو نہ صرف کاروبار بلکہ تہذیب وتمدن، سیاست وتعلیم ہر شعبۂ زندگی میں مشرق ومغرب کو ملاتا ہے اور یہی وجہ ہے کہ یہ شہر تمام حالات سے اتنا متاثر نہیں ہوتا جتنا کہ دوسرے شہر متاثر ہوتے ہیں۔

جولیا نے اچانک گفتگو کا رخ بدلتے ہوئے کہا۔ اچھا میریا اب ہم کو خواہ مخواہ بے مقصد مارا مارا پھرنا نہ چاہیئے۔

میریا نے معنی خیز انداز میں سوال کیا۔ تمھاری یہ رائے تو بالکل ٹھیک ہے لیکن کم از کم کسی مقصد کا تعین تو کردو جو ہماری زندگی کی بے مقصدیت کو ختم کرسکے۔

جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔ حیرت ہے اتنا بڑا مقصد جو تم پر پوری طرح اثرانداز بھی ہو رہا ہو تم کو اپنی طرف متوجہ نہیں کر سکا۔ اچھا تو سنو اس وقت ہمارا سب سے بڑا مقصد پیٹ بھرنا ہے۔ تمھیں یاد نہیں کہ ہم مرج راہط کی سرائے سے اس طرح بھوکے نکلے تھے جس طرح کہ کوئی پیاسا دریا سے پیاسا باہر آتا ہے۔

میریا۔ ہاں۔ اب تو بھوک دفعی بے حال کئے ڈال رہی ہے۔

جولیا۔ اسی لئے تو میں کہہ رہی ہوں کہ اب ہمارا مقصد یہ ہونا چاہیئے کہ ہم کسی اچھی سی سرائے میں پہنچ کر کچھ کھائیں پئیں۔

میریا۔ اچھا تو آؤ ادھر داہنی طرف کی سڑک پر چلو۔ میں تم کو ایک بہت اچھی سرائے میں لے چلتی ہوں خدا کرے وہ اب بھی اتنی ہی اچھی سرائے رہ

گئی ہو کیونکہ موجودہ حالات نے بہت سی چیزوں کی ہیئت ہی بدل کر رکھدی ہے

جولیا نے برجستہ کہا مثلاً دو رومی لڑکیاں میریا اور جولیا ہیئت بدل کر دو رومی سوار ڈیوڈ اور جولیس بن کر رہ گئی تھیں

اس پر دونوں نے قہقہہ لگایا اور دائیں طرف کی سڑک پر گھوڑے ڈال دئے تھوڑی ہی دور چلنے کے بعد میریا اور جولیا ایک جگمگاتی ہوئی سرائے کے پھاٹک پر موجود تھیں۔ سرائے کے ملازمین نے آگے بڑھ کر دونوں کے گھوڑے تھام لیے اور دونوں رومی سوار فوجی انداز میں قدم بڑھاتے ہوئے سرائے کے اندر داخل ہو گئے۔ یہ سرائے واقعی پر تکلف تھی یہ ایک بڑے دالان کے علاوہ بہت سے چھوٹے چھوٹے اور علیحدہ علیحدہ خس پوش کمروں پر مشتمل تھی اور قدم قدم پر سرائے کے خادم آنیوالوں کی رہنمائی کر رہے تھے خادم اپنی مستعدی اور فرض شناسی کے ساتھ اپنے اپنے کاموں میں مصروف تھے کہ ان دونوں رومی فوجیوں کو ادھر ادھر بھٹکنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ ایک خادم نے بڑھ کر ان کو تعظیم دی اور پھر ان کو ساتھ لیجا کر ایک خالی کمرہ میں پہنچا دیا۔

کمرہ ایرانی قالینوں اور رومی زربفت سے مزین تھا اور بہت صاف ستھرا تھا۔ جولیا اور میریا کمرے کے وسط میں فرش پر بیٹھ گئیں اور میریا نے خادم کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے جو ان کے حکم کے انتظار میں دست بستہ کھڑا ہوا تھا جھکے ہوئے انداز میں صرف "کھانا لاؤ"، کہا۔ بالکل اس طرح جیسے رومی فوجی تھکے ہارے پہنچے ہوں اور بھوک کی شدت سے بیتاب ہو کر کھانا طلب کر رہے ہوں۔

خادم کھانا لینے چلا گیا اور جولیا نے کہا۔ تعجب ہے کہ ان حالات میں بھی جو کہ اسلامی حملوں سے پیدا ہو چکے ہیں اس ہوٹل پر کوئی اثر نہیں پڑا اور اس کی آبادی اور شادابی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

میربا نے کہا اس کا واحد سبب یہ ہے کہ یہ سرائے خاص کر بین الاقوامی تاجروں کیلئے ہے۔ یہاں اس وقت ایران۔ لبنان۔ فلسطین۔ مصر وغیرہ حتیٰ کہ افغانستان اور ہندوستان کے تاجر بھی مقیم ہوں گے اور ظاہر ہے کہ رومی تاجروں کے علاوہ ان دوسرے ملکوں کے تاجروں کو ان حملوں سے کوئی براہ راست تعلق اور سروکار نہیں ہو سکتا جو کہ مملکت روم پر ہو رہے ہیں۔

اتنے میں ہوٹل کا خادم کھانا لیکر آ گیا اس نے انتہائی سلیقے کے ساتھ پہلے تو جولیا اور میربا کے درمیان صاف ستھرا دسترخوان بچھایا اور پھر دسترخوان پر کھانے۔ پانی کی رومی ساخت کی اونچی صراحی اور دو کٹورے رکھ دئے اور ادب سے کھڑا ہو گیا۔

میربا نے خادم کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ اچھا اب تم جا سکتے ہو ہمیں کسی چیز کی ضرورت ہو گی تو ہم آواز دے لیں گے۔

خادم کے چلے جانے کے بعد جولیا اور میربا کمرے میں تنہا رہ گئیں۔ اور ایک دوسرے کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہوئے کھانا شروع کر دیا۔

کھانے کے بعد میربا نے دستک دی اور فوراً ہی خادم کمرے کے اندر داخل ہو کر مودب کھڑا ہو گیا۔

میربا نے سونے کے دو سکے نکال کر خادم کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے کہا۔

یہ ہے کھانے کی قیمت - اور ایک چاندی کا سکہ نکال کر اس کے ہاتھوں پر رکھتے ہوئے بولی - اور یہ رہا تمہارا انعام -

خادم نے ادب سے سلام کیا اور جھک کر برتن اٹھانے لگا۔ جب خادم برتن سمیٹ کر جانے لگا تو میریا نے اس کو پھر مخاطب کرتے ہوئے کہا - اور ہاں سنو - ہم دونوں بہت تھک گئے ہیں تھوڑی سی دیر لیٹ کر آرام کریں گے۔

خادم نے مودب لہجہ میں جواب دیا۔ شوق سے آرام فرمائیے اور کسی چیز کی ضرورت ہو تو خادم کو حکم دیجئے گا - اور جواب کا انتظار کئے بغیر وہ برتن لیکر چلا گیا۔

میریا نے کونے پر پڑا ہوا ایک تکیہ جولیا کی طرف پھینک دیا اور دوسرا تکیہ خود اپنے سر کے نیچے رکھ کر آرام سے لیٹ گئی۔

جولیا نے کروٹ بدلتے ہوئے میریا کی طرف منہ کر کے کہا - میریا! تم نے کھانا بھی کھلوا دیا اور آرام کے لئے جگہ بھی مہیا کر دی - اب سوال مستقل قیام کا رہ جاتا ہے -

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - وہ بھی ہو ہی گیا ہے - کیونکہ جب تک ہم آئندہ کے متعلق کچھ طے نہ کر لیں اس وقت تک ہم اس سرائے میں قیام کریں گے اور ابھی تھوڑا آرام کرنے کے بعد ہی میں سرائے کے مالک کو ایک ہفتہ کا پیشگی کرایہ ادا کر دوں گی -

جولیا نے شرارت سے کہا - کر دو گی نہیں کر دوں گا کہو — یہ نہ بھولو کہ تم میریا نہیں ڈیوڈ ہو - — اور تم جولیا سے نہیں بلکہ جولیس سے ہم کلام ہو — — اور دونوں ہنسنے لگیں -

جولیا نے کہا۔ تو پھر چلو پہلے سرائے کے مالک سے بات ہی کر لیں۔

میریا نے جواب دیا۔ ایسی بھی کیا جلدی ہے۔ کتنے عرصہ کے بعد تو تنہائی نصیب ہوئی ہے۔ تھوڑی دیر آرام کر لو پھر چلیں گے۔

دونوں کافی دیر تک خاموش لیٹی آرام کرتی رہیں کہ اچانک دروازہ کے باہر دستک ہوئی۔

میریا نے مصنوعی مردانہ انداز میں کہا۔ کون ہے۔ اندر آ جاؤ۔

سرائے کے خادم نے اندر داخل ہوتے ہوئے کہا۔ معاف کیجئے گا۔ میں آپ کے آرام میں مخل ہوا۔ میں صرف اس لئے آیا تھا کہ آپکو کوئی ضرورت نہ ہو۔

میریا نے کہا۔ تم بڑے فرض شناس معلوم ہوتے ہو واقعی میں تمہاری ضرورت محسوس کر رہا تھا۔ تھوڑا ٹھنڈا پانی پلاؤ۔ ہمیں کچھ پیاس معلوم ہو رہی ہے۔

ملازم الٹے پاؤں واپس گیا اور دوسرے ہی لمحہ ٹھنڈے پانی کی صراحی لیکر آ گیا۔ جولیا اور میریا نے شکم سیر ہو کر پانی پیا اور پھر میریا نے کپڑے سے اپنا منہ پونچھتے ہوئے خادم سے کہا۔ ہم ہوٹل کے مالک سے ملنا چاہتے ہیں۔

خادم نے مختصر جواب دیا۔ تشریف لائیے میرے ساتھ۔ اور میریا نے جولیا کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ چلو جولیس ہم سرائے کے مالک سے ٹھہرنے کی بات کر لیں۔

سرائے کا مالک ادھیڑ عمر کا ایک خوش پوش اور خلیق انسان تھا۔ وہ ایک قیمتی ایرانی قالین پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور اس نے کھڑے ہو کر

ڈیوڈ اور جولیس کا خیر مقدم کیا اور بیٹھنے کو کہا۔

جب تینوں آرام سے بیٹھ گئے تو میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

بزرگ محترم یروشلم جانے سے قبل ہم کو کچھ روز دمشق ہی میں قیام کرنا پڑے گا۔

سرائے کے مالک نے برجستہ جواب دیا۔ بسر و چشم یہ ہماری خوش قسمتی ہوگی۔ اور پھر الفاظ کی بجائے سونے کے سکوں کی جھنکار سے کام لیتے ہوئے میریا نے پانچ سونے کے سکے سرائے کے مالک کے کاغذ پر رکھے اور کہا۔

یہ کم از کم ایک ہفتہ کا کرایہ لیجئے۔

سرائے کے مالک نے حریص نگاہوں سے سونے کے دمکتے سکوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

بہت اچھا۔ بہت اچھا۔ کیا آپ دونوں صاحب ایک ہی ہفتہ قیام کریں گے۔

اور جولیا نے مصنوعی مردانہ انداز میں جواب دیا۔ ایک ہفتہ سے کچھ زیادہ بھی ہو سکتا ہے اور ایک ہفتہ سے کچھ کم بھی ہو سکتا ہے ہمارا قیام (اور پھر میریا کو مخاطب کرتے ہوئے) کیوں ڈیوڈ ٹھیک ہے نا۔

میریا نے سرائے کے مالک سے خطاب کرتے ہوئے کہا۔ دراصل ابھی ہم اپنے قیام کی مدت کا ٹھیک تعین نہیں کر سکتے۔ ہو سکتا ہے ہم کل ہی روانہ ہو جائیں۔ ہو سکتا ہے ہم کو کافی دن قیام کرنا پڑ جائے۔

جولیا نے کہا۔ دراصل ہمارے قیام اور ہماری روانگی کا انحصار بہت سی باتوں پر ہے۔

میریا نے جملہ پورا کرتے ہوئے کہا۔ اور ان میں سب سے اہم بات

یروشلم کے حاکم کی مرضی اور اس کا حکم ہے جس کا ہم انتظار کر رہے ہیں۔
سرائے کے مالک نے مطمئن ہوتے ہوئے جواب دیا۔ بیشک۔ بیشک۔
آپ نے درست فرمایا۔ اور پھر مالک نے خادم سے مخاطب ہو کر کہا
دیکھو ان دونوں معزز حضرات کو کونسا کمرہ دوگے۔

خادم نے ایسے جواب دیا جیسے کہ وہ اس متوقع سوال پر دیر سے غور کرنے کے بعد پہلے سے فیصلہ کر چکا ہو۔ وہ کمرہ بہتر ہوگا جو اس فوجی اور اس کی بیوی نے ابھی ابھی خالی کیا ہے۔

سرائے کے مالک نے ناگواری سے جواب دیا۔ لیکن وہ کس کام کا ہے۔
ان معزز مہمانوں نے کافی کرایہ دیا ہے ہم کو ان کی آرام و آسائش کا بھی پورا خیال رکھنا پڑے گا ان کو وہ سرے والا کمرہ دو جو گزشتہ دو روز سے خالی ہے۔ سمجھ گئے نا۔

خادم۔ جی ہاں۔ وہ سرے والا جو اس اصل عمارت سے الگ تھلگ ہے اور جس سے ملحق ایک چھوٹا قطعۂ مرغزار بھی ہے۔
مالک نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں وہی۔ وہی ان کے شایان شان ہوگا۔
میبریل نے شکریہ ادا کرتے ہوئے کہا۔ یہ بھی بڑی اچھی بات ہے کہ بقول آپ کے وہ کمرہ اس عمارت سے الگ تھلگ ہے۔ اور ہم وہاں آرام سے رہ سکیں گے کیونکہ ہم لوگ فرائض منصبی کے سلسلہ میں کافی تھکے ہوئے آئے ہیں اور ہم کو کافی آرام کی ضرورت ہے
سرائے کے مالک نے اخلاق سے کہا۔ آپ کے ہر آرام کا خیال رکھا جائیگا۔

اور پھر ملازم سے کہا۔ اور ہاں دیکھو ادھر جو راستہ جاتا ہے اس کا دروازہ بند کرکے اس طرف عام آمد و رفت روک دینا تاکہ ان معزز مہمانوں کے آرام میں بے جا خلل نہ پڑتا رہے۔

جولیا نے کھڑے ہوتے ہوئے سرائے کے مالک کا شکریہ ادا کیا۔ اور کہا اب ہم کو چلنا چاہیئے۔ کیوں ڈیوڈ۔

میریا۔ اثبات میں گردن ہلاتی ہوئی کھڑی ہو گئی اور دونوں کمرے سے باہر نکل گئیں۔

میریا اور جولیا خادم کے ہمراہ اپنے کمرے کی طرف جاتی ہوئی بڑے ہال کے سامنے سے گذریں تو میریا نے جولیا کو شانے سے پکڑ کر روک لیا۔ اور جولیا ہمہ تن استفہام بن کر میریا کو دیکھنے لگی۔ لیکن میریا نے جولیا کو کوئی جواب دینے کی بجائے خادم سے متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔ اچھا تم جاؤ۔ ہم تھوڑی دیر ہال میں قہوہ پئیں گے۔ جب کمرے کو جانے لگیں گے تو تم کو طلب کر لیں گے ــــ اور خادم چلا گیا۔

میریا نے جولیا کا ہاتھ پکڑتے ہوئے ہال کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔ ابھی تک تو ہم نے سرائے کو صرف دیکھا ہے اب ذرا ہال میں چل کر سنو بھی تو۔

جولیا نے حیرت سے کہا۔ سرائے کو دیکھا تو جا سکتا ہے لیکن سرائے کو سنا کیسے جائے گا۔

میریا نے ہنستے ہوئے کہا۔ یہ تو تم نے سنا ہی ہے کہ دیوار ہم گوش دارد۔ اب ہال میں چل کر دیکھ لینا کہ دیوار ہم زبان دارد ؏

سُنتا جا شرماتا جا

سرائے کا بڑا حال عام لوگوں کی گذرگاہ تھا۔ یہاں شہر کے چھوٹے بڑے سبھی آکر قہوہ پیتے تھے۔ جولیا اور میریا کی طرح جو لوگ سرائے کے دیگر کمروں میں رہتے تھے اور جو سرائے کے خادم سے اپنے کمرہ میں قہوہ اور کھانا وغیرہ منگا سکتے تھے۔ وہ بھی عام طور پر قہوہ پینے کی غرض سے اسی ہال میں آجاتے تھے۔ کیونکہ اس طرح قہوہ پینے کے ساتھ ہی ساتھ یہاں کے ماحول سے تھوڑی دیر طبیعت بھی بہل جاتی تھی۔

اس زمانہ میں سرائے کا بڑا ہال اس دور کی متعدد تمدنی ضرورتوں کو پورا کرتا تھا۔ ان ضرورتوں کا اندازہ ہم کو آج نہیں ہوسکتا کیونکہ آج کے ترقی یافتہ ماحول میں ان تمدنی ضرورتوں کو ہم دوسرے طریقوں سے پورا کرتے ہیں اور ہمارا ذہن اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتا کہ قدیم زمانہ میں مشرقِ وسطیٰ

کے بڑے بڑے شہروں میں سرائے کے عام ہال شہریوں کی روزانہ زندگی کے کیا کیا تقاضے اور کون کونسی اہم ضرورتیں پوری کیا کرتے تھے۔

آج کے دور میں اخبارات کی اہمیت کو کوئی نظرانداز نہیں کرسکتا۔ حالات و واقعات سے واقفیت کے لیے آجکل اخباروں کا مطالعہ ضروری سا ہو گیا ہے۔ یہانتک کہ جو لوگ آج بھی اخبارات پڑھ نہیں سکتے وہ دوسروں کو پڑھتے ہوئے سنتے ہیں اور حالات کے متعلق معلومات حاصل کر کے اپنی رائے قائم کرتے ہیں۔ آج کے دور میں ایسے لوگوں کی کمی نہیں جو صبح سویرے بیدار ہوتے ہی سب سے پہلے اخبار کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اور اگر بیدار ہوتے ہی ان کو اخبار نہ ملے تو وہ معمول میں کچھ کمی محسوس کرنے لگتے ہیں۔ لیکن جس دور کا یہ واقعہ ہے اس زمانہ میں اخبارات کا نہ تو کوئی وجود تھا اور نہ تخیّل اور لوگ وہ تمدنی ضرورت جو اخباروں سے پوری کی جاتی ہیں۔ سرائے کے عام ہال میں بیٹھ کر پوری کیا کرتے تھے۔ سرائے کے عام ہال میں لوگوں کی گفتگو ہی اخبار بینی کا بدل تھی۔ اور کوئی بھی شخص تھوڑی دیر ان ہالوں میں بیٹھ کر وہ تمام معلومات اس زمانہ میں حاصل کر لیا کرتا تھا جو آج کے دور میں اخبار پڑھ کر حاصل کی جاتی تھیں۔

آج ریڈیو سیٹ گھر گھر اور جگہ جگہ موجود ہیں۔ لیکن اس زمانہ میں کوئی شخص ریڈیو سیٹ کے متعلق سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔ لیکن ریڈیو سیٹ آج ہماری جو ضرورتیں بڑے پیمانے پر پوری کرتا ہے۔ اس

زمانہ میں بھی کسی نہ کسی حد تک وہ ضرورتیں کسی حد تک ہال میں پوری کی جایا کرتی تھیں۔ ان عام ہالوں میں بیٹھنے والے ایک دوسرے کو جو حالات بتاتے وہ کسی تیسرے سننے والے کے لئے وہی حیثیت رکھتے تھے جیسے کہ وہ ریڈیو سیٹ پر خبریں سن رہا ہو۔ اور پھر حالات اور معاملات پر یہ لوگ آپس میں جو تبادلۂ خیال اور بحث مباحثہ کرتے وہ ان ضروریات کو پورا کرتا تھا جو آجکل حالات حاضرہ پر ریڈیائی تبصرہ سے پورا ہوتا ہے۔

چونکہ میریا چاہتی تھی کہ وہ تازہ ترین واقعات اور حالات سے واقف ہو سکے اس لئے اس نے تھوڑا وقت سرائے کے عام ہال میں گذارنا ضروری سمجھا ـــــ اور دونوں روسی فوجی بڑے ہال کے اندر داخل ہو کر ایک کنارے بیٹھ گئے۔

ہال میں ہر طرف لوگ گروہ در گروہ بیٹھے ہوئے بات چیت کرتے جا رہے تھے۔ اور قہوہ پیتے جا رہے تھے۔

یہ لوگ اپنے نجی اور گھریلو معاملات سے لیکر ملکی سیاسیات۔ امور مملکت اور بین الاقوامی مسائل غرضیکہ زندگی کے تمام پہلوؤں پر بات چیت کرتے ہیں۔ لیکن حالات کے مطابق ان کے موضوعات میں تلون پایا جاتا ہے۔ کبھی کبھی ان کی گفت و شنید کا زیادہ حصہ اپنے گھریلو معاملات اور شہری امور پر ہوتا ہے۔ کبھی کبھی یہ لوگ زیادہ توجہ ملکی معاملات اور بین الاقوامی مسائل پر دیتے ہیں۔ اور کبھی کبھی

بہت ہی خاص اور اہم معاملہ پر ـــ لیکن ایسا کبھی نہیں ہوتا کہ ایک ہی معاملہ ان کے ذہن پر مسلط ہو جائے اور وہ دیگر امور پر ہلکا تبصرہ بھی نہ کریں۔

جولیا اور میریا نے سنا کہ آج کل کے حالات کے پیش نظر ان لوگوں کی گفتگو کے خاص موضوعات اسلامی لشکر کا حملہ میریا کی بغاوت۔ جولیا کا فرار اور رویلس کی معزولی تھے۔

میریا نے قہوہ کا ایک گھونٹ لیتے ہوئے جولیا کو اس بوڑھے رومی کی طرف متوجہ کیا جو اپنے جوان ساتھی سے کہہ رہا تھا۔

آج کل کی لڑکیاں سنجیدگی سے کوسوں دور ہیں ــ اور ان کو خاندانی وقار کا قطعی خیال نہیں ہے۔ بھلا کہاں روم کے ملک التجار کی لڑکی اور کہاں مفلس عرب ـــ لیکن اس لڑکی جولیا کو عشق کرنے کے لئے وہی مفلس عرب رہ گیا تھا۔

نوجوان نے پرجوش لہجہ میں کہا۔ جی ہاں ــ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس بے آبرو لڑکی کو روم کی پوری مملکت میں کوئی حسین و وجیہ اور بہادر و دلبر نوجوان نظر ہی نہیں آ سکا۔ جو اس مفلس اور بزدل عرب پر مرنے لگی۔ جو اس کی خبر تک نہیں لے سکا۔

بوڑھے نے کہا۔ کون کہہ سکتا ہے جو اسی کے ساتھ بھاگی ہو۔

نوجوان نے جواب دیا ـــ آپ بھی اپنی قیاس آرائی میں

زمین و آسمان کے قلابے ملانے لگتے ہیں۔ وہ مفلس عرب یہاں کہاں پہنچ سکتا جو اس کے ساتھ بھاگتی۔

بوڑھے نے قدرے تنک کر جواب دیا۔ تم کیا جانو ان عرب لٹیروں کا حال ــــ وہ یہاں کیسے نہیں پہنچ سکتا ــــ یہ لوگ بڑے مکار ہوتے ہیں ــــ دیکھو نہ کس طرح شام کے علاقوں کو فتح کرتے اور بڑھتے چلے آرہے ہیں۔ جیسے سیلاب آرہا ہو۔ حالانکہ ان کے پاس کوئی معقول لشکر تک نہیں ہے۔ مٹھی بھر لوگ ہیں۔ لیکن برابر آگے بڑھ رہے ہیں ــــ اسی طرح جولیا کا عاشق مفلس عرب بھی کسی فریب سے یہاں تک پہنچ کر جولیا کو لے اڑا ہوگا۔

نوجوان نے کہا۔ اور کیا جولیا کو آپ کم سمجھتے ہیں۔

بوڑھا ــــ نہیں ــــ وہ کم کیسے ہو سکتی ہے۔ سنا ہے کہ وہ عرب قبائلیوں کے ساتھ رہ چکی ہے اس کی عزت آبرو کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔

میریا نے جولیا کو ٹھوکا دیتے ہوئے کہا۔ سُن رہی ہو۔ لیکن یہ غصہ کے مارے تمہارا چہرہ کیوں سرخ ہوا جا رہا ہے۔ یہ تو دنیا کی زبان ہے اس کا اعتبار ہی کیا۔ اور جولیا مسکرا دی۔

نوجوان بوڑھے سے کہہ رہا تھا۔ میرے خیال میں تو اب یہی مناسب معلوم ہوتا ہے کہ جولیا کی تلاش ہی نہ کی جائے کیونکہ وہ اب رومی سوسائٹی میں

کھینے کے قابل ہی نہیں رہ گئی۔

بوڑھے نے کہا۔ ہاں۔ میں بھی ایسا ہی سوچتا ہوں۔ وہ اب ان ہی لوگوں کے قابل رہ گئی ہے جن میں اتنے عرصے رہ چکی ہے۔ ہاں اس عرب کو ضرور تلاش کر کے اس کی کھال کھینچ لینی چاہیئے۔ جس نے اس رومی لڑکی کو راہ سے بے راہ کیا۔

نوجوان نے بڑے جوش سے جواب دیا۔ یقیناً یہ ہماری حکومت کا فرض ہے اور شہنشاہ ہرقل اور سپہ سالار اعظم تھیوڈورس کو چاہیئے کہ وہ اس عرب کو مکڑ بلابئش اور دمشق کے بڑے چوراہے پر اس کو پھانسی پر لٹکا دیں۔

بوڑھے نے کہا۔ ہاں یہ ضروری ہے ورنہ پھر عرب ہماری لڑکیوں کو گمراہ کرنے سے باز نہ آئیں گے۔

نوجوان نے کہا۔ میں نے سنا ہے کہ ابتدا میں جولیا بذات خود خراب نہ تھی اور اس کو حاکم تدمر کی بھتیجی میریا نے غلط راستہ پر لگایا۔

بوڑھے نے کہا۔ ہو سکتا ہے۔ اور اب تو اور کھل کھیلی ہو گی کیونکہ اس کا چچا حاکم تدمر مسلمانوں کی سرپرستی میں چلا گیا ہے اور اب ان لوگوں کی نگاہوں میں مسلمانوں کی بڑی عزت اور وقعت ہو گئی ہو گی۔

نوجوان نے جھنجھلا کر کہا۔ واہ۔ میرے بزرگ محترم تم بھی کیا قصہ لے بیٹھے ہیں اس سے کیا غرض کہ کون مسلمانوں کی عزت کرتا ہے اور کون ان کی بے عزتی کرتا ہے۔ ہم کو تو اس بات کا افسوس ہے کہ میریا نے مسلمانوں کے لئے ہماری مملکت سے کھلی ہوئی بغاوت

کی ہے حکومت نے اس کو باغی قرار دیدیا ہے لیکن اس کے باوجود وہ آزادی کے ساتھ گھومتی پھرتی ہے اور کوئی اس کو گرفتار نہیں کر پایا۔

بوڑھے نے کہا۔ اس کی گرفتاری کا کیا سوال وہ اپنے چچا حاکم تدمر کے پاس مسلمانوں کی حفاظت میں بالکل محفوظ ہو گی۔

نوجوان نے پرجوش انداز میں جواب دیا۔ یہ بھی ہوتا تو غنیمت ہوتا۔ اور دل کو صبر تو ہو جاتا کہ وہ یہاں نہیں ہے لیکن مجھے تو معلوم ہوا ہے کہ وہ تدمر پہونچنے کے بعد ہی دمشق واپس آگئی اور یہاں ہماری حکومت کے خلاف جاسوسی کر رہی ہے۔

بوڑھے نے کہا پھر تو اس کو ضرور گرفتار کر لینا چاہئے۔

نوجوان نے کہا بزرگ محترم! تم تو ایسا کہہ رہے ہو جیسے جان بوجھ کر اس کو آزاد رکھا جا رہا ہے۔ جناب وہ ہے ہی اتنی تیز چالاک کہ اس کو کوئی پکڑ نہیں پایا وہ یروشلم دمشق، اور تمام بڑے بڑے شہروں میں گھومتی پھرتی رہتی ہے۔ اور لوگوں اور حکومت کی آنکھوں میں دھول جھونک کر فرار ہو جاتی ہے۔

بوڑھے نے کہا۔ پھر تو ہو سکتا ہے کہ جولیا کو بھگانے میں میریا کا بھی ہاتھ ہو۔

اور نوجوان نے جواب دیا۔ ضرور ہو سکتا ہے اور اگر اس کے بھگانے میں واقعی اس مفلس عرب کا ہاتھ ہے تو پھر یہ بات بھی یقینی ہے کہ جولیا اس عرب کا آلہ کار ہو گی اور وہ بھی اس کام میں مصروف ہو گی۔

میریا اور جولیا نے اپنا اپنا قہوہ ختم کر لیا تھا اور میریا نے ان لوگوں کی باتوں پر جھنجھلاتے ہوئے کہا کہ آؤ جولیا چلیں آرام کریں ان لوگوں کی خرافات کون سنتا رہے۔

جولیا نے مایوس انداز میں جواب دیا ہاں آؤ چلیں اب۔۔۔۔۔۔۔

یہ حقیقت ہو گئی ہے کہ

اب تو یہ حکایت عام ہوئی۔ سنتا جا شرماتا جا۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

گرفتاری

عامر دمشق کی مختلف سرائے میں قیام کرتا رہا۔ اس نے یہ اپنا اصول بنا لیا تھا کہ وہ کسی بھی سرا میں دو تین روز سے زیادہ قیام نہ کرتا اور اس کے بعد دوسری سرا تبدیل کر دیتا۔ اس سے اس کا یہ مقصد تھا کہ کسی بھی سرا میں وہ لوگوں سے زیادہ قریب نہ ہو جائے اور اس کے پہچانے جانے کا اندیشہ پیدا نہ ہو۔ لیکن جس سرا میں بھی رہتا۔ اس میں سرشام ہال میں پہونچ کر یکے بعد دیگرے دو تین پیالے قہوہ نصف شب تک پیتا رہتا اور بظاہر وہ خود اپنے خیالات میں کھویا رہتا تھا۔ لیکن اب تک وہ سرائے میں بیٹھے ہوئے لوگوں کی باتوں کو غور سے سنتا رہتا تھا۔ اسی سے وہ بہت سی باتوں کا اندازہ لگاتا رہتا وہ حالات کا جو اندازہ کرتا انہیں کی بنیاد پر اپنا آئندہ کا پروگرام بھی مرتب کرتا۔

ایک عجیب لطف کی بات اور قدرت کی ستم ظریفی یہ تھی کہ اس وقت جو لیا

میریا اور عامر تینوں عروس البلاد دمشق میں ہی موجود تھے۔ تینوں کا مقصد بھی ایک ہی تھا۔ اور تینوں کی سرگرمیاں بھی ایک تھیں لیکن اس کے باوجود جولیا اور میریا عامر سے اور عامر جولیا اور میریا سے ان کی موجودگی سے اور ان کی سرگرمیوں سے بالکل بے خبر تھے۔

جولیا اور میریا بھی دن بھر دمشق کی سڑکوں پر ماری ماری پھرتیں۔ اور عامر بھی کبھی گھوڑوں پر سوار اور کبھی پیدل۔ ہو سکتا ہے کہ سڑکوں پر گذرتے ہوئے ان کا آپس میں آمنا سامنا بھی ہوا ہو لیکن نہ تو عامر میریا اور جولیا کو ان کے اس بھیس میں پہچان سکتا تھا اور نہ میریا اور جولیا عامر کو۔ کتنی بدقسمتی کی بات تھی کہ عامر کو میریا اور جولیا کی تلاش تھی اور میریا اور جولیا کو عامر کی۔ لیکن وہ ایک دوسرے کے قریب سے گذر جانے کے باوجود بھی پہچان نہ سکتے تھے اور اجنبیوں کی طرح ایک دوسرے کو نظرانداز کرتے ہوئے گذر جاتے ہونگے۔

میریا اور جولیا بھی سرائے میں ٹھہری ہوئی تھیں اور عامر بھی سرائے میں ٹھہرا ہوا تھا۔ میریا اور جولیا کی سرا تو ایک ہی تھی لیکن عامر اپنی سرا دوسرے تیسرے روز بدلتا رہتا تھا اس لئے یہ بھی ممکن ہو سکتا ہے کہ کبھی عامر۔ میریا اور جولیا .... ایک ہی سرا میں موجود رہے ہوں۔ اور انھوں نے ایک دوسرے کو دیکھا بھی ہو لیکن بدقسمتی ان کے ساتھ تھی اور وہ کسی حالت میں بھی ایک دوسرے کو پہچان نہ سکے تھے۔

میریا اور جولیا آج ہی شام کو شہر دمشق کے بیرونی علاقوں کی سیر کر کے جب واپس آئیں تو خادم نے فوراً آگے بڑھ کر ان کے گھوڑوں کی لگامیں

تھام لیں۔ ان کے علاوہ بھی کئی خادم میریا اور جولیا کے گرد اکٹھا ہو گئے۔ اور ایک خادم نے جو ان خادموں کا سردار معلوم ہوتا تھا اس نے بڑے ادب سے کہا۔ محترمہ جولیا اور محترمہ میریا آپ کو ہوٹل کے مالک نے یاد کیا ہے آپ پہلے وہیں چلیں وہ بہت دیر سے آپ کا انتظار کر رہے ہیں۔

"کیا بدتمیزی ہے میریا نے کڑک کر کہا۔ کیسی میریا اور کیسی جولیا۔ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ میرا نام ڈیوڈ ہے اور میرے ساتھی کا نام جولیس ہے۔

خادموں کے سردار نے ایک خادم کو کچھ اشارہ کیا اور وہ سرائے کے اندر داخل ہو گیا۔ ساتھ ہی خادم نے میریا کو جواب دیا۔ ہاں ابھی تک تو ہم اسی غلط فہمی میں مبتلا تھے کہ ہمارے مہمان معمولی رومی فوجی ڈیوڈ اور جولیس ہیں۔ لیکن دمشق کے برقندازوں نے ابھی ابھی ہماری غلط فہمی دور کر دی اور اب ہم کو معلوم ہو گیا ہے کہ ہمارے معزز مہمان کم درجہ کی نہیں ہیں۔ ان میں سے ایک محترمہ جولیا ہیں جو ملک التجار آرگس کی بیٹی ــــ اور رومی سپہ سالار ویلیرس کی منگیتر ہیں۔ اور دوسری محترمہ حاکم تدمر کی بھتیجی اور شہنشاہ ھرقل اور مملکت روم کی باغی میریا ہیں۔ کیا میں غلط کہہ رہا ہوں۔

اتنے میں جس خادم کو اشارہ سے اندر بھیجا گیا تھا وہ برقندازوں کو جو وردی میں تھے اپنے ہمراہ لے کر پہونچ گیا۔

اور خادموں کے سردار نے میریا اور جولیا سے کہا اگر میں غلط کہہ رہا ہوں کہ آپ دونوں جولیا اور میریا نہیں تو آپ میرے اس بیان کی ان برقندازوں

سے تصدیق کر لیجئے دراصل میں بھی انھیں کی بہم پہنچائی ہوئی اطلاع کی بنا پر یہ سمجھ رہا ہوں۔

تقریباً ایک درجن برقنداروں نے جو باوردی اور مسلح تھے ان دونوں کمزور و نازک اندام لڑکیوں کو گھیر لیا اور برقنداروں کے سردار نے آگے بڑھ کر میریا سے کہا۔ میرے خیال میں میریا آپ ہی ہیں۔ اور یہ آپ کی سہیلی جولیا ہے۔

میریا اور جولیا دونوں نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا اور دونوں قسمت کی اس ستم ظریفی پر ہنس پڑیں جو ان کا مذاق اڑا رہی تھی۔ اور جولیا نے کہا۔ میریا ہم اپنے مقصد میں ناکام ہو چکے ہیں اور اب نہ تو ہم فرار ہو سکتے ہیں۔ اور نہ مقابلہ کر سکتے ہیں۔

میریا نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں جولیا اب ہمارے لئے بہتر یہی ہے کہ ہم حقیقت کا اعتراف کر لیں۔ اور پھر میریا نے برقنداروں کے سردار سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ جناب آپ کا خیال صحیح ہے۔ میں میریا ہی ہوں مملکت روم کی باغی۔ اور یہ میری عزیز ترین سہیلی۔

جولیا نے قطع کلام کرتے ہوئے آگے بڑھ کر کہا جی ہاں میں میریا کی عزیز ترین سہیلی جولیا ہی ہوں یہ بھی میری بدقسمتی ہے کہ میں روم کے ملک التجار آرگس کی بیٹی ہوں۔ لیکن میرے متعلق یہ کہنا انتہائی توہین آمیز ہے کہ میں ذلیل اور ننگ انسانیت ٹیلرس کی منگیتر ہوں۔ میں اس کی شریک حیات بننے سے پہلے اپنی جان دے دینا گوارا کروں گی۔ اور میں تم کو یقین دلاتی ہوں کہ میں جان دینے

تا پوری ہمت رکھتی ہوں ۔

برقندازوں کے سردار نے اخلاق کے ساتھ کہا - معاف کرنا جولیا اگر میری باتوں سے تمہاری دل آزاری ہوئی ہے تو میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں ۔ دراصل ہم کو آپ لوگوں کے متعلق جو باتیں بتائی گئی ہیں، وہی ہم نے کہی ہیں ۔ ان باتوں کے صحیح ہونے کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں ۔ اس کا فیصلہ عدالت اور شہنشاہ کے ہاتھوں میں ہوگا - ہمارا فرض تو آپ دونوں کو ان الزامات کے تحت گرفتار کرنا ہے جو ہم کو آپ لوگوں کے خلاف بتلائے گئے ہیں - ویسے میں ذاتی طور پر آپ لوگوں کی قدر کرتا ہوں میں نے ہمیشہ بہادروں اور ہمت والوں کی قدر کی ہے اور آپ لوگوں نے جو کیا ہے وہ حکومت قانون اور شہنشاہ کی نگاہوں میں خواہ کتنا ہی بڑا جرم کیوں نہ ہو - لیکن وہ بہادری اور دلیری کا کام ہے ۔

جولیا نے پوری سنجیدگی سے جواب دیا - شکریہ ۔ جناب اب آپ اپنی ذمہ داری پوری کرنے میں تاخیر نہ کیجئے ہم دونوں آپ کے سامنے موجود ہیں اور ہمارا کسی قسم کا تعرض کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے

برقندازوں کے سردار کے اشارہ پر کئی برقندازوں نے آگے بڑھ کر جولیا اور میریا کی مشکیں کس لیں اور ان کو برقندازوں کی گھوڑا گاڑی پر بٹھا کر لے گئے ۔ سرائے کے قریب قریب تمام لوگ پھاٹک پر اور پھاٹک کے سامنے سڑک پر اکٹھا ہو گئے تھے - سب نے دیکھا تھا کہ برقنداز دو رومی فوجیوں کو گرفتار کر کے لے گئے اور سبھی آپس میں چہ میگوئیاں کر رہے تھے ۔

ایک ادھیڑ شخص نے اپنے نو عمر ساتھی سے کہا - معلوم نہیں ان رومی

کہ برقندازوں نے کس جرم میں گرفتار کیا ہے۔

نوجوان نے جواب دیا۔ یا تو کسی مارا پیٹا ہوگا یا پھر کہیں لوٹ مار کی ہوگی شہر میں ایسے واقعات بہت ہوتے ہیں۔ اور جو ہزاروں روسی فوجی شہر میں گھوم رہے ہیں۔ وہ اصل میں لوٹ مار اور مارپیٹ ہی میں مصروف ہیں۔

ادھیڑ شخص نے معنی خیز انداز میں گردن ہلاتے ہوئے کہا اوں ہوں یہ بات نہیں ہے۔ اگر ایسا ہوتا تو اس سے پہلے بھی لوٹ مار اور مارپیٹ کے واقعات ہوتے رہے ہیں۔ لیکن پہلے کبھی کوئی گرفتاری نہیں ہوئی۔

نوجوان نے جواب دیا۔ حیرت تو مجھے یہی ہے۔ بھلا روسی فوجوں کو دو مردوں کو زدوکوب کرنے اور لوٹ مار کرنے پر کیوں گرفتار کیا گیا۔ اور کیوں گرفتار کیا جاتا جب کہ ان کا حق سمجھا جاتا ہے اور ان کو اس بات کی کھلی ہوئی چھوٹ ملی ہوئی ہے کہ وہ جس کو چاہیں لوٹ لیں اور جس کو چاہیں مار پیٹیں۔

ادھیڑ شخص نے کہا۔ یہی میرا مطلب ہے۔ دراصل یہ کوئی سنگین واقعہ ہے۔

نوجوان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ تو پھر یہ ہو سکتا ہے کہ جن مورچوں پر رومیوں کو شکست ہوئی ہے ان مورچوں سے بھاگے ہوئے روسی فوجیوں کو گرفتار کیا جا رہا ہے۔

قریب ہی کھڑے ہوئے ایک بوڑھے شخص نے جو ان دونوں کی گفتگو

سن رہا تھا مداخلت کرتے ہوئے کہا۔ یہ ہو سکتا ہے اور ہونا چاہیئے۔ محاذ
سے بھاگے ہوئے فوجیوں کو اکثر دیکھا گیا ہے کہ وہ شہریوں میں مایوسی اور بزدلی
پھیلاتے رہتے ہیں۔ اور حقیقت تو یہ ہے کہ کسی جگہ ان بھاگے ہوئے
فوجیوں کی موجودگی ہی عوام میں بزدلی اور مایوسی پھیلانے کیلئے
کافی ہوتی ہے۔

نوجوان نے کہا۔ اگر ایسا ہے تو ابھی اور بھی بہت سی گرفتاریاں ہوں گی
کیونکہ شہر میں ایسے روسی فوجیوں کی تعداد اس وقت ہزاروں تک پہنچی ہوئی
ہے۔ جو محاذوں پر شکست کھا کر بھاگے ہیں۔

ادھیڑ عمر شخص نے کہا۔ یقیناً ایسے تمام بھاگے ہوئے فوجیوں کو ضرور گرفتار
کرنا چاہیئے۔ ایک روسی فوجی نے قریب ہی سے قہقہہ لگاتے ہوئے کہا۔ بڑی
ہمدردی ہے آپ لوگوں کو بھاگے ہوئے فوجیوں سے۔ بھلا اس میں ان فوجیوں کا
کیا قصور جب روسی لشکر ہی شکست کھا جائے اور روسی فوجی قتل ہونے
سے بچ جائیں تو وہ اپنی جان بچانے کے لئے راہ فرار بھی اختیار نہ کریں۔ اچھا
انصاف ہے آپ لوگوں کا۔ آخر ان فوجیوں کی گرفتاری آپ چاہتے کس
قصور پر ہیں۔

تینوں نے ایک ساتھ جواب دیا۔ یہ ہمارا اپنا خیال نہیں تھا بلکہ یہ شہر
کے تمام باشندوں کے تاثرات ہیں۔

فوجی نے تلخ تبسم کے ساتھ کہا۔ یہی تو افسوسناک بات ہے کہ ہم فوجی شہروں
کی حفاظت کے لئے جانیں دیتے ہیں۔ اور جب کبھی شکست کھا کر بھاگ گئے تو نتیجہ

ہو جاتے ہیں تو یہ ہم کو گردن زدنی قرار دیتے ہیں۔ جیسا کہ ابھی آپ لوگوں کی باتوں سے ظاہر ہوتا تھا۔ حالانکہ آپ لوگ بھی دوسرے لوگوں کی طرح اصل واقعات سے لاعلم اور بے خبر ہیں۔ اور دوسروں کی طرح آپ لوگوں کو بھی یہ نہیں معلوم کہ برقنداز دں نے دو روسی فوجیوں کو نہیں بلکہ جولیا اور میریا کو گرفتار کیا ہے۔

روسی فوجی کے اس انکشاف پر کہ پولیس نے روسی فوجیوں کو نہیں بلکہ میریا اور جولیا کو گرفتار کیا ہے۔ یہ تینوں افراد فرط حیرت سے اچھل پڑے اور بوڑھے شخص نے اپنی آنکھیں ملتے ہوئے کہا ہم آخر سو تو نہیں رہے تھے۔ ہم نے کوئی خواب تو نہیں دیکھا۔ برقنداز ابھی ابھی ہماری نگاہوں کے سامنے دونوں روسی فوجیوں کو گرفتار کر کے لے گئے ہیں۔ یہاں میریا اور جولیا کا کیا کام۔

روسی فوجی نے ہنستے ہوئے کہا وہ دراصل جولیا اور میریا تھیں جنھوں نے روسی فوجیوں کا بھیس بدل رکھا ہے۔

نوجوان نے ایک نیا سوال پیدا کرتے ہوئے کہا۔ اگر ایسا ہے تو یہ بھی ممکن ہے کہ شہر میں جو بہت سے روسی فوجی پھر رہے ہیں ان میں سے کچھ افراد بھی ایسے ہی ہوں جو اصل میں کچھ اور ہی ہوں اور روسی فوجیوں کے بھیس میں پھر رہے ہوں۔

روسی فوجی نے جواب دیا۔ کیوں نہیں۔ ایسا ضرور ہوگا اور میں پورے یقین کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ جو روسی شہر میں پھر رہے ہیں ان میں دو چار تو ضرور بھیس بدلے ہوئے بھی ہوں گے۔

اسی قسم کی باتیں کرتے ہوئے لوگ ان کے سامنے سڑک سے ہٹتے جا رہے

تھے کچھ تو دوبارہ سرا میں واپس آ رہے تھے۔ اور کچھ اپنے اپنے گھروں کو جا رہے تھے اور تھوڑی ہی دیر میں حالات پھر معمول پر آ گئے۔ نہ تو کوئی سرا کے پھاٹک پر کھڑے حیرت سے کچھ دیکھ رہا تھا اور نہ کوئی سرا کے سامنے سڑک پر باتیں کر رہا تھا۔ سب اپنے اپنے کاموں اور اپنی اپنی دلچسپیوں میں لگ گئے۔ ۔۔۔ اور دو رومی فوجیوں یا جولیا اور میریا کی گرفتاری کا واقعہ بالکل ایسا ہی ہو گیا جیسے کوئی سمندر میں سے دو کٹورا پانی نکال لے جائے۔ اور سمندر کی سطح میں کوئی فرق نہ آئے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اگر جولیا اور میریا کی گرفتاری نہ ہوتی ہوتی تو تھوڑی دیر بعد اسی سرا کے ہال میں جولیا اور میریا اور عامر اکٹھا ہوتے کیونکہ عامر نے آ کر اپنی سرا تبدیل کر کے جس نئی سرا کا انتخاب کیا تھا وہ وہی تھی جس سے کچھ دیر قبل جولیا اور میریا کو گرفتار کیا گیا تھا۔

عامر جب سرا کے ہال میں داخل ہوا تو وہاں بیٹھے ہوئے تمام لوگوں میں دو رومی فوجیوں کی گرفتاری ہی کا چرچا تھا۔ اور شدت سے اختلاف رائے کیا جا رہا تھا۔ کچھ لوگوں کو پوری طرح یقین تھا کہ یہ دونوں رومی فوجی میریا اور جولیا ہی تھے اور کچھ لوگ اس حقیقت پر یقین کرنے کے لئے تیار نہ تھے۔

عامر نے ہال میں چاروں طرف پر نگاہ ڈالی اور اچانک ایک گوشہ میں اس کو وہی دو لڑکیاں رومی فوجی بیٹھے ہوئے نظر آ گئے۔ جن سے اس سے قبل ایک ہوٹل میں اسکی ملاقات ہو چکی تھی اور جو شکست خوردہ رومی فوجی ہوتے ہوئے خود کو اسی حیثیت میں سمجھ رہے تھے۔ جس حیثیت میں کہ عامر تھا اور اسی

رشتے سے وہ عامر سے بڑے اخلاق سے پیش آئے تھے ۔ چنانچہ عامر ابھی دونوں فوجیوں کے پاس جا کر بیٹھ گیا اور وہ دونوں بھی عامر کو پہچانتے ہوئے مسکرا کر اس کا خیر مقدم کیا ۔

عامر نے بیٹھتے ہوئے اشارہ سے ہوٹل کے خادم کو بلایا اور اس سے تین قہوہ لانے کو کہا ۔ اور جب خادم جا چکا تو عامر نے اپنے دونوں ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا میری جسارت کو معاف کیجئے گا آج میری طرف سے یہ حقیر دعوت سہی ۔

دونوں فوجیوں نے مسکراتے ہوئے کہا ۔ ہمکو آپ کی دعوت قبول کرنے میں انکار ہی کیا ہو سکتا ہے ۔

اور پھر ایک فوجی نے کہا ۔ اور پھر اب تو ہم سب یوں بھی مشتبہ ہوئے ہیں اور ایسی حالت میں ہم ایک دوسرے کی زیادہ ہمدردی کے مستحق بھی ہیں ۔

عامر نے حیرت سے سوال کیا ۔ وہ کیسے بھائی ۔ ہم آج مشتبہ کیسے ہو گئے ۔ یہ بھی اچھی زبردستی ہے کہ ہم ملک و قوم کے لئے جانیں کھپا دیں اور پھر شکست کھا جائیں تو مشتبہ قرار پائیں ۔

دوسرے فوجی نے ہنستے ہوئے کہا ۔ جی ہاں یہ بھی اچھی زبردستی ہے ۔

پہلے فوجی نے سنجیدگی سے کہا ۔ زبردستی نہیں ہے بلکہ حالات ہی کچھ ایسے پیدا ہو گئے ہیں کہ ہم میں سے ہر ایک کو مشتبہ کیا ہے ۔

عامر نے گھبرا کر سوال کیا وہ کیسے ؟

اور پہلے ہی فوجی نے جواب دیا ۔ ابھی آپ کے آنے سے تھوڑے ہی قبل برقندازوں نے اسی سرائے کے چھاپہ مار کر جو بیا ادریا کو گرفتار کیا ہے جانتے ہی ہونگے آپ ان دونوں

کہ ۔۔۔۔۔۔"

عامر نے رنج و حیرت کے تاثرات کو چھپاتے ہوئے جواب دیا کیوں نہیں بھلا ان دونوں کو کون روحی نہ جانتا ہوگا۔

پہلے ہی فوجی نے پھر کہا۔ ہمارے پاس اطلاع پہنچی کہ یہاں دونوں کو روحی فوجیوں ہی کے بھیس میں گرفتار کیا گیا۔ اسی لئے اب ہر روحی فوجی مشتبہ ہو گیا کہ نہ جانے کس روحی فوجی کے بھیس میں کوئی مجرم چھپا ہوا ہو۔

عامر نے کچھ سوچتے ہوئے کہا۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن یہ کیسے یقین کر لیا گیا کہ وہ دونوں فوجی جولیا اور میریا ہی تھے۔

اور دوسرے فوجی نے جھک کر جواب دیا۔ ہم نے خود اپنی آنکھوں سے دیکھا اور اپنے کانوں سے سنا کہ جب ان دونوں کے لئے کوئی راہ فرار باقی نہ رہ گئی تو انھوں نے مجبوراً یہ تسلیم کر لیا کہ وہ جولیا اور میریا ہی ہیں۔

دوسرے فوجی نے کہا۔ اور یہ بھی محسوس کیا تھا نہ تم نے کہ جب تک وہ خود کو روحی فوجی ظاہر کرتی رہیں اس وقت وہ کس قدر بھاری مردانہ آواز میں بول رہی تھیں اور جیسے ہی انھوں نے اپنے جولیا اور میریا ہونے کا اقبال کر لیا۔ اسی وقت سے وہ اپنی اصلی زنانہ آواز میں بولنے لگی تھیں ۔۔۔۔"

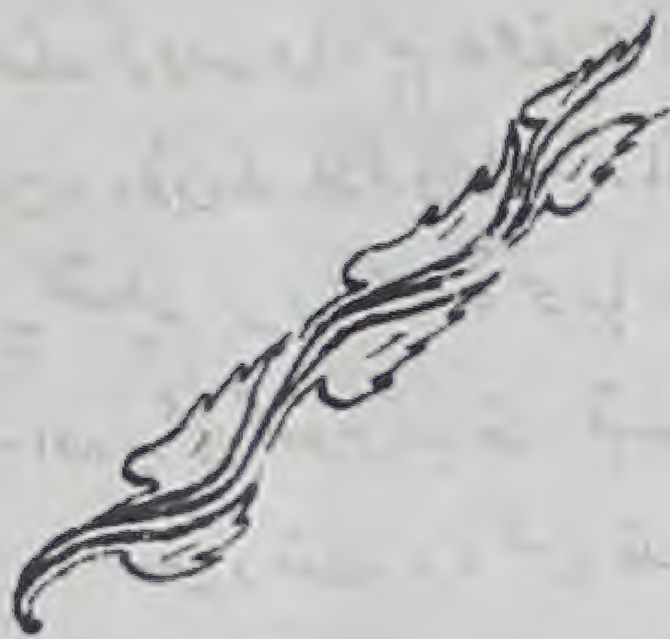
پہلے فوجی نے کہا۔ واقعی ماننا پڑتا ہے کتنی مہارت تھی ان دونوں کو بھیس بدلنے اور آواز تبدیل کرنے میں۔

دوسرے فوجی نے کچھ اچانک یاد آجانے پر کہا۔ اور تم نے جولیا کا وہ

جرأت مندانہ جواب نہیں سنا تھا کیا؟"

عامر نے بیقراری سے سوال کیا۔ کیا جواب تھا وہ۔

اور دوسرے فوجی سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا کہ اس سے کہا گیا کہ اسکو پہچان لیا گیا ہے کہ ملک التجار آرگس کی اکلوتی بیٹی اور سپہ سالار ویٹرس کی منگیتر ہے تو اس نے کڑک کر جواب دیا تھا کہ یہ صحیح ہے کہ میں جولیا ہوں اور یہ بھی بد قسمتی ہے کہ میں روم کے ملک التجار آرگس کی اکلوتی بیٹی ہوں۔ لیکن یہ کہنا کہ میں بزدل اور ننگ انسانیت ویٹرس کی منگیتر ہوں میرے لئے انتہائی توہین آمیز ہے۔



دمشق کے پادری

شہنشاہ روم ہرقل جیسے ہی مرج راھط سے دمشق پہونچا حاکم دمشق نے اس کو بتایا کہ دمشق کے پادری حکومت کے سخت مخالف ہوتے جا رہے ہیں اور صرف دمشق ہی پر کیا منحصر پورے ملک شام میں تمام پادری مملکت کی مخالفت پر کمر بستہ ہیں۔
ہرقل نے سنجیدگی سے کہا۔ اس میں شک نہیں کہ مذہبی جذبات کو مطلق کرنا بہت ضروری ہوتا ہے اور مجھے آج تو کل دمشق اور شام کے پادریوں کو مطمئن کرنا ہی پڑے گا۔ خواہ معیاری پادری اپنے دلائل اور اپنے خوشنما زبیان سے ان کو قائل کر کے اپنا ہمنوا بنانے میں کامیاب ہو جائیں اور خواہ ہم کو ان کے کچھ مطالبات ماننے ہی پڑیں لیکن میں تم سے اس جاننا چاہتا ہوں کہ اس مسئلہ کو کتنے دنوں تک ٹال رکھا جا سکتا ہے۔
حاکم دمشق نے کچھ پیچتے ہوئے جواب دیا۔ آپ مختار کل ہیں آپ جب تک چاہیں اس مسئلہ کو رکھیں لیکن شام کے پادریوں کے رجحانات اور ان کے جذبات کی شدت کی نسبت کے متعلق جو اطلاعات پہونچی ہیں ان سے یہ اس نتیجہ پر پہونچا ہوں کہ اس مسئلہ کو جلد از جلد حل کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ اور اس کا براہ راست اثر ہماری فوجی بھرتی پر پڑ رہا ہے۔ اور اس سے بھی زیادہ اثر ہماری دفاعی جنگ پر پڑنے کا اندیشہ ہے۔

ہرقل نے تشویشناک لہجہ میں کہا - ہاں . یہ اس مسئلہ کا نازک رُخ ہے . ایک طرف اعرب حملہ آور ہمارے سروں پر پہونچ گئے ہیں اور ہمارے شہروں پر ان کے کامیاب حملے جاری ہیں ہمارے سرحدی ایک ایک کرکے مسلمانوں کے ہاتھوں میں پہونچ رہے ہیں ، ایسی حالت میں ہمیں اس مذہبی مسئلہ کو فی الوقت نظر انداز کرکے پوری توجہ فوجی بھرتی اور دماغی تنظیم پر دینی چاہئے . لیکن دوسری طرف یہ مشکل مرحلہ ہی فوجی بھرتی اور دماغی تنظیم اس مذہبی مسئلہ سے متاثر ہو رہی ہے اگر ہم جلد از جلد اس مسئلہ کو حل نہ کر سکے تو یقیناً ہم کامیاب دفاع بھی نہ کر سکیں گے -

حاکم دمشق - جی ہاں یہی مشکل مسئلے ہیں جن پر آپ کو یروشلم اور قسطنطنیہ میں اپنے بزرگ اور روشن خیال و دور اندیش عشیروں سے تفصیل کے ساتھ گفتگو کرنے کی ضرورت ہے -

ہرقل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ تم بھی یہی مشورہ دے رہے ہو کہ میں قسطنطنیہ کے بطریق اعظم سرجیس کی دعوت پر فوراً قسطنطنیہ پہونچکر اس مسئلہ کو طے کرنے کی کوشش کروں -

اور حاکم دمشق نے بڑی عاجزی سے جواب دیا - ہاں حضور عالی غلام کی بھی یہی حقیر رائے ہے اس مسئلہ کا حل اور خواہ حل بہت ضروری معلوم ہوتا ہے کیوں کہ . . . .

ہرقل نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - اچھا میرے اس ارادہ کے متعلق

تمھاری کیا رائے ہے کہ میں یروشلم جاتا ہوا قسطنطنیہ جاؤں اور وہاں سے یروشلم کے اسقف اعظم اور دیگر بطریقوں کو بھی اپنے ہمراہ قسطنطنیہ لیتا جاؤں۔

حاکم دمشق نے جواب دیا بیشک یہ آپ کی انتہائی دور اندیشی ہے۔ اس تو ان دونوں شہروں کے پادریوں کے باہم مشورہ سے حل تلاش کرنے میں آسانی ہو سکے گی اور دوسرے اگر کوئی فیصلہ ہوا تو وہ صرف قسطنطنیہ کے پادریوں ہی کو نہیں بلکہ یروشلم اور دمشق کے پادریوں کو بھی مطمئن کر سکے گا۔ لیکن جانے سے پہلے اس حقیر غلام کی ایک درخواست اور منظور کر لیجئے

ہرقل نے بڑے تحمل سے دریافت کیا۔ کہو۔تم کیا کہنا چاہتے ہو۔

حاکم دمشق نے کہا۔ جہاں تک میرا اندازہ ہے شام کے پادریوں کی بے چینی بےحد بڑھی ہوئی ہے۔ ان کا پیمانۂ صبر ہو چکا ہے اور جب وہ یہ دیکھیں گے کہ آپ کوئی فیصلہ کئے بغیر دمشق سے روانہ ہو گئے تو بہت ممکن ہے کہ وہ دوست کی کھلم کھلا بغاوت پر اتر آئیں اور پھر ان کو اور عوام کو قابو میں نہ رکھا جا سکے گا

ہرقل نے فوراً جواب دیا۔ بیشک تمہارا اندیشہ بالکل ٹھیک ہے۔

حاکم دمشق نے کہا۔ بالکل بجا فرمایا آپ نے میں اس اندیشہ میں گھلا جا رہا ہوں۔

ہرقل:۔ لیکن میں اسوقت اس مسئلہ میں نہ تو کوئی فیصلہ کر سکتا ہوں اور نہ میرا کوئی فیصلہ اسوقت قابل قبول سمجھا جائے گا جب تک کہ ان کو یروشلم اور قسطنطنیہ کے بطریقوں کی تائید و حمایت حاصل نہ ہو۔

حاکم دمشق نے شہنشاہ کے خیال سے مطمئن ہوتے ہوئے کہا کہ میری غرض

یہ نہیں ہے کہ شام کے پادریوں کو کسی قطعی فیصلے سے مطمئن کرنے کی کوشش کریں بلکہ آپ صرف یہ ظاہر کر کے کہ آپ ان کے عقیدہ پر ہمدردی سے غور کرنے اور ان کو مطمئن کرنے کے لیے کوئی حل تلاش کرنے کی غرض سے یروشلم جاتے ہوئے قسطنطنیہ جا رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ شہنشاہ کی اتنی ہمدردی اور التفات عنایت ان کو پوری طرح مطمئن کرنے کے لیے کافی ہوگی۔

ہرقل نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ میں تمہاری سیاست دانی دوراندیشی اور معاملہ فہمی کی تعریف کرتا ہوں۔ یقیناً تمہاری تجویز بہت معقول مفید اور ضروری ہے لیکن ایک مشکل یہ ہے کہ میں دمشق میں زیادہ قیام کر کے وقت ضائع بھی نہیں کرنا چاہتا۔ کیونکہ اسلامی لشکر تیزی کے ساتھ بڑھتا چلا آ رہا ہے اور اس کو روکنے کے لیے مجھے جلد از جلد قسطنطنیہ پہنچنا چاہیئے

حاکم دمشق نے جواب دیا۔ تو اس میں بھی کوئی قباحت نہیں ہے آپ کل علی الصباح دمشق سے یروشلم کے لیے کوچ کر جائیے۔

ہرقل نے متعجب ہو کر دریافت کیا۔ اور شام کے پادریوں کو مطمئن کرنے کی تجویز کا کیا ہوگا۔

حاکم دمشق نے جواب دیا۔ ان کو آپ ابھی شرف ملاقات بخش سکتے ہیں۔ میں نے دمشق کے پادریوں کو اکٹھا کر لیا ہے اور اس کے علاوہ لیرہ۔ یرموک اور حلب وغیرہ کے راہبوں کو بھی پہلے ہی طلب کر لیا تھا۔ اور وہ بھی اس وقت موجود ہیں۔ صرف آپ کے حکم کی دیر ہے۔ آپ جیسے ہی طلب فرمائیں گے ان کو دوسرے ہی لمحہ آپ کی خدمت میں حاضر کر دیا جائے گا۔

ہرقل نے از حد خوش ہو کر کہا۔ یہی تمہاری ذہانت ہے جہاں تک وا دو دوں تم نے مجھے کتنی تشویش سے بچا لیا ہے۔

حاکم دمشق نے انکساری سے جواب دیا۔ یہ سب حضور عالی کا اقبال ہے

ہرقل نے کہا۔ اچھا اب تم پادریوں سے ملاقات کا فوراً انتظام کرو۔ لیکن میری ایک رائے اور بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ پادریوں کو بلانے کی بجائے تم خود ان کو کسی دوسرے کمرہ میں اعزاز و افتخار کے ساتھ بٹھا دو اور میں خود اس کمرہ میں جا کر ان سے ملاقات کر دوں۔

حاکم دمشق نے کہا جہاں تک حضور کے اقبال کی بلندی کا سوال ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ ایسا کرنے سے بھی یہی ہوگا کہ

ز جاہ و عظمت سلطان نہ گشت چیزے کم

اور پادریوں کی عزت افزائی بھی اس طرح ہو جائے گی کہ۔

کلاہ گوشہ دہقاں بہ آفتاب رسید

ہرقل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ ہاں بیٹے اس طرز عمل کا ان کے ذہن و دماغ پر ایسا اثر پڑے گا کہ وہ میری باتوں سے زیادہ آسانی سے مطمئن ہو جائیں گے۔ اچھا اب تم جاؤ اور ان لوگوں کو بٹھا کر مجھ کو لے جاؤ۔

جیسے ہی ہرقل پادریوں کے کمرہ میں داخل ہوا اس کے اعلیٰ اخلاق سے متاثر ہو کر پادری کھڑے ہو گئے اور شہنشاہ روم ہرقل زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ ہرقل مسکراتا ہوا مسند پر بیٹھ گیا اور پادریوں کو بھی بیٹھ جانے

کا اشارہ کیا۔

ہرقل کے دائیں جانب حاکم دمشق بھی کسی قدر نیچی نشست پر بیٹھ گیا۔ اور پادری بھی اپنی اپنی جگہ بیٹھ گئے۔ دوسرے ہی لمحہ دمشق کے اسقف اعظم نے کھڑے ہو کر کہا۔ ہم لوگ شہنشاہ کے اخلاق حمیدہ سے بہت متاثر ہوئے ہیں۔ اور اس طرح ہم سے شہنشاہ کی شان میں جو بے ادبی ہوتی ہے۔ اس پر ہمیں بے حد افسوس ہے۔ لیکن ہم شہنشاہ کے حکم کو ماننے کے لئے مجبور تھے۔

ہرقل نے میٹھے ہی میٹھے مسکراتے ہوئے کہا۔ مذہبی پیشواؤں کا ہر ممکن احترام کرنا ہمارے لئے باعث فخر ہے۔ آپ لوگوں کے مذہبی عقائد کے متعلق آپ لوگوں کی شکایات سے یوں تو میں شاید دوسرے ذرائع سے واقف ہوں لیکن میں خود آپ لوگوں سے سننا چاہتا ہوں کہ جو کچھ میں نے دوسرے ذرائع سے سنا ہے اس کی اصلاح اور تصدیق ہو جائے۔

اور پھر پادریوں کے باہمی مشورہ کے بعد دمشق کے اسقف اعظم ہی نے اپنے ساتھیوں کی نمائندگی کرتے ہوئے کہا۔

اے شہنشاہ ہم آپ کا انتہائی ادب و احترام کرتے ہوئے ان عقائد میں ذرہ برابر بھی ترمیم کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ ہم اچھی طرح واقف ہیں کہ شہنشاہ کی حکومت کا مذہب بھی مسیحی ہے لیکن حکومت مسیحی مذہب کے اس عقیدہ پر یقین رکھتی ہے جو مجلس کیسلڈن (SYNOD OF CHALCEDON) نے نافذ کیا ہے۔ اور جس میں یہ مانا گیا ہے حضرت یسوع مسیح میں الوہیت اور بشریت کی حیثیتیں علیحدہ علیحدہ رونما ہوتی تھیں۔ یعنی جب حضرت یسوع مسیح الٰہ ہوتے تھے تو بشر نہیں

رہ جاتے تھے اور جب لیٹر ہوتے تھے تو الوہیت سے محروم ہو جاتے تھے۔ ہم حضرات یسوع مسیح کی شان میں کسی وقت اور کسی حالت میں بھی الوہیت سے محرومی کے عقیدہ کو ایک لمحہ کیلئے بھی تسلیم نہیں کر سکتے۔ ان کی الوہیت اور محرومی دو متضاد باتیں ہیں اور اسی وجہ سے یہ عقیدہ بھی صرف ایک مجلس کا نافذ کردہ ہے جس کو ماننے اور تسلیم کرنے کے لئے ہم مذہبًا مجبور نہیں۔ اس لئے ہم خود اپنے بہترین عقیدہ پر زندہ رہتے ہیں۔

دمشق کے اسقف اعظم نے ایک لمحہ کے توقف کے بعد اپنی تقریر جاری رکھتے ہوئے کہا جیسا کہ شہنشاہ روم واقف ہیں۔ ہم شام کے تمام پادری مولوفائزائٹ (OPHYSITE MON) عقیدہ کے پابند ہیں۔ اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ حضرت یسوع مسیح کی الوہیت ہمیشہ اور ہر حال میں قائم رہی اور ساتھ ہی ساتھ بشریت بھی۔ شہنشاہ خود انصاف فرمائیں کہ ہم ایسے غلط اصول کو کیسے تسلیم کر لیں کہ الوہیت کا حامل الوہیت سے محروم بھی ہو سکتا ہے (اور اتنا کہہ کر دمشق کا اسقف اعظم اپنی نشست پر اطمینان کے ساتھ بیٹھ گیا۔

ہرقل نے بیٹھے بیٹھے کہا۔ میں نے اسقف اعظم دمشق کی تقریر پوری توجہ سے سنی۔ انھوں نے جس عقیدہ کی حمایت کی ہے میں اس کی مخالفت ہرگز نہیں کر سکتا۔ میں دونوں میں سے کسی ایک عقیدہ کی مخالفت کرنے کا حق نہیں رکھتا۔ یہ کام ہمارے مذہبی پیشواؤں کا ہے۔ اور اس معاملہ میں ہم انھیں کے مشورہ سے کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ میں اسقف اعظم دمشق اور شام کے تمام محترم پادریوں کو یقین دلاتا ہوں کہ انکے عقیدہ کے ساتھ سختی نہ برتی جائے گی۔ میں اسوقت اسی مقصد کے لئے بڑی عجلت کے ساتھ یروشلم ہوتا ہوا قسطنطنیہ جا رہا ہوں۔ یروشلم سے میں وہاں کے اسقف اعظم اور دیگر شامی پادریوں کو بھی اپنے ساتھ قسطنطنیہ لے جاؤں گا۔ اور وہاں ان سے اور سرجیس بطریق قسطنطنیہ سے مشورہ

کے نتیجہ میں کسی حل تک پہونچنے کی کوشش کروں گا۔ مجھے امید ہے کہ میری نیت۔ میرے ارادے اور میرے عزائم سے آپ لوگ ضرور مطمئن ہو گئے ہوں گے اور آپ لوگ مجھے موقع دیں گے کہ میں کوئی حل تلاش کر سکوں۔ اس دوران آپ لوگ اس اختلاف کو انتہائی خاموشی کے ساتھ ملتوی رکھیں کہ آپ شام میں اپنے ہی عقیدہ پر کاربند رہیں لیکن صرف عقائدی اختلاف کی بنیاد پر حکومت کی مخالفت نہ کریں گے۔ خاص کر فوجی بھرتی اور عرب کے مسلمانوں سے مقابلہ اور جنگ کے معاملہ میں حکومت سے پوری طرح تعاون کریں گے۔

ہرقل نے اپنی تقریر ختم کرتے ہوئے ایک لمحہ کے لئے توقف کے بعد کہا کہ میں آپ لوگوں کو موقع دینا چاہتا ہوں کہ آپ آپس میں مشورہ کریں اور اس کے بعد اسقف اعظم دمشق کے ذریعہ ہمیں اپنے فیصلہ سے ابھی مطلع کر دیں۔

اتنا کہہ کر ہرقل اپنی جگہ سے اٹھا اور حاکم دمشق کے ہمراہ کمرہ سے باہر نکل گیا۔ دوسرے کمرہ میں پہونچ کر حاکم دمشق نے ہرقل کی تقریر کی تعریف شروع کر دی اور اس وقت تک رطب اللسان رہا جب تک کہ اس دروازہ پر دمشق کے اسقف اعظم نے دستک نہیں دی۔

اسقف اعظم نے شہنشاہ ہرقل کی تعظیم بجا لانے کے بعد کہا شام کے ہم تمام پادری شہنشاہ کے خیال اور ان کے عزم و ارادہ سے بہت مطمئن ہیں۔ اور جب تک قسطنطنیہ میں صلاح و مشورہ کے بعد کوئی قطعی فیصلہ نہ ہو جائے اس وقت تک ہم عقائد کے تمام اختلافات کے باوجود عرب مسلمانوں سے جنگ اور مقابلہ میں فوجی بھرتی ہوں اور

تمام سیاسی و اقتصادی معاملات میں شہنشاہ کی پوری طرح تابع داری
اور ان کی حکومت سے پورا تعاون کریں گے



روشنی

آج صبح دمشق کی ایک سرا کے ہال میں عامر بیٹھا ہوا قہوہ پی رہا تھا۔ وہ آج بیحد خوش تھا۔ اور بہت عرصے کے بعد اس کو ایک خوش گوار صبح نصیب ہوئی تھی۔ لیکن اب بھی اس کی صبح کی خوش گواری صرف امیدوں کے سہارے تھی۔ آج بہت دنوں کے بعد عامر کو مایوسیوں کی گہری تاریکی میں امید کی ایک کرن نظر آئی تھی۔ بہت مدت کے بعد عامر کو یاس کی انتہائی سیاہ اور تاریک ماحول میں ایک ہلکی روشنی نظر آئی تھی امید کی وہ کرن اور مستقبل کی وہ موہوم روشنی جو عامر کے دل میں جوش و ولولہ اس کی آنکھوں میں چمک اور اس کے لبوں پر تبسم بن کر نمودار ہوئی تھی۔ اور اسی ماحول میں عامر بیٹھا ہوا اپنا منصوبہ مکمل کر رہا تھا اور مسکرا رہا تھا۔

دراصل یہ عامر کا اخلاق۔ اسکا خلوص اور اس کی پرکشش شخصیت ہی تھی جس کے سہارے وہ ایسے رومی افسروں سے دوستانہ تعلقات قائم کرنے میں کامیاب ہو گیا جن کو مملکت روم میں بڑا دخل تھا۔ سرا میں جن دو رومی فوجی

افسر تھے جن سے عامر کی ملاقات ہوئی تھی وہ عامر کے خلوص ہی کی بنا پر روز بروز عامر سے قریب تر ہوتے گئے۔ یہاں تک کہ وہ عامر پر اپنی جانیں تک قربان کر دینے میں دریغ نہ کرتے۔ ان میں سے ایک رومی افسر کو اکثر عامر کو دیکھ کر سخت ملول ہو جاتا اور وہ صاف صاف عامر سے کہتا کہ عامر کے دل میں جو کانٹا ہے اگر وہ اس کو دیکھ پاتا تو ضرور اپنے ہاتھوں سے نکال پھینکتا۔ اور ایک مرتبہ تو اس نے عامر سے یہاں تک کہا کہ بھائی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے بلکہ اس بات کا یقین ہے کہ تم کوئی گہرا غم اپنے دل میں چھپائے پھر رہے ہو۔ یا کسی بڑی مصیبت میں گرفتار ہو۔ اور یہ میری زندگی کی سب سے بڑی خوشی ہوگی کہ میں اس معاملہ میں تمہاری کچھ مدد کر سکوں ...."

لیکن جب کبھی وہ ایسی باتیں کرتا تو عامر بات کو ٹال جاتا۔ اس کے باوجود ان دونوں دوستوں کے سہارے عامر کی بڑے بڑے رومی افسروں سے ملاقاتیں ہوگئیں لیکن ان تمام خلوص کے باوجود وہ جولیا کے متعلق ان میں سے کسی ایک سے بھی کسی قسم کی مدد طلب کرنے کی جرات نہ کر سکا۔

لیکن آج اچانک اسی سرائے میں اس کی ملاقات مارٹن سے ہوگئی۔ جو کسی رشتہ سے لیبرٹا کا بھائی ہوتا ہے۔ مارٹن تو خیر عامر کو کیا پہچان سکتا۔ لیکن عامر نے مارٹن کو پہچان لیا تھا کیونکہ وہ کسی بھیس میں نہیں تھا۔

عامر نے جیسے ہی مارٹن کو سرائے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا وہ فوراً مسرت سے چلا اٹھا۔ "وہ مارٹن۔ مارٹن ..."

اور مارٹن کو یہ دیکھ کر کہ ایک معمولی رومی فوجی ایک سرائے میں اتنے

اسی طرح مخاطب ہو رہا ہے سخت غصہ آیا اور اس نے پلٹ کر رومی فوجی کو ڈانٹتے ہوئے۔۔۔ اور اپنے شانہ پر لگا ہوا فوجی امتیازی نشان دکھاتے ہوئے کہا۔ تم ایک فوجی ہوتے ہوئے بھی فوج کے نظم و ضبط سے واقف نہیں ہو کیا تم ایک ایسے مقام پر جہاں ہر خاص و عام کا گذر ہے مجھ کو اس طرح مخاطب کر سکتے ہو۔

عامر نے اس سرزنش کا کوئی جواب نہیں دیا بلکہ وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا اور مارٹن کے کان کے قریب اپنا منھ لے جا کر کہا۔ میں عامر ہوں مارٹن میں عامر ہوں۔ رومی فوجی کے بھیس میں۔ اور پھر دوسرے ہی لمحہ مارٹن نے عامر کو پہچانتے ہوئے اس کو گلے سے لگا لیا۔

عامر نے کچھ کہنا چاہا! لیکن مارٹن نے اپنے لبوں پر انگلی رکھ کر اشارہ سے عامر کو خاموش رہنے کی ہدایت کی اور زیر لب کہا۔ دیوار ہم گوش دارد۔ میں جانتا ہوں کہ تم کو مجھ سے بہت کچھ کہنا ہوگا اور مجھے بھی تم سے بہت کچھ کہنا ہے لیکن پہلے ہمیں مناسب جگہ پر پہونچنا ضروری ہے۔ اتنا کہنا ہوا مارٹن عامر کا ہاتھ پکڑ کر اپنے ساتھ لیتا گیا۔ اور سرا کے ایک خاص کمرہ میں جس میں خود سرا کے مالک نے ان دونوں کو پہونچا دیا تھا۔ عامر اور مارٹن دیر تک باتیں کرتے رہے۔

عامر نے مارٹن کو وہ تمام باتیں تفصیل کے ساتھ بتائیں جو عامر اور مارٹن کی گذشتہ ملاقات کے بعد سے رونما ہوئی تھیں۔ اور یہ بھی بتایا کہ کس طرح وہ رومی فوجی کی وردی حاصل کر کے مملکت روم کی حدود میں داخل ہو گئے۔

مارٹن نے بھی اس کو ان تمام حالات سے آگاہ کیا جو کہ اس کو میریا اور جولیا کے متعلق معلوم تھے۔ ساتھ ہی مارٹن نے یہ بھی بتایا کہ میریا اور جولیا کو

یہیں دمشق میں رکھا گیا ہے۔ کیونکہ شہنشاہ ہرقل دمشق سے اس قدر عجلت میں گیا ہے کہ وہ نہ تو ان لوگوں کو اپنے ہمراہ لے گیا اور نہ ان کے متعلق کوئی حکم دیا گیا ہے۔ ان حالات میں یہ دونوں حاکم دمشق کے حکم کے تحت خاص نگرانی اور خصوصی حراست میں ہیں۔ مارٹن نے یہ بھی بتلایا کہ عام حالات میں جب کہ ان دونوں کا مجھ سے کوئی تعلق نہ ہوتا تو قاعدہ کے مطابق یہ لوگ جن کی حراست میں ہیں۔ وہ براہ راست میرے ماتحت ہوتے اور میں کسی وقت بھی ان دونوں سے بغیر کسی روک ٹوک کے مل جل سکتا۔ لیکن حاکم دمشق بڑا تجربہ کار اور جہاندیدہ ہے اور اس نے اس حقیقت کے پیش نظر کہ میں میریا کا رشتہ دار بھی ہوں میرے لئے خاص پابندی عائد کر دی ہے کہ میں میریا اور جولیا سے کسی حالت میں نہیں مل سکتا۔ جن افسروں کی حراست میں ان دونوں کو دیا گیا ہے۔ ان کو بھی میری ماتحتی سے ہٹا دیا گیا ہے اور وہ میرے ماتحت ہوئے بغیر اس خدمت پر مامور رہیں گے اور تمام فوجی افسروں کو اطلاع کر دی گئی ہے۔ کہ میریا اور جولیا کے معاملے میں مارٹن کی کوئی افسرانہ حیثیت تسلیم نہ کی جائے اور اس کو ان دونوں سے ملنے بھی نہ دیا جائے۔

عامر مارٹن کی باتیں سنتا جا رہا تھا اور غور کرتا جا رہا تھا کہ مارٹن نے اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ عامر یہ بہت اچھا ہوا کہ تم مجھ کو مل گئے اور میں ان فوجی افسروں میں سے کسی نہ کسی کو جن کی حراست میں میریا اور جولیا ہیں کسی نہ کسی طرح اس بات پر آمادہ کر لوں گا کہ وہ تم کو میریا اور جولیا تک پہنچا دیں۔ اور تم ان سے مل کر آئندہ کے متعلق کوئی مشورہ

معلوم کرو - کیونکہ میرے اپنے ذہن میں اس وقت کوئی ایسا پروگرام نہیں ہے جو کہ میں ان دونوں کی رہائی کے متعلق عمل میں لا سکوں - ممکن ہے کہ میریا کوئی راہ بتا سکے -

ان تمام باتوں کے بعد مارٹن عامر سے یہ وعدہ کرکے کہ وہ آج شام غروب آفتاب کے بعد ہی اسی سرائے میں عامر سے ملاقات کرے گا چلا گیا

مارٹن کے سرائے کے پھاٹک تک پہونچا کر واپس آنے کے بعد عامر سرائے کے ہال میں پہونچ گیا اور وہیں قہوہ پینے لگا - اور اسی حالت میں وہ امیدوں کی بنیادوں پر کامیابی کے محل تیار کر رہا تھا -

لیکن اسکی امیدوں پر تعمیر شدہ محل اچانک مایوسی کی تیز ہواؤں سے منہدم ہو جاتے - اور وہ اس بات پر حسرت کرتا کہ کاش ان معاملات میں اس کو اپنی طاقت بازو سے کام لینے کا موقع مل سکتا تو وہ جلد از جلد یا تو اپنا مقصد حاصل کر لیتا یا پھر اپنے مقصد پر اپنی جان قربان کر دیتا -

عامر ابھی سوچ ہی رہا تھا کہ اس کے دونوں ساتھی روسی فوجی بھی وہیں پہونچ گئے اور آج انھوں نے غیر معمولی طور پر عامر کو خوش دیکھ کر مسرت کا اظہار کیا - اور ان میں سے ایک نے مسکراتے ہوئے دریافت کیا - آج میں تم کو خلاف معمول خوش دیکھ رہا ہوں اور اس سے خود بھی بیحد خوش ہو رہا ہوں - کیا میں تم سے اس خوشی کا سبب دریافت کر سکتا ہوں ؟

عامر نے مسکراتے ہوئے جواب دیا - امید اور صرف امید اس خوشی کا سبب ہے - ورنہ جو زندگی ہم تم گذار رہے ہیں اس میں خوشی کا کیا دخل ہے ؟"

اور فوجی نے جواب دیا - واقعی ہم لوگوں کی زندگی کو تو خواہ مخواہ بار بنا دیا گیا ہے - میری سمجھ میں نہیں آتا کہ جن محاذوں پر ہماری فوجوں کو اسلامی لشکر کے مقابلہ میں شکستیں ہوئی ہیں ان میں ہم غریب اور معمولی فوجیوں کا کیا قصور ہو سکتا ہے لیکن سزائیں ہم کو دی جا رہی ہیں - ہم کو اب فوجوں میں اس لئے شامل نہیں کیا جا رہا کہ ہم بھاگے تھے - لیکن ان افسروں اور جنرلوں کو برقرار رکھا گیا ہے جن کی غلطیوں سے ہم کو بھاگنا پڑا - اور ہم میں سے بہتوں کو جان سے ہاتھ دھونا پڑا -

عامر نے کہا یہ باتیں ہم کو رنجیدہ اور غمگین رکھنے کے لئے کیا کم ہیں لیکن زندگی خواہ مخواہ امید کے سہارے چلتی ہی رہتی ہے اور امید کچھ ایسی حیات فریب واقع ہوئی ہے کہ وہ قدم قدم پر زندگی کو دھوکے اور فریب دیتی رہتی ہے - اور آج بھی امیدوں کے کچھ ایسے ہی فریب میں مبتلا ہو کر مسکرا رہا ہوں - امیدیں مستقبل کی خوش آئند اور خوش رنگ شکلیں اختیار کرتی جا رہی ہیں اور یاس ہے کہ ان پر تیرگی کی گہری چادر ڈالتی جا رہی ہے زندگی امید و یاس کے درمیان ایک مستقل کشمکش میں پھنس کر رہ گئی ہے اور اس کشمکش سے چھٹکارا حاصل کرنے کی مستقبل قریب میں کوئی صورت نظر نہیں آ رہی ہے

رومی فوجی نے ایک سرد آہ بھر کر کہا اور زندگی ہے کہ لمحہ بہ لمحہ روز بہ روز اور ہفتہ بہ ہفتہ ..... گذرتی جا رہی ہے - میں نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس طرح بیکار اور بے سہارا پھرنے سے بہتر ہے کہ اپنے گاؤں (قریہ) واپس چلا جاؤں لیکن شرمندگی پاؤں پکڑ لیتی ہے کہ وہاں لوگ حالات دریافت کریں گے - تو ان کو کیا جواب دوں گا -

عامر نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا - نہیں میرے دوست ایسا نہ کرنا۔ میں تم ہی دو دوستوں کے سہارے تو یہاں جی رہا ہوں اگر تم بھی چلے گئے تو تنہا امید و یاس کی کشمکش میں گھٹ گھٹ کر میں بھی ہلاک ہو جاؤں گا۔



بطریق برجیس

قسطنطنیہ پہونچتے ہی شہنشاہ روم ہرقل نے قسطنطنیہ کے بطریق برجیس سے ملاقات کی اور اس کو شام کے پادریوں کی حالت بتائی۔

برجیس نے شہنشاہ سے سوال کیا۔ آپ نے شام کے پادریوں کو مطمئن کرنے کی غرض سے ان کی جو ہمت افزائی کی ہے۔ اس سے یہ تو نتیجہ بقول آپ کے ضرور نکل سکتا ہے کہ وہ فی الوقت عرب کے اسلامی لشکر کے مقابلہ میں مملکت روم کا ساتھ دیں لیکن آئندہ کے لئے ان کی ہمتیں بڑھ جائیں گی اور وہ اپنے عقیدہ کو حکومت کا عقیدہ بنانے کی سر توڑ کوشش کریں گے۔

ہرقل۔ تمہارا اندازہ ٹھیک ہے لیکن مقدس باپ تم صرف سرسری نقطہ نگاہ سے حالات پر غور کر رہے ہو اور میں سیاسی نظریہ سے جائزہ لے رہا ہوں۔

بطریق برجیس۔ تو کیا ان دونوں زاویوں سے دیکھنے میں کوئی فرق بھی پیدا ہو سکتا ہے جو اثر انداز ہو سکے۔

ہرقل نے برجستہ جواب دیا۔ یقیناً ایسا ہی ہوگا۔ ۔ ۔ ۔ ۔ سیاست کا تقاضہ ہے کہ ہم موجودہ مشکلات کو دور کرنے کی کوشش کریں اور اس کوشش میں ناکامیابی کے باوجود اگر

آئندہ کے لیے کچھ مشکلات پیدا ہو جائیں تو آئندہ ان مشکلات کا سختی سے مقابلہ کریں گے۔

برجیس نے کہا۔ کیا شہنشاہ اپنے خیالات کو کچھ زیادہ وضاحت سے بیان کرنے کی زحمت فرمائینگے۔

ہرقل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میرا مقصد یہ ہے کہ اسوقت عربی اسلامی لشکر کا مقابلہ کرنے میں شام کا اشتراک و تعاون حاصل کرنے کیلئے شام کے پادریوں کو کسی نہ کسی طرح مطمئن کر لیا جائے۔ اگر اس سے ان کی ہمت افزائی ہوئی اور اس کی بنا پر آئندہ کوئی ناجائز مطالبہ کیا اور کسی قسم کی زبردستی کی تو اسوقت ہم عرب لشکر کو شکست دے کر مطمئن ہو چکے ہوں گے۔ اور ہم اپنی پوری فوجی طاقت سے شام کی پادریوں کو بھی راہ راست پر لاسکیں گے۔

بطریق برجیس کا چہرہ خوشی اور مسرت سے چمک اٹھا اور اس نے مسکراتے ہوئے کہا کہ میں شہنشاہ کی رائے عالی سے پوری طرح متفق ہوں۔ بیشک وقت کا تقاضا یہی ہے اور میں اسی نظریہ کے تحت یروشلم کے بطریق اور دوسرے پادریوں سے بھی گفتگو کروں گا۔

ہرقل نے خوش ہوتے ہوئے جواب دیا۔ تو پھر اس کا یہ مطلب ہوا کہ تمھاری مدد سے میں مملکت شام کے لیے ایک سخت مشکل کو ختم کر سکوں گا۔

برجیس نے جواب دیا۔ شہنشاہ کیلئے مشکلات کو ختم کرنے میں ہر ممکن مدد کرنا میرا فرض ہے اور میں اپنے اس بات پر بھی غور کر رہا ہوں کہ آئندہ بھی کشت و خون کی نوبت نہ آئے۔

ہرقل نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اب میں مقدس باپ سے استدعا کروں گا کہ وہ اپنے خیالات کی وضاحت کر دیں۔

برجیس نے ٹھہر ٹھہر کر کہنا شروع کیا۔ شہنشاہ نے ابھی ابھی فرمایا ہے کہ آئندہ اگر شام کے پادریوں نے کوئی غیر مناسب مطالبہ کیا اور زور زیادتی سے کام لینے کی کوشش کی تو ہم اپنی پوری فوجی طاقت سے ۔ ۔ ۔ ان کی راہ

ہرقل نے خادم کو حکم دیا کہ حاجب کو فوراً بھیج دو۔

جب حاجب ہرقل کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے حاجب کو بتایا کہ وہ قسطنطنیہ کے علاوہ یروشلم سے بھی کافی تعداد میں فوجیں اور بڑی مقدار میں رسد اپنے ہمراہ دمشق لے جانا چاہتا ہے لیکن اس کام کے لئے وہ یروشلم میں قیام کر کے وقت ضائع کرنا نہیں چاہتا۔ اس لئے دمشق کا جو قاصد ٹھہرا ہوا ہے اس کو ابھی ایک خط دے کر حاکم یروشلم کے پاس بھیج دو تا کہ وہ میرے پہنچنے سے پہلے پہلے یروشلم میں فوج اور رسد اکٹھا کر رکھے — اچھا تم جاؤ۔ اور قاصد کو فوراً یروشلم روانہ کرو۔

ہرقل پھر تنہائی میں سوچتا رہا۔ اب وہ مسلمانوں کے کردار پر غور کر رہا تھا۔ مسلمانوں کا وہ کردار جو مسلمانوں کے لشکر کی حراست سے بھاگ کر آنے والے رومی فوجی نے بیان کیا تھا۔ ہرقل اس سے قبل ایرانی لشکر سے بھی مقابلہ کر چکا تھا اور اس نے ایرانی لشکر اور اسلامی لشکر کے اخلاق و کردار کا موازنہ کیا تو اس کو زمین آسمان کا فرق نظر آیا۔ اس نے غور کیا کہ ایرانی لشکر کا مقصد بھی لوٹ مار کے علاوہ اور کچھ نہ تھا۔ اور پھر وہ یہ سوچ کر محجوب ہونے لگا کہ رومی لشکر کا مقصد بھی تو کچھ ایسا ہی ہے۔ میری قیادت میں رومی لشکر نے ایران کے شہروں میں کیا کچھ لوٹ مار اور کیا کشت و خون نہیں کیا۔ اور اب تک تو ہم سب جنگ کا مقصد ہی لوٹ مار اور کشت و خون سمجھتے رہے۔ یہ تو اسلامی لشکر ہی جس نے اپنے کردار سے جنگ کا مفہوم اور جنگ کا مقصد ہی بدل کر رکھ دیا ہے۔ ان کی جنگ کا مقصد لوٹ مار کرنا اور ذاتی منفعت حاصل کرنا

ہنی ہے۔ وہ جنگ کو انسانیت کے تحفظ اور انسانیت نوازی کا ذریعہ بنائے ہوئے ہیں۔ یقیناً مستقبل کا مورخ سنہری حرفوں میں یہ بات تحریر کرے گا۔ کہ عرب مجاہدین نے نہ صرف انسانیت کا تحفظ کیا، انسانیت کو نوازا بلکہ جنگ کا مفہوم و مقصد بھی بدل ڈالا۔



داشتہ

آفتاب غروب ہو رہا تھا اور اس کی آخری کرنیں عمارتوں کی بلندیوں اور درختوں کی چوٹیوں کو زرنگار بنا رہی تھیں۔ عامر سرائے کے مختلف حصوں میں بے چینی کے ساتھ پھر رہا تھا کبھی وہ وسطی ہال میں پہونچکر کچھ دیر آرام کرتا کبھی سرا کے پھاٹک پر تھوڑی دیر کھڑا رہتا اور اس کی نگاہیں سڑک پر کسی کا انتظار کرتی رہتیں۔ کبھی پھاٹک سے باہر نکل کر سڑک پر ٹہلنے لگتا ——— اس وقت بھی وہ پھاٹک سے باہر نکل کر سڑک پر ٹہل رہا تھا کہ پیچھے سے کسی نے اس کے کندھے پر ہاتھ رکھ دیا اور جب اس نے مڑ کر دیکھا تو مارٹن نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔ کہاں جا رہے تھے۔ اس وقت تو سرا میں مجھ سے ملنے کا وعدہ تھا۔

عامر نے فوراً ہی مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ لیکن مارٹن میں کہیں بھی نہیں جا رہا تھا بھلا تمہارا وعدہ بھول سکتا تھا۔ اسی وعدہ کے سہارے گذشتہ چوبیس گھنٹوں سے جی رہا ہوں ——— دراصل میں انتظار میں اس قدر بے چینی محسوس کر رہا تھا کہ آرام سے بیٹھ بھی نہ سکتا تھا۔ اسی لئے باہر نکل کر سڑک پر ٹہل رہا تھا۔

مارٹن نے کہا ۔ کتنی پر فضا شام ہے عامر اس وقت مسرکے اندر بیٹھنا کتنی زیادتی ہوگی قدرت کے مناظر ۔ اس وقت ہم تم سیر کو چلیں گے ۔ جاؤ تم اپنا گھوڑا لے آؤ مسرکے اور یہیں میرا انتظار کرنا میں بھی قریب ہی ایک عمارت سے اپنا گھوڑا لے کر آتا ہوں ۔

عامر اور مارٹن گھوڑوں پر سوار دمشق کے باہر سبک رفتاری سے گذر رہے تھے اور آسمان پر شفق کی سرخی مختلف رنگوں میں تبدیل ہو کر سیاہی اختیار کرتی جارہی تھی ۔

عامر نے نگاہ اٹھا کر آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا ۔ واقعی دمشق کی شام بھی بہت ہی پر کیف ہوتی ہے ۔

مارٹن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا ۔ یہ تو ٹھیک ہے لیکن میں چاہتا ہوں کہ تم غیر ضروری جذباتی بن کر صرف شام کے پر کیف ماحول ہی میں کھو کر نہ رہ جاؤ بلکہ جن راستوں پر ہم گذر رہے ہیں ان کو بھی اپنے ذہن میں محفوظ رکھتے رہو ۔ تاکہ کسی وقت تم ان راستوں پر تنہا بھی گذر سکو تو راہ نہ بھٹک جاؤ ۔

عامر نے مارٹن کو اطمینان دلاتے ہوئے کہا میں راہ کو اچھی طرح ذہن نشین کر رہا ہوں ۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں ہوں تو وہ سامنے جو کھنڈرات نظر آرہے ہیں وہ پرانے قلعہ کے کھنڈرات ہیں ۔ میں پہلے بھی ادھر آچکا ہوں ۔ وہ کھنڈرات بھی کافی پر لطف ہیں ۔ کیا ۔ ہم ادھر نہ چلیں گے ۔

مارٹن نے جواب دیا ۔ ہم ادھر ہی چل رہے ہیں اور تمھارا قیاس بھی ٹھیک ہے وہ دمشق کے پرانے قلعہ کے کھنڈرات ہی ہیں اور بڑے پر لطف اور عجیب و غریب بھی ہیں ۔

پرانے قلعہ کے کھنڈروں میں پہونچکر عامر اور مارٹن اپنے اپنے گھوڑوں پر سے اتر پڑے اور دو بڑے پتھروں سے گھوڑوں کو باندھتے ہوئے دونوں پیدل آگے بڑھنے لگے۔

عامر نے کھنڈروں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ کسی زمانہ میں کتنا شاندار قلعہ ہوگا یہ آج ہم جس کے کھنڈرات میں پھر رہے ہیں۔

مارٹن نے لاپروائی سے جواب دیا۔ یہ تو ہوتا ہی رہا ہے اور ہوتا ہی رہے گا۔ آج ہم جن کھنڈروں میں پھر رہے ہیں وہ کسی زمانے میں شاندار قلعہ تھا اور آج جو شاندار قلعہ ہے وہ کسی زمانہ میں کھنڈرات میں تبدیل ہو جائے گا۔ زمانہ کی یہی رفتار ہے اس میں نہ تباہی آتی ہے نہ آئے گی۔ لیکن عامر میں اس وقت تم کو یہاں ایک خاص چیز دکھانے کی غرض سے لایا ہوں۔

عامر نے کہا۔ میں یہاں پہلے بھی چکا ہوں۔ دراصل دمشق کے گرد و نواح میں یہی مقام مجھے سب سے زیادہ پسند آیا ہے۔

مارٹن نے کہا۔ بلاشبہ تم یہاں پہلے بھی ضرور آچکے ہوگے۔ اور جو چیز میں تمہیں دکھانا چاہتا ہوں اس کو بھی دیکھ چکے ہوگے لیکن تم نے اس کی اصلیت نہ سمجھی ہوگی۔ اور آج میں تم کو اسکی اصلیت بتانا چاہتا ہوں۔

عامر خاموشی سے مارٹن کے ساتھ آگے بڑھتا رہا اور مارٹن نے رک کر ایک طرف انگلی سے اشارہ کر کے کہا۔ وہ دیکھ رہے ہو تم عامر۔

عامر نے جواب دیا ہاں دیکھ رہا ہوں۔ اس سے پہلے بھی جب میں آیا تھا تو دیکھا تھا اور اس مرتبہ تو میں نے اس بڑے سیاہ پتھر پر بیٹھ کر ٹھنڈی دیر دم بھی لیا تھا۔

مارٹن نے کہا - اچھا تم اس بڑے پتھر پر بیٹھے رہے - اور اس مرتبہ تم اس بڑے سیاہ پتھر کو اٹھاؤ گے - بڑھو آگے بڑھو تم آسانی سے اس کو اٹھا سکو گے وہ بہت زیادہ وزنی نہیں ہے

عامر نے پتھر کو مضبوطی سے پکڑا اور بسم اللہ کر کے زور لگایا اور اوپر اٹھا لیا - لیکن پتھر کو اٹھاتے ہی وہ اتنا حیرت زدہ ہوا کہ اسکو دوسری طرف رکھنے کی بجائے ہاتھ ہی میں لئے رہ گیا -

مارٹن نے کہا - دیکھ لیا نہ تم نے کہ پتھر کے نیچے کیا ہے - اچھا اب تم اس کو اسی جگہ رکھ دو جہاں سے اٹھایا ہے -

عامر نے پتھر کو پھر اسی جگہ رکھ دیا - اور حیرت زدہ نگاہوں سے مارٹن کی طرف دیکھنے لگا -

مارٹن نے کہا آؤ - جلدی کرو یہاں وقت ضائع کرو - خواہ مخواہ شب ہونے کا اندیشہ ہے آؤ میرے ساتھ - اور پھر دونوں تیز تیز قدم بڑھاتے ہوئے اس جگہ پہونچ گئے جہاں ان کے گھوڑے پتھروں سے بندھے ہوئے تھے - دونوں نے اپنے گھوڑوں کو کھولا اور ان پر سوار ہو کر واپس ہونے لگے -

راستہ میں مارٹن نے پوچھا کیا دیکھا تھا عامر تم نے اس پتھر کے نیچے -

عامر نے جواب دیا - ایک غار کا دہانہ تھا غالباً بہت گہرا غار لیکن صاف ستھرا تھا اور اس میں پتھر کے زینے تراشے ہوئے تھے -

مارٹن نے کہا - تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ غار کے اندر ان زینوں سے آسانی کے ساتھ اترا جا سکتا ہے

عامر نے جواب دیا - میرا تو یہی خیال ہے -

مارٹن - بس اس راستہ کو اچھی طرح ذہن میں رکھنا اور آج نصف شب کے بعد تم اسی راستہ سے گذر کر میریا اور جولیا تک پہونچ جاؤ گے یہ دراصل سرنگ کا دہانہ جو اس عمارت

تک جاتا ہے جہاں ہمیریا اور جولیا کو قید رکھا گیا ہے۔
لیکن اس راستہ پر کوئی پہرہ کیوں نہیں ہے جبکہ یہ اس عمارت میں جاتا ہے۔ جہاں مملکت کے باغیوں کو رکھا گیا ہے۔
مارٹن نے سادہ سا جواب دیا۔ غالباً اس لئے کہ اس راستہ کا کسی کو علم نہیں ہے۔ مجھے عرصہ ہوا یہ راستہ ایک بوڑھے روحی فوجی نے بتایا تھا۔ جس کا کئی سال ہوئے انتقال ہو گیا ہے اور غالباً کوئی بھی ایسا شخص زندہ نہیں ہے جو اس راستے اور سرنگ سے واقف ہو۔
عامر۔ بہت خوب۔ یہ تو تم نے بڑا اچھا راستہ بتایا۔
مارٹن۔ ہاں لیکن ایک بات کا اور خیال رکھنا اس بوڑھے روحی فوجی نے مجھے بتایا تھا کہ راستہ میں تھوڑی تھوڑی دور پر سرنگ میں دو دو راہے ہیں جہاں انسان تذبذب میں پڑ جاتا ہے کہ وہ کس راستہ پر جائے۔ ان میں ایک اصل راستہ ہوتا ہے۔ اور دوسرا دھوکے کا راستہ ہوتا ہے جو یا تو آگے جا کر ختم ہو جاتا ہے یا کسی خطرناک جگہ پہونچا کر کسی غار میں گرا دیتا ہے۔
عامر:۔ یہ تو بڑی مشکل ہوئی۔ صحیح راستہ کا پتہ کیسے چلے گا۔
مارٹن نے کہا اور یہ بھی لطف کی بات ہے اکثر دو راہوں پر اصل راستہ کچھ تنگ ہے اور نقلی راستے کشادہ۔ غالباً یہ بھی دھوکہ دینے کے لئے کیا گیا ہے تاکہ ناواقف شخص کشادہ راستہ ہی کو اختیار کرے لیکن ہر جگہ ایسا نہیں ہے کہیں اصل ... کھلا ... کشادہ ہے۔ اور یہ بھی دھوکا دینے کا ایک انداز ہے۔
مارٹن پھر اس دھوکے سے بچا کیسے جائے گا۔

مارٹن نے اس بوڑھے روسی فوجی نے مجھے یہ بھی بتایا تھا کہ جہاں کہیں سرنگ میں دوراہہ ہے وہاں اصل اور صحیح راستہ ہے جو دائیں ہاتھ پر ہے۔

عامر نے خوش ہو کر کہا۔ تو اسکا مطلب یہ ہوا کہ ہر دوراہے پر ہمیشہ دائیں ہاتھ کا راستہ اختیار کرنا چاہئے اور اس طرح راستہ کی تمام مشکلات ختم ہو جاتی ہیں۔

مارٹن۔ ہاں۔ لیکن قدم قدم پر محتاط رہنے کی ضرورت ہے

عامر نے جواب دیا۔ اللہ تعالیٰ میری مدد کرے میں پوری احتیاط سے کام لوں گا۔ اور ہاں اسی ملاقات میں جولیا اور میریلا کے ساتھ فرار ہونیکی غلطی نہ کر بیٹھنا بلکہ صرف ان سے صلاح مشورہ کر کے واپس آجانا اور اس کے بعد ہم فرار ہونے کا انتظام کریں گے۔

عامر نے کہا بہت اچھا ایسا ہی کرونگا۔ دراصل مصلحت کا بھی تقاضہ ہے۔

مارٹن نے پھر کہا۔ اور دیکھو عامر میں کل علی الصباح تم سے اسی سرائے میں ملاقات کرونگا۔ اگر سرائے میں تم سے ملاقات نہ ہو سکی تو میں اس کا مطلب یہ سمجھوں گا کہ تم کسی مصیبت میں پھنس گئے ہو اور پھر اس کے لئے میں اس منصوبہ پر کام کرونگا جو ابھی سے میرے ذہن میں محفوظ ہے۔ اسلئے کسی مصیبت میں پھنس جانے کے بعد بھی مایوس نہ ہونا۔

عامر نے جواب دیا۔ مارٹن ہم مسلمان مایوس ہونا نہیں جانتے وہ اللہ تعالیٰ کی مشیت پر اعتقاد رکھتے ہیں اور آخر دم تک ان کو یقین رہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی جو مرضی ہوگی وہ ہو کر رہے گی۔

مارٹن نے کہا۔

واقعی عامر تمہارے مذہب میں ایسے اعتقادات یقیناً بہترین اور انسانی فلسفہ سے قریب ترین ہیں۔

راست پر لے آئیں گے۔ میں اس سلسلہ میں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ ہمارا آخری طریقہ کار ہوگا اور ہم ان کو راہ راست پر لانے کے لئے فوجی طاقت اسی وقت استعمال کریں گے جب تمام دیگر طریقے ناکام ہو جائیں گے۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ دیگر طریقوں سے میری مراد کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں میں کم از کم ایک طریقہ اسی وقت بتا سکتا ہوں۔ اور وہ طریقہ شہنشاہ کے وعدوں کا احترام کرنے کا طریقہ ہے۔ شہنشاہ روم نے شام کے پادریوں کو یہ یقین دلایا ہے کہ ان کے عقیدہ کے ساتھ کوئی زیادتی نہ کی جائے گی۔ اس لئے میں شہنشاہ کے ان الفاظ کا احترام کرتے ہوئے چاہتا ہوں کہ عرب کے اسلامی لشکر کو شکست دینے کے بعد شہنشاہ شام کے پادریوں کو قسطنطنیہ میں طلب فرمائیں اور ہم ان سے تبادلہ خیال کر کے ان کے سامنے مصالحت کی کچھ تجویزیں پیش کریں اور ہمیں امید ہے کہ عقیدہ میں ایک نیت پیدا کرنے کے سلسلے میں میں دونوں مختلف العقائد گروہوں کے سامنے ایک ایسی تجویز ضرور رکھ سکوں گا کہ اس پر دونوں اتفاق کر سکیں۔

ہرقل نے بے چینی سے دریافت کیا۔ کیا ہے وہ تجویز؟

پرجیس نے برجستہ جواب دیا۔ وہ تجویز دونوں عقائد کے بین بین ہوگی جس سے دونوں میں سے کسی کبھی عقیدہ کی نفی یا تردید نہ ہوگی۔ اور باوجودیکہ وہ ایک تیسرا عقیدہ نظر آئے گا لیکن درحقیقت وہ انھیں دونوں عقائد کا مجموعہ ہوگا۔ ایسا مجموعہ جو ہر ایک عقیدہ والے کو خود اپنا ہی عقیدہ نظر آئے گا۔

ہرقل نے جواب دیا۔ ممکن تو ہو سکتا ہے ایسا لیکن . . . .

پرجیس نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ یقیناً یہ کام ممکن ہوتے ہوئے بھی بعید مشکل معلوم ہوتا ہے اور میں اس کے لئے پوری محنت کر رہا ہوں۔ دراصل یہ تجویز میرے

ذہن میں عرصے سے موجود تھی۔ لیکن آج یہ پہلا موقع ہے کہ میں نے اس تجویز پر کسی سے گفتگو کی ہے۔ اور مجھے خوشی اور فخر ہے کہ پہلا شخص جس سے میں نے اس تجویز پر گفتگو کی ہے وہ روم کا شہنشاہ ہے۔ میں اس تجویز کے سلسلہ میں بڑی بڑی مقدس کتابوں کا مطالعہ کر رہا ہوں اور حوالے تلاش کر رہا ہوں۔ اور مجھے پوری امید ہے کہ جلدی میں تجویز کو عبارت کے سانچے میں ڈھال سکوں گا۔ اسوقت یروشلم سے جو پادری آئے ہوئے ہیں میں ان سے بھی اس سلسلہ میں ابتدائی گفتگو کروں گا

ہرقل۔ ہاں اور اس گفتگو کا بھی اچھا اثر پڑے گا کیونکہ یروشلم کے یہ پادری یروشلم واپس پہنچ کر شام کے پادریوں کو ضرور اطلاع دیں گے کہ شام کے پادریوں کو مطمئن کرنے کی کوششیں اعلیٰ سطح پر جاری ہیں اور اس سے شام کے پادریوں کے دلوں میں اس وعدہ پر یقین اور بڑھ جائیگا جو کہ میں دمشق میں ان سے کر چکا ہوں۔



دمشق کا محاصرہ

روم کا شہنشاہ ہرقل برجیس بطریق سے ملاقات کر کے جیسے قسطنطنیہ کے شاہی محل میں واپس آیا اس کو معلوم ہوا کہ حاکم دمشق کا قاصد اس کا انتظار کر رہا ہے ہرقل نے قاصد کو فوراً باریابی کا حکم دیا۔

قاصد نے آداب شاہی بجا لانے کے بعد ہرقل کو حاکم دمشق کا خط دیا اور گردن جھکا کر مودب کھڑا ہو گیا۔ ہرقل نے اپنے حاجب کو حاکم دمشق کا خط دیتے ہوئے پڑھنے کا اشارہ کیا اور وہ بلند آواز سے پڑھنے لگا۔

"اے شہنشاہ آپ کے دمشق سے روانہ ہونے کے دوسرے ہی روز اسلامی لشکر نے دمشق پر بھرپور حملہ کر دیا۔ میرے مشورہ سے سپہ سالار تھیوڈرس رومی فوج کی ایک بڑی تعداد لے کر قلعہ سے باہر میدان میں اسلامی لشکر سے مقابل ہوا۔ اس طریقہ کار کا مقصد یہ تھا۔ کہ اسلامی لشکر کو قلعہ سے دور ہی رکھا جائے اور میری اس تجویز سے سپہ سالار تھیوڈرس نے بھی پوری طرح اتفاق کیا اس تجویز کا اب تک خاطر خواہ نتیجہ

برآمد ہوتا رہا اور رومی فوجیں اسلامی لشکر کو قلعہ دمشق سے دور ہی رکھنے میں کامیاب رہیں۔

لیکن اسلامی لشکر کے حملہ کی شدت بڑھتی رہی اور اس کے باوجود کہ قلعہ سے برابر تازہ دم رومی فوجیں باہر میدان میں بھیجی جاتی رہیں۔ رومی فوجیں رفتہ رفتہ پیچھے ہٹنے پر مجبور ہوتی گئیں۔ اور آخر کار ہم نے یہ فیصلہ کیا کہ اب ہم قلعہ پر سے ہی حملہ آوروں کا مقابلہ کریں گے۔ ہماری فوجیں قلعہ پر سے اسلامی لشکر پر تمام دن تیروں کی بارش کرتی رہتی ہیں اور ہمارے دستے پھاٹک سے باہر نکل کر دادِ شجاعت دینے میں مصروف ہیں اسلامی لشکر سے خونریز اور شدید جنگ جاری ہے اور ہمارے فوجیوں کے حوصلے اور عزائم بلند ہیں۔

حالانکہ اس اثناء میں اسلامی لشکر نہ صرف سامنے سے قلعہ پر حملہ کرتا رہا بلکہ اس کا کچھ حصہ قلعہ کے دائیں جانب اور کچھ حصہ قلعہ کے بائیں جانب پہونچ گئے۔ اور اس طرح اب عرب کے اسلامی لشکر نے قلعہ دمشق کا محاصرہ کر لیا ہے جس کے نتیجہ میں سوائے یروشلم اور قسطنطنیہ کے دمشق کا سلسلہ تمام دوسرے شہروں اور قریوں سے منقطع ہو چکا ہے۔ دمشق میں جو فوجیں موجود ہیں ان کے لئے کمک اور رسد گرد و نواح کے قریوں اور قرب و جوار کے شہروں سے حاصل نہیں کی جا سکتی۔ اور ہمارے لئے کمک اور رسد حاصل کرنے کا انحصار صرف قسطنطنیہ اور یروشلم پر رہ گیا ہے۔ میں اور تھیوڈرس دونوں اس فیصلہ پر متفق ہیں کہ ہم اپنی پوری طاقت سے دمشق پر اسلامی لشکر کا مقابلہ کریں اور اسلامی لشکر کے حملوں کا سلسلہ اسی جگہ پر ختم کر دیں اس لئے ہماری درخواست ہے کہ ہم کو دمشق کے محاذ پر زیادہ سے زیادہ فوجی اور رسد بھیج دی جائے تاکہ ہم مملکتِ روم کے لئے اس فتنہ کا یہیں خاتمہ کر دیں۔

مملکت روم کا ادنیٰ خادم
حاکم دمشق :-

خط سن چکنے کے بعد ہرقل تھوڑی دیر تک کچھ سوچتا رہا اور پھر حاجب سے مخاطب ہو کر بولا - میں اس خط کا جواب نہیں لکھ رہا ہوں - کیونکہ میں خود ایک بڑا لشکر لے کر دمشق روانہ ہو جانا چاہتا ہوں - قاصد سے کہہ دو کہ وہ ہمارے مہمان خانے میں آرام کرے اور ہمارے لشکر کے ہمراہ قسطنطنیہ سے دمشق کے لئے روانہ ہو گا -

چند لمحوں کے توقف کے بعد ہرقل نے پھر کہا - میں حالات پر غور کرنے کے لئے تخلیہ چاہتا ہوں - اس لئے حاجب کے سوا اور تمام لوگ جا سکتے ہیں -

شہنشاہ کے اس حکم پر ہر شخص عجلت کے ساتھ کمرہ سے باہر نکل گیا اور جب شہنشاہ اور حاجب تنہا رہ گئے تو شہنشاہ نے حاجب سے کہا -

تم نے مجھ سے کہا تھا کہ ایک رومی فوجی مسلمانوں کی قید سے فرار ہو کر قسطنطنیہ آ رہا ہے کیا وہ اسوقت بھی یہیں موجود ہے -

حاجب نے جواب دیا - جی ہاں وہ یہیں قسطنطنیہ میں بلکہ اسی جگہ اسی محل کے ایک حصہ میں موجود ہے - اگر آپ حکم دیں تو اس کو فوراً حاضر کیا جا سکتا ہے -

ہرقل نے کہا - ہاں اس کو فوراً میرے سامنے پیش کرو - میں اس سے کچھ ضروری باتیں معلوم کرنا چاہتا ہوں -

حاجب نے کھڑے ہو کر شہنشاہ ہرقل کو تعظیم دی اور کمرہ سے باہر نکل گیا -

چند ہی لمحوں بعد حاجب ایک رومی فوجی کے ہمراہ پھر داخل ہوا اور کہا۔ اے شہنشاہ یہی ہے وہ رومی فوجی جو عرب کے اسلامی لشکر کی حراست میں تھا اور فرار ہو کر یہاں پہونچا ہے۔ رومی فوجی نے جھک کر شہنشاہ کو تعظیم دی۔ اور ہرقل نے ان دونوں کو بیٹھ جانے کا حکم دیا۔

ہرقل نے چند لمحوں کے سکوت کے بعد رومی فوجی سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا۔ تم اسلامی لشکر کی حراست میں رہ چکے ہو۔ اور ان کی قید میں رہنے کے دوران تم نے ان کے طور و طریق اور ان کے حالات کا بچشم خود مطالعہ کیا ہوگا۔ میں چاہتا ہوں کہ تم مجھے مسلمانوں کے کچھ حالات سناؤ۔

رومی فوجی نے اپنے دونوں ہاتھ سینہ پر باندھتے ہوئے کہا۔

"اے شہنشاہ وہ لوگ دن کو اولوالعزم شہسوار اور جری فوجی رہتے ہیں اور رات کو عبادت اور شب بیداری کرتے ہیں۔ اسلامی لشکر کا ہر مجاہد دن بھر سخت مشقت اور کڑی سے کڑی محنت کرتا رہتا ہے۔ ان کے دل میں ہر اسلامی مجاہد ایک نڈر اور بے خوف جان فروش ہوتا ہے۔ اس کے عزائم اتنے بلند ہوتے ہیں کہ وہ دریائے جیحوں میں بے خطر کود پڑنے اور کوہ ٹیرس سے بے خوف ٹکرا جانے کے لئے تیار رہتا ہے۔ لیکن رات میں وہ اپنے خدا کے حضور میں اپنا سر جھکا دیتا ہے۔ اور انتہائی عاجزی انکساری اور عبودیت کے ساتھ تمام رات جاگ کر عبادت میں گذار دیتا ہے۔"

ہرقل نے پھر سوال کیا۔ یہ ان کا اپنا عقیدہ اور اپنا تمدن ہے۔ دوسروں کے ساتھ ان کا برتاؤ کیسا ہے اور جب وہ کسی علاقہ کو فتح کر لیتے ہیں تو وہاں

لوگوں سے کیسا سلوک کرتے ہیں۔

رومی فوجی نے جواب دیا اے شہنشاہ جس علاقہ کو عرب کا اسلامی لشکر فتح کر لیتا ہے وہاں کے شکست خوردہ باشندوں کی حفاظت خود اپنے ذمے لیتا ہے۔ عرب لشکر کا کوئی بھی مجاہد لوٹ مار نہیں کرتا۔ اور ان میں سے کوئی بھی کسی شکست خوردہ رومی کا کوئی مال اس کی قیمت دیئے بغیر حاصل نہیں کرتا۔ غرض کہ وہ جس ملک میں بھی فاتحانہ داخل ہوتے ہیں وہاں لوٹ مار کشت و خون کا بازار گرم نہیں کرتے۔ بلکہ امن و سلامتی کا پیغام لے کر پہونچتے ہیں۔ لیکن جو کوئی ان کا مقابلہ کرے اس سے جنگ کرتے ہیں۔ اور اس وقت تک جنگ جاری رکھتے ہیں جب تک کہ اس کو شکست نہ دے لیں۔

ہرقل نے اتنا سننے کے بعد ہاتھ اٹھا کر رومی فوجی کو خاموش ہو جانے کا اشارہ کیا اور چند لمحوں کی خاموشی کے بعد ٹھہر ٹھہر کر بولا

اگر مسلمان ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم نے بیان کیا ہے تو میں اپنے پیدا کرنے والے کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ وہ میرے قدموں تلے کی زمین بھی ضرور فتح کر لیں گے"

ہرقل نے رومی فوجی سے کہا۔ اچھا تم جا سکتے ہو

رومی فوجی کے چلے جانے کے بعد ہرقل نے حاجب سے کہا۔ میں کل علی الصباح ایک بڑے لشکر کے ہمراہ دمشق کی جانب کوچ کرنا چاہتا ہوں تم

جاکر فوج کے اعلیٰ افسروں کو لشکر تیار کرنے کا حکم دو اور ہرے کوچ کا انتظام کرو۔ اور ہاں سمجھو یہ تمام انتظامات بڑی تیزی کے ساتھ ہونے چاہئیں کیونکہ میں کل سویرے ہی روانہ ہوں گا۔ اور اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ ہونی چاہئے۔

حاجب شہنشاہ کی تعظیم بجالاتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اور شہنشاہ محل کے اندر اپنے آرام کرنے کے کمروں میں چلا گیا۔ ہرقل آرام کرنے کے لئے لیٹ گیا لیکن نیند اس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی وہ تنہائی میں لیٹا ہوا حالات پر دیر تک غور کرتا رہا۔ کبھی وہ میدان جنگ کا نقشہ اپنے ذہن میں تیار کرتا اور عرب مجاہدوں کے جری حملوں کا اندازہ کرتا۔ کبھی اس بات پر غور کرتا کہ حاکم دمشق اور تھیوڈورس کی اس تجویز پر واقعی سختی سے اور پوری طاقت سے عمل کرنا چاہئے کہ عرب کے اسلامی لشکر کا یہ عظیم فتنہ دمشق ہی میں ختم کر دیا جائے خواہ اس کے لئے قسطنطنیہ سے کتنا ہی عظیم لشکر بھیجنا پڑے۔ ہرقل نے مزید سوچا اور تھوڑی دیر کے بعد اس نتیجہ پر پہنچا کہ وہ قسطنطنیہ سے ایک عظیم لشکر لے کر روانہ ہوگا۔ اور راستہ میں یروشلم سے بھی کافی لشکر اور رسد لے گا۔ پھر کچھ سوچنے لگا۔ اس نے سوچا کہ وہ یروشلم میں لشکر اور رسد اکٹھا کرنے میں وقت ضائع نہ کرے گا۔ اور پھر سوچنے لگا۔

اچانک ہرقل نے دستک دی اور ایک خادم نے حاضر ہو کر سر تسلیم خم کر دیا۔

زندگی اور موت اخلاق و کردار اور انسانی تعلقات وغیرہ تمام باتوں میں اسلامی تعلیمات کا قائل ہونا ہی پڑتا ہے۔

عامر نے حیرت سے پوچھا۔ اس کا یہ مطلب ہوا کہ تم نے اسلامی تعلیمات کا بھی کچھ مطالعہ کیا ہے۔

مارٹن نے جواب دیا۔ ہاں اس سلسلہ میں مجھے بہت سی باتیں اپنی بہن میریا سے معلوم ہوتی ہیں اور میں کے ساتھ کہہ سکتا ہوں کہ اسلام کے متعلق اس کا مطالعہ بہت وسیع ہے اس کے دلائل بہت مضبوط اگر اسلامی اصولوں کو تسلیم کرنا ہی اسلام قبول کرنے کے مترادف ہوتا تو میں یہ ہم دعویٰ کے ساتھ کہہ سکتا کہ میریا عیسائی نہیں بلکہ مسلمان ہے۔

عامر نے خوش ہو کر دریافت کیا۔ تو پھر جولیا کے خیالات پر بھی میریا کے ذہن کے اثرات ضرور پڑتے ہونگے۔

اور مارٹن نے جواب دیا۔ یقیناً۔ دونوں ایک ہی نظریہ کی حامل ہیں اور میں بھی اسی نظریہ کو پسند کرتا ہوں۔

عامر نے خوش ہوتے ہوئے کہا تو پھر تم تینوں واقعی مسلمان ہو۔ اور غالباً یہ سعادت مجھ کو حاصل ہو گی کہ میں تم تینوں کے مسلمان ہونے کا اعلان کر سکوں گا۔

مارٹن ان دونوں کے متعلق تو میں کچھ ا کے ساتھ نہیں کہہ سکتا صرف میرا اندازہ ہی اندازہ ہے کیونکہ دلوں کا بھید صرف اللہ جانتا ہے۔ لیکن میں زندگی کے کسی بھی حصہ میں اسلام ضرور قبول کر دوں گا۔ اور ہو سکتا ہے کہ جس طرح آج

میں نے تم کو ایک راستہ دکھایا ہے اسی طرح کسی دن تم مجھ کو بھی ایک راستہ دکھا سکو ہے وہ سیدھا راستہ جو اسلام کا راستہ ہے۔

عامر اور مارٹن کو باتوں میں کچھ خیال ہی نہ رہا اور اسی طرح باتیں کرتے ہوئے دمشق شہر کے اندر داخل ہو گئے۔

شہر کے اندر تھوڑی دور چلنے کے بعد مارٹن نے کہا۔ اچھا عامر اب تم اپنی سرا کی طرف جاؤ۔ اور میں اپنی قیام گاہ پر جاؤں گا۔ لیکن یہ خیال رہے کہ سرائے میں کھانا وغیرہ کھا کر تم جلدی یہاں سے نکل جانا۔ گھوڑے پر جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ پیدل ہی جانا کیونکہ ایک ایسے سنسان کھنڈر میں گھوڑے کی موجودگی دوسروں کے لئے شبہ پیدا کرے گی۔



سُرنگ

عامر چھپتا چھپاتا دمشق کے پرانے قلعہ کے کھنڈرات میں پہونچ گیا۔ رات آدھی گذر چکی تھی اور ہر طرف گھٹا ٹوپ اندھیرا اور سناٹا چھایا ہوا تھا۔ سکوت اس قدر گہرا تھا کہ عامر کی سانسوں کی آوازیں جیسے فضا میں دور دور تک تیرتی چلی جا رہی ہوں۔ درختوں اور جھاڑیوں میں ہوا سے جو ارتعاش پیدا ہو رہا تھا اس کے نتیجہ میں وہ ان کے سائے چلتے پھرتے انسان اور درندے معلوم ہو رہے تھے۔ ناہموار اور اونچے نیچے پتھر بھی کسی نہ کسی درندے کا ہیولیٰ پیش کر رہے تھے۔ اور اس عالم میں عامر کھنڈروں کے درمیان ہوتا ہوا ایک بڑے سیاہ رنگ کے پتھر کے قریب پہونچ گیا۔ وہ کافی تھک چکا تھا اور اس کا سانس پھولا ہوا تھا اس لئے وہ اسی پتھر پر بیٹھ کر سستانے لگا اور جب چند لمحوں کے بعد اس کا سانس درست ہوا تو وہ اٹھا اور اس نے بڑے سیاہ پتھر کو دونوں ہاتھوں سے مضبوطی کے ساتھ پکڑا اور بسم اللہ کہہ کر اٹھاتے ہوئے دوسری طرف رکھ دیا اب اس کے سامنے کسی سرنگ کا دہانہ تھا۔ صاف ستھرا دہانہ۔ جس میں شام کے وقت وہ پتھروں سے تراشے ہوئے وہ زینے دیکھ چکا تھا لیکن اس وقت غار کے اندر صرف اندھیرا ہی اندھیرا نظر آ رہا تھا۔ عامر بسم اللہ کر کے غار کے دہانے میں داخل ہو گیا اور ٹٹول ٹٹول کر پتھروں میں تراشے ہوئے زینوں پر نیچے اترنے لگا۔

تقریباً پچیس زینے اترنے کے بعد اس کے سامنے ایک کشادہ راہ تھی یہ زمین دوز راستہ دونوں طرف پتھروں سے پختہ بنایا گیا تھا اور عامر نے دونوں طرف ٹٹول کر دیکھا تو دیواریں بڑے

بڑے ناہموار پتھروں کی معلوم ہوئیں۔ روشنی تو کسی قسم کی یہاں بھی نہ تھی لیکن غار کے دہانے کے مقابلہ میں یہاں اندھیرا کسی قدر اور عامر نگاہیں گاڑ کر غور سے دیکھا تو بہت قریب کی چیزیں قریب قریب ایسی ہی نظر آ جس طرح اندھیری رات میں کھلے میدانوں میں نظر آجاتی ہیں۔

عامر نے اس زیادہ وقت راستہ کی دیکھ بھال میں زیادہ وقت ضائع کرنا مناسب نہیں سمجھا اور وہ جس قدر تیزی کے ساتھ ممکن تھا سنبھل سنبھل کر آگے بڑھنے لگا۔ وہ ابھی چار قدم آگے گیا ہوگا کہ اچانک اس کو مارٹن کی یہ بات یاد آگئی کہ سرنگ میں تھوڑے تھوڑے راستے پر دوراہے ملیں گے لیکن ہر ایک دوراہے پر صحیح راستہ داہنے جانب ہی کا ہوگا۔ اس خیال کے آتے ہی عامر بطور احتیاط دائیں جانب کی دیوار سے لگ کر اور ہاتھوں سے دائیں جانب کی دیوار کو ٹٹولتا ہوا آگے بڑھنے لگا۔ تاکہ اندھیرے میں اگر کوئی راستہ دائیں جانب کو جارہا ہو تو وہ اسی پر پہونچ سکے۔

وقت گذرتا رہا اور عامر برابر آگے بڑھتا رہا۔ تھوڑی تھوڑی دور پر دوراہے آتے رہے اور وہ ہر ایک دوراہے پر پوری احتیاط کے ساتھ دائیں جانب کا راستہ اختیار کرتا رہا۔

عامر کو یاد آیا کہ مارٹن نے اس کو بتایا تھا کہ دوراہے دراصل دھوکا دینے کیلئے بنائے گئے ہیں۔ اور اس دوراہے پر پہونچ کر عامر کو یقین ہو گیا کہ دراصل بائیں طرف کے راستوں کا مقصد گزرنے والے کو دھوکا دینے کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس وقت عامر جس دوراہے پر کھڑا تھا اس پر دائیں جانب کو جانے والا راستہ کافی تنگ و تاریک تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ راستہ بہت زیادہ آگے نہ گیا ہوگا بلکہ تنگ

ہوتا ہوا تھوڑی ہی دور پر ختم ہو گیا ہو گا اس کے برعکس اس دوراہے پر جو راستہ بائیں جانب کو جا رہا تھا کافی کشادہ تھا اور اس میں سے کچھ روشنی بھی چھن رہی تھی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ یہ راستہ جلدی کسی کھلے مقام پر پہنچا دے گا۔ عامر ایک لمحہ کھڑا رہ کر سوچتا رہا کہ اچانک اس بائیں جانب کی سرنگ سے اس کے کانوں میں مسلسل کوئی آواز آ رہی تھی۔ زیادہ غور کرنے پر اندازہ ہوا کہ یہ کسی انسان کے بولنے کی آواز نہ تھی بلکہ کسی پہاڑی چشمہ کے تیزی کے ساتھ بہنے کی آواز معلوم ہو رہی تھی۔ یکایک عامر کو یاد آ گیا کہ مارٹن نے اس سے کہا تھا کہ بائیں جانب کے راستے یا کچھ آگے جا کر ختم ہو جاتے ہیں یا پھر اس پر گذرنے والے کو کسی تباہی میں پہنچا دیتے ہیں۔ معاً عامر کو یقین ہو گیا کہ بائیں جانب کو جانے والا کم از کم یہ راستہ ضرور اس پر گذرنے والے کو کسی تاریک غار کے ذریعہ کسی تیز رو چشمہ میں گرا دیتا ہے۔ اگر مارٹن نے عامر کو بائیں جانب کے راستوں کی حقیقت واضح نہ کر دی ہوتی اور عامر کو خود ہی فیصلہ کرنا ہوتا کہ وہ کون سا راستہ اختیار کرے تو یقیناً وہ اس دوراہے پر دائیں جانب کے راستہ کو چھوڑ کر بائیں طرف کے راستے کو اختیار کرتا اور پھر چند ہی لمحوں کے بعد وہ گہرائی میں کسی پہاڑی تیز رو چشمے میں غوطے کھا رہا ہوتا۔ اس دوراہے پر بھی عامر نے دائیں جانب ہی کا راستہ اختیار کیا اور کافی دور تک تیزی کے ساتھ گذرتا رہا کہ اچانک اس کے منہ کے سامنے بھی دیوار آ گئی اور راستے ہاتھ سے ٹٹول کر دیکھا تو اس کی پشت کی جانب کے علاوہ جدھر سے کہ وہ آیا تھا بقیہ تین طرف پتھریلی دیواریں تھیں۔ ایک لمحہ کے لئے وہ گھبرا گیا اور اس نے سوچا کہ مارٹن نے جس طرح بتایا تھا کہ بائیں جانب کے تمام

راستے آگے جا کر بند ہو گئے ہیں اس طرح یہ دائیں جانب کا راستہ بھی بند ہو گیا ہے۔ وہ سوچنے لگا کہ اب کیا کرے وہ پیچھے لوٹنا نہیں چاہتا تھا اور آگے راستہ نہ تھا۔ اس نے سوچا کہ اگر وہ پیچھے لوٹے بھی تو دوبارہ کون سا راستہ اختیار کرے گا جب کہ بائیں جانب کے راستے مسدود ہیں اس طرح اس کو دوبارہ یہیں پہونچنا پڑے گا۔ وہ سوچتا رہا اور اس کی مایوسی بڑھتی رہی لیکن اس نے ہمت نہیں ہاری بلکہ وہ احتیاط کے ساتھ تینوں طرف کی دیواروں کو ٹٹولنا شروع کر دیا۔ دیواروں کو ٹٹولنے کے لئے اس کو ایک دیوار سے دوسری دیوار تک جو چلنا پڑا اس میں اس کو یہ اندازہ ہوا کہ اس جگہ زمین بہت ناہموار تھی اس لئے اس نے بغیر ارادہ جھک کر زمین کو ٹٹولا۔ اور اس کو اس کی کھوئی ہوئی امید وہیں قدموں کے پاس زمین پر پڑی ہوئی مل گئی زمین کی ناہمواری دراصل ان راستوں کی وجہ سے تھی جو پتھروں کو کاٹ کر اس طرح بنائے گئے تھے جیسے کہ اس دہانے پر اس کو ملے تھے جس کہ وہ اس سرنگ میں داخل ہوا تھا۔

یہ معلوم کر کے کہ وہ زینوں کے نیچے کھڑا ہوا ہے عامر کو بہت خوشی ہوئی کیونکہ اس طرح زینوں کی موجودگی اس بات کا ثبوت تھا کہ سرنگ ختم ہو چکی ہے اور اب وہ زینوں پر چڑھ کر منزل مقصود پر پہونچ جائے گا۔

عامر جس دہانے سے اس سرنگ میں داخل ہوا تھا اس نے زینوں کو جس طرح ہاتھوں اور پاؤں سے ٹٹول ٹٹول کر وہ اترا تھا اسی طرح وہ اب ہاتھوں اور پیروں سے زینوں کو ٹٹول ٹٹول کر سرنگ سے باہر نکلنے کے لئے زینوں پر چڑھ رہا تھا۔ وہ کوئی آٹھ دس زینے ہی چڑھا ہو گا کہ اس کو زینے ختم ہونے کی

ضرورت باقی نہ رہی کیونکہ نگاہیں گاڑ کر دیکھنے سے اب زینے نظر آ رہے تھے۔ اوپر کہیں دہانے سے شاید روشنی کی رمق یہاں تک پہونچ رہی تھی۔ اس طرح عامر اب زیادہ آسانی اور زیادہ تیزی کے ساتھ زینوں پر چڑھنے لگا۔ لیکن اب بھی وہ پوری احتیاط سے دائیں جانب کی دیوار سے لگا ہوا اوپر چڑھ رہا تھا۔ کیونکہ تقریباً دس پندرہ زینے اوپر چڑھنے کے بعد اس کو اس بلندی پر بھی ایک راستہ بائیں طرف کو نظر آ رہا تھا جس کو اسنے مارٹن کی ہدایت کے بموجب نظرانداز کر دیا تھا۔

سرنگ کے دہانے پر جتنے زینے اتر کر وہ سرنگ کے اندر پہونچا تھا تقریباً اتنے ہی زینے چڑھنے کے بعد اس کا سر کسی چیز سے ٹکرا گیا۔ اور جب اس نے ہاتھ اوپر اٹھا کر ٹٹولا تو اس کو یقین ہو گیا کہ اب وہ سرنگ کے دوسرے دہانہ پر پہنچ چکا ہے۔ جس دہانہ سے عامر داخل ہوا تھا اس دہانہ پر ایک بڑا سیاہ پتھر رکھا ہوا تھا۔ لیکن اب وہ جس دہانے پر پہونچا تھا اس میں آہنی دروازہ لگا ہوا تھا اس نے ٹٹولنے کے نتیجہ میں یہی اندازہ لگایا تھا۔ اور دوسرے ہی لمحے اس دروازے کو کھولنے کے لئے اس کو اوپر ڈھکیل رہا تھا۔ دروازہ کافی وزنی تھا کتنا اتنا وزنی بھی نہ تھا کہ ایک آدمی اس کو آسانی کے ساتھ اوپر اٹھا بھی نہ سکے عامر بطور احتیاط اس دروازہ کو آہستہ آہستہ اوپر اٹھاتا رہا یہاں تک کہ وہ زاویہ قائمہ سے کچھ زیادہ کھل کر دوسری جانب کسی چیز سے ٹک گیا۔ اور اب اٹھانے کی ضرورت باقی نہ رہ گئی تھی۔ کہ عامر اس آہنی دروازہ کو سرنگ کے دہانے سے دور رہنے کے لئے ہاتھوں سے ڈھکیلتا رہے۔ سرنگ کے دہانہ

کے باہر کافی روشنی تھی - عامر فوراً ہی دہانے کے باہر آ گیا اور اب وہ کسی عمارت کے اندر موجود تھا -

رات کا آخری حصہ تھا - اور عامر ایسا محسوس کر رہا تھا کہ وہ کسی عمارت کے پچھلے حصہ میں موجود ہے - جو ایک ایسے برآمدے کی شکل میں ہے جو چاروں طرف سے بند ہے اس نے اس برآمدے میں آگے بڑھنا شروع کیا - تھوڑی دور چلتے رہنے کے بعد وہ اچانک رک گیا - کیونکہ اس کے کانوں میں کچھ لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازیں آ رہی تھیں اور اس نے اس سے یہ سمجھا کہ اب وہ اس عمارت سے زیادہ دور نہیں ہے - وہ پھر آگے بڑھتا رہا اور لوگوں کی باتیں کرنے کی آوازیں مدھم پڑتی رہیں - پھر کچھ اور لوگوں کی آوازیں سنائی دیں - اور کچھ آگے بڑھنے پر وہ بھی مدھم ہو گئیں - اس کے کانوں میں پھر دور دور کی آوازیں آنے لگیں - اور وہ بے خوف آگے بڑھتا رہا - اب وہ اس سرنگ سے گھبرا چکا تھا اور وہ اس عزم کے ساتھ آگے بڑھ رہا تھا کہ وہ اس سرنگ سے جلد از جلد باہر نکل سکے خواہ اس میں سے نکل کر وہ پہرہ دار کے عین مقابل ہی کیوں نہ کھڑا ہو - لیکن ایسا نہیں ہوا - پہرہ دار کی آواز بھی مدھم پڑتی گئی اور پھر اس کو سامنے سرنگ کا وہی کھلا ہوا آہنی دروازہ نظر آ رہا تھا جس میں سے وہ کچھ دیر قبل باہر نکلا تھا - اور اس سے عامر کو یہ اندازہ ہوا کہ وہ جس راستہ پر گذرتا رہا وہ کسی عمارت کی دیواروں کے پیچھے پردہ کی دیواروں میں گھرا ہوا راستہ ہے - جب کبھی وہ اس پردہ کے راستے سے ایسے مقامات پر پہونچا تھا جس کے عقب میں عمارت کے اندر لوگ باتیں کر رہے تھے تو اس کو ان کی آوازیں سنائی دی تھیں اور چونکہ اس کو پہرہ دار کی آوازیں بھی سنائی دی۔

تھیں اس سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ یہ راستہ سامنے کی کسی دیوار کے پس پشت ہی گذرتا ہے۔ اور گھوم پھر کر پھر وہیں آجاتا ہے جہاں سے اس نے اپنا سفر شروع کیا تھا۔ یعنی غار کے اسی دہانہ پر۔

عامر غور سے کھلے ہوئے آہنی دروازہ کے نیچے غار کے دہانہ کو دیکھتا رہا جو اس کو دعوت دے رہا تھا کہ پھر اسی دہانہ میں داخل ہو جاؤ اور سرنگ سے گذر کر پرانے قلعہ کے کھنڈرات میں پہونچ جاؤ لیکن عامر ایک عزم لے کر اور ایک مقصد کی تلاش میں آیا تھا۔ وہ واپس کیسے جا سکتا تھا۔ جب کہ وہ عمارت کے اندر ہی محدود تھا۔ اس نے کسی راستہ کی تلاش میں گھومنا شروع کر دیا۔

اس مرتبہ ایک جگہ وہ اچانک رک گیا۔ اس کے کانوں میں کچھ آوازیں بڑی صاف آرہی تھیں اور تھوڑی کوشش کے بعد توجہ کے ساتھ کان لگا کر سنا تو اس کو یہ پہچاننے میں کوئی دقت پیش نہ آئی کہ وہ آوازیں جوبیا اور میریا کی تھیں جو کبھی بھنبھناہٹ میں تبدیل ہو جاتیں اور کبھی کبھی کچھ صاف الفاظ بھی سنائی دے جاتے۔۔

اچانک اس نے کسی کی سسکیاں لے لے کر رونے کی آوازیں سنیں۔ اس کا دل دھڑکنے لگا اور اس کو یقین ہو گیا کہ یہ جوبیا ہی کے رونے کی آواز ہے اور اسکا دل بیٹھنے لگا۔

پھر عامر نے سنا کہ کوئی رونے والے کو تسلیاں دے رہا ہے لیکن تسلیاں دینے والی آواز بھی سسکیاں لے رہی تھی گویا کوئی غمزدہ ہی کسی دوسرے غمزدہ کو تسلیاں دے رہا تھا۔ اور عامر کو یہ سمجھنے میں زیادہ دیر نہ لگی کہ جوبیا اور میریا رات کے اس

آخری حصہ میں رو رہی ہیں اور ایک دوسرے کو تسلی دے رہی ہیں۔ تھوڑی توجہ کے بعد وہ جولیا اور ریمریا کی آوازوں کو بھی پہچان رہا تھا۔ عامر جولیا کو روتا سن کر بدحواس ہو گیا اور قریب تھا کہ وہ چلا اٹھے۔ لیکن اس نے انتہائی ضبط سے کام لیا۔ اور اس کے منہ سے زیر لب یہ الفاظ نکل گئے۔ "جولیا۔ کیا تم رو رہی ہو؟"

اچانک اس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کسی نے جواب دیا۔

"ہاں میرے دوست جولیا رو رہی ہے۔ کیا تم اس کے آنسو نہ پونچھو گے؟"

عامر نے پلٹ کر دیکھا۔ ویلرس اس کے کندھے پر ہاتھ رکھے ہوئے مسکرا رہا تھا اور عامر کے سر پر رومی فوجیوں کی ننگی تلواریں سایہ کئے ہوئے تھیں اور وہ چاروں طرف سے رومی فوجیوں کے نیزوں کی نوکوں سے گھرا ہوا تھا۔



الوداع اے ارض شام

قیصر روم ہرقل قسطنطنیہ اور یروشلم سے لاتعداد فوج اور کثیر مقدار میں اسلحہ سامان حرب اور رسد لے کر دمشق پہونچا تھا اس نے حاکم دمشق اور تھیوڈورس کی اس رائے سے پوری طرح اتفاق کیا تھا کہ روم کی پوری طاقت کو دمشق کے محاذ پر اکٹھا کر کے یہیں عرب لشکر کے فتنہ کو ہمیشہ کے لئے ختم کر دیا جائے۔ اور اسی خیال سے وہ بہت بہت خوش خوش دمشق پہونچا تھا۔ لیکن دمشق پہونچ کر اس کی تمام خوشی جھوٹی اور تمام امیدیں نقش بر آب ثابت ہوئیں۔

ہرقل نے دیکھا کہ اسلامی لشکر سے کہیں زیادہ تعداد میں رومی فوجیں پہلے ہی سے دمشق میں موجود تھیں لیکن رومی فوجوں کی اس کثرت کے باوجود ان کو عرب لشکر کے مقابلہ میں برابر شکست ہو رہی تھی۔ اور روزانہ رومی لشکر کے کثیر تعداد فوجی میدان جنگ میں کام آجاتے تھے۔

ہرقل نے قلعہ کی بلندیوں سے دور دور تک جنگ کا رنگ دیکھا اور وہ اس نتیجہ پر پہونچا کہ جو کثیر تعداد لشکر وہ اپنے ساتھ لایا ہے ان کی تو حقیقت ہی

کیا۔ اگر پوری مملکت روم کے تمام لوگوں کو فوج میں بھرتی کر کے قلعہ دمشق پر بھیج دیا جائے تو عرب لشکر ان سب کو کاٹ کر رکھ دے گا اور بالآخر فتح عربوں ہی کی ہوگی اور وہ دمشق کے قلعہ پر قبضہ کئے بغیر نہ رہیں گے۔ ہرقل نے اپنے ان تاثرات سے سپہ سالار اعظم تھیوڈورس اور حاکم دمشق کو آگاہ کرنا مناسب نہیں سمجھا لیکن وہ خود بے حد بددل ہوا اور اس کا جی اس قدر گھبرانے لگا کہ وہ جلد از جلد دمشق سے چلا جانا چاہتا تھا۔

اور جب ہرقل نے حاکم دمشق اور تھیوڈورس سے کہا کہ قسطنطنیہ کے بطریق سرجیس سے جو گفتگو وہ نامکمل چھوڑ آیا تھا اس کو جلد از جلد مکمل کرنے کے لئے اس کا فوراً ہی قسطنطنیہ جانا بہت ضروری ہے تو حاکم دمشق اور تھیوڈورس دونوں نے اس بات پر زور دیا کہ وہ ابھی کچھ روز دمشق میں قیام کرے۔

تھیوڈورس نے ادب کے ساتھ کہا۔ قیصر روم جو کثیر تعداد فوج اور سامان حرب اپنے ساتھ لے کر آئے ہیں وہ عرب لشکر کو فنا کرنے کے لئے کافی ہے اور ہماری خواہش ہے کہ وہ لشکر قیصر روم کی نگاہوں کے سامنے لڑ کر فتح حاصل کرے۔

حاکم دمشق نے بھی کہا۔ شہنشاہ نے ہم پر جو کرم کیا ہے ہم اس کا شکر ادا کرنے کی بھی طاقت نہیں رکھتے۔ قیصر روم نے ہماری اس حقیر تجویز کو یہ عنایت ضرور شرف قبولیت بخش کر روم کی ساری طاقت کو یہیں اکٹھا کر کے دمشق کے محاذ پر اسلامی لشکر کا خاتمہ کر دیا جائے اور دمشق میں اتنی کثیر تعداد میں اکٹھا کر دی ہیں کہ اس نیلے آسمان کے سایہ میں آج تک

کبھی اتنی زیادہ فوجیں اکٹھا نہ ہوئی ہوں گی اس لئے یہ ہماری دلی اور دلی تمنا ہے کہ قیصر روم اپنی آنکھوں سے عربوں کو خاک و خون میں تڑپتا دیکھیں اور خود اپنے ہاتھوں سے مملکت روم کے پرچم کو بلند کریں۔

ہرقل نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔ دراصل میں کسی کی حق تلفی کرنا نہیں چاہتا۔ یہ تجویز تمہاری اور تھیوڈرس کی ہے کہ روم کی ساری طاقت دمشق میں اکٹھا کر کے عربوں کو فنا کر دیا جائے۔ میں نے تمہاری یہ خواہش پوری کر دی اور روم کی ایک بڑی طاقت تمہارے ہاتھوں میں دے دی اگر میری موجودگی میں تم نے اس بڑی طاقت سے عربوں کو فنا کیا تو تمہارا یہ کارنامہ میرے نام سے منسوب ہو جائے گا اور یہ تم دونوں کی بڑی حق تلفی ہو گی اس لئے میں چاہتا ہوں کہ اپنے منصوبہ کو تم ہی دونوں عملی جامہ پہناؤ تاکہ مستقبل کا مورخ ان جاندار کارناموں کو جب سنہری حروف میں لکھے تو کارنامہ تمہیں دونوں کے ناموں سے منسوب رہے۔

ہرقل کی اس دلیل پر حاکم دمشق اور تھیوڈرس دونوں لاجواب ہو گئے اور دونوں ہرقل کی تعظیم بجا لاتے ہوئے خاموش رہے۔

چند لمحوں کی خاموشی کے بعد حاکم دمشق نے کہا۔ میں شہنشاہ کی توجہ اس باغی لڑکی حاکم تدمر کی بھتیجی میریا اور ملک التجار آرگس کی بیٹی جولیا کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ وہ دونوں حراست میں ہیں۔ اور کل ہی ایک عرب نوجوان عامر بھی ان کے ساتھ گرفتار ہوا ہے وہ کسی خفیہ راستے سے اس عمارت میں داخل ہو گیا تھا جس میں میریا اور جولیا کو قید رکھا گیا ہے اور وہاں

اس کو دیلیرس نے گرفتار کیا ہے۔ میں چاہتا ہوں کہ شہنشاہ ان تینوں مجرموں کو یا تو اپنے ساتھ قسطنطنیہ میں لے جائیں اور دارالحکومت میں ان کے متعلق فیصلہ کریں۔ یا پھر یہیں ان کے متعلق فیصلہ صادر فرما دیں تا کہ میں اس پر عملدرآمد کرسکوں۔

ہرقل نے کچھ الجھتے ہوئے کہا۔ تم جانتے ہو کہ اس وقت مملکت کے سامنے بڑے بڑے مسائل پیش ہیں۔ اور میں پوری توجہ ان اہم مسائل پر لگا رہا ہوں۔ ان حالات میں ایسے چھوٹے چھوٹے معاملات پر غور کر کے وقت ضائع نہیں کرنا چاہتا

تھیوڈرس نے حاکم دمشق کی حمایت کرتے ہوئے کہا یہ چھوٹا معاملہ نہیں ہے اے شہنشاہ! یہ کھلی ہوئی بغاوت کا جرم ہے جو میریا مسلسل کرتی رہی اور اب جولیا بھی بغاوت کا اقبال کر رہی ہے۔ ایک عرب نوجوان کا ہماری مجلسوں میں بھی یقیناً قابل قتل جرم ہے۔

ہرقل نے نفرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔ ایک کمزور تنہا اور بے بس لڑکی میریا۔ اتنی بڑی مملکت روم سے بغاوت ہی کیا کر سکتی ہے۔ ہم خواہ مخواہ اس کو باغی کہہ کر اس کی اہمیت بڑھا رہے ہیں۔ ہمارے سامنے ایک بھی ایسا واقعہ موجود نہیں ہے کہ میریا کے کسی باغیانہ سرگرمی سے مملکت روم کو کوئی معمولی سے معمولی نقصان بھی پہنچا ہے۔ میرے خیال میں تو اس کو چھوڑ دینا چاہئے اور اس کو آزادی دینا چاہئے کہ وہ چاہے یہاں رہے روم کے کسی شہر میں چاہے اپنے چچا حاکم تدمر کے پاس چلی جائے۔ ہمیں اس حقیر اور کمزور لڑکی سے مزاحمت کرنے کی کوئی ضرورت ہی نہیں معلوم ہوتی۔ ہاں جولیا کا معاملہ اور عرب

نوجوان عامر کی گرفتاری تو یہ بات صاف ہے کہ اس تمام قصہ کی پشت پر دیلمرس کی بوالہوسی کا ہاتھ ہے جس کو اس نے اپنی نادانی سے عشق کا نام دے رکھا ہے جولیا ایران کی سرحد پر ملتی ہے تو دیلرس بھی ملتی ہے۔ روم میں ملتی ہے تو دیلرس کے ہاتھوں میں ہے۔ اس کے باپ کے پاس کوئی پہنچتا ہے تو وہ دیلرس ہی کا آدمی ہوتا ہے۔ اور پھر عرب نوجوان عامر کو اسی پیچیدہ حالت میں گرفتار بھی کرتا ہے تو دیلرس ہی کرتا ہے۔ آخر دیلرس کہاں کا ایسا ہوشمند اور جری ہے جو ہر جگہ نازک مرحلوں پر بروقت پہنچ جاتا ہے اور کامیابی حاصل کرتا ہے جب کہ اس کی حالت یہ ہے کہ اب یہ عربوں کے ہاتھوں صرف شکستوں پر شکستیں کھاتا رہا۔ اسی کی بوالہوسی نے جولیا کے ساتھ عشق کا ڈھونگ رچا رکھا ہے۔ اور اسی ناٹک کے لئے وہ یہ سب کر رہا ہے (ہرقل نے قدرے بلند آواز میں برافروختگی کے ساتھ کہا) رومی افسروں کے اسی جھگڑے ہوئے انسانیت سوز کردار ہی کا تو یہ نتیجہ ہے جو آج شکست کی شکل اختیار کر کے ہمارے سامنے آ رہا ہے۔ مملکت روم دیلرس جیسے ایک نااہل فوجی کے عشق کا ڈھونگ کا الزام کرتے رہنے کے لئے ہرگز تیار نہیں ہے (حاکم دمشق ــــ! متوجہ ہو کر ہرقل نے کہا) آپ خود جولیا سے معلوم کیجئے اگر وہ خود بھی دیلرس کو پسند کرتی ہے تو جولیا کو رہا کر کے دیلرس کے حوالہ کر دیجئے اور دونوں کو آزاد اور پر مسرت زندگی بسر کرنے کا موقع دیجئے اور اگر جولیا دیلمرس کو پسند نہیں کرتی تو دیلرس کو طاقت کے ذریعہ اس طاقت کے ذریعہ جس سے وہ عربوں کو شکست نہ دے سکا۔

جولیا پر زبردستی فیصلہ کرنے کا مرگز حق نہیں ہوتا۔ اگر جولیا اس عرب نوجوان عامر کو پسند کرتی ہے تو جولیا کو اس کے حوالے کر دینا چاہیئے اور دونوں کا حکم دیدینا چاہیئے کہ وہ جلد از جلد مملکت روم کی حدود سے باہر نکل جائیں میرے خیال میں یہ کوئی ایسا اہم معاملہ نہیں ہے جس کے ہم اپنا قیمتی وقت ضائع کریں۔ آپ خود حاکم دمشق کی حیثیت میں ان معاملات کا فیصلہ کر سکتے ہیں۔

لیکن یہ ضرور خیال رہے کہ

"عرب نوجوان عامر کے ساتھ کوئی غیر مناسب زیادتی نہ ہونے پائے"

ہرقل کی اس گفتگو سے حاکم دمشق اور تھیودورس دونوں بہت بددل اور مایوس ہوئے۔ ان کو یقین تھا کہ ان لوگوں کے جرائم سن کر ہرقل آگ بگولہ ہو جائے گا اور ان سب کو انتہائی اذیت کے ساتھ قتل کرنے کا حکم دے گا لیکن ان کو مایوسی ہوئی کہ ہرقل نے ان لوگوں کے جرائم کو کوئی اہمیت ہی نہ دی اور ان سب کو ایک طرح سے چھوڑ دینے کا حکم دے دیا۔

لیکن ہرقل کا یہ فیصلہ اسقدر صاف واضح اور مدلل تھا کہ دونوں کو کچھ کہنے کی جرات ہی نہ ہوئی۔ دونوں نے ایک دوسرے کی طرف معنی خیز نگاہوں سے دیکھا اور خاموش ہو گئے۔

ہرقل کی حرکات و سکنات میں کچھ ایسی اکتاہٹ نظر آ رہی تھی جیسے وہ ان دونوں کے پاس زیادہ دیر بیٹھنا بھی گوارہ نہ کر رہا ہو۔

چند لمحے خاموشی رہی اس کے بعد ہرقل نے کہا۔ میں چاہتا ہوں کہ میں آج ہی یہاں سے روانہ ہو جاؤں کیونکہ دمشق میں اب تمام انتظامات اطمینان بخش ہو چکے ہیں اور تم دونوں پر مجھے پورا بھروسہ ہے کہ تم اسلامی کو شکست فاش دے سکو گے۔ ادھر مجھے قسطنطنیہ میں بطریق برجیس سے اہم گفتگو کی تکمیل بھی کرنی ہے اس لئے میں اپنی روانگی میں تاخیر کرنا نہیں چاہتا۔

تھیوڈورس نے کہا۔ بہت مناسب رائے ہے شہنشاہ کی۔۔۔ قسطنطنیہ میں دراصل یہاں سے کہیں زیادہ اہم مسائل موجود ہیں۔

حاکم دمشق نے کہا۔ ہر کام شہنشاہ کی مرضی کے مطابق ہی ہوگا۔ میں آپ کی روانگی کے انتظامات ابھی کئے دیتا ہوں۔

اور اسی روز سہ پہر کو ہرقل قسطنطنیہ جانے کے لئے دمشق سے یروشلم روانہ ہو گیا۔

یروشلم میں بیت المقدس کی زیارت کرنے کے بعد ہرقل نے پھر قسطنطنیہ کی طرف کوچ کر دیا۔ اور جب وہ مقام شمشاط پر پہنچا جو شام کی سرحد پر واقع ہے تو وہ وہاں حسب عادت تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر گیا۔

شہنشاہ ہرقل کا معمول تھا کہ جب وہ بیت المقدس کی زیارت کر کے

یروشلم سے قسطنطنیہ واپس جاتا تو شام کی سرحد عبور کرتے ہوئے شمشاط کے مقام پر کھڑے ہو کر بلند آواز میں کہا کرتا۔

"اے شام کی سرسبز و شاداب سرزمین اس مسافر کا سلام قبول کر جو تیرا شہنشاہ ہے لیکن پھر بھی تیری سرزمین پر ایک مسافر ہی ہے ۔ جو تیری سرسبز وادیوں اور رنگین مرغزاروں میں سیر کر کے واپس جا رہا ہے لیکن ابھی اس کا جی نہیں بھرا ہے اور وہ ایک بار پھر تیری طرف لوٹ کر آنے کی تمنا لئے ہوئے جا رہا ہے ۔"

آج پھر شہنشاہ ہرقل نے شمشاط کی بلند پہاڑی کی چوٹی پر کھڑے ہو کر بیت المقدس کی طرف رخ کیا اور بلند آواز میں کہا۔

"رخصت ہونے والے کا سرزمین شام کو سلام ۔ اے سرزمین شام ۔ آج تجھ سے اس طرح جدا ہو رہا ہوں کہ دل میں تجھ سے پھر کبھی ملنے کی کوئی امید نہیں ہے ۔ اے سرزمین شام تجھ کو آخری سلام!"

لوگوں نے دیکھا ہرقل کی آنکھیں ڈبڈبائی ہوئی تھیں لیکن وہ دوسرے ہی لمحہ شمشاط کی پہاڑیوں سے اتر رہا تھا۔ سرحد روم کی طرف اس کے قدم اس تیزی سے آگے بڑھ رہے تھے جیسے کسی جگہ سے ٹھکرایا ہوا شخص مادر وطن کی آغوش میں پناہ لینے کے لئے جھپٹ رہا ہو۔

جملہ مورخین اس بات پر متفق ہیں کہ اس کے بعد پھر کبھی ہرقل کو سرزمین

شام کی حدود میں داخل ہونے کا موقع نہیں مل سکا۔

ہرقل اور اس کے محافظ دستے کے فوجی تیزی کے ساتھ اپنے گھوڑوں پر سوار آگے بڑھتے رہے۔

قسطنطنیہ پہونچنے کے بعد ہرقل میں ایک خاص تبدیلی یہ محسوس کی گئی کہ وہ کچھ خاموش خاموش سا رہنے لگا۔ دراصل وہ دمشق کے محاذ پر لڑنے والے رومی فوجیوں کے کردار کی پستی سے بہت متاثر ہوا تھا۔



جان فروش اطلاع

اسلامی لشکر کے ساتھ مغرب کی نماز باجماعت ادا کرنے کے بعد سلمان اپنے خیمے میں لیٹا اور اپنے خیالات میں مستغرق تھا کہ وہ عامر کے متعلق سوچتا اور کبھی میریا کا خیال اسے ستانے لگتا۔ اس نے شدت جذبات سے مغلوب ہوکر اپنی آنکھیں بند کرلیں اور دل ہی دل میں اللہ سے دعا کرنے لگا کہ اے جامع المتفرقین تجھ میں بڑی طاقت ہے اور سب کچھ تیری دسترس میں ہے۔ تو مجھے میرے بچھڑے ہوئے دوستوں سے ملادے۔ میں عامر کے لئے کس قدر پریشان اور میریا کیلئے کس قدر بےچین ہوں۔ میرے دل کا حال تجھ پر اچھی طرح روشن ہے میری ذہنی تشویش اور میرا دلی اضطراب مجھے سخت ذہنی بوجھ بنا رہے ہیں۔ اے اللہ تو مجھ پر رحم فرما یا ارحم الراحمین۔

اور پھر جیسے ہی سلمان نے اپنی آنکھیں کھولیں تو وہ یہ دیکھکر متحیر رہ گیا کہ اس کے خیمہ کے دروازے پر ایک اجنبی شخص کھڑا ہوا مسکرا رہا تھا۔ سلمان نے اپنے ذہن پر بہت زور ڈالا لیکن اس کی یادداشت کے کسی بھی گوشہ سے اس شخص کی کوئی تصویر ابھر نہ سکی۔

سلمان چند لمحوں تک اس کو حیرت سے دیکھتا رہا اور دونوں طرف خاموشی رہی۔

اچانک دروازہ پر کھڑے ہوئے شخص نے کہا۔ کیا میں سلمان سے مخاطب ہوں۔

سلمان نے اخلاق سے جواب دیا۔ ہاں بھائی میں سلمان ہوں۔ اور پھر مسکراتے ہوئے کہا۔ لیکن تم وہاں دروازے پر کیوں کھڑے ہو۔ اندر آؤ میرے پاس آرام سے بیٹھکر

بتاؤ کہ میں کیا خدمت کر سکتا ہوں۔ قسم ہے اس پاک پروردگار کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ میں تمہاری ہر مدد اور ہر خدمت انجام دینے کو تیار ہوں۔ آؤ۔ آرام سے بیٹھو اور مجھے حکم دو۔

دروازہ پر کھڑا ہوا شخص آگے بڑھا سلمان بھی کھڑا ہو گیا تو نادر نے سلمان سے مصافحہ کیا اور بولا۔ سبحان اللہ کیا حسن اخلاق ہے یقین جانو سلمان تمہارے تمہارے الفاظ کے خلوص نے میرے سفر کی تکان کو ختم کر دی۔

واقعی اسلام کا یہ اخلاق۔ اور یہ کردار کی بلندی ہی ہے جس نے مسلمانوں کو عروج دے رکھا ہے۔ ایک اجنبی رومی فوجی سے خائف ہونے یا اس کو جھڑکنے اور اذیت پہنچانے کی بجائے تم اس سے اتنے اخلاق سے پیش آئے ہو۔

سلمان نے مسکراتے ہوئے کہا یہ کوئی میری اپنی شروع کی ہوئی بدعت نہیں ہے بلکہ یہ رسول اکرم صلعم کی تعلیم اور اسلام کا اصول ہے۔

نوادر نے کہا۔ بلیشک اسلام نے انسانیت کا تحفظ کیا۔ اور رسول اکرم صلعم نے انسانیت کو جلا دے کر چمکا دیا۔ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ

سلمان نے نودار کو بڑھ کر گلے سے لگا لیا۔ اور اس کو اسلام قبول کرنے پر مبارکباد دی۔

کوئی بات شروع کرنے سے قبل سلمان اور نودار نے بیٹھ کر دودھ میں بھیگی ہوئی کھجوریں کھائیں اور پھر نودار نے کہا۔ میں دراصل ایک رومی فوجی ہوں۔ میری طرح روم میں اور بہت سے لوگ اسلام کی عظمتوں سے واقف اور اسلام کی خوبیوں کے معترف ہیں۔ وہ بھی میری طرح دراصل مسلمان ہی ہیں اور صرف کلمہ پڑھنے کی دیر ہے۔

سلمان نے خوش ہوتے ہوئے کہا۔ الحمد للہ یہ سعادت ابھی آپ نے میرے سامنے ہی حاصل

کرلی ہے۔

نووارد۔ جی ہاں اس منزل پر میں کسی نہ کسی دن پہونچتا تو ضرور۔ لیکن آپ کے ملن کی کشش نے مجھے اسی وقت۔ اپنی طرف کھینچ لیا۔

پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد نووارد نے کہا۔ میرا نام مارٹن ہے اور میں میریا کا بھائی ہوں۔ آپ میریا کو جانتے ہیں نا۔

سلمان تھوڑی دیر تک سکتے میں بیٹھا رہا کہ وہ اس سوال کا جواب دے کہ وہ میریا کو جانتا ہے یا نہیں۔ بلکہ میریا ہی اس کے تصورات کی ملکہ اور اس کے خوابوں کی پری بنی ہوئی تھی۔ لیکن وہ مارٹن سے اس سے زیادہ نہ کہہ سکا کہ ہاں میں میریا کو جانتا ہوں جو لیا کی سہیلی ہے وہ۔

مارٹن نے معنی خیز انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔ خیر جولیا کی سہیلی ہی سہی لیکن مجھے معلوم ہے کہ تم میریا کو اس سے زیادہ بھی جانتے ہو۔ اور اس نے دیکھا کہ سلمان کی پیشانی پر پسینے کے قطرے نمودار ہو گئے تھے۔ ایک لمحہ کے توقف کے بعد مارٹن نے پھر اپنا سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ دراصل میریا اور جولیا اس وقت قید میں ہیں دونوں پر بغاوت کا الزام ہے۔ عامر ان دونوں کی تلاش میں کسی خفیہ راستے سے اس مکان میں پہونچ گیا جس میں یہ دونوں قید ہیں اور وہیں اس کو گرفتار کر لیا گیا۔ اب یہ تینوں سزائے موت کے حکم کا انتظار کر رہے ہیں اور کسی لمحہ ان کو زندگی کی قید سے آزاد کیا جا سکتا ہے۔

سلمان کے منہ سے بے ساختہ نکلا "یا اللہ" اور پھر کھڑا ہو کر بےچینی سے ٹہلنے اور سوچنے لگا۔

اچانک سلمان نے مارٹن سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کیا وہ تینوں دمشق ہی میں ہیں

مارٹن نے جواب دیا ہاں دمشق ہی میں ہیں۔
سلمان نے سوال کیا۔ میریا تمہاری بہن ہے ظاہر ہے کہ تم اسکی رہائی اور اس کی زندگی چاہتے ہوگے۔ اس لئے تم اس مہم میں یقیناً میرا ساتھ دوگے۔
مارٹن نے کہا۔ ساتھ دینا کیا۔ میں تو تم کو اپنی مدد کے لئے لینے آیا ہوں۔ دراصل میں اگر اپنی بہن میریا اور اپنے بھائی عامر کو آزاد نہ کر سکوں گا تو ان کے ساتھ جان دینے کی ہمت تو رکھتا ہی ہوں۔
سلمان نے کہا۔ آفریں صد آفریں اے مارٹن۔ میرے خیال میں ہم کو اسی وقت روانہ ہو جانا چاہئے۔"
مارٹن۔ یقیناً کیونکہ ان لوگوں کے لئے ایک ایک لمحہ بھی ایسا ہے۔ نہ معلوم کس وقت ان کو سزائے موت کا حکم دے دیا جائے۔
سلمان نے برجستہ سوال کیا۔ تمہارے خیال میں انلوگوں کو چھڑالانے کے لئے کتنے آدمی کافی ہونگے۔ میں کتنے آدمیوں کو اپنے ہمراہ لے چلوں۔
مارٹن نے ہنستے ہوئے کہا۔ کھلم کھلا چھڑا لانے کے لئے تو اسوقت پورا لشکر اسلامی بھی کافی نہیں ہے کیونکہ وہ محاصرہ کئے ہوئے برابر حملے کر رہے ہیں لیکن دمشق کے اندر داخل نہیں ہو سکا۔ دراصل اسوقت دمشق میں داخل ہی مشکل ہے۔ لیکن تم صرف تنہا میرے ساتھ بڑی آسانی کے ساتھ داخل ہو سکتے ہو۔
سلمان نے کچھ سوچتے ہوئے کہا لیکن صرف ہم دو کیا کر سکیں گے قلعہ کے اندر پوری فوج کے مقابلہ میں۔
مارٹن نے کہا۔ میں کہہ چکا ہوں نہ آپ سے کہ میری طرح بہت سے رومی اندر

بھی ایسے ہیں جنھیں صرف کلمہ پڑھنے کی دیر ہے۔ ورنہ وہ دل سے مسلمان ہیں۔ وہ سب میرے ساتھی ہیں اور ان کی تعداد سینکڑوں میں ہے وہ ہماری مدد کریں گے۔ اور پھر سب سے بڑا مددگار اللہ تعالیٰ ہے۔

سلمان نے کہا تو پھر دیر کس بات کی ہے۔ چلو ہمراہ چلتے ہیں۔

مارٹن نے کہا۔ نہیں اس وقت میں داخلہ مشکل ہوگا۔ ہم رات کے پچھلے پہر روانہ ہوں گے۔ اس وقت داخل ہونے میں آسانی ہوگی۔ اس وقت تو میں تمہارے خیمہ میں آرام کروں گا۔

سزائے موت کا حکم

شام کی سیاہی آفتاب کی سنہری اور قرمزی شعاعوں پر غالب آتی جا رہی تھی۔ اور نیلے پیلے اور سرخ رنگوں کی آمیزش سے بے شمار رنگ بن کر اور پھر سب ایک ساتھ ہی سیاہی میں تبدیل ہو رہے تھے۔ سلمان نے رنگ برنگ شفق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے جس کا عکس زمین اور در و دیوار پر بھی پڑ رہا تھا۔ مارٹن نے کہا۔ کس قدر خوشگوار اور رنگین شام ہوتی ہے دمشق کی۔ مارٹن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ ہاں سلمان دمشق کی شام دور دور تک مشہور ہے۔ لیکن آج اس رنگین شام میں مجھے تم کو سنانے کیلئے ایک اندوہناک اطلاع ملی ہے۔ سلمان نے مسکراتے ہوئے کہا۔ سنا ڈالو وہ بھی اندوہناک اطلاع کیوں کوئی بدخبری باقی رہ جائے۔ سناؤ۔

مارٹن نے رک رک کر کہنا شروع کیا۔ حاکم دمشق نے میریا، جولیا اور عامر

تینوں کو سزائے موت کا حکم سنادیا ہے۔

سلمان یہ مدح فرسا اطلاع سن کر لڑکھڑا گیا۔ اور مارٹن نے اس کا شانہ پکڑ کر سہارا دیتے ہوئے کہا۔ میرے دوست یہ شدت غم سے لڑکھڑانے کا وقت نہیں ہے بلکہ فرط عزم سے مستحکم کھڑے ہونے اور ان تینوں کی بروقت مدد کرنے کا وقت ہے۔

سلمان نے سنبھلتے ہوئے کہا۔ کیا ہم اب بھی ان کی مدد کر سکتے ہیں۔

مارٹن نے پورے عزم کیساتھ جواب دیا۔ کیوں نہیں میں اسیلئے تو تم کو یہاں بٹھا کر آیا ہوں۔ اور پھر ایک لمحہ کے توقف کے بعد کہا آج دن بھر میں نے اسی تحقیق میں گذارا ہے۔ دراصل تھا ہرقل دمشق سے قسطنطنیہ جاتے ہوئے ان تینوں کی رہائی کا حکم دے گیا ہے اور جو لبابہ کے لئے یہ حکم بھی دے گیا ہے کہ اگر وہ دیلریس کو پسند کرے تو اسکو دیلریس کے حوالہ کر دیا جائے اور اگر وہ عامر کو پسند کرے تو اسس کو عامر کے سپرد کر دیا جائے۔ اور ہاں ہرقل جاتے جاتے یہ بھی کہہ گیا ہے کہ عامر کے ساتھ ہرگز کوئی زیادتی نہ ہونے پائے۔

سلمان پھر یہ سزائے موت کا حکم کیسا ؟

مارٹن۔ تھیوڈورس اور حاکم دمشق نے دیلریس کی خوشنودی کے لئے ہرقل کے حکم کی خلاف ورزی کی ہے۔ اگر وقت ہوتا تو میں قسطنطنیہ جاکر ہرقل سے حکمنامہ لاسکتا تھا کہ اس کے حکم پر عمل کیا جائے اور ان تینوں کو فوراً چھوڑ دیا جائے لیکن وقت بالکل نہیں ہے صرف ایک رات درمیان میں رہ گئی ہے۔

سلمان نے حیرت سے کہا۔ صرف ایک رات۔

مارٹن نے جواب دیا۔ یہ رات جو ہم پر مسلط ہو رہی ہے اس کی صبح ہوتے ہی ان تینوں کو دمشق کے بڑے چوراہے پر قتل کر دیا جائے گا۔ لیکن ایسا ہرگز نہ ہونے

پائے گا اور ہم رات کی تاریکی ہی میں ان تینوں کو لے کر ایسی جگہ پہونچ جائیں گے جہاں تھیوڈرس اور حاکم دمشق کی دسترس نہ ہوگی۔

اچھا آؤ مجھے وہ سامنے سرا میں اپنے دوستوں سے مشورہ کرنا ہے۔ مارٹن اور سلمان دونوں سڑک سے ہٹ کر سرائے کے اندر داخل ہو گئے اور ایک کمرہ کے سامنے پہونچکر رک گئے جن کے اندر تین آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ تینوں مارٹن کو دیکھ کر باہر آگئے اور ان میں سے ایک نے مارٹن سے کہا۔ مارٹن سرا میں اتنے آدمیوں کے اجتماع کو میں نے مناسب نہیں سمجھا اسوقت لوگ میرے مکان میں موجود ہونگے ہم تینوں تم لوگوں کو لے جانے کیلئے یہاں انتظار کر رہے تھے چلو دیر نہ کرو۔

اور یہ تینوں افراد مارٹن اور سلمان کو لے کر روانہ ہو گئے کئی سڑکوں اور گلیوں میں گذرنے کے لبعد یہ لوگ ایک عالیشان عمارت میں داخل ہو گئے۔

اس عمارت کے بڑے ہال میں تقریباً ڈیڑھ سو افراد بیٹھے ہوئے تھے۔ سبھوں نے کھڑے ہو کر بڑی گرمجوشی کے ساتھ مارٹن اور سلمان کا خیر مقدم کیا۔

جب یہ سب لوگ بیٹھ گئے تو مارٹن نے کہا۔ بھائیو ہمارے پاس صرف ایک رات آج کی رات ہے۔ حاکم دمشق نے جیسا کہ تم سے اکثر کو معلوم ہے ان تینوں کو حکم دیا ہے کہ کل صبح ہوتے ہی ان کو قتل کر دیا جائے گا۔

مجمع سے کئی لوگوں نے ہم زبان ہو کر کہا کہ ہمیں آج ہی رات اپنا کام کرنا ہے خواہ ہم ان تینوں کو چھڑالیں خواہ اپنی جان دیدیں۔

مارٹن نے ان لوگوں سے سلمان کا تعارف کرایا اور اسکے اخلاق و خلوص کی تعریف کی۔

مجمع سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ مارٹن ہم اس زیادتی کو برداشت نہیں کر سکتے

جو تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو۔

مارٹن نے کھڑے ہو کر عاجزی سے کہا اگر نادانستہ کوئی زیادتی مجھ سے ہو گئی ہو تو اس کی تلافی کر لو۔ اور مجھ کو معاف کر دو۔

اس شخص نے جواب دیا۔ ہاں ہم تلافی کئے بغیر تم کو معاف ہرگز نہ کریں گے اور تلافی کے لئے ہم اپنی جانب سے سلمان کو حکم بناتے ہیں۔ مارٹن نے کہا۔ مجھے منظور ہے۔

سلمان نے کہا۔ آپ لوگ مارٹن کے خلاف اپنی شکایات بیان کریں میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ مارٹن کی دوستی کو بھول کر انصاف کروں گا۔" اس شخص نے کھڑے ہو کر کہا۔ در اصل عامر کو رہائی دلانے کیلئے ہم سب آپ کی مدد کرنے اور اپنی جانیں دینے پر تیار ہیں ہم سب اور مارٹن بھی۔ لیکن مارٹن مدد کے لئے اپنا معاوضہ آپ سے وصول کر چکا ہے اور ہم سب ابھی محروم ہیں۔ ہم اعلان کرتے ہیں کہ جب تک ہم معاوضہ وصول نہ کرلیں گے ہرگز تلوار نہ اٹھائیں گے۔"

مارٹن حیرت سے اس کا منہ تک رہا تھا۔" سلمان نے اس شخص کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ مارٹن نے مجھ سے کوئی معاوضہ وصول نہیں کیا ہے۔ اگر تم لوگوں کو کوئی غلط فہمی ہے تو صاف صاف بیان کر دو میں اس کا ازالہ کر دوں گا۔" اس شخص نے جواب دیا۔ غلط فہمی کیسی مارٹن نے خود ہم سے بیان کیا ہے کہ اس نے آپ سے وہ معاوضہ وصول کیا ہے جس کی کوئی قیمت نہیں ہو سکتی۔ اس نے آپکے سامنے اسلام قبول کیا ہے اور اب اگر وہ قتل ہوتا ہے تو شہید ہو گا لیکن ہم مر کر بھی شہادت سے محروم رہیں گے۔ خیر اگر آپ خود معاوضہ نہیں دیتے تو ہم چھیننا بھی جانتے ہیں اور یہ کہہ کر اس شخص نے بآواز بلند کہا۔ "لا الٰہ الا اللہ محمد الرسول اللہ" اور سلمان سے بغلگیر ہو گیا۔ پھر باری باری ہر شخص کلمہ پڑھ پڑھ کر سلمان سے گلے ملتا اور مسکراتا رہا۔

آخری رات

وہ آخری رات تھی اور فیصلہ کن رات یہ بھی ممکن تھا کہ سلمان مارٹن ان کے ساتھیوں اور عامر جولیا اور یمیریا کے لئے اس رات کی تاریکی کبھی ختم ہی نہ ہوتی اور ہمیشگی اختیار کر لیتی۔ اگر یہ بھی اللہ تعالیٰ کے رحم و کرم سے بعید نہ تھا کہ اس رات کی تاریکی ایک روشن صبح کی تخلیق کرتی۔ ایسی روشن صبح جس کی آغوش میں رنگ و نور اور نکہت و مسرت کے سوا اور کچھ نہ ہوتا۔ اور اس کا فیصلہ آج ہی کے تاریک ماحول میں ہوتا تھا۔

ادھر دمشق کے اندر ڈیڑھ سو افراد مسلح ہو کر کسی بڑی مہم کی تیاریاں کر رہے تھے ادھر قلعہ کے باہر اسلامی لشکر کے ایک خیمہ میں اسلامی سپہ سالار خالد عبادت میں مصروف تھے۔ وہ برابر جاگ رہے تھے اور اللہ تعالیٰ کے حضور میں گریہ وزاری کر رہے تھے۔

تیسرا منظر دمشق کے شہر میں ایک اور عمارت میں ہو رہا تھا۔ یہ عمارت عامر، جولیا اور یمیریا کے لئے قید خانہ تھی جس پر مسلح رومی فوجیوں کا پہرہ لگا ہوا تھا۔ عامر جولیا اور یمیریا کو سزا کا حکم سنایا جا چکا تھا۔ اور بتایا جا چکا تھا۔ کہ صبح ان تینوں کو قتل کر دیا جائیگا۔ یمیریا اور جولیا اس عمارت کے ایک کمرہ میں تھیں اور عامر تنہا اس سے ملحقہ کمرہ میں تھا دونوں کمروں کے درمیان موٹی آہنی سلاخوں سے بند ایک دروازہ تھا جس سے عامر یمیریا اور جولیا کو اور یمیریا اور جولیا عامر کو دیکھ سکتے تھے اور باتیں کر سکتے تھے۔

رات آدھی گذر چکی تھی۔ جولیا نے عامر کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔ عامر یہ رات بھی کتنی طویل ہو گئی ہے کہ صبح ہو۔

عامر نے جواب دیا۔ گھبراؤ نہیں جولیا صبح بھی ہو ہی جائے گی اور زندگی کی دیوار بھی ہی جائے گی۔

ہیریا۔ کیا مرنے کے بعد ایک دوسرے سے مل سکیں گے۔

عامر: کیوں نہیں یہ دوسری بات ہے کہ پہلی ایک دوسرے کی پروانہ رہ جائے۔

جولیا نے بڑی حسرت سے کہا۔ عامر میں تم صرف چند تبسم اور کچھ پر اشتیاق الفاظ کے علاوہ اور کچھ نہ دے سکی جس کا مجھے افسوس ہے۔ ہم زندگی ایک ساتھ اطمینان کا سانس نہ لے سکے لیکن مجھے خوشی ہے کہ ہم ایک ساتھ مر سکیں گے۔

عامر نے جواب دیا۔ جولیا ہوتے کی عجلت کے ساتھ ہمارا مرنا یقینی نہیں ہے۔

ہیریا نے قطع کلام کرتے ہوئے کہا۔ وہ ایسے کہ اللہ نہ صرف اللہ مارتا اور جلاتا ہے۔ ہیکو ڈورس۔ حاکم دمشق اور ہرقل کے ہاتھوں میں موت اور زندگی نہیں ہے۔ ابھی تک ہم نے صرف ہرقل اور حاکم دمشق کے فیصلے سنے ہیں لیکن پہلی اللہ کے فیصلہ کا ابھی انتظار ہے۔

عامر اپنی بات ختم بھی نہ کر پایا تھا کہ شور وغل کی آواز سنائی دی اور یہ تینوں ابھی طرح شور وغل کی طرف متوجہ بھی نہ ہونے پائے تھے کہ اچانک رات کی تاریکی میں ایک تلوار بجلی کی طرح چمک کر دروازہ پر ٹوٹ پڑی اور دوسرے ہی لمحہ دروازہ کھل گیا۔ اندر داخل ہونیوالا سلمان تھا جو عامر سے لپٹ گیا۔ سلمان نے عامر جولیا اور ہیریا کی زنجیریں کاٹ دیں اور ان تینوں کو ساتھ لے کر کمرے سے باہر نکل گیا۔ تین رومیوں کو قتل کر کے ان کے گھوڑوں پر عامر جولیا اور ہیریا کو بٹھا دیا اور سلمان خود اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر عمارت سے باہر نکل گیا۔ جلد ہی اس کے ساتھی بھی آ گئے لیکن رومی فوجی تعاقب میں تھے اور ان سے مقابلہ کرنا پڑ رہا تھا۔

ادھر قلعہ دمشق میں کچھ ایسا شور و غل مچا ہوا تھا کہ خالد جو اپنے خیمہ میں عبادت میں مشغول تھے اس شور و غل کی طرف متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ انھوں نے اپنے پہرہ داروں کو بلا کر معلوم کیا۔ کہ یہ شور و غل کیسا ہے جو قلعہ کے اندر سے بلند ہو رہا ہے پہرہ داروں نے اطلاع دی کہ ائے سردار دمشق کے بطریق کے یہاں لڑکا پیدا ہوا ہے اسی خوشی میں قلعہ دمشق میں رومیوں نے جشن مسرت منایا ہے اور سب شراب پی کر بدمستی میں شور و غل مچا رہے ہیں۔ خالد فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا قلعہ پر پہونچنے کا اس سے بہتر موقع کب ملے گا۔ اپنے فوج کو تیاری کا حکم دے دیا اور کہا کہ وہ جیسے ہی وہ قلعہ کے پھاٹک کو کھلا دیکھیں تیر کی طرح اندر داخل ہو جائیں اور پھر ایک دستہ فوج کو حکم دیا کہ رسے لیکر ان کے ہمراہ قلعہ کی دیوار پر چلیں۔ یہاں فوجیوں نے قلعہ کی دیوار پر رسے پھینک پھینک کر رسیوں کی سیڑھیاں بنانی شروع کر دیں۔ سب سے پہلے خالد رسہ کی ان سیڑھیوں پر چڑھے اور ان کے پیچھے اور بھی کئی مجاہد ان سیڑھیوں کے ذریعہ قلعہ کی دیوار پر چڑھ گئے پھر اسی سیڑھی کو دیوار کی دوسری طرف لٹکا کر اتر گئے۔ اور اندر داخل ہو کر قلعہ کا پھاٹک کھول دیا۔

سُرخ و سُنہری

شام

سلمان، مارٹن اور راس کے ڈیڑھ سو مجاہد عامر، میریا، اور جولیا کو قید سے نکال کر باہر لانے میں کامیاب ہو گئے۔ لیکن اس عمارت کے پہرہ داروں نے تعاقب جاری رکھا یہاں تک کہ قلعہ کے اندر سے رومی فوجی نکل نکل کر ان لوگوں پر حملہ کرنے لگے۔ رات تیزی کیساتھ گذر رہی تھی